

کلیاتِ صفدر

تصنیف

نواب محمد صفدر علی خاں صفدر راہپوری

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،
لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

کتابخانه ملی افغانستان
مطبع می نویسی کوک شوق لکھنؤ
۴

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ مسلسل دار فروخت کے لیے موجود ہے جو کسی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے منگنی ہو چکے۔ حاکم و ملاحظہ سے شائقان اعلیٰ حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی اور زبان ہر اس کتاب کے ٹیبل پچ کے تین صفحہ جو سادہ سے ہیں انہیں بعض کتب کلیات و دروادیں اردو کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجود و کافی سے قدر و اتون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دروادیں اردو		حیدر علی آتش لکھنوی۔	۸
کلیات ظفر۔ از حضرت سرالہ		کلیات نصیحت نبیہ مصنف مولوی	
ظفر بادشاہ ہر چار جلد کامل		عبدالمجید خان۔	۷
دو جلد میں۔		کلیات نظام۔ از نواب	
انتخاب کلیات ظفر۔	۱۲	مروان طیفان بہادر مرحوم۔	۱۰
کلیات مؤذن۔ از استاد خوشن		کلیات امیر السدس قسیم شاہ	
دہلوی۔	۱۰	حضرت نسیم دہلوی۔	۱۳
دیوان ناسخ۔ از استاد شیخ		کلیات سیرتقی۔ از استاد	
امام بخش ناسخ لکھنوی۔	۱۲	سلم اثبوت سنہوری۔	۱۲
کلیات آتش۔ از استاد خواجہ		کلیات سودا از استاد مسلم سنہوری	۱۲

مستاجر و مرگامستاجر
بعدن عینین ن ن ن ن

و مرگامستاجر و مرگامستاجر

کتاب

و مرگامستاجر و مرگامستاجر

و مرگامستاجر و مرگامستاجر

۳۲۱۵۵

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U32155

سہ ماہہ رنجن اکبر

دیباچہ دیوان نگارستان نصرت کہ در تاج امتیاز طبع شد و

نامہ مرکب کوئی جو کجی نامک بس

قدسی پکار سہ ماہہ رنجن اکبر

سبحان احد کیا حکمت حکیم مطلق ہو کہ ہر شے کا قدر و ان کے ساتھ بن پیدا کیا
مخلوق کو رنگ و بو عطا ہوئی تھی ہمیں چشم و اذان عنایت نہ ہوئی تو قدر کیا ہوگی
عبد بن کوثر نے بشتے تھے ہیں گوش نشو نہ سے تو نصرت کوئی تھا کہ نہ ہو
نہ زمین نہیں زمین نہیں نہ ان نہ مٹا تو خط کے آغا کہ نہیں زمین سادہ نہ جیسا تھا
ہمیں تو نہیں طلب ہدایت نمونی تو دولت یمان گئے مٹی مٹی امد علیہ و آلہ و صحبہ
اظہار ہیں الی یوم الدین اگر انتظام دار راہیاست راہ پر گئے و نہ پتہ ہوا
حوال نصرت مطلق نہ ہوتا تو وہ ہندوستان راہیست و عام خلق خدا کیسے

نفس عاشقت مین آرام و آسائیش پاتے وہ فرمانرواے رشک شایان عالم
 کون نئی سکندر شوکت دارا منزلت سلیمان جاہ خورشید کلاہ زبند و سیر
 حکمرانی و زوال تاج جهانی حاجی حرمین شریفین زائر روضہ شہنشاہ دارین حافظ
 شرع بین حامی دین تین شیر فیروز بند جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر
 فرزند و پندری دوست انگلیشہ رئیس و لاوار عظم طبقہ اعلا سے ستارہ بند دوم ملکہ
 و آباہم حق یہ کہ یہ شہر یار عایق و قار رشک قبصر و خانان بہمہ صفات جلیلہ
 موصوف سخاوت مہن حاتم عدالت مین نوشیروان شجاعت مین زہتم فراست
 مین اہل عنوان و جابت مین یوسف شریعت مین پیر و رسول خدا طریقت مین مہیاب
 او بیار غیت پروسا فر و از حق دوست حق شناس خلیق حسین شفی پرہیزگار
 ساکنان ہر شہر و دیار نبش غام سے شکر گزار ارباب فضل و کمال جو د عطا سے
 آسودہ حال خداوند عالم عمر و اقبال جناب مدوح مین یوٹا فیوٹا ترقی کر است
 فرما سے اب خاکسار سراپا انگسار بندہ درگاہ الم نیری محمد صغدر علی خلت جناب
 مغفرت آب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنبت آرام گاہ خلت
 جناب نواب علام محمد خان صاحب بہادر آرام اشیان خلت الرشید جناب
 نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل خلت ارشد جناب
 نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان و الیان دارالریاست
 عرف رام پور خدمت ارباب سخن پین عرش پر و قریب کہ بعد انتقال اعلیٰ حضرت

نواب جنت آرام گاہ اس وحید عالم سجدائی کی ہر طرح سے تعلیم و تربیت جناب
ہرادر بزرگوار نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مہکان نے
فرمائی کتب فارسی کا درس مولوی شیخ احمد علی استاد گاہ وحید عصر سے
ہوا بعد فراغ تحصیل خوشنویسی منشی میر عوف علی صاحب خوشنویس کیا
روزگار سے ایک مدت شوق کی بعد تکیس تحریر فنون سپاہگری کا مدینہ قاف سے
حاصل کی پھر تصویر کشی کا شوق ہوا نواب فردوس مہکان نے بابوشکل سین
صاحب مصور عظیم المثال کو بلا کر تعلیم پر مقرر فرمایا بابو صاحب موصوفت نے
کئی قواعد تصویر بروغنی و آبی وغیرہ بخوبی تعلیم کیے البتہ اس فن کو میں نے اپنے
فنون حاصل کردہ میں بہت نازک اور مشکل پایا جب بعنایت انہی اس سے
بھی استفعا ہوا تو نو نو گراں یعنی تصویر کشی کھینچنا مشرقی و توران صاحب اور
مشکور الدولہ بادشاہ سے بہت جلد حاصل کیا پھر کچھ دنوں طسمات وغیرہ کا
چرچا رہا پھر خند کے کتب تواریخ و داستان و اخلاق و تصوف و مذہب و لغت
و طب و حساب وغیرہ کی سیر میں بحویت رہتی پھر ایک عرصے تک صحبت فقرا اور
علماء ہی آسین ہر طرح کے مسائل مشکلا شریعت و طہارت و زوجہ و تصوف
حل ہوئے پھر ہوا سے سیاحی سرزمین بھری سیر و بار و ہمار ہندوستان
بخوبی تمام کی اتفاقات روزگار سے اسی زمانے میں ایک پری بیکر غارتگر
ممبر و قمار سے دل لہجھا میں کیا کمون وہ کیا عالم تھا دل کو اضطراب

جان کو بیچ و قاب خاطر کو گرانی حواس میں پریشانی آنکھوں کو سیرت طبیعت کو
 وحشت پیدا ہونے کی ہمیشہ و عشرت و آرام سب چھوٹ گیا اسی افسانہ میں شاعری
 خیالی آبا شعر و سخن سے ابتدا سے طبیعت کو ناگ تھکی آخر شوق نے اُڑا کچھ نظم
 میر نے کا ذوق ہوا شاعر سحر بیان اعجاز تقریر جناب شعی امیر احمد صاحب ایسے
 آفتاب ہند کی صفائی زبان نثر کلام حسن بندش شوخی طبیعت نہایت پسند آئی
 آنکو کلام دکھایا آنھوں نے کہاں دسوزی نکات شاعری تعریف فرمائے رفتہ رفتہ
 ہر قسم کا کلام مثل قصائد و غزلیات و مثنوی و داستان و نعت و نظم و مہر و
 سلام و رباعیات و قطعات تاریخ وغیرہ فراہم ہو کر کلیات تیار ہوا محمد ہند علی بن
 وغیرہ بعض مخلصین نے کلیات چھپنے پر اصرار کیا مگر چونکہ ابھی نثر ثانی باقی تھا
 مجبوری الحال سفر کلکتہ درپیش ہو لہذا ایک مختصر ساری ان غزلیات انتخاب کر کے
 سر دست چھپوا دیا اب اپنے محفل کے ہمنشینوں کو کچھ عجز کے نغمے انکسار کے ترانے
 بھی سنائے ان میں سے ہر قسم مشرلو ہر چند کہ میں اور تم ایک ہی خم کے
 باد و خوار ہیں مگر تم زلال شام ہو میں دردی کش تم اپنے رنگ میں مست ہو
 میں اپنی بیاہگی سے غش تم آفتاب میں سہا تم شہسوار میں نقش یا تم سرود میں
 ساز شکستہ تم نغمہ میں آواز خستہ تم نشے کی نرنگ میں شمار کارنگ تم عرش پر و
 میں پرگستہ تم طوفان میں آب بستہ تم دریا میں چاہ تم سبزہ میں کاہ میں اس
 بزم میں چراغ ہوں لیکن مرد داس بلغم میں بھول ہوں مگر پرمردہ جواہر ہوں

مگر بے رنگ جس ہوں لیکن بے آہنگ دریا ہوں مگر بے موج اختر ہوں لیکن
 بے اوج طوطی ہوں مگر بے زبان بلبل ہوں لیکن نوحہ خوان شیشہ ہوں مگر بے بادہ
 دل ہوں لیکن بے ارادہ حسرت ہوں مگر خون گشتہ نخت ہوں لیکن برگشتہ شمع
 ہوں مگر بے نور صبا ہوں لیکن بے سرور زمین سخن نہ میری ملک نہ جاگیر البتہ
 فرمانروایان قیسم سخن کا پیرو ہوں اس تصدیقہ پر داری سے فقط اتنی غرض
 ہو کہ اگر زبانہ انان سخن سنج کہیں خطا پائیں تو میری عاجزی پر نظر کر کے عیب
 کو کام فرمائیں

صفدر مجھے سب کتنے ہیں کیساے زما	لیکن نہیں معلوم کہ میں کون کون کیا ہوں
---------------------------------	--

نامہ

اس کوہ درجہ ان کو گنگا اپنی تیز باریاں	فرش زمین بساط سپہر برین آئٹ
اجرا دل ہو کیا یا رب کہ جسکا ہی یہ شوق	لب مکرشتاق ہیں میرے نسلے کے لیے

سرستان محبوبی گلبن چمنستان خوبی نسیم گلزار محبت نسیم بہار مودت زاد احسن
 و جوار۔ اشتیاق ملاقات نرحت آثار و تمنا سے دیدار مسرت انبار زیادہ از
 حد و حساب ۵ گزیر ہر سال تو نسیم صفت مشتاقی + ماند از شوق تو صصال
 حکایت باقی + جانمن قبل اس سے ایک اشتیاق نامہ متضمن کیفیت صدور
 تسلی نامہ و شرح درد فراق و امید وصال و بیان شہبہا سے نہائی و تصورات ناز و
 انداز و رسید تجا لفت روانہ کر چکا ہوں یقین ہو کہ ملاحظہ سے گذرا ہو گا مگر اسکے

جواب سے بہرہ مند نہ ہوا ہے فریاد کہ دلدار خطا ہے نفرت سادہ مانا نہ نوشتیم چرا
 نہ فرستادہ وہ کیا گردش زمانہ ناہنجار ہو اور کیا دورنگی لیل و نہار ہو کہ ابھی
 چند روز پہلے آپ کی غنائیوں سے جھکوا اپنے مقدر پر ناز تھا یا دفعہ آپ نے ایسا
 گوشہ خاطر سے فراموش کیا کہ ہر وقت حسرت و افسوس و مساز ہو ہے صبا غبار
 رہت را بچشم ما نرساندہ میان باد صبا این غبار خاطر ماندہ ایک چشم زدن مین
 کیا تھا کیا ہو گیا میرا بخت خفتہ بیدار ہو کر سو گیا نہیں معلوم ہے و گھر مرا بچہ
 تقصیر متهم کر دی ہے چہ کردہ ام کہ مین التفات کم کر دی ہے یا تو یہ عنایت تھی کہ ہر روز
 خط پر خط پہلے آتے تھے یا نہ فراموشی کہ جواب لکھنا بھی بار ہو گیا ہے فرمزدہ
 وصلے نہ پیاسے نہ حدیثے و در کوئے تو بستند مگر باد صبا را بہ اور ایک شعر اسی
 مضمون کا حسب حال یا دایا ہے نمی آئی نینخواہی نینخوائی نے پرسی ہے چہرہ الر
 آشنایان این قدر کس بخیر باشدہ اور یہ زمانہ ہفتے عشرے کا ایک مدت دراز
 معلوم ہوتا ہے ہر وقت چشم براہ گوش برآذر ہوں گرے شد عمر با کہ از تو بیامی
 نیرسدہ قاصد کجا و نامہ کجا و خبر کجاہ اور کبھی مین دل سے کتا ہوں ہے
 سمجھو نگا میرے خط کا جواب آئے اب لکھاہ اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط
 اور کبھی دل مجھ سے کتا ہے حسین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کاہ
 وہی ظالم نے کیا خابج دفتر کا غذہ غرض کہ دونوں کا ایک سا حال ہے
 کھٹکتا نہیں کہ ہم سے دلدار کیوں خفا ہے مین دل سے پوچھتا ہوں دل مجھ سے

پوچھتا ہر چیز آپ سے شکایت نہیں اپنے تقدیر سے شکایت ہر اب کچھ حال
 اپنا تحریر کرتا ہوں ہر چند سمع خراشی ہوگی لیکن اپنا وہ حال ہے وہ نفرت
 تیوری چڑھائے گئے مگر حال دل ہم سنائے گئے ہر دم دل میں آئی یاد ہے
 ہر لحظہ لب پر نالہ و فریاد ہے تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا دکھا کر یہ
 راز لاکھ لاکھ دکھا کر جلا کر مٹا کر یہ ادراک حال پر ملال میں نہ کوئی نہیں
 نہ راز دار نہ مونس نہ غمگسار کسی سے کہ نہیں سکتے معاملہ دل کا ایکیلے
 بیٹھے کیا کرتے میں گلہ دل کا البتہ درد و بقراری کو کچھ راز دار اور غمگسار کیسے
 کس واسطے بقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی و درد دل نے جو بددی
 تو میں بستر سے اٹھا دن تو آپ کے تصویر بنانے میں اور ذکر خیر میں بسر ہو جاتا ہے
 لیکن شب تنہائی کا سحر کرنا سخت دشوار ہے کون شب نعم کی کیا مصیبت سدا
 ایذا ہوئی نہ راحت نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا اگر
 کوئی وعدہ یا وقت ملنے کا مقرر ہوتا تو بھی صبر آتا اور دل بقرار کو سمجھتا لیکن
 یہ بھی سوچو وہیں تراک وعدہ دیدار اور وہ بھی قیامت پر اور اس پر
 صبر اتنا ہمارے دل امیدواروں کا خیر اسکا لکھنا بھی فضول اور سرسری طر
 ہے بنگلی فرقت میں جو کچھ اپنے دل پر بنگلی ہو گیا جو کچھ ہمارے دل کا
 عالم ہو گیا تصویر میں آپ کی تیار ہو گئیں انکی تعریف میں زبان قاصر ہے سچ ہے
 کہ اچھون کی تصویر بھی اچھی ہوتی ہے کر دن تعریف میں کہا اسکی صفدر

وہ اک تصویر پر نازدادار کی : جو دیکھتا ہی مثل تصویر کے سکتا ہو جاتا ہے خصوصاً
 عین دلدادہ محبت پہرون محو حیرت رہتا ہوں اور یہ کہتا ہوں : کتنی تصویر یہ
 کس آئینہ رو کی صفدر : کرو یا حسن خدا داد نے جگر بھگو : ہر صبح و شام شمس و قمر
 پر تو جمال سے شرماتے ہیں پر وہ شام و سحر میں کتنے چھپاتے ہیں : ہلال بدر و ذول
 زمین ترمی تصویر کے خاکہ : وہ صورت ہی ٹرکپن کی یہ نقشہ ہی جوانی کا : ایک امر کا
 نہایت شکر گزار ہوں کہ ہمیشہ شمع و دوا عطر تصویر بنانے سے ڈرتے تھے اب جو کوئی
 سمجھتا ہے تو یہ عزربان پرتا ہے : پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن : تصویر ترمی
 ہو کھا بنکے ہم : ہاں سچ تو یہ ہے : آفرین کہنے آسن مہر کو : جسے صورت ترمی بنائی ہے :
 اگر قدر دانی فرمائیے تو بہت کچھ اسکا صلہ ہو کہ پھر کوئی آرزو میرے دلین باقی نہ رہیگی
 ورنہ : ایک بوسے کا تم سے طالب ہوں : اور کوئی مراسدال نہیں : کچھ شیخ صاحب
 سب تصویریں لیکر روانہ ہوتے ہیں میرا یہ حال ہے کہ قاب بیان ہے اور جان ہمراہ تصویر
 کے روان ہے اور جہد رکھ اشتیاق میرے دل میں تھے کچھ لکھے اور بہت کچھ باقی
 رہ گئے کچھ زبانی کہہ دیے : آتی ہے بات بات مجھے یاد بار بار : کہتا ہوں : ڈر دور
 قاصد سے راہ میں : اور کبھی قاصد سے کہتا ہوں : خط کو کمر سے باندھا آخر تو
 بوجھ اٹھا یا : میری زبان بھی رکھ لے اے نامہ بردہ میں : اور کبھی یہ کہتا ہوں :
 قاصد ہمارا نام نہ لینا تو یا رے : کہنا کسی کی جان ہے جو ٹھون پر آگئی : اور کبھی دعا
 مانگتا ہوں : وہ بدگمان نکلتے ہیں : جیڑ تپ کین : تم قاصد ہو قتل یارب :

اگرچہ لکھا ہے حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر ہر چند کہ میرے رفیق دہدم مجھے سمجھاتے
ہیں اور کہتے ہیں ۵ دیکھنا کیا فساد قاصد پر ۵ میرے طرز رقم سے اٹھتا ہو ۵ مگر
میں کیسا کروں مجبور ہوں کہ دل میرے کہنے میں نہیں ۵ ہر سخن میں گرچہ سو پہلو بچاتا
ہوں مگر آرزو میں کی بڑی میں میری تحریر سے ۵ اگر کوئی بات خلافت مزاج ہو تو سنا
فرمائیے آپ نے رفت ملاقات کے محکومت گستاخ کر دیا تھا ۵ شروع عشق میں
گستاخ تھے اب میں خوشامد گو ۵ سلیقہ بات کرنا کہ جب آیا نہ اب آیا ۵ زیادہ اشتیاق
وصال ۵ شد نامہ ام تمام سخن نامہ ماند ۵ گشت جام و بادہ فروتر ز جام ماند ۵

تحریر آور و در حالت بیانی دہما	نامہ	نویسہ خامہ جاے مد بسم اللہ بسم اللہ
بیان کرنا جو اس طرح سے میں صنف تیرہ کی	پہٹ کے کرنی ہے پار پیر زبان دین دین	کون کون

تو ہمال چین اخلاق نورس گلشن اختصاص ہو گل محبت لذت ثمر سودت زرا احمد حسنہ
وجہ ۵ اشتیاق گلچینی بوستان جمال و آرزو گلگشت بہارستان صال بعدیست کہ
۵ زبان خامہ بعد سال اشتیاق مرا ۵ رصہ ہزار کہ دارم کی بیان نکند ۵ جانم
ایک مدت ہوئی کہ کوئی تسلی نامہ آپکا مجھ نجف و نازک نہ پہونچا ہر چند کہ کئی اشتیاق
نامے ارسال ہو لیکن ایک کے جواب سے بھی آپ نے یاد و شاد فرمایا ۵ نہ خط رسید
نہ پیغام و ماہ و سال گذشت ۵ مرا خیال نہا مت چہ در خیال گذشت ۵ حیران ہوں
۵ قاصد کا پتا نہ کہو تر کا نشان ہے ۵ پھر تاجی نہیں کو چہ دہلا کر کوئی ۵ اور کبھی
کتابدین ۵ جو دہان جاتا ہے پھر اسکی خبر ملتی نہیں ۵ نامہ ہر کے واسطے بھی نامہ ہر

دو کار ہو: کیا تحریر کروں کہ کیا کیا خیال دل پر ملال میں گزرتے ہیں اور کیا کیا
تصور بن بکر بگڑتے ہیں؟ کو چہ یار میں قاصد کو تو بھیجا ہو مگر وہ دین سے طرح کے
آتے ہیں تو ہم مجھ کو کسی وقت خیال آتا ہو کہ شاید کوئی لفظ نام سے میں خلافت مزاج
ہوا ہوا اور مضمون اس شعر کا صادق ہو؟ مرا خط اُسے پڑھا پڑھ کے نامہ بر کیا؟
یہی جواب ہو اس کا کہ کچھ جواب نہیں + اور پھر آپ ہی یہ کہتا ہوں؟ نہ ملا تھا جواب
نامہ اگر دے آئے قاصد جواب ہی دیتا + اور کبھی قاصد پر جھنجھلا تا ہوں؟ قاصد یہاں
برق تھا پرنسٹ راہ سے بیمار کی ہر چال قدم ناتوان کے ہیں + اور کبھی تقدیر پر
نامہ بر کی رشک کرتا ہوں اور کہتا ہوں؟ ہم رہ گئے یار تک وہ پہنچا؟ تقدیر تو
دیکھو نامہ بر کی؟ اور کسی وقت دل سراپا انتظار کو یہ لکھ کر یوں کر دیتا ہوں؟ کیا
جواب حضرت دل دیکھئے درا + پیغام بر کے ہاتھ میں ٹکڑے زبان کے ہیں + اور کبھی
دل کا مجھ سے بیان ہو کہ شاید؟ سُنکے احوال صداک خط پڑے کیا؟ اُسے
قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب؟ سبحان! اس کی قدرت پروردگار ہو کہ کوئی سرے
یا جیسے اور کسی کو انہی نیچیری اور بے پروائی پر ناز ہو؟ اک ترانہ نام کہ ہر دم ہو غنیہ
مجھ کو؟ اک مری بات کہ برسوں میں نشی جاتی ہو؟ غرض کہ ایسے ایسے توہمات سے جب
دل بقرار نہایت مضطرب ہوا قریب تھا کہ نوبت بجنون و خفقان پہنچے اُس وقت
عقل نے تدبیر بتائی کہ وہ لکھو قریب چاہیے کچھ مضطرب ہیں + اُنکی طرف سے آپ لکھو خط
جواب میں + یہ تجویر مجھ سراپا انتظار کو پسند آئی اور قلم ان منگو کر دے سمجھا منگو

آپ کی طرف سے خط لکھنا شروع کیا ابھی تمام نہ ہوا تھا فقط اس شعرتک لکھا تھا
 ۵ کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ دہم و گمان ۶ انتظار یار کی ہر کیفیت تاخیر سے ۷
 کہ دفعہ سے رسید باد صبا نازہ کرد جان مرا ۸ ہفتہ داد بن چو دستان مرا ۹ یعنی سے
 قاصد نے دیا لاکے مجھے یار کا نامہ ۱۰ یا کمت گل لیکے سیم سحر آں ۱۱ مگر قاصد کیسے کیسے
 اشتیاق دلا کر اور کیا کیا انتظار دکھا کر بخت نامہ بھگو دیا سے ۱۲ خط مجھے لا کر دیا لیکن بُرے
 اغماض سے ۱۳ قاصد محبوب میں بھی ناز عشق فنا نہ ہو ۱۴ اُسکے دیکھتے ہی غالب بجان میں جان
 آئی اور ساتھ ہی اُسکے وہ ہنگامہ صحبت اور وہ نمیشینی یاد آئی سے ۱۵ چون ملت رسید
 کشاد گریسم ۱۶ آمد ز در و صل تو یاد گریسم ۱۷ قاصد رسید و نامہ رسانید و من شوق ۱۸
 سر زیر پا او نہاد گریسم ۱۹ اور کبھی خوش ہو کر یہ کہتا ہوں سے ۲۰ خط یار نے لکھا تو ایسے
 ہو سے میں خوش ۲۱ آنکھوں پہ سر پہ رکھتے ہیں ہم بار بار خط ۲۲ سبحان اللہ کیا صاف صاف
 فخر سے ہیں کیا ساد ساد لفظ میں کیا کیا فرید ارکنا سے ہیں سے ۲۳ فرو نامہ دہر میں کیا
 حسرت پڑھا ہوں ۲۴ پھر کہ کاتب اعمال کو حفظ کرتے ہیں ۲۵ اور اگر کچھ کیفیت بالی
 نامہ بر سے دریافت کرتا ہوں تو کچھ نہیں کہتا اور کمال اشتیاق پڑھا ہاں مگر میں خوب
 جانتا ہوں سے ۲۶ گوچپ ہر پریشانی لب کہ رہی ہر صاف ۲۷ قاصد کے نسخہ میں بھرتی ہو
 شونجی جواب کی ۲۸ ہنر در شوری و اصرار آپ کے جواب اور کلمات غایت آئین بیان کرتا
 ہو میں ہر سر کلمہ پر از خود رقمہ ہوا جاتا ہوں ۲۹ در ہر دم بگوش دل سناتا ہوں سے ۳۰ مدت
 پیامبر کو بنایا ہر قصہ خوان ۳۱ برسوں ترا جواب ہم اس سے سنا کہ ۳۲ اب کچھ حال دل لڑ بھی

تحریر کرنا ضرور ہے نہ لہ برآید از ورق گریہ کنان رو و قلم کہ کاتب اگر رقم کند حال دل
 خواب را کہ آپکی جدائی میں ایک ایک گھڑی شب فراق کی بھاری ہر ہر دم آنکھوں سے ایک نہر
 اشک جاری ہے چہ می پرسی زین حال دل غمیدہ ات چون شدہ دلم شد خون خون شد
 آب آبار دیدہ بیرون شدہ یادہ وقت تھا کہ دم بھر آپکی جدائی ناگوار تھی باب سے نہ
 گذر گئی نہیں دیکھا جہاں ک کہ آنکھیں کس گئیں سر دیدار کے لیے عجب انقلاب ہے
 کبھی یہ دل ناشاکا تھا غیش و مست کا اب اس میں حسرت و یاس و ناسیر کرنے ہیں ہر دم
 خدائے جدائی سے چشم پر آب ہے ہر لحظہ آتش فراق سے دل کباب ہے رو کی آنکھیں
 خوگر جلتے کاشوق دلو کہ الفت نے روگ کیا کیا دلو لگا دیے ہیں مگر افسوس ہزار
 افسوس کہ ہمارا سنج رنگین کی لوثا ہے خط ہم ایک عمر سے جیسے ہیں ہر کھا کھوٹے
 ہمیشہ دل کی جناب باریگی یہ آرزو ہے جنت کا نہ میں خواہاں خود لگانے میں طاب
 ہوا سادہ قدم ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا لیکن یہ صرف خیال ہے کیونکہ برآنا دعا عاشق کا
 محال ہے اسی ندامت میں رجائیں گے دیکھ خیالات ساتھ جائیں گے اگر محشر میں سامنا ہوا تو بھی
 صاف گوئی سے باز نہ آئیں گے خدا ہی کوئی پوچھے حشر میں ہم سے تر آگے کہ وہاں
 تم کس پہ مرتے تھے کہیں ہم اس پہ مرتے ہیں جو جو کچھ آپ نے کلمات محبت آئینہ تحریر فرمائے
 سب بجا اور درست ہیں اگر آپ کو مجھ سے ایسی ہی محبت ہوتی تو کیا کہنا تھا بھرتوین عید
 کے دن دیکھنے کے قابل ہوتا لگا وٹ تری خوب میں جانتا ہوں مری جان لینگے
 یہ جھوٹے دلاستہ اور یہ جو تحریر کہ دل تو دے ہی چکا ہوں دل کا حال دل ہی خوب

جانتا ہرے حقیقت درد و بیداری کی اُس تم آشکارا ہو + ہمارا دل تمہارا ہو تمہارا
 دل ہمارا ہو + اور یہ جو ارشاد ہوا کہ جان سے زیادہ کوئی چیز نہیں کہ نذر کردن آپ کی
 قدر دانی ہی کافی ہے + ملگیا ہکو دنا و عشق و الفت کا صلہ + ہندہ پردہ را کئی بس
 یاد گاری چاہیے + دس گلو ریان آپ کی مرسلہ ہو چھین بین کمال سرخورد ہوا اُنکی تعریف
 میں زبان لال ہو کر ہے + فرہ ہو کہ ساتھ اسکے بوسہ بھی دیجے + یہ سادی گلو سی کھلا
 سے حاصل + اگر کوئی بات سچا ہو معائن فرمائیے زیادہ اشتیاق موصلت سے گر
 شب بھر سیاہی شود و آہ قلم + نامہ شوق محال ست بیان آید سے خط طویل یار کو
 میں نے لکھا گر + مطلب کو دیکھیے تو کہیں کچھ بتائیں + سے بھری ہو لہن جو حسرت
 نکالو نہیں اگر اسکو + قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے +

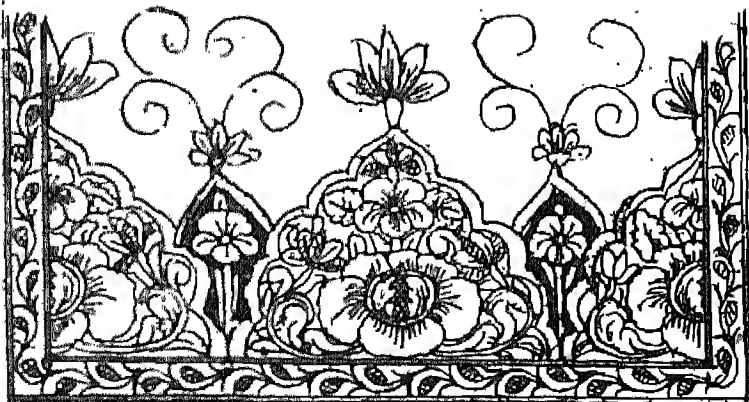
نامہ

ابن نامہ درد می نویسم	بر کاغذ زرد می نویسم
می نویسم نامہ و اشتیاق ویدار تو ام	بستہ ام تر صفت برخامہ چشم خویش را
مردمک دیدہ اتحاد سر بہ چشم و دار غارہ غدار محبت گلگونہ زحسار موت زاد امر حسہ	و جمالہ - اشتیاق دیدار سر با ہمار کیا اظہار کردن کہ زبان محبت ترجمان مغرب عجب تھو
ہر اور آرزوے وصال لدا ز شتری جمال کیا تحریر رون کہ خامہ مقطع اللسان خود بخود	و مجبور سے از حسرت دیدار چہ گویم چہ نویسم + دل یکشدہ آزار چہ گویم چہ نویسم + بخت کش
شوق ست چہ تعریہ چہ تحریر + آخر کم و بسیار چہ گویم چہ نویسم + ناچار بخت و عا دوجا	

کہ یہ دل فگار صدیہ تہظار سے چشم در راہ گوش بر در دل چلبان جان مضطرب کجکسین مار ب
مبادا مبتلا امتحان کا مصداق تھا دفعہ سے خبر از مقدم علی نفسی وادیم کہ کہ توان کرد بجا
قدش جان سلیم یعنی سے قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید کہ در حیرت کہ جان بکدام کسیم
نثار سے اسوقت کی کیفیت کیا بیان کروں سے من انم و دل اندک ز نامہ چا دیدم + صدا با
ز بیانی واکرم و پیچیدم + اور کبھی بعد شوق سے نہام بر سر پریدہ خونبار جا کردم + گر نفتم
و بر برد آئینہ بجان را جلایا کردم + اور گاہی سے بوسیدم و بر سر دیکیدہ نہام + پیچیدم و نعوید
دل سوختہ کردم + آخر بہتر از استقلال ل بیاب کوٹھہر اگر تمام و کمال پڑھا سے خط غبرین
رقم کسے کہ تسلی دل دیدہ شد + خیال سر مرید سعاد او بہ بیاض میدہ کشیدہ شد + لفظ لفظ
انداز عشق و فانی پیدا اور حرف حرف نامزد بلر نہ ہوید سے حرفش چو زلف تان چگل +
ہمہ جا جانست ما و اول + معانیشت زیر حرف سیاہ + درخشندہ چون ہر شین چو ماہ +
لیکن جو تعریف نامہ غبر شامہ کی کی بھی اس سلوب کھاس صدقہ فراق سے غیر ممکن ہو لندا
اس سے بھی گذر کر کچھ حال زار اپنا تحریر کرتا ہوں سے سیاہ جلوہ خست بچہ بن نگ سوزانم
شمارم شعلہ م طومر پسندم برق خشانم + باقی حال لے پر تالی قیل و بدہ نہ لائق شنید سے
کیا کون حال ہو چکھ دل کا دھن دیکھا ہے منہ بسمل کا + اگر کلم مجھت رقم مثل سون صد زبان
ہو تو کمرالم مفارقت دشوار ہو اور اگر ہر موتن زار بہتر از وہان ہو تو قریب غم مبارکت پیش از شمار
سے شب ز پروانہ شرح انتہا در پریدم + کفن خاکستری نشانہ بردمان نو سے + شب کو
ہمیشہ آخر شمار ہی ہو اور صبح سے شام تک فریاد و زاری صرف اپنا ذکر حاصل کائنات ہو

دل غم پرور کو یہی سبب جانتا ہے جسم وہ آپکی خوش بیانی وہ لذت شعر خوانی وہ
 بے تکلفانہ دریغ نام ہارہ پر آنا اور برہنہ سر سر آپا معشوقانہ دکھانا یاد آتا ہے اسوقت دل
 حشر پرور کیا کیا گھبراہٹ ہے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہے ۵ ورد و دیوانہ آئینہ شد از
 کثرت شوق ہر کجائی نگہم کے رد تر می بینیم ۶ اور کبھی وہ خرام نازدہ ادا و فغان ۵ وہ
 بھولی بھولی مشورہ بیماری بیماری طلعت ۶ آنکھوں میں پھر جاتی ہے کیفیت جلدو تمام
 مجبور بان جان نظر سے گرجائی اسوقت یہ شعر یاد آتا ہے ۵ اُسکی بچک پہ دل فدا اُسکی
 ادو پہ جان شارب ۶ کدہ شاخ سی کمر کا دہ قد نہال ساہ جانمن آپکی جدائی ایسی شاق ہے کہ
 اگر دوا آسمان زمین کا نام جامع المتفرقین ہوتا دل ہل مددہ دلق سے شق ہو کر
 جان کھو تا ہر دم خاطر پر غم کو یہ کمک نہ لاسے رکھتا ہوں کہ اُسکی فدا تہ قصہ روا کل
 مخلوقات ہر اُسکے نزدیک بگردن کا بنانا مجبورون کا لانا کیا بات ہے۔ کوئی دن
 کو کب بخت جلدو گرہو تا ہے اور نخل تنائمرات مراد سے ہار و خند سے اور صبر و کار ہے
 پلک جھپکی کہ شاہد عا ہلکار ہے ۵ خامہ لشبستیم و لب بستیم از تعداد شوق +
 اکین نہ در تحریر مانگند نہ در تقریر ما ۶ اگر کوئی لفظ جا بجا ہوا ہو تو معات فرما ہے
 کہ جسے کہ محبت ظہر میں نے نہایت جلدی اور بیماری میں تحریر کیا ہے ۵ قاصد
 در اضطراب دل من در اضطراب ۶ من بر سر زوشتہم این شوق نامہ را ۶
 تمام شد

نگارستان افست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل در حسد

<p> شمع جیوشن نہ تھی محفل میں ہن پروانہ ایک ہی جلوہ میان کعبہ و تہخانہ تھا دونوں عالم تھے صدق تو گوہر کیدانہ تھا کان رکھ کر جو سنا جس سے ترا افسانہ تھا صبح کو بیل مراد دل شام کو پروانہ تھا تو ہی تو تھا کوئی اپنا تھا نہ دانہ تھا شمع جس محفل میں تھی ہن پروانہ تھا بیچ میں ہم تھے ادھر کعبہ ادھر تہخانہ تھا جبرٹ آئینہ دل مدجاک ہیرا شانہ تھا </p>	<p> ہندو پیش از نور جلوہ جانا نہ تھا نوہ یکھا نور تیرا شمع ہر کاشانہ تھا تیرے آگے حسن میں کیا آبر پانا کوئی کھل گئی جیہ آنکھ دیکھا جلوہ تیر حسن کا شمع و گل دونیں تیرا جلوہ آتا تھا نظر کسکی جانب تھا ازل میں گلہ کن سے خفا تھا شب یثاق میں میں تیرے جلوہ پر فدا اک طرف ذکر صد تھا اک طرف شور صنم عشق نے میرے مہائی زیب تیر حسن کی </p>
---	---

<p>ادرومان اک جلوہ انداز معشوقانہ تھا تھایگانہ جہنمک میں آپ سے بیگانہ تھا ہر شیار اس وقت تک تھا جہنمک دیوانہ تھا وہ مرادور است اک نعرہ مٹانہ تھا ہسمان سارا زمانہ ایک صاحبانہ تھا زندگی کی رات چھوٹی تھی دراز نہ تھا</p>	<p>اگیا موسیٰ کو غش سمجھے کہ اب بجلی گری بخودی میں کچھ بھی غیرت کی گنجائش نہ تھی دین و دنیا کے بکھیر دن سے خبر مجھ کو نہ تھی کوئی قرآن میں نہ سمجھا منی قالو ابلی غیر ذات حق جسے دیکھا اُسے پایا فنا گورین جا کر حقیقت ہو کو دنیا کی کھلی</p>
<p>کھل گئیں آنکھیں تو صفدر ہو گیا روشن ہوا محفل عالم میں وہ خود شمع خود پروانہ تھا</p>	<p>کھل گئیں آنکھیں تو صفدر ہو گیا روشن ہوا محفل عالم میں وہ خود شمع خود پروانہ تھا</p>
<p>غزل در لعل</p>	<p>غزل در لعل</p>
<p>ملے بخت ہمایون سے مجھے افسردہ کا کوئی قطرہ ٹپکنے دو مرا شک نہ امت کا گنگا گردن کے منہ پر کھل گیا دروازہ جنت کا چمک کر رشک تنی بنگیا تاج شفاعت کا تہ و بالا ہو جا گئیں عرصہ قیامت کا وہاں عالم ہو چلو کا یہاں عالم ہو خلوت کا بغل میں ہم گنگا کا رزکی محفہ شفاعت کا تری تار کا بسمل ہو گئی تیر قیامت کا</p>	<p>بت مشتاق ہو یا رب میں احمد کی زیارت کا ابھی کیا دیکھنا پھر تم سے دریا رحمت کا کھلا بند لقا ب رہا احمد کیا قیامت میں عداوت کی بد و عاصیوں نے آبر و پائی لیے آتا ہوں میں دین شیعہ قیامت و لکش تجلی گاہ میں تیر ہمار چشم دل و دل دل پر خوف پہلو میں نہیں ایو شافع محشر قیامت ناز کرتی کیون آئے میری بخت کا</p>

<p>شراجلوہ نظر آتا ہے چہرہ آنکھ پرتی ہے شایا ہر تمنائے ترے بابوس کی محسوس شفاعت تیری ارادے رسولی سے پہنچا سرا با جرم عصیان گنہگار یاری ہوں</p>	<p>ماشا دیکھتا ہوں عالم کثرت میں وحدت کا اہلی ہو ترا نقش قدم تعوید تربیت کا کھلے پردہ نہ بخش میں گنہگار امت کا بھر سادہ شکر کے دن ہے مجھے یارانِ حضرت کا</p>
<p>داغ اہل معنی تازہ ہونگے دیکھ کر صفد کھینچا ہے اس غزل میں عطر گلہا محبت کا</p>	
غزلِ منقبت	
<p>ہمنام خدا کے ہیں یہ رتبہ ہر عمل کا ہمنام خدا دستِ خدا شیر خدا ہیں کعبہ میں لادت ہوئی مسجد میں شہادت اسد کی بھی ہے نظرِ لطف اُسی پر</p>	<p>بندہ جو خدا کا ہے وہ بندہ ہر عمل کا کیا جانے کوئی مرتبہ کیا کیا ہر عمل کا آغاز بھی انجام بھی اچھا ہر عمل کا سو جان جو عاشق شہید ہر عمل کا</p>
<p>صفدر ہے عیان گرمیِ خورشیدِ قیامت پر خون ہے کیا سر پہ جو سایا ہر عمل کا</p>	
<p>چہر تو ہوں ایک میں بھی رب غفور تیرا چاروں طرف جہان میں پھیلا ہے نور تیرا تو رنگ لاد دگل تو نور ماہِ وخت کعبہ کہ جبکہ ہو دونوں مکان میں تیرے</p>	<p>آنکھوں میں نور تیرا دل میں غفور تیرا اک سنگ آستانہ ہے کوہِ طور تیرا بیش نظر ہے جلوہ نزدیک و دور تیرا یاں بھی غفور تیرا دان بھی غفور تیرا</p>

یہ بھولی بھولی صورت یہ پیاری پیاری طلعت سنبھالتے ہیں عاشق تیرا چھپا نہیں ہون ابکی جو سامنا ہو میں گر پڑوں قدم پر اگر روزِ حشر ابھی مدت گزر گئی ہے اک بوند کی کسی کو رہتا نہیں کبھی تو آئے ہیں شور و سن شتاق دیکھنے کو ہم نے نہ خود نمائی اتنی مزاج میں تھی سمجھا رہا ہوں کسکو میں اور ترک الفت عاشق بنا کے مجھ کو دنوں جہان گھویا بدگو میں غیر کتنے کرتے ہیں روزِ شکوہ	پائین کمان سے نقشہ غلمان و دور تیرا ہمراہ میرے چرچا ہو گا فرد تیرا امید ہی کہیں وہ بخشا تصور تیرا تا چند دیکھیں رستہ اہل قبور تیرا اگر حسنِ گر کے شیشہ ہو چور چور تیرا نام خدا ہی شہر اب دور دور تیرا آئینے نے بڑھایا کبسر و غرور تیرا چل بیٹھ جا کے ناصح دیکھا شعور تیرا میں خوب جانتا ہوں اے دلِ فتور تیرا تیرے حضور میرا میرے حضور تیرا
---	---

ہر چند وہ خفا ہو صفدر یہ ہر غدر لازم
چل تو معاف کر دے شاید تصور تیرا

آہے حال معلوم ہو کیسا کسی کا عیانِ بیخودی میں تھا جلو کسی کا کبھی زخمِ ایسا نہ دیکھا کسی کا کیا تو نے پامال کیوں دل کو ظالم کلیجی پکڑ کر ابھی بیٹھ جاتے	نہ عاشق کسی کا نہ شہید کسی کا خودی ہو گئی اپنی پروا کسی کا بڑا ہاتھ بسمل پر اچھا کسی کا ارے تھا یہ ناز و دل کا پالا کسی کا سنا ہی نہیں تم نے نالا کسی کا
---	--

<p>ہوئی بلبل دگل مین کیوں آج رنجش عہت دل کو لیتے ہوا بجان جان تم بتوں کو جو دیکھوں نہ کر منع و عطف دم نزع پھر جانی مین تیلیان تک تماشا ذرا بام پر آ کے دیکھو وہ خوش ہو رہے ہیں مے لوٹنے پر دل آیا ہر اسپر تو آئے ہیں کیا وہ مردے کو مٹی بھی دینے نہ آئے زمانے مین ہر کیسا تلون مزاجی شب وصل آنا نہ تھا موت بکھر جو نرگس کو دیکھا مجھے یاد آیا اٹھائے جو یہ ناز بیجا تمھارے</p>	<p>پہن مین اگر تمھارے نہ چرچا کسی کا جو سہرا نہیں کیا یہ ہو گا کسی کا تماشا ہو ازکا تماشا کسی کا کرے کیا پھر انسان بھر دسا کسی کا اٹھا چاہتا ہر جزا کسی کا ترپنا ہو سہرا تماشا کسی کا مریگا وہی جاسیگا کسی کا کوئی خاک رکھے بھر دسا کسی کا کبھی ہر کسی کا کبھی تمھارے کسی کا بنا کیل تو نے بگاڑا کسی کا وہ شرم کے آنکھیں جھپکا کسی کا ہمارے سوا حوصلہ کیا کسی کا</p>
--	--

<p>سنا میرا مرنا تو بے وہ صفدر جلو ہو گیا توں پورا کسی کا</p>	<p>شدنی کے ساتھ کچھ رہے پردہ حجاب کا ہر یاد فصل گل مین وہ پینا شراب کا مرداب اٹھائے گوشہ نقاب کا</p>
<p>آغاز ہر ابھی ترے حسن شباب کا کھلنا گلون کا اور وہ سنا سحاب کا موقع شب دھال نہیں ہر حجاب کا</p>	

<p>مہمان چند روزہ ہر عالم شباب کا قصہ نہ طر ہوا دل خانہ خراب کا پوچھو نہ حال مجھ سے مرے اضطراب کا رکھا ہوا نام صبح قیامت نقاب کا صد مہ اٹھیکا جسے کہاں اس عذاب کا جل جلکے دل میں ہو گیا عالم کباب کا دریا میں ہر حجاب ہر شیشہ گلاب کا کیا حال ہر جناب تقدس مآب کا یاں ہر کسے دماغ سوال و جواب کا لے لون میں چشم شوق سے بوسہ کا دین اپنے ہاتھ سے جو وہ ساغر شراب کا یہ موسم بہا یہ عالم شباب کا کہنک میں منتظر رہوں خط کے جواب کا یا رب بڑا ہو اس دل خانہ خراب کا</p>	<p>اتنا غور حسن پہ لازم نہیں تبو جھگڑوں میں سیر روز جزا ہو گیا تمام کس کس طرح تڑپ کے بسر کی شب فراق چہرے کو تیرے سمجھے ہیں ہم آفتابِ حشر بہر جان سے مخمضہ خشر خوب ہر پر داکڑک کی کسکو ہر لاسا قیاس شراب قطرہ زہرے پسینے کا شاید ٹپک گیا دیکھے جو رو دیا رنو پوچھوں میں شمع سے نام صبح سے کون بجٹ کرے کون سر پہچا اس شمسوا حسن نے رادک لے عنان زاہد یہ تو بہ تیری سلامت نہ رہ سکے ولی لون اگر شراب تو زاہد معاف کر اب زندگی بھی دیتی ہے قاصد مجھے جو کیسا پھنسا دیا ہر بلاؤں میں عشق کی</p>
<p>دنیا کا حال خاک ہر اپنی نگاہ میں صفہ رہو اتنو قصہ در بہ تراب کا</p>	
<p>سنا مناجب ہو گیا سارا گلہ جاتا رہا</p>	<p>تھا شکایت کا جو اسے حوصلہ جاتا رہا</p>

<p>ہاتھ سے اُن گیسوؤں کا سلسلہ جاتا رہا نصل گل میں شیربان کا تین عبتِ حداد دائے قسمت بخودی میں کھو گئی تصویر یار اسقدر صد سے بنے تون کے عشق میں ساتھ یاروں کا چھڑا تو احوالِ ماندگی برہم و درہم مرناؤں سے دونوں ہو گئے ظرفہ یہ ہو خودِ حاکم تھا ہم عاشقِ مزاج تجھیں وہ ساری دینِ خوش چون کتابِ کمال آستینِ دل میں گیسو بیان میں نہیں ہر ایک تا جامِ ثوبے اتنے درِ چرخِ مینارنگ سے اٹھ گیا پردہِ دولی کا ایک دنوں ہو گئے ہو گئے مانوس مرغانِ نفسِ دے سے دوستوں کے ہاتھ سے صد اٹھائے اسقدر</p>	<p>کیا جنوں کا دل میرے دلوں جاتا رہا تجھ جو سرکارِ جنوں سے سلسلہ جاتا رہا وگے بھلانے کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا دل نگاہ کا کسی سے حوصلہ جاتا رہا خاک اُڑاتے رہ گئے ہم قافلہ جاتا رہا بیچ سے ارض و سما کا ناصلہ جاتا رہا ہاتھ سے دل ہو ہوئے فیصلہ جاتا رہا سر سے وہ سودا رہ دل دلوں جاتا رہا ہاتھ اب بیکار میں وہ مشغلہ جاتا رہا محتسب کا شکوہ قاضی کا گلہ جاتا رہا شکرِ ہر آبِ سیران کے فاصلہ جاتا رہا دل سے وہ فریاد کا اب حوصلہ جاتا رہا دل سے اپنے دشمنوں کا بھی گلہ جاتا رہا</p>
<p>عبدِ پیری میں کہاں صفدرِ جوانی کی ترنگ وہ بہارِ آخرِ مولیٰ وہ دلوں جاتا رہا</p>	
<p>وصفِ اعظم سے سنا کرتے ہیں سنِ حور کا دیکھ کر تیرے سراپا کو یہی سب کا ہر قول</p>	<p>اکونے چھوٹے بیچ ہر شہرہ دور کا آدمی کا قد پیری کا رنگ چہرہ حور کا</p>

پر وہ لٹاخ سے آئے دیکھے ہوتا ہوا کیا نالہ و زاری بیتیالی و فریاد و فغان ہر زشتے کی زبان پر لانا کی ہو لپکا نالہ کرتا قبر سے اٹھا جتیرا نالہ کشش ہو سکا ہرگز نہ درد عشق کا اُن سے علاج گوشتہ گیر و پوچھتے ہو حال مجھ رہے کا کیا	سامنا ہو مثل موسیٰ آج برق طور کا رات ن ہو شغل بہت یہ سر رنجور کا میرے نالوں نے کیا شاید ارادہ ور کا پھونکنا محشر میں اسرافیل بھولے صور کا رہ گئے منہ دیکھ کر عیسیٰ ترے رنجور کا دور سے آیا ہوں کھٹا ہوا ارادہ دور کا
---	---

سرفردشون کا کبھی صفر نہیں مٹا ہوا نام

ذکر اب تک ہر زبان دار پر منصور کا

جو وہ آئے نرمین رات کو تو عجیب بزم کا حال تھا
کوئی مست تھا کوئی بخیر کہیں وجد تھا کہیں حال تھا
جو فرغ حسن نظر پڑا میں ازل سے اُس پہ نہ ہوا
مرے مزاج دل کا تھا آشیان وہی طور پر جو تھا حال تھا
سب سے غنیمت کا ہے کو دیکھتا میں ترے دین کا تھا مبتلا
رگ گل سے مجھ کو غرض تھی کیا کہ تری کمر کا خیال تھا
رہے جتنا تک کہ زمانے میں ہوس وصال بتا ہی
نہ ہوا سے حسرت و جاہ تھی نہ خیال دولت مال تھا
وہ عجب مرے کا زمانہ تھا کہ جنوں سے طبع تھی آشنا

نہ کسی کی تھی مجھے کچھ خبر نہ کسی کو میرا خیال تھا
 کبھی بزمِ عیش میں لطف سے جو وہ دیتے مجھ کو جگہ گنیز
 کوئی امر غیر محل نہ تھا آنکھیں سہل مجھ کو محال تھا
 یہ کمال شوق سے پیچھے رہے بزمِ وصل میں چشمِ دل
 نہ اُسے کچھ اسکا خیال تھا نہ اسے کچھ اسکا خیال تھا
 یہ خزان نے اُس کے غضب کیا کہ فسر وہ پھولوں کو کر دیا
 کوئی سبز تھا کوئی زرد تھا کوئی نیلگون کوئی لال تھا
 رہے چند روز جہان میں ہم چلے نامراد سوئے عدم
 یہی زندگی کا نتیجہ تھا یہی اس جہان کا مال تھا
 کبھی عیشِ وصل تھا اور ہم نہیں اب نصیبِ سودا غم
 یہی سوچِ دل میں ہر دمِ دم کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا
 نہ پسند آیا آنکھیں کبھی مرا ایک شمع بھی جلتے جی
 بن گذر گیا تو یہ کتنے ہیں کہ اُس کے دم سے کمال تھا
 کروں صفحہ را و تلاش کیا نہیں مجھ کو جس جہان ہوا
 جو خدا نے مجھ کو عطا کیا یہ مرے موافق حال تھا

تصورِ روشِ طہین ہو گیا سو جہان کا	دل صد جاگتا نہ بن گیا زلف پریشان کا
مقابلِ نیچے رنگین ہو گیا نہج ہر جہان کا	کہ اس کے شکر سے دل جن ہر لعلِ خندان کا

<p>تصور آگیا قاتل جب شوق شہادت میں بڑی قیمت ہر عالم میں قاتل دست نگین کی نکلسکتی نہیں تابو سے پران نام کی صورت بلا سے آسمانی سے بچا یا میں نے عالم کو انامیلی کا غل ہر کان کھل کر آجے سن میں تمھاری سرخی نے اڑا یا رنگ نہیں سکر مری جانب سے اسی یکٹ صیاد سے کہنا ہوا سب ہو گئے عاشق جو سبزہ چہرہ آ یا اڑے پر زگریبان تو نہیں منسکر خون لا</p>	<p>رگین گردن کی دم بھر لگین شمشیر ران کا دعا مغفرت کرتا ہوا تک پہنچہ مرجان کا انگین لپ لپ نہ نقش ہر مہر سلیمان کا ستون آہ سے رد کا ہر گنبد چرخ گردان کا زبان قیس ہر جو خار پہنے بیابان کا خنا کا لعل کا یا قوت کا خون شہیدان کا کفن بلبل کو دینا چاہیے گلچین کے دربان کا سبق مرغ چمن بھو دت لٹا گلستان کا وہ شیرازہ کھلا مجموعہ حال پریشان کا</p>
<p>بجا ہر بلبل خوش لمحہ گر تجھ کو کہیں صفدر</p>	<p>نہیں تیری غزل ہر زمرہ مرغ خوش لہان کا</p>
<p>ترقی پر ہر جو بن چکل سنا ہوتا بان کا چمن میں آج گل نہیں ہے میں غنچے سکرانے میں رہے باقی نہ دلو کچھ ہوا سے نغمہ بلبل وہ مون میں رخ دلدار کو قرآن سمجھا ہوا روانہ تو کیا خط دیکے پریشک آتا ہوا ہوا تمھارا اس گل خیار کا بلبل میں آسنا</p>	<p>خدا کی مہر عالم ہر خوشید دھنشان کا دم گلشت پر تو پڑ گیا کس رو خدا ن کا سنو گز زمرہ کوئی ہمارے طائر جان کا خط عارض پہ ہر تجھ کو یقین تفسیر قرآن کا کہ قاصد جل کے نظارہ کر گیا رو جانان کا معلم نے پڑھایا تھا سبق جہن گستا</p>

ارادہ ہی جلا کو کب بخت سید میرا
پھری تہی میں کچھ رات دن بر صورت مرگان
کھٹکتا تھا رنگ خار میر غنچہ دل میں
ہوا شوق میں سرمہ بنایا چشم بلبل نے
کہان کی شرم نمود بھی بے روروش کو

نہیں بود جانا آسمان پر وہ سوزانکا
ترسی لکھو نہیں عالم و کعباں جو چنگر فغانکا
شب وصل صنم میں بھی تصور روز بھر
جان باد بہار سے غبار آٹھا گلستانکا
جیسا نام عبث فانوس میں شمع خوشالکا

نہ فرصت وصل کی دی رات بھر اس شوق نے صفدر

کیا جیلہ سحر تک بان کا مٹی کا انسان کا

ہوا ہر عشق جب ابرو و مرگان بربکا
مری زنجیر نے زندا نہیں ایسا غل بچا یا ہر
فقری سے ہماری آبرو پر تاج دولت کی
مروہی فی ہریشی کا ہمیں ثبت برہنہ میں
مرا مکتوب لیکر لے سکے کہ چے میں تو جانا ہر
طوا کو چہ محبوب سے فرصت نہیں ہو
بند طبع نازک سا دگی ہر دہن طفلی کے
پگھلے ہی نہیں دل عاشقوں کی آواز سے
تماشا خانہ خوش گئے ہمیں سبیل کا گلشن میں
خدا کی واسطے اس سخت جانی رحم کر مجھ پر

اکلا شقای ہر آب دم شمشیر و خنجر کا
کہ بر پارندن ہتا ہر یک شکار ہر بخشہ کا
ہماری خاک سے اٹھتا ہر صدقائے بربکا
صدقا توں کی نعرہ ہر بیان اعدا بربکا
پھر کرنا جلد قاصد واسطہ ہو مجھ کو پیسہ کا
تو اب ہو حاجت کو مبارک حج اکبر کا
ابھی پوشاک کا کچھ شوق ہو انکو نہ زبور کا
جگر روئے کا دل کھتے ہیں یہ ہر رحم خیر کا
کہ سودا سر میں ہر اس گل کے گیسو مغیر کا
کہ پیسے دانا ہو جو اب احسان خنجر کا

نگاہ واپسین دیکھ لوں حسرت نہ رہ جائے	بگھبراؤ ٹھہر جاؤ نقطہ وقفہ ہر دم بھیر کا
اندھیرا کیوں نہ چھا کیوں تہہ و بالا غلام	ورق پہونچا ہر محشر میں سر عیساں دھڑکا

بلاگردان اگر ہوں خانہ دل کا تو زیبا ہر
اسی گھر سے پتا ملتا ہر صفدر یار کے گھر کا

نظارہ رز و شب ہر اسکے رز و نور کا	بنا آئینہ دل اپنا طار تہہ سکندر کا
مرا سر کٹ گیا تو کٹ گیا کچھ غم نہیں قابل	بہت اچھا ہوا اتر آقا خاتیر سے خنجر کا
ٹھہر جائیگا دل بیشک وہ آہو بچی وہ آہو بچی	ٹھکانا تھو آیا مجھ کو کشتی کے لنگر کا
چلے رہے ہیں اٹھ کر ناز سے جب قدم وہ گل	اکھڑ جائے قدم صحن گلستا نین صنوبر کا
سرا پا مجھ میں ہم دیکھ کر اسکے سرا پا کو	نجر ہر یاؤں کی مطلق نہ ہو پوش ہر سر کا
تسلسل باشن رائے کا ہر کیا صحن گلشن میں	ہی ہر وقت ساتی جلد کوئی دوسرا غر کا
نہیں اشک تسلسل بڑی ہر کوئی موتی کی	تن لاغر ہر یاؤں تیوں میں رشتہ گوہر کا
وہ سہل ہوں کہ وقت زچ خون گرم سے میرے	پڑیں تلوار میں جھالے تو تھو آجائے خنجر کا
ہمیں باقی سے مطلب ہر نہ بیچا نیکی حاجت ہر	ازل سے ست ہن یاں کام کیا مینا و ساغر کا
زہی طالع ہوئی معراج کیسی خواب میں مجھ کو	جنان کو دیکھ آئے ٹھیک نقشہ ہر ترے گھر کا
ہوا سے اڑے کیا گیسو وہ چہرہ جھپایا ہر	غضب ہر دست زنگی میں ہر آئینہ سکندر کا
فراق یار میں کوئی تکلف خوش نہیں آتا	پسیدی ہر مکان کی یا پسیدہ رز و محشر کا

بھلا پھر فکر دین و رنج عقی کیا رہے آسکو

جہان چہرہ سامو لے جان حامی ہو صفدر کا	
<p>اچھا میں نہیں سے بھی بُرا بھر کسی کو کیا خود ہو گیا اسیر بنا بھر کسی کو کیا رسوا ہوا خراب ہوا بھر کسی کو کیا اچھا کیا کہہنے بُرا بھر کسی کو کیا محرم ہوا میں پیش خدا بھر کسی کو کیا دل خاک میں ملا تو ملا بھر کسی کو کیا کرتا ہر وہ جفا پہ جفا بھر کسی کو کیا رہ بت اگر نہ ہستے ملا بھر کسی کو کیا جو بن کر ہم پہ نام خدا بھر کسی کو کیا سب سے جدا ہو دین مرا بھر کسی کو کیا</p>	<p>رسوا اگر جان میں ہوا بھر کسی کو کیا زلفوں کو اتلی سین چھو بھر کسی کو کیا اجاب منع کرتے ہیں کیوں مجھ کو عشق سے اُس بیوفا کو کچھ تو سمجھ کر دیا ہر دل سجدہ کیا تبوں کو تو واضح ہو کیوں خفا اپنی خوشی سے ہمتو چلے راہ عشق میں مر کر بھی ہم نہ ہاتھ دفا سے اٹھا بیٹنگے کیوں روز طغے دیتے ہیں ہلو خدا پرست کرتا ہوں دھن حسن تو کہتے ہیں ناز سے ہند دے کچھ غرض نہ مسلمان کچھ غرض</p>
جو ہر جان میں اسکے ہیں اعمال اسکے ساتھ	صفدر رُبرا ہو خواہ بھلا بھر کسی کو کیا
<p>یہ درد و غم یہ مصیبت یہ اضطراب نہ تھا تھارسی چال کا لیکن کوئی جواب نہ تھا فریغ عارض پر نور کیا حجاب نہ تھا حجاب سے بھی ترا حسن بے حجاب نہ تھا</p>	<p>خوشا وہ روز کہ دل عشق میں خراب نہ تھا قیامت آئی تو فتنوں کا کچھ حساب نہ تھا چھپا یا آپ نے چہرہ نقاب میں ناقص خوشا وہ دن کہ جیسا سے بھی جیتا جھکو</p>

<p>کرم تھا لطف تھا احسان تھا عتاب تھا مجھے تو بادہ پرستی سے اجتناب نہ تھا کفن سے بڑھکے زمانے میں نعت خواب تھا شراب تھی دلی یہ بجلی کا اضطراب نہ تھا خیال گورین سونے کا دقت خواب تھا نقاب کی یہ چمک تھی وہ بے حجاب تھا وہ دن بہار کے تھے عالم شباب نہ تھا جناب خضر کچھ آب بقا شراب نہ تھا نقطہ یہ چھیر کی باتیں نہیں کچھ حساب تھا</p>	<p>میں کیا کہوں جزوہ اسکی گالیوں نے دیا دکھا رہا ہر عبت آفتاب خشر انکھیں پہنکے اسکو نہ چونکا کوئی قیامت تک تمام عمر ہی ایک دم میں کیا جاتی لحد میں کتنی ہر عبرت یہ اہل غفلت سے کلیم طور پہ سمجھے تھے تم تجلی ذات عجب مانع میں بونجی عجب مزاج کا رنگ میں لیکے مفت میں منت پذیر کیوں ہوتا گئے گئے جو قیامت کے دن ہمار گناہ</p>
--	--

ہم آٹھے صور کی آواز سنکے کیوں صفدر

یہ تہلکہ تو سزاوار اضطراب نہ تھا

<p>ہمارے بعد انھیں لطف امتحان نہ رہا وہ ہم صغیر وہ گلشن وہ آشیان نہ رہا مگر وہ ماہ کبھی آکے بہمان نہ رہا شریک حال مرا ہم کہاں کہاں نہ رہا فسانہ شبِ نعم قابل بیان نہ رہا دل آج تک ہر جوان گو کہ میں جوان نہ رہا</p>	<p>ستم کا نام شاعلم کا نشان نہ رہا تخران کے آئے ہی وہ رنگستان نہ رہا چراغ کو نسی شب گھر میں گلشن نہ رہا چمن میں دشت میں پند انھیں کہے جاناں یہ بھساب اٹھائے فراق میں مددے وہی میں جوش ہی دلوںے جوانی کے</p>
--	--

نہ مدرسہ کوئی چھوڑا نہ تیکہ و محج سے	کہ نہ کہ مہر نہ گیا مین کمان کمان نہ رہا
فسانہ لیلی و مجنون کا رہ گیا باقی	وہ وشت نجد وہ ناکہ وہ ساربان نہ رہا
ایسا جو ایک دل اُسے تو دودویسے ہوئے	ہزار شکر یہ سودا بہت گران نہ رہا
فساد ویرین دیکھا لڑائی مسجد میں	مقام امن کہیں نہ میرا سماں نہ رہا
ترہیں سکندر و دارا نہ قیصر و خاں تان	کسی کا اوج نہ اسے مین جادون نہ رہا
کرون عنایت صیاد کا ادا کیا شکر	تففس مین آکے مجھے یاد اشیان نہ رہا
نقاب مین نظر آیا مجھے نہ نور جمال	قرع شمع کا فانوس مین نہان نہ رہا
یہ ہمنے سنگ دریا سے جین رگڑی	کہ نام کو خط تقدیر کا نشان نہ رہا

جنوں کی سنگدلی دیکھ کر مین صفدر

زیر ابھی عرصہ تارہ و نثار نہ رہا

جب خستہ نقاب اس گل عنائے اٹھایا	کیا طع تماشا دل شیدائے اٹھایا
نقشہ عجب اس لہف چلیا پانے اٹھایا	جس سے نہ کبھی سربِ جلدائے اٹھایا
اٹھانہ فرشتوں سے بھی جو بار محبت	وہ بوجھ ترے عاشق شیدائے اٹھایا
گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے	نجلت سے نہ سر نرگس شملائے اٹھایا
دم بھر بھی ٹھہرنے نہ دیا باد فنا نے	سرا کا حجاب لب دریا نے اٹھایا
دل تھایہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسوں	کیا داغ تھا جو لڑے مہر نے اٹھایا
بیخانے سے وہ مست گیا محتسب آیت	ممد یہ بڑا سا غر و مینا نے اٹھایا

<p>سر کو جو جناب لب دریا نے اٹھایا فتنہ یہ عجب اُس قدر خانے اٹھایا کیا ذائقہ اپنے دل شہید نے اٹھایا کانٹوں کا مزہ آبِ پائے اٹھایا مجبور ہوئے ہاتھ میخانے اٹھایا</p>	<p>انگوٹہ نہیں اچھی کرنا چشمِ زدن میں عالم کو یقین ہے کہ قیامت ہوئی ہر پیا جب سببِ زرخیزان کا دیا یا رہنے بوسہ کب بادِ گردی سے ہر بہتر کوئی نعمت بچنا نظر آتا نہیں ہمارے محبت</p>
<p>شاعر نکھایا ایسا کہ پسِ مرگ بھی صفدر تابوتِ مرا میرے سوراخے اٹھایا</p>	
<p>بلبل تو کیا نہال چمن کا چمن ہوا جو تھا خدا کا گھر وہ تہون کا وطن ہوا منزِ سراپا نافہ مشکِ خستن ہوا جس سنگ پر گرا وہ عقیقِ یمن ہوا شاید اسیرِ زلفِ شکن در شکن ہوا پھر دل ہمارا مائل چاہِ ذوقن ہوا پھر گل کی طرح چاکِ مرا پر یمن ہوا مدت سے کوسے پار ہمارا وطن ہوا بدنام کیسے کون سراپا یمن ہوا پھر دل کو اپنے شوقِ شراب کس ہوا</p>	<p>رواقِ ناز سے باغِ جوہر گلبدن ہوا کیا انقلابِ حال دل پر یمن ہوا کسی شہیم زلفِ سنگھار دی نسیم نے گوچے میں اُسکے خونِ شہیدان ناز کا رہتا ہے دل جو شانے کے مانند چاک چا جھنکوا ایسی کنوین کسی یوسفِ لقا کی چا پھر فصلِ گل میں دستِ درازی خوں کی کعبہِ نصیبِ شہج کو ہر برہن کو دیر چو کے تم انجمن سے اٹھانا نہ تھا مجھے شعر و سخن میں نکلنے مضمون سے</p>

ما تب خزان بین نصن ہاری میں بادہ کش بوسے چن لائی نفس تک کبھی صبا	بجھ آئی تباہ میں نہ تو پر شکن ہوا بلبل کو اور دغِ خراک وطن ہوا
ما صبح شمع میں دھل کی شب ہر بان ہی جنوں کا وہ جنوں کہ کہو تھے اسکے گرد	سیرادہن بھی بار کا گویا زمین ہوا دشت کو میری دیکھ کے آج ہرن ہوا
اس قافلے میں طرفہ میں نازک دماغ ہوں گیسو نے دیکھنے نہ دیا مجھ کو روئے یار	سر بھر گیا مرا جو جس نعرہ زن ہوا کبھے کا سنگ راہ ہی ہر جہن ہوا
لکھا صباحت رخ محبوب کا جو وصف اسد سے ضعف تاب نہ آئی خار کی	خامہ ہمارا شلیخ گل یا سن ہوا آتر جو نشہ چور ہما را بدن ہوا

صفدر کے دل سے اسکو نکلنا نہ تھا کبھی

نارِ عبث نکلے عنہ یب الوطن ہوا

یہ گلچیں بے شوق اپنا نہ مونس باغبان اپنا بیان کیا تھوڑے بھی ہر قصہ نمان اپنا	یہ دونوں ہو گئے دشمن ٹھکانا، ب کمان اپنا تربان کا ذکر کیا دل بھی نہیں ہر مازداں اپنا
ہزار افسوس مرغ بوستان آہ سوزان سے صبا میر پور صاحب محل سے کہدینا	بہار آبد گل میں جلا یا آشیان اپنا کسی نہ تو بنا تیس حین کو ساربان اپنا
کیا سبیل مجھے لیکن ابھی وہ ایسے نادان ہیں مری کہ وہ دفنان نخل تا تم بنگیا اکشر	سہرسان ہو دیکھا جو خچر جو چکان اپنا گلستانین بنا با جس شجر آشیان اپنا
وہ گھر تے تہن کی سے ہم غم سے تہتے ہیں	عجب عالم ہر رفت میں بان نکایان اپنا

<p>رنگ گل ہو کر آسکی شبِ بے محض باطل ہو ہمیں کیا کام تھا اس گلشنِ پر آئے سے</p>	<p>دہن آس گل کا غنچہ ہر غلطی یہ گمان اپنا بچھرایا دانے پانی نے تھکی شیان اپنا</p>
<p>اگر وارستگی اچھی نہیں صفدر کے مذہب میں صدا دیر و حرم سے کیوں بنایا ہو مکان اپنا</p>	
<p>تصور حبیبِ ابرو کا ہر کعبہ ہو مکان اپنا جگر کا داغ کل تک انجمنِ افروزِ الفت تھا سراپا حسن وہ ایک چہ نہ تراشیدہ ریاضِ دہر میں ہر ختمِ محبِ خانہ بردوشی ہمیں مطلب نہیں کچھ قصہ و ایوانِ حجاز سے شبِ صلت ہوئی آخر وہ دم کو ہم بھی بچلے</p>	<p>بجا ہو سجدہ گاہِ خلق اگر ہو آستان اپنا بچھایا آج قسمت نے چراغِ خاندان اپنا کہانِ سر و چمنِ قمری کہانِ سر و دل اپنا کہ اپنے پشت پر کو جاتا ہوں شیان اپنا طلبِ کا حقیقت میں مکان ہو لا مکان اپنا کہو شمعِ سحر آگے بڑھے بیکر نشان اپنا</p>
<p>شکرِ ریزی نہایت ہو سخن میں اپنے امی صفدر بجا ہو گر لقب ہو وطنی شیریں زبان اپنا</p>	
<p>کبھی چہرہ ہم سے چھپا لیا کبھی پردہ اُسے اٹھا دیا کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا نہ تو مبرا ہو نہ مسترا ہو شب و روز ناگہ زار ہو دل بے قرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا کبھی بیڑیوں سے جنون میں ہم ہو خونناک طوق سے</p>	

سراں کسار جھکا دیا تدم ثبات بڑھا دیا
 ترے کوچے میں جو گزاری تھا فقط اکدم کا قرا تھا
 پر کا دیہ تن زار تھا کہ ہوائے آکے آڑا دیا
 ہوا جلسہ شب کو تو کیا ہوا ترا بھرا در بند ہوا
 نہ ملا شراب میں ذائقہ نہ کیا بے ہی نے مزا دیا
 رہے جتنا ملک وہ حجاب میں رخ نازین تھا نقاب میں
 جو حجاب دل سے آڑا دیا تو نقاب رخ سے اٹھا دیا
 وہ غنی ہوں میں تہ آسمان مجھے حصہ سیم دلا کمان
 جو زمین سے گنج اگل دیا آستے اکدم میں لٹا دیا
 وہ خفا ہوئے مجھے جو نامہ بر کئی تو نے مجھ سے یہ کیوں خبر
 ہوئے پاش پاش دل دگر مرا درد اور بڑھا دیا
 عیش آپ کو یہ خیال ہے کہ نظیر ابو محال ہے
 کہین اور بھی یہ جمال ہے تمھیں آئینہ تو دکھا دیا
 کہین کیا جنوں میں جو حال ہے کسی سے بہرین کا خیال ہے
 جو کسی نے لاکے پنھا دیا دین پرزے پرزے آڑا دیا
 مجھے غیر رنج خوشی کمان کہ فلک ہوا ہر عدد و جان
 کبھی بھول کر جو ہنسا دیا تو ہنسی کے ساتھ رلا دیا

جو دیا خدا نے کسی کو دسی جو گداہین آنکی دعا میں لین
ترے کام آئیگا اسی غصنی ہی ایک روز لیا دیا
ہرے صفہ راہدہ ہر بان کہ سننے جو شعر کہا کہ بان

یہ زبان ہے سحر فسون بیان ثری شاعری نے فرادیا

کسی سے کہ نہیں سکتے معاملہ دل کا	اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہیں گلہ دل کا
شب وصال ہے رو جائیگا گلہ دل کا	نکالنے دو ذرا مج کو حوصلہ دل کا
یہ کیا ادا ہو لگاتے ہو تیغ ترک ترک کس	بڑھاتے جاتے ہو تم آپ ہی گلہ دل کا
گلے لگاتے ہیں اسکو نہ قتل کرتے ہیں	کسی طرح نہیں ہوتا ہر فیصلہ دل کا
کوئی یہ نشتر فرگان کو دے مبارکباد	اُس بھر چلا ہے پھر ان روز دن آبلہ دل کا
گئی ہیں الفت ابرو میں اپنی تاب و توان	تسا ہے راہ میں کبے کی قافلہ دل کا
حرام ناز سے اپنے اسے کرو پا مال	چلو وہ جال کہ طر ہو یہ مرحلہ دل کا
کمال مجھ پریشانیوں کا احسان ہے	ملا دیا ترے گیسو سے سلسلہ دل کا
وہ زلف لینے کو آئی ہے ہوش و صبر و قرار	اندھیری رات میں لٹتا ہے قافلہ دل کا
خدا کرے وہ دم نزع دیکھنے آجائیں	کہ مرنے مرنے نکلا جائے حوصلہ دل کا
بجائے اشک جو آنکھوں سے خون آتا ہے	کوئی تو پھوٹ گیا آج آبلہ دل کا
کوئی حسین نظر آیا ہم آپسے لوٹ گئے	یہاں تو جان کا کھونا ہے مشغلہ دل کا

گلے میں طوق نہ پاؤں میں ثریاں صفہ

گیا بہار کے ہمراہ دہلہ دل کا

وصل کا آج آسجی ہو کے سامان رہ گیا
 اٹھنے اٹھنے ناز کی سے دست جانان گیا
 ایک سیر قتل نے دو بوجھ رکھے دو طرت
 بڑھ چکا تھا دست و پست نہ تھا آگے گیا
 ساری دنیا دیکھ آئے ہم نہیں دل کا پتا
 شکر ہر اتنی نو لذت و شست گردی ہن ملی
 واہ کیا شوق شہادت تھا کہ ہر عفو بدلتا
 اہل دنیا ہن مسافر دار و دنیا ہر سدا
 اس قدر چھپر کا ننگ سب گھبرائوں کے منہ
 اوج پر بدست و دست ہر ہماری اے خون
 ورد و نعم رنج و الم سے کب باخالی یہ دل
 دے قسمت ہم نہ گلشن کے نہ صحرائے ہو
 آدمی رہتا نہیں دنیا میں رہتا ہر نشان
 دور تو سب حشرین نکلیں یہ ششیر ناز
 ہم رہے کنج نفس میں ہو چکی فصل بہار

ابو صفدر دہلین ہر آسکو بھی چل کر دیکھ لین

سیر کی دنیا کی پر شہر خود شان رہ گیا	
<p>وہ جو بن پر جو ایں طفت اٹھے زندگانی کا دکھا دو راہ ساقی شراب ارغوانی کا نہیں ہے امتحان کچھ طفت و عوا زبانی کا ہلاں بدرد و نون میں تری تصویر کے خاکے کردن تین ک میخواری ذرا و غلطی سے نگاہوں میں ہماری قدر کیا ہو لعل گوہر کی کلیجا شمع کو آجاتا ہو جو فریاد سنتا ہو جسے برق بجلی جانکر موسیٰ کو غش آیا چمن میں جس نال بہر کو پھولا پھلا دیکھا کہا دغ جدائی عاشقوں دل کی کافی ہو بہار آئی ہو گل پھولیں شہرہ لہلہاتا ہو ہمارے عشق تیرے حسن کا چرچا ہوا ہو سرگردن منجم کشان جب کو سمجھتا ہو پریر و یوں کے ہی باز مجھ سے اٹھ نہیں سکتے مراکھام میں کیا ہو کا دریا نوشین میکش ہو</p>	<p>ابھی لکھو نگہ میں چہرہ ہر عروس جوانی کا کہ وقفہ چند روزہ ہو بہا ر زندگانی کا نزاکت آزمائے در پہلے ناتوانی کا وہ صورت ہو کر کین کی یہ نقشہ ہو جوانی کا فیصل گل یہ جوش عشق یہ عالم جوانی کا شہرہ ہو وہ آتش کا یہ اک قطرہ ہو پانی کا مراہر تالہ اک صرغ ہو دیدار نغانی کا بجلی کیسی وہ بھی ناز تھا اک نثرانی کا نظر میں پھر گیا عالم تمھاری نوجوانی کا وہ شخصت ہو میں لب ہوا نئے نشانی کا پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا کہ دفتر مٹ گیا فراد و بخون کی کہانی کا ہو اک موجد مری جو طبیعت کی روانی کا شرعاً ہو رفتہ رفتہ زور ایسا ناتوانی کا نگاہ منجھ سے ساقی خم شراب ارغوانی کا</p>
نہ جاسکتا ہوں میں صفدر نہ آسکتا ہو یا تیک	

نثرات کا ہر اسکو غدر مجھ کو ناتوانی کا	
<p> رہ گیسو جو مجھ کو دکھ تار بیگا جو ہنسکر وہ قافلِ مزلات تار بیگا مصاحب بناؤ تو تم میرے دل کو ہوا شمع و پروانہ سے صاف تر عدم کو چلین دیر ہوئی ہی ہم کو رہیگا وہی ملکِ عشقِ مینِ اچھا نہ جائیگا قاصد و بانِ جاتا ہوا جو ناصح سے مجھ سے ملاقات ہوگی ملا ہو جو بیابانِ مجھ خوش ہوں اگر ہنسکے ہو بیگا تو مجھ گرد سے </p>	<p> بڑے سچ یہ دل اُنھیں تار بیگا دراز خیمہ رکھ کر ہنسنا تار بیگا زمانے کے تھے سننا تار بیگا جلیگا وہ خود جو جلیگا تار بیگا جت ہو گا آنا و آنا تار بیگا جو دنیا میں کھاتا کھلاتا رہیگا اقلہ جھوٹی باتیں بنا تار بیگا میں اپنی رہ اپنی سی کا تار بیگا حد میں یہ ہر دم جکا تار بیگا ترا بدل بالا ہی داتا رہیگا </p>
<p> اگر رہ گیا نرم جانان میں خند سے بڑے رنگ صفہ ر جانا رہیگا </p>	
<p> ان آنکھوں نے دنیا میں کیا کیا نہ دیکھا سر راہ پر یوں کا غنیمت نہ دیکھا جو بسمل کا تنے تر پناہ دیکھا لگا ہوں اُنکے گرد آنسہ بھی </p>	<p> کسی میں گر آستانہ جاؤ نہ دیکھا کبھی ہم نے ایسا تماشا نہ دیکھا تو متقل میں کچھ بھی تماشا نہ دیکھا جو دیکھا تو دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا </p>

<p> ٹرپے رہے در پہ پہل تمھارے ہوئی ایسی یار دن کو دنیا سے لفظ بہت ماہوش مہروش بنے دیکھ دکھایا کیے اُنہ دل کا عاشق دم سیر کس راستے سے وہ گزرے زمانہ ہر اُس لعل دعا جس سے تفت بہت تیز قدموں کو بہنے پکارا </p>	<p> کبھی تھنے آکر تماشائے دیکھا کسی نے پھر آکر دوبارہ دیکھا مگر ایک مین اُسکا جلوہ دیکھا پر اُس ہیروت نے اہلانہ دیکھا جہان فتنہ حشر برپا نہ دیکھا شب و روز کو کس نے اکجا نہ دیکھا کسی نے بھی پھر کر نہ دیکھا نہ دیکھا </p>
<p> وہ ہٹیل ہر سب حسینوں میں صفدر بہت دیکھے محبوب ایسا نہ دیکھا </p>	
<p> حرم میں ساتھ نہ ہستی سے جسم زار آیا حرم میں دیر میں مسجد میں تیکہ سے مین صنم بہار دل کی تڑپ بعد مرگ بھی نہ گئی ہوا میں خستہ مین حاضر تو غفونے یہ کہا کیا ہر تنگ گریبان نے اے جنوں مجکو نہ انکی بزم میں پوچھا کس نے کون ہو تم پس فتنایہ اثر جذبہ دل نے دکھلایا ہوا سے کوئی ہو وہ زلف رو رنگین پر </p>	<p> لباس عاریتی مین وہیں اُتار آیا کہاں کہاں تجھے جا کے مین پکار آیا زمین میں گر کے نہ کجخت کو قرار آیا ہٹو ہٹو کہ ہمارا گناہ گار آیا بہونج شباب کہ پھر موسم بہار آیا سزا بار گیا مین ہزار بار آیا جگر کو تھامے لحد پر وہ بیقرار آیا چمن میں جھوم کے یا ابرو بہار آیا </p>

برنگ آئینہ دیکھی کبھی نہ شکل ملال مجھے بلایا تھا واعظ نے وعظ سننے کو	میں اور صاف ہوا دل میں جب غبار آیا میں جا کے شیشہ میرے سر پہ آیا
چچاؤں راز محبت میں کس طرح صفدر کہ جا کے نالہ مرا عشق تک لگا رہا	
دیوان میں لکھ کے وصف دل انداز مشہور ہو رہا روز قیامت جہان میں	تختہ ورق ورق کو کیا لالہ زار کا پہلا پہری میری شب انتظار کا
بھولے سے بھی کیا جو کبھی قصداً تھ اس سال کھنا مری وحشت کے ولے	رستہ بہک گئے وہ ہمارے مزار کا آیا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
شونجی بولے وہ جو گیا میں لکے بھیس دشمن سے میرا دل نہ مکر رہا کبھی	پوچھو تو رہنے والا ہے کس دیا کا اس آئینے نے منہ نہیں دیکھا غبار کا
دائز کا کیرا آئے بھی شاید کیا تھا وصف بمخون دشت میں ہر نہ فرما دو کہ پر	خاق نے موتیوں سے بھرا منہ انا کا باقی رہا نہ کوئی ہمارے دیا کا
پڑھتے ہیں کھلے دست خانی وہ فاتحہ تم ایک بات بھی مری سنتے نہیں کبھی	روشن ہوا چراغ ہمارے مزار کا گل کان رکھکے سنتے ہیں نالہ ہزار کا
رودر کے مر گئے ہیں جو ہم سب باریں راہ انکی تکنتے تکتے یہ مدت گذر گئی	ہنستا نہیں چراغ ہمارے مزار کا آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا
گستاخیوں سے بار کو آرزو کر دیا	

صفدر براہو میرے دل یقین رکھا	
<p> ترے غم میں بدلائے نقشہ ہمارا بڑھارفتہ رفتہ یہ سودا ہمارا پرانا ہوا ذکر سیلی و محسنوں تہ تیغ دو کچھ ترسینے کی مہلت گوارا نہیں ہر خنجرین بات کرنا گئے گھر کو سب دفن کر کے لحد میں پیام اجل کیوں نہود در فرقت غضب ہے جواب بھی نہ ملنا ہو تم سے عیادت کو وہ ساتھ غیروں کے آئے کفن کیوں ہٹاتے ہیں رو سیہ سے بڑی بات یہ ہے کہ قاصد کسی نے بھلا دیکھیں کس طرح رہتی ہے بخشش </p>	<p> کہ کوئی نہیں اب شناسا ہمارا کہ بیرون میں ہوتا ہے چرچا ہمارا نیا اب فسانہ ہے آنکا ہمارا اگر دیکھنا ہو تماشا ہمارا سینکے وہ کاہیکو قف ہمارا دیا ساتھ یاروں نے اچھا ہمارا کہ ہم سے خفا ہو سیجا ہمارا کہ نزدیک ہے گھر تمہارا ہمارا ہوا در دل آج دونا ہمارا کرین فاش ہمد نہ پردا ہمارا لکھا ہے ہمیں خط میں شیدا ہمارا ذرا سامنا تو ہو آنکا ہمارا </p>
<p> رہی یوں ہی الفت جو زلف سیہ کی نہ جائیگا صفدر یہ سودا ہمارا </p>	
<p> آئنگے پر آ کے محو زینت کبھی جو وہ گلزار ہوگا پسینے منہ دی بہ دل گلون کے جن میں خن بہار ہوگا </p>	

دم فنا بھی یہی اِجودِ دل کو تصورِ زلفتِ یار ہوگا
 ہو اسے پھر کو بکسو پریشان یقین ہو میرا غبار ہوگا
 نہ مال و دولت نہ جا و حشمت نہ دورِ یل و نہار ہوگا
 فقط یہ یہ چاروں کی ہستی ہم اور کچھ مزار ہوگا
 ادھر ہر پلوینِ دل تڑپتا ادھر جگر کو ہی بقراری
 یہ دونوں لگیا کینکے ٹھکانے ترا جونا دک و سار ہوگا
 چھپا چرا کر بھی چھپنی لی تو اس سے کیا فائدہ قاضی
 نہ یکد سے بن چکے ملیگی نہ میکشون میں شمار ہوگا
 فراق گذرا وصال آیا کہو کہ اب حشر میں ہوں رخصت
 کہ ایک پلوین ہوگا سانی تو ایک پلوین یار ہوگا
 یہی بن جا لیں اگر تمھاری تو دیکھنا مرثیئے ہم بھی
 جہاں پڑیگا قدم تمھارا وہیں ہمارا مزار ہوگا
 اگر ہر منظور قتل کرنا تو خاک بھی مجھ پہ ڈال دینا
 وگرنہ رسوا سے خلق ہو گئے یہ راز اگر آشکار ہوگا
 طواف کرنے کو آئی مہر مگر نہ لے خونِ مفتِ سر پر
 مریگے پردے سر ٹپک کر جو گل چراغِ مزار ہوگا
 کر دے تم پھر کو نشانہ چلیگا خنجر ہمارے دل پر

کہیں پُریگا تمھارا نادک جگر ہمارا فگار ہوگا
 جو قفل کرنا ہو آگے قائل کرے نہ کھوئی ہماری منزل
 مسافران رہ عدم کو کمال ہی انتظار ہوگا
 نہ کھینچو تلوار کیا ہو حاجت ہمارا دل ہو شہید ابرو
 یہ آپ ہو جائیگا تصدق یہ آپ تم پر نثار ہوگا
 بھٹا ہوا یہ کر مٹ گیا میں بزرگ نقش قدم جہان سے
 نہ اب اٹھیں گے مرا جنازہ نہ دوش یاران یہ بار ہوگا
 یہ رات بھوکے ہیں سارے جلسے جہان ہوئی صبح پھر تو صفہ
 نہ شیشہ ہوگا نہ جام ہوگا نہ شمع ہوگی نہ یار ہوگا

تو اس دلِ خستِ بے ہر کسی کا	سمجھ تو کوئی بھی ہوا ہر کسی کا
گزر میرے دل میں ہوا ہر کسی کا	سوید امین نقش پا ہر کسی کا
خوابِ زم سے اٹھ کے غلو تین سن	خدا جانے کیا مدعا ہر کسی کا
پہنچ جلد جام و سبویکے ساتی	گھٹا اٹھی ہو دلِ بڑھا ہر کسی کا
عیان جلوہ طور ہر صاف زج سے	عجب حسن نام خدا ہر کسی کا
نگاہوں سے شمسِ قمر گر گئے ہیں	تصور جو صبح و سہا ہر کسی کا
قیامت ہو برپا ذرا پلکے دیکھو	سنا ہر جنازہ اٹھا ہر کسی کا
نہیں پوچھتا ہو جو کوئی نہ پوچھے	مقدور مرا کیا گلا ہر کسی کا

اگر دشمن جان ہر وہ بت بلا سے تو جہ کمان در دمندون بہ تم کو بنسم سے زندہ کیا ایک عالم و یاد دل تو ہم نے کیا اپنا نقصان غفبت ہر جرم ہر ٹھہرونہ جاؤ نقط چار دن کا یہ جاہ و خشم ہر	نہیں خوف کیا کچھ خدا ہر کسی کا کبھی حال تم نے سنا ہر کسی کا بب لعل بجز نسا ہر کسی کا اجارہ کو اس میں کیا ہر کسی کا کہ دور و زمین فیصلہ ہر کسی کا زمانہ کمان آشنا ہر کسی کا
---	---

وہ مٹی بھون پر جھانے میں صفدر
گھر آج نقشہ جسا ہر کسی کا

وہ مزہ ملا ترپا بن اگر اختیار ہوتا جو مری طرح سے زاہد کبھی بادہ خوار ہوتا جو سکون دلو ہوتا نہ یہ اضطراب ہوتا مجھے پاس اسلئے ہر کہ یہ بت میں سخت تیرا ترے وصل میں تیرے جیتا ترے ہجر میں نہ جیتا جو میں اس نعل میں تیرے نعل میں غلام نہیں دیکھتی زینجا تو غریزہ مصر کیسا نہ اتھی نقاب جانان رہی آبر و نظر کی کوئی مال یا ملنا مجھے نقش لکھ کے دیتا	تو تمام عمر دل کو نہ کبھی استدار ہوتا تو کسی سے اسکے دل میں نہ ذرا بھار ہوتا جو اسے قرار ہوتا تو مجھے قرار ہوتا جو خدا سے بھی یہ ملنے میں امیدار ہوتا مجھے مرگ و زندگی میں اگر اختیار ہوتا ترے در پہ گزرتے تو نہ یہ زقار ہوتا نہ وہ دوق شوق ہوتا نہ وہ چاہ پیار ہوتا جو وہ سجا بے تھو تو میں شرمسار ہوتا کہ میں پاس جب ہوتا تو وہ بقرار ہوتا
--	--

<p>مرے پھول نہیں آئے تو سببِ عرصہ ظاہر پئے فاتحہ جو آتا وہ مسیح بھول کر بھی نہ کیسے کا زہر رہتا جو وہ خط و لب کھاتے مردستِ غیر میکر ہوئے نہ لکھ آپ لیکن شبِ بچہ کو گھٹانا شبِ وصل کو بڑھاتا</p>	<p>کہ عدد کو خار ہوتا وہ گلے کا مار ہوتا ابھی زندہ پا کے آہٹ میں چہ مزار ہوتا کوئی بنگ نوش ہوتا کوئی بادہ خوار ہوتا جو زبان نہ لڑکھڑائی مجھے اعتبار ہوتا جو فلک کی گردشونین مجھے اعتبار ہوتا</p>
<p>جوشِ تھا دل تو دیتا وہ جگر کو داغِ صفد کہ مسانہ عدم کا یہی یادگار ہوتا</p>	
<p>فراقِ یارین جھیلین مصیبتیں کیا کیا نئی نئی نظر آتی ہیں صورتیں کیا کیا لبائے لب پہ رہے سینہ انکے سینہ پر تفس سے چھوٹ کے جاؤں کہیں گلستان کو حضور یا کوئی بات ہم سے ہونہ سلی کہاں کہاں نہ گئے ہم کہاں کہاں چہرے ہزاروں کہ ہم بدن زیرِ خاک سوتے ہیں دل اک جہاں کا جلائے ہیں گرمیوں سے بیت رہا خزانہ فاروں نہ گنج کیخسرو بعد پہ فاتحہ خوانی کو بھی نہ آئے کبھی</p>	<p>گذر گئیں مرے سر پر قبائیں کیا کیا و کھار یا ہر وہ صنائعِ صنعتیں کیا کیا اٹھائیں جتنے شبِ وصل لذتیں کیا کیا کہ باغبان سے کسنی حکایتیں کیا کیا اگرچہ دلمیں بھری تھیں شکایتیں کیا کیا تلاشِ یارین بیش آئینِ اقبین کیا کیا لٹی ہیں منزلِ ہستی میں دلتیں کیا کیا بھری ہیں سنگدلوئیں شرارِ زمین کیا کیا لٹائیں خاک میں گردوں کے دلتیں کیا کیا جو لوگ رکھنے تھے ہم تھے بھیتیں کیا کیا</p>

نہیں ہو گور غریبان سے کم دل مایوس	کہ آہیں دفن ہوئیں مر کے حشر میں کیا کیا
اچھلنے ڈوبتے بہتے تمام غم سرکشی	محیطِ عشق میں کھینچیں شقیں کیا کیا
جو دیکھی گور میں تنہائی مکانِ صفدر	
تو یاد آگئیں یاروں کی صحبتیں کیا کیا	
ہم ہونگے نہ حسن رخ جانا نہ رہیگا	عالم میں مگر عشق کا افسانہ رہیگا
میخوار رہینگے نہ یہ میخانہ رہیگا	ساقی کے کرم کا فقط افسانہ رہیگا
شب بھر فقط آرائش محفل ہر سحر کو	یہ شمع رہیگی نہ یہ پروانہ رہیگا
سجی کیڑاں جاتے ہیں تو جائیں نازی	بندہ تو مقیم در میخانہ رہیگا
رستے میں اگر کوئی پر سر و نظر آیا	قصابو میں نہ اپنا دل دیوانہ رہیگا
جب تک کہ نہ ہاتھ آئیگی وہ زلفِ سلسل	صد چاک دل اپنا صفت شانہ رہیگا
آئیگی جو یوں طالب دیدار ہوں کے	محشر پس دیوارِ صنم خانہ رہیگا
بنو آئیگی خط وہ رخ رنگین کا مقرر	گلزار میں کیا سبزہ بیگانہ رہیگا
اس و صوم سے آتی ہو اگر فصلِ باری	کب خانہ زنجیر میں دیوانہ رہیگا
الفت جو یہی زلیست میں ہو کہ ہوں سے	لٹو قبر میں بھی جانبِ تجنا نہ رہیگا
سرخِ قافل سے جو کچا سے تو کچا سے	شہرہ ترا ہی ہمت مردانہ رہیگا
دور و زلف دور و عیش ہر سانی	یہ شیشہ رہیگا نہ یہ پیالہ رہیگا
زندہ ان میں خوشی کو ترے قید کرینگے	منہ خواب میں بھی جانبِ ویرانہ رہیگا

معمور کمان تک درمیان نہ رہیگا	اس پر نغان یوں ہی سہی بیٹھے ہیں نہ بچھا
ہوئی کبھی جو دیکھیں گے رخ یار کو صفہ رہ کچھ ہوش آنھیں وقت تماشائے رہیگا	
یہ بام فلک زیر دیوار تھا بڑے چین سے یہ دل زار تھا کبھی مین بھی آئینہ رخسار تھا کہ مین بھی کبھی ناز بردار تھا کہ گرم اس سے الفت کا بازار تھا کہ یوسف کا عالم خریدار تھا جو آزاد تھا وہ گرفتار تھا کلہ ہواؤں سے بیکار تھا گنہگار تھا مین سید کا رہا تھا	مین جب تک مقیم دربار تھا کسی سے نہ جب تک سروکار تھا جو انونہ حیرت سے دیکھو مجھے وہ کاندھا جنازہ کو دین کیا عجیب کیا ہر عبت دل نے نالوں کو ضبط حسین کے خواہاں مین کچھ نہیں گرہ کھلتے ہی زلف پر سچ کی کئی بات نکلا نہ کچھ اس کا کیا اسکی رحمت عصیان کے پاک
کبھی بہنے صفہ رہ سکے دیکھتے تھے رنگ جو ان سسیر کڑوں مین نمودار تھا	
کسکی آنکھوں کا وہ تارا نہوا یہ بھی گنہخت ہمارا نہوا قتل کرنا بھی گوارا نہوا	خال عارض کسے پیارا نہوا ہو گیا دل بھی آنھیں کچا نہوا دھل کا ذکر تو کیا قاتل کو

<p>ایک بھی کام ہمارا نہوا کیا کرے آنکا اثارا نہوا دور سے بھی تو نظر ارا نہوا ہم کو اتنا بھی گوارا نہوا میری قسمت کا ستارا نہوا رنج دشمن بھی گوارا نہوا</p>	<p>یار آیا نہ اجل فرقت میں نہی نضا تو مرے سر پر وجود کچھ بھی آنسو نہ پیچھے اپنے کلیم در دل آنکو سناتے شب و صبح ہاے وہ خال رخ ماہ جبین غیر کا دل نہ دکھایا ہم نے</p>
<p>ہو رہے تم تو اسی کے صفر وہ نہ ہونا تھا تمہارا نہوا</p>	
<p>یا شرم سے لیتا نہیں اب نام ہمارا اس دل کی بدولت یہ ہوا نام ہمارا کچھ کر نہ سکی گردش ابام ہمارا اس موسم سے نہ بسر نہ ہوا جام ہمارا یہ کفر ہمارا ہو وہ اسلام ہمارا یہ شیشہ تمہارا ہو تو وہ جام ہمارا سدرہ بد نام کر دنا نام ہمارا کچھ تم سے نکلتا نہیں اب کام ہمارا اس گل سے صبا کدے یہ پیغام ہمارا</p>	<p>یا بھول گیا وہ بت خود کام ہمارا بیدل ہمیں کہتا ہو وہ خود کام ہمارا ہم دیکھنے والے تھے کسی ایسے کی نگین جی بھر کے نہ دیکھیں کبھی نگین سی ساقی یا درخ و گیسوے صنم ہر سحر و شام کیون آنکھ چراتے ہو جو ہر مد نظر دل قاتل جو کہا میں تو شرم کے وہ بولے بو سے ہر نہ دشنام دنا ہو نہ جفا ہو بو کا کل شکیں کی سنگھا د کبھی آکر</p>

ہم جاتے ہیں اب کچھ نہ رہا کام ہمارا	مقتل میں جو وہ آئے تو بولے ملک الموت
ہر کام بھی صبح سے تا شام ہمارا	یا تذکرہ زلف ہر یا تذکرہ رخ
یہ کام تمہارا ہر تو وہ کام ہمارا	ہم بوسے لیے جائینگے تم وار لگاؤ
دردیدہ نگہ لے گئی آرام ہمارا	اب چین نہیں سینے میں دلو کسی پہلو
ہم کیا کہہ سوتے تھے انہیں پیغام ہمارا	پہونچا ہر یہ اب ضعف کا رتبہ کہ وہاں تک

نواب بہادر سی بہین کہتے ہیں صفدر
پورا کبھی لیتے نہیں وہ نام ہمارا

ہوے دم و نفس میں اسیر جو ہم تو ذرا ہمیں لطف چن نہ رہا
کریں کس سے بیان کٹنا کش غم کہ سفر میں خیال وطن نہ رہا
خیر اپنی نہیں ہر حضور کو کچھ گئے چاہئے واسے عیان ہوا خط
کوئی بستہ زلف دو تانہ نہ رہا کوئی قیدی چاہہ زقن نہ رہا
تھے جوان تو بدن میں بھی تاب نہ توڑا شباب گیا تو وہ لطف کہا
وہ زبان نہ رہی وہ بیان نہ رہا وہ دہن نہ رہا وہ سخن نہ رہا
مرے گھر سے گیا ہر وہ جان جہاں حواس ہی اب ہیں تاب نہ رہا
ہوئی جس سے کہ روح نکلتے روان کسی کام کا پھر وہ بدن نہ رہا
نہ وہ دانت گم نہ حقیق وہ لب نہ وہ آئینہ رخ نہ وہ مشک سے مو
وہ عدل نہ رہا وہ یمن نہ رہا وہ حلب نہ رہا وہ خستن نہ رہا

نہ شراب میں ہر کوئی ذائقہ اب نہ کیا بے ہر کوئی ذائقہ اب
 وہ فضا نہ رہی وہ ہوا نہ رہی وہ مڑ نہ رہا وہ چین نہ رہا
 جو زبان سے دعویٰ عشق کیا رہے صفہ رباب کا خیال درا
 کوئی یہ نہ کہے کہ یہ مرنہ تھا اسے پاس و لحاظ سخن نہ رہا

جلوہ گر آئینے میں پر تو ترا کیونکر ہوا	تو تو کیسا تھا یہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا
آپ ہی بسمل کیا تیغ نگاہ ناز سے	آپ ہی کتنا سحر وہ یہ کیا ہوا کیونکر ہوا
سہنے قاتل سے نہ پوچھا یہ بھی بڑا شوق	لائی تغیر نہ وہ بیخلف کیونکر ہوا
آج تک آئینہ اسکی بزم میں پہنچا نہیں	ہر تعجب خود بخود وہ خود نما کیونکر ہوا
کس طرح سیب فن کی یاد میں ال مست	جب ٹکر چکچکا نہیں حاصل مزا کیونکر ہوا
حال میرا دیکھ کر آنسو ٹپک پڑے ہیں اب	نرم دل میں سنگدل کا اے خدا کیونکر ہوا
سیک آیا کس سے تو اے دل عمل تسبیح کا	آشنا ایسا بت نا آشنا کیونکر ہوا
نام تک آیا نہیں اب پر محبت کا کبھی	بھر میں حیران ہوں یہ چرچا جا بجا کیونکر ہوا
بھاگتا تھا اپنے سائے سے میں وہ غماؤ کھا	اُمکی زلفوں میں گرفتار بلا کیونکر ہوا
دلوں زندہ کر دیا اسکے خیال خال نے	منزل زنگی عیسیٰ معجزہ نما کیونکر ہوا
جب کشیدہ تیغ ہر فخر ہے مٹھوٹے سے	بھر سرگردن کا قاتل فیصلہ کیونکر ہوا

کیسی جزقوت میں اسکی چھوڑ دینا لڑتین
 کوئی کیا جانے کہ صفہ رباب کیونکر ہوا

<p> ہاں جو اٹھا تو پس مرگ جنازا اٹھا حشر برپا ہوا اور یہ فقنا اٹھا کیا کہوں میں کہ مرہ وصل میں کیا کیا اٹھا پہلے تعظیم کو صحرا میں بگو لا اٹھا کیس سے پھر آپ کا یہ غمزہ بجا اٹھا دیکھ تو ابرو جو اندھا رہ گیا اٹھا شیعہ صاحب کا بھی مسجد سے مصلیٰ اٹھا دھوم سے آپ کے مقتول کا لاش اٹھا منگ اگر مرے بالین سے مسیحا اٹھا نہیں معلوم کہ کب حشر کا غوغا اٹھا ایک دم کے لیے کیا لطف تماشا اٹھا جب ملک کاں پکڑ کر نہ وہ بیٹھا اٹھا </p>	<p> بیٹھ کر میں نہ دریا پر پہ اصلا اٹھا آنکا اٹھنا تھا کہ بیتاب ہوا دل میرا کبھی رنج کے کبھی دوسے لب جاناں کے لیے ہوں وہ دیوانہ کہ زندان میں پیچھے نکلا یہ تو کیسے کہ ملا وصل سے جب صاف جواب بدور سا غرہ کوئی چلے کہ جن میں ساتی دھوم بجانے کی آخر یہ اڑی عالم میں جمع حقیقت تھی مرہ تماشے کے لیے نہوا جب مرفع عشق کا کچھ اس سے علاج کشتہ تیغ لٹا فل تھے نہ آنکھ اپنی کھلی آتے ہی گلشن سہتی سے چلے مثل نسیم ترے وحشی نے ندی قیس کو تعلیم خون </p>
--	--

سننے میں کوچ زمانے سے کیا صفدر نے

تا تو ان تھانے ترے سحر کا صد ما اٹھا

<p> وار و نیرم کسی شب جو وہ قاتل ہوتا ہر عارض سے تمھارے جو مقابل ہوتا اسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا مجکو خجل اک نگہ میں کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا ماہ نو چرخ پر اک رات میں کامل ہوتا عرصہ حشر میں میں یا مرا قاتل ہوتا </p>	<p> وار و نیرم کسی شب جو وہ قاتل ہوتا ہر عارض سے تمھارے جو مقابل ہوتا اسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا مجکو خجل اک نگہ میں کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا ماہ نو چرخ پر اک رات میں کامل ہوتا عرصہ حشر میں میں یا مرا قاتل ہوتا </p>
---	---

پر وہ سو بار تماشے کو اٹھاتی لیسے چہرہ پردے ہی سے وہ کاش مجھے دکھلانے پاؤں سے کھیل میں سننے گل بازی جو ملا اٹھ کے بیچانے سے مسجد نہ گئے مست کے دینے والا ہر زمانے میں خدا ہی سب کا بیخبر رہتے نہ گل بو سے فنا آ جاتی توڑنا تھا اسے بل سے چھب کر گل کو شب کو پردہ سر عارض سے اگر اٹھ جاتا خار پامال ہو اسکی خلش ہر دل کو زخمی ہونا تو کمان رسم ستم اٹھ جاتی بھون آئی اجل و حل میں اٹا تھا اسے	ساتھ مجنون کے اگر میں پس محل ہوتا رعوی صبر جو جھکو تھا وہ باطل ہوتا آرزو جھکو ہوئی کاش مراد مل ہوتا کسکو پروا تھی کہ دعا غلط سے مقابل ہوتا پھر بلا کیا میں کسی اور سے سائل ہوتا میں جو گلشن میں ہم آواز غنادل ہوتا نام گلچین کا زمانے میں نہ قابل ہوتا شمع و پروانہ میں جھگڑا سر خفل ہوتا کاش میں شبت میں پابند سلاسل ہوتا بدلے بیکان جو نادک میں مراد مل ہوتا روح کو تن سے نکلنا تو نہ مشکل ہوتا
--	---

کو چہ یار میں ملتی جو جگہ ای صغیر

میں گدا بھی کسی سلطان کے مقابل ہوتا

کیا جانے لادان سے قاصد جواب کیا کیا آئیگی جوش پر یہ چشم پر آب کیا کیا نام خدا اب لگا جہن ابھار پر ہر کتاب کوئی مفتون کتاب کوئی مجنون	سر بار ہا ہر بھوکیان اضطراب کیا کیا خجالت سے پانی پانی ہو گا سحاب کیا کیا جلوہ دکھا رہا ہر حسن شباب کیا کیا افت تہج ہی بننے پائے خطاب کیا کیا
---	--

<p>اپنے سوال کیا کیا اُنکے جواب کیا کیا شہ پارہا ہی ہکو پر اضطراب کیا کیا لے لیکے پی پیے ہن جام شراب کیا کیا ہمراہ لگیں ہر عہد شباب کیا کیا طوفانِ اٹھارہی ہر چشم پر آب کیا کیا ہر چند ہمنے کھولے بند نقاب کیا کیا ماصحدم پریشان دیکھے ہن خواب کیا کیا کھاتے ہن اپنے ولین ہم سچ و تاب کیا کیا پر ہیز گاہی ہن مست و خراب کیا کیا بکھر بکھر گئے ہن دم میں جاب کیا کیا بوسوں کے دینے میں دھجھو جاب کیا کیا بوٹے فرے پلا کر اُنکو شراب کیا کیا</p>	<p>جھکڑا چکانہ اکدن یوں ہی رہے ہمیشہ رخصت تو اُنکو دی ہر صبح شب جدائی وہ مست ہن کہ لڑکھاتی سے ہمنے اکثر وہ حوصلے رہت وہ دلو لے وہ طاقت لڑ ہی تمام عالم ڈوبے نہ نسل یونان خاطر کا اُنکے عقدہ ہم سے کھلانہ ہرگز جب شام سے بندھا ہر اُس لطف کا تصور جب گیسو دن میں اُنکے کرتا ہر غیر شانہ اُس چشم مست کا ہر یہ دور دور اتنو ہر قلم جہان میں پائے ثبات کسکو ہشیار تو بڑے ہن دیکھو مگر بڑکین آغوش میں کبھی کھینچا بوسے بھی ہم پائے</p>
	<p>ہر اعتبار دولت کیا اس جان میں صفہ مٹی میں لگنے ہن عالی جناب کیا کیا</p>
<p>وابستہ محبت رسوا ہوا تو پھر کیسا مٹلیوں میں مٹھلو نہیں چرچا ہوا تو پھر کیا مین اور ہی کسی کا شید ہوا تو پھر کیا</p>	<p>دکھلاؤ زلف مجھکو سودا ہوا تو پھر کیسا مین جانتا ہوں تم کو تم جانتے ہو مجھکو جو رو جفا کیا تمک مہر و وفا ہر لازم</p>

نار و ادا سے چلیے لیکن ذرا سنبھل کر	ہنگامہ قیامت برپا ہوا تو پھر کیا
ای دل تڑپے اتنا لازم ہے ضبط نالہ	عالم میں راز الفت افشا ہوا تو پھر کیا
ایام نوجوانی بہانہ ہے چند روزہ	اس حسن عارضی کا شہر ابھرا تو پھر کیا
میں نے کبھی خون میں پھاڑا نہیں گنجا	وحشت میں فاش لپٹا ہوا تو پھر کیا
بیجا ہر فکر شہرت یہ حسن ہے دور درازہ	بالفرض چار دن کو ایسا ہوا تو پھر کیا
ہر جا اگر شبیں کھنچ کر گئیں تو حاصل	چاروں طرف تمھارا شہر ابھرا تو پھر کیا
یہ عارضی صفا ہے نکلیگا خطہ مستور	مسلم کے گھر میں کا فر پیدا ہوا تو پھر کیا
آیا ہر دم لبوں پر آنا ہو تو آؤ	سو سے عدم بہارا جانا ہوا تو پھر کیا
کیا آئے وہ جو آئے مرقعہ پر دلائیے کو	بعد فنا مقدر رسید صفا ہوا تو پھر کیا
کا نون تک نہ کہے پوچھو ایسا تو مان مقرر	اگر دن سے پار اتنا مالا ہوا تو پھر کیا

یہ چیز ناہر صفر کی اعتبار دل کا

میرا ہوا تو پھر کیا الکا ہوا تو پھر کیا

قبر خواست ہے یہ آنکھیں لڑائی کی ادا	خوب آتی ہے تمھیں سننے جگائیں ادا
جب کسی غنچے کو گلشن میں کھلاتی ہے	یا داتی ہے تمھارے مسکرائی ادا
لاتی ہے کس سطح شیخون دل عشاق پر	بان کھانے کی اداسی لگائی ادا
چلتے ہو مرقعہ بہ تم دہن اٹھا کر ناز سے	کس سے سیکھی خاک میں بھگولائی ادا
مگر تھے ہو میں گریبان دیکھ کر تیرا حجاب	فاش کر دیتی ہے پردہ منہ چھپائی ادا

<p>قمر تھی شبکو تری محفل میں آنی ادا یہ نئی سیکھی ہر تھے دل جلائی ادا رنگ لائیگی نیا منہ سی لگائی ادا قاتل عالم تری تیوری چڑھائی ادا تم بھی کیا سیکھے ہو اس ظلم زمانہ کی ادا</p>	<p>نیرم میں لاکھوں ہو بسل ہزاروں نیجان گر میان کوئے ہو غیروں کے ہمارے سننے خون ہو جائیگے لاکھوں دیکھنے والوں کے دل دیکھیے کس کس کی گردن پر کرے خنجر رون یوفائی کج ادائی ہر گھڑی تازہ ستم</p>
<p>یاد ہر صہد شب و صلت وہ اپنا چھیننا اور وہ انکی شرم سے آنکھیں جھپکائی ادا</p>	
<p>کل جو چہرہ بجاں تھا کیا تھا ختم روز وصال تھا کیا تھا وہم تھا یا خیال تھا کیا تھا سبزہ پائمال تھا کیا تھا جان و نین میں ملاں تھا کیا تھا شب ترا غیر حال تھا کیا تھا کیا یہ چوری کا مال تھا کیا تھا وصل تھا یا وصال تھا کیا تھا یہ دل پر ملاں تھا کیا تھا شاعروں کا خیال تھا کیا تھا</p>	<p>صفر آنکا خیال تھا کیا تھا نغم جو دل کو کمال تھا کیا تھا دقتاٹ گیا جو عہد شباب دل شگفتہ مرا کبھی نہ ہوا چار ہی دن میں ہو گیا جو فراق پوچھتے ہیں وہ قسیمین دیدیکر رات جو بن کو کہوں چھپاتے تھے اُنکے آنے ہی ہم جان سے گئے ظلم لاکھوں سے زمانے کے عرش صہد سا ہوا جو نالہ دل</p>

<p>مانگتے تھے جو دل کو وہ سستا دہن یار کی ملی نہ مثال تیرے وحشی کو خلق مان گئی</p>	<p>کسی مردے کا مال تھا کیا تھا یہ عذیم المثال تھا کیا تھا کوئی صاحب کمال تھا کیا تھا</p>
<p>کس سے بگڑی تھی سچ کو صفدر کل جو بسمل کا حال تھا کیا تھا</p>	
<p>مسجد نہ میکدہ نہ ضمیخانہ دیکھنا مد نظر ہو جلوہ جانا نہ دیکھنا دلچسپ ہو بہت سی الفت کی دستا یوں دیکھ بار بار نہ اس چشم مست کو کچھ پریر خان میں نہ جانا ہوا شادشا مستوں کو ساقی آج چھکا دے شراب ساقی غرض کیسی تجھے بخود ہی کیا افسون ٹپڑھا ہوا قفل مٹانے کے ضرور پھر تا ہو گرد شمع زخون کے دل خیز آنکھیں مین میری لائق دیدار حسن دیکھا تھا اک نظر تو قیامت گذری بھکی ہزار بار مرے سر پہ تیغ ظلم</p>	<p>اور دل کسی کی نرگسستانہ دیکھنا منظور کب ہو ہو کو پر پناہ دیکھنا آئینے وہ بھی سننے کو فسانہ دیکھنا ساقی گرے نہ ہاتھ سے پیمانہ دیکھنا بر باد ہو گایہ دل دیوانہ دیکھنا کیا آئی ہو گھٹا سوئے پناہ دیکھنا ہم تجھ کو دیکھیں تو سوئے پیمانہ دیکھنا و اعظ بھی میکدہ مین ہوستانہ دیکھنا جل جائیگا یہ صدمت پروانہ دیکھنا کیا جائے آنہ رخ جانا نہ دیکھنا اب دیکھیں کیا دکھا تمہارا نہ دیکھنا جھپکی نہ آنکھ ہمت مردانہ دیکھنا</p>

عالمِ نینِ ان تبوں کا جو صفہ ریسی ہو در
کبھے کو ایک روز صحتِ نازہ دیکھنا

کبھی شب کو نہ آیا وہ رشکِ قمر کبھی جلوہ نور سے نہ ہوا
کسی اشک نے دل کی نہ کھولی گرہ کسی آہ میں نگ لٹر نہ ہوا
دمِ سر سے پیری میں فائدہ کیا کہ فسردہ تو دافعِ جگر نہ ہوا
جلی تیز ہزار سیمِ سحر کبھی گل یہ چہرہ اغِ سحر نہ ہوا
رہوں پائوں سے اپنے میں کیوں خفا کہ کیسی گلی میں اندر دیا
مجھے ہاتھ سے اپنے ہو کیوں نہ کلا کہ کسی کا یہ طوق کر نہ ہوا
نہ گیا کبھی ہجر کا عشم نہ گیا کبھی وصل کا ہم کو فرہ نہ ملا
بھی بیل و نہار ہمیشہ رہی یہ زمانہ ادھر سے ادھر نہ ہوا
یہ جنوں میں ترقیِ دلولہ ہو کہ زمین پہ چال سے زلزلہ ہو
قدم اپنا پڑا کو کو کون سی جا کہ وہ مرحلہ زیرِ وزیر نہ ہوا
کو کام بھرا آئنگے کون سے دن مریں میں ہکے قلیب جگر
جو یہ لبِ تلخ مرہ نہ ہوا وہ نشانہ تیرِ نطر نہ ہوا
ہمیں شغلہ رونے کا کیوں نہ رہے جو نہاںِ نظر سے ہر شک نہ
ہے اشکِ بدامِ سحابِ صفت کبھی خشک یہ دیدہ تر نہ ہوا
ہمیں روزِ خوشی جو نصیب ہوئی تو غریب و نیک بھی ساتھ رہے

رہ ملک عدم کی طرت جو چلے کوئی اپنا شریک سہ نہ ہوا
 یہ فقط مرے دماغ کو رتبہ ملا یہ فقط مرے اشک کو اوج ہوا
 کوئی ذرہ چمک کے نہ مہر بنا کوئی قطرہ ٹپک کے گہر نہ ہوا
 کہیں شک کو مین نے تلاش کیا کہیں سعی نک میں خواہیہ
 جو مزہ ہو مجھے وہ کسے ہر مزا کوئی مجھ سا بھی خستہ جگر نہ ہوا
 کبھی ہلکیہ لطف اصال ملا کبھی ہجر کا رنج دالم نہ گیا
 کبھی گریہ شب نے مزہ نہ دیا کبھی ناکہ دل میں اثر نہ ہوا
 جو ریاض جنان سے گریئے فضا میں باد یہ آہلی خاک فضا
 جو نال امید آگے بھی تو کیا کہ نصیب کسی سے ٹہر نہ ہوا
 رہ وادی غم میں نہ چین ملا مجھے صفہ رالم ہی ہمیشہ رہا
 کہیں زیر شجر جو ٹھہر بھی گیا کبھی سایہ نلگن وہ شجر نہ ہوا

جلوہ جو اپنے حسن کا آئنے دکھا دیا	دم میں فروغ شمس و قمر کا شاد دیا
ہمنے جو اپنے غم کا فسانہ سنا دیا	کچھ اور تو نہ سہم سے کہا مسکرا دیا
اُس مہر نے جو پردہ چمن میں اٹھا دیا	جو بن گلون کا صورت شبنم اڑا دیا
سر کا کے زلف آئنے جو چہرہ دکھا دیا	مستاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا دیا
جلدی تھی کیا نہ صورت سرائیل بچو	سو با تھا میں ابھی مجھے نافر جگا دیا
جب جستجو مجھے دل گم گشتہ کی ہوئی	ملک عدم کا اُسکی کرنے پسا دیا

<p>ساتی بہار بادہ کشی کیا فراق میں تعظیم اغیاس سے ہی کیا فقر میں غرض غیر دن کو مویلا کے رُلا یا مجھے لہو میرے دل دو نیم کا تم بھی کر د علاج خط آتے ہی رہا نہ رخ یار کا وہ حسن اگر آتش فراق کیا تو نے کیا غضب کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے یاروں نے بعد مرینکے اچھا کیا سلوک بلبل کو مار کر کے جو میں نے کیا ذلیل</p>	<p>اٹھ کر گھٹانے دلو ہمارے بٹھا دیا کھینچا جو ہاتھ پاؤں کو ہنسنے بڑھا دیا دیکر کہا اب اور کلیجہا جلا دیا دو ٹکڑے کر کے چاند بنی نے ملا دیا اگر سہ نے چاند کو کیسا چھپا دیا جنت تھا میرا گھر اُسے دوزخ بنا دیا کام آئیگا ترے یہ کسی دن یا دیا چھاتی پہ رکھکے سنگ زمین میں دبا دیا گل ہنسینے ٹپے تو غنچوں نے بھی مسکرا دیا</p>
<p>بیخ جفا سے یار بھی صنف ر عجیب ہو مانند زخم مجھ کو ہنسا کر رُلا دیا</p>	
<p>جو دل میں ذرا آپکے گھر ہوگا کوئی گل ترے رخ سے ہم ہوگا نشاط ہی ہو تو اُس فتنہ گر سے سمجھ لینے ہم بھی کر د ظلم ہم پر نہ کھینٹے جب تک مجھے آپ نامہ کئی فرقت یار میں عمر ساری</p>	<p>گزارہ مرا بندہ پرور ہوگا کوئی سرو قد کے برابر ہوگا روان میری گردن پہ خنجر ہوگا بیا کیا کسی رذر محشر ہوگا کبھی ختم شکوہ کا دفتر ہوگا کسی کا بھی ایسا مقدر ہوگا</p>

<p>کھو گئے تو کیا ضبط فریاد شکل نہو لگا میں قسمت سے جب ہو گا خنجر نہ چھڑ کو گے جتنا کہ نہ کم دلیر لکھو لگا جو احوال میں تو نامہ وہ میکش ہوں مینا سا غریب کمان کو کہن اور کمان وصل شیریں آٹھاؤں سر سجدہ اسلستان سے اگر کوئے قاتل میں جانا بچھوٹا</p>	<p>کسی بات سے بندہ باہر نہ ہو گا لو لگا آنکھیں میں تو خنجر نہ ہو گا مڑہ زندگی کا میسر نہ ہو گا رسالہ تو ہو گا جو دفتر نہ ہو گا اگر ہو گا مینا تو ساغر نہ ہو گا کرے تختیں خاک تپھر نہ ہو گا یہ مجھ سے کبھی بندہ پرو نہ ہو گا بدن پر مرے ایک دن نہ ہو گا</p>
<p>لبا خواب میں جس نے چوری سے بوسہ کوئی اور ہو گا وہ صف در نہ ہو گا</p>	
<p>جو گل تھا باغ میں ترا آئینہ دار تھا قابل ستم کے چرخ نہ میں خاکسار تھا کیا بد معاملہ ہو کہ تم پھیرتے نہیں ہر صبح راہ کو چہ جانان تھی ادریم ہم کو بلا کے کیوں نہ ملاقات تھنے کی وہ نون طرف شوق ملاقات تھا جو کل بے پردگی کے خون سے وہ شب کو پھر گئے</p>	<p>پر تو ترے لباس کا رنگ بہا تھا پیا عبت میں آپ ہی مشت غبار تھا ہمنے جو دل دیا تھا بڑا اعتبار تھا زندہ تھے جب تک ہی اپنا شعار تھا آنے نہ آنے میں تو تمہیں اختیار تھا عاشق کو تھا قرار نہ انکو قرار تھا روشن غضب ہوا کہ چراغ مزار تھا</p>

<p>شاید کہ اسپن جلوہ محل سوار تھا جب تک نہ یاس تھی مجھے امیدوار تھا اب تک تو یار ہم کو ترا اشتیاق تھا اُس کو بچے میں مرا جو نشان مزار تھا یاروں کے دوش پر مزارِ بوتا تھا پیدل تھا یادہ چار کے کاند سوار تھا دل جا چکا تھا سینے میں یہ یاد گار تھا</p>	<p>و وڑی جو ایسی پیچھے بگولے کے رقص اب کیا کروں سوال کہ پایا جواب تھا ما یوسن کے موت کے اب ہم میں منتظر اعدویٰ ضد کہ غیر نے وہ بھی شادیا اچھا ہوا کہ جلد میں تربت میں گر گیا گشتے کا تیرے اوج کل آیا ہینٹنسر ٹٹنے سے دافع کے یہ جو اغم کہ ہم شے</p>
	<p>اب دوست بھی عدو نظر آتے ہیں ہر مین صفہ رگئے وہ روز کہ دشمن بھی یا ر تھا</p>
<p>قل پر میر کر باندھے قضا تھی میں نہ تھا رات اُس محفل میں سب خلق خدا تھی میں نہ تھا غمرہ بولا وہ نزاکت تھی ادا تھی میں نہ تھا دل مرا سا تھی نہ تھا کچھ دلا سا تھی میں نہ تھا میں یہ کہتا ہوں ی زلف سا تھی میں نہ تھا زلف تیری جسے برہم کی صبا تھی میں نہ تھا ساری محفل عواں گارو بہا تھی میں نہ تھا کی گلوں جسے مرگوشی صبا تھی میں نہ تھا</p>	<p>یا ر تھا نقل تھا شمشیر ادا تھی میں نہ تھا مطرب ساقی تھے خالی میری حالت تھی میں نہ تھا اُس نے جب چھا کہ تو نے قتل عاشق کو کیا کیا ہوا مجھ سے جدا ہو کر جو دلبر تک گیا کہتے ہیں وہ رخ کے بوسے جو ہیں کس لیے جلوہ گاہ خاص تکا یگل گذر میرا کہا یار نے منھدی لگی مجمع عشاق میں بیٹھا ہوں مجھ کیون ہم ہر تو ادرک</p>

<p>کیا کروں تقدیر میری ناراستھی میں تھا مانع دیدار تو میری جانتھی میں نہ تھا وہ قضائے تیری تھی یا میری ادھی میں تھا عالم ایجاد کی جب ابتدا تھی میں نہ تھا</p>	<p>دھڑکتی تھی رات بجو نیم میں اسکی نگاہ کہتے ہیں وہ مجھ سے محرومی کا بجا ہو گلہ وہ کہیں گے حشر میں قاتل کو بوجھو نگاہ اگر عرض کرتا سنگدل انشاءً اسے کون بنا</p>
<p>رات اس محفل میں کیا موقع تھا صفر کیا کہوں سرمہ تھا سستی تھی غارہ تھا خاتھی میں نہ تھا</p>	
<p>ہر چاند سا چہرہ تو چلن کبک درسی کا دامن میں نہ چھوڑو نگا نسیم سحری کا کچھ رنج نہیں ہے مجھے بے باقی پری کا کیا تیرے ہر خیر تری بیدادگری کا نور شید میں عالم ہے چراغ سحری کا چمکا ہوا اختر ہے فقط بے نہری کا ہر رنگ نرانون میں ترے نوحہ گری کا دم ٹوٹے دیکھا جو چراغ سحری کا انسان کی صحبت میں نہیں کام پری کا بھولا ہے چین یہ تری بیدادگری کا ہر شمع پہ عالم ہے چراغ سحری کا</p>	<p>اندازِ نرالا ہر تری جلوی گری کا لائیگی نہ بوجاۃً محبوب کی جب تک صد شکر کہ عیاد نے تیکہ تو بسایا ہر خیشِ ثرکان سے ہر مقتول زمانہ اٹھا ہے یہ کسکے رخ پر نور سے پردہ اس عہد میں خاک اہل ہنر چھپانے میں گل پاس ہے کیا صدمہ ہے دل پر ہر طبل یاد آئی مجھے اپنے دم باز پسین کی عشاق کی محفل سے وہ اٹھے تو یہ کہکے تربت پہ غریبوں کے چراغان میں گل کون اٹھ گیا ہر نیم سے یارب کہ سر شام</p>

<p>مچلی اگر انجام پہ کچھ بجو نطسہ ہر اند رکا اکھاڑا ہر چین موسم گل مین ہر یاد مجھے وہ شب و صلت کا گزرا</p>	<p>زاہد سفر آسان ہر خشکی سے تری کا ہر بھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہر پری کا پروانوں سے ملنا رہ جرائع سحری کا</p>
<p>بھر جا کئی گل کی قبا باغ مین صفدر بھر شوق ہوا دل کو مرے جامہ درمی</p>	
<p>کس سے کس سے مین جا بجا نہ ملا جسکو احمد سار ہنمانہ ملا رہا اس شوخ سے ہوا نہوا ایسے اہل جان عدم کو گئے کھوٹا جو گرہ مرے دل کی ایک حسن و جمال مین تم ہو در با سیکڑوں ملے لیکن تم نہ جسکو ملے خراب ہوا دین و دنیا کی مل گئی دولت فقیر مین عرش پر دماغ رہا راہ ہستی مین سب تمھے بیگانے</p>	<p>پر کہین دل کا بد عسانہ ملا ڈھونڈتھا ہی رہا خدا نہ ملا کیا اجسا رہا ہر دل ملا نہ ملا کہ کسی کا کہین پتا نہ ملا کوئی ایسا گرہ کشا نہ ملا تم سا عالم مین دوسرا نہ ملا کوئی معشوق با وفا نہ ملا کہے مین کبھی گیا خدا نہ ملا تم جو مجکو ملے تو کیا نہ ملا بادشاہوں سے مین گدا نہ ملا آج تک کوئی آشنا نہ ملا</p>
<p>دل جو سینے سے گم ہوا صفدر</p>	

لاکھ ڈھونڈھا کہیں تیانہ ملا	
کیا کہوں حال ہر جو کچھ دل کا ہر عدم کتنی دور ہستی سے شور و محشر ہی جسکا نام جنوں اتفاقاً رہ آگئے ہیں ادھر ای صبا فیس دیکھے لیسے کو ہجر جانا میں مرد ماہ نہیں بنکے بیٹھے ہیں غیر پریشان کون آیا کہ باغ میں ہر خوشی وہ اٹھایا ہر سحر کا صدمہ دام صبا دے کے آیا ہر مرے دم و دم مجھے کوئی بوسہ ہو میں بسمل کی شکل کی آسان	رقص دیکھا ہر تنے بسمل کا فاصلہ کل ہر ایک منزل کا شور ہر وہ مری سلاسل کا خوب نکلیگا حوصلہ دل کا کہیں پردہ الٹ دے محل کا داغ ہر وہ جگر کا یہ دل کا رنگ بگڑا ہر آنکھ محض کا نغمہ بیون میں ہر جلاجل کا اب کی بچنا محال ہر دل کا اب گہبان خدا عسادل کا ہر سوال آخری یہ سائل کا دم غنیمت ہر تیغ متاع کا
نزع کئے ہیں جیسو ای صفہ ر فی الحقیقت ہر وقت مشکل کا	
صانع نے اسکو آبِ ستمگر بنا دیا ہانی نے کھینچیں دوزخ میں لگ لگ	ابر و کو قتل کے لیے خنجر بنا دیا اسکے قدم پہ کیوں نہ مرا سر بنا دیا

ہمارنگہ کو رشتہ گو ہر بنا دیا	آنکھوں نے میری قوت نظارہ بند کئے
تمنے تو قتل گاہ مرا گھر بنا دیا	فرقت سے دلین خون ہزار آرزو ہوا
جس نے کہ اسکو بچو لون کا زیور بنا دیا	جگر اسی نے جگہ سلاسل میں جیو
مینا سے دل کو چرخ نے بچھڑنا دیا	صدے دیے یہ فرقت محبوب میں بچھے
دور فلک نے پانوں میں جگر بنا دیا	سرکشگی میں عمر ساری گزر گئی
نامے کو فرط شوق نے دفتر بنا دیا	لکھتا تھا ایک بند ہزاروں کیے رقم
ذروں کو آفتاب منور بنا دیا	پردہ اٹھاتے ہی رخ روشن سے پار
قمری مجھے تو اسکو صنوبر بنا دیا	بخشا جو اسکو حسن تو مجھ کو خدا نے عشق

پہلے تو ایسے عشوہ و ناز و ادا نہ کھے

مستون بہنے یا رکھو صفہ ر بنا دیا

سفر میں اگر کبھی ان آنکھوں نے روئے اہل وطن دیکھا
 قفس میں ایسے ہوئے مقید کہ خواب میں بھی چین نہ دیکھا
 سوائے زحار و خال و گیسو کسی کا ہم نے دہن نہ دیکھا
 حلب بھی دیکھا حبش بھی دیکھا ختن بھی دیکھا یمن نہ دیکھا
 پھرے رہا نے یمن بدتون ہم رہی حسینوں کی ہجو صحبت
 کسی کی ایسی ادا نہ پائی کسی یمن یہ بانگ یمن نہ دیکھا
 نگاہ ترچھی کلاہ ترچھی روش ہر ترچھی ادا ہر ترچھی

جو بالکین پہننے تم میں دیکھا کسی میں یہ بالکین نہ دیکھا
 دہن ہر غنچہ نو آنکھ نرگس جو زلف سنبل تو سرو قامت
 تمھیں تو دیکھا بلا سے پہننے جو فصل گل میں حین نہ دیکھا
 کہیں تمھیں خوبوں کا مجمع تمھارے عشاق کیا سمجھ کر
 وقار الفت کا ذکر کیا ہو کسر نہ دیکھی دہن نہ دیکھا
 چلا جو دل سوے زلف جانان پھنسا بلا میں گر کنوین میں
 بنا دیا شوق نے یہ اندھا کہ اسنے چاہ و ذوق نہ دیکھا
 جو دیکھیں وہ خال زیر ابرو بڑھے نہ کیونکر تعجب اپنا
 گئے ہن کہے ہن ہم تو اکشہ وہاں کوئی برہمن نہ دیکھا
 عذاب سے سیری لاغری نے مری لحد میں مجھے بچا یا
 فرشتے آئے جو ہر پریش تو کچھ سواے کفن نہ دیکھا
 ہزار جادو زبان ہو سبجان ہزار سخن زبان ہیں لقمان
 مگر کسی رزائے کے آگے کسی کو گرم سخن نہ دیکھا
 دکھائی قسمت نے وصل کی شب ٹھاڑ چہرے ابو گیسو
 عجب کی جا ہو کشب کو ہم کیا کسی نے سوچ گشت نہ دیکھا
 کمال یاروں سے تنگدل تھے عبث گرفتار آب گل نہ
 پلے سفر کو کبھی جو صفدر تو پھر کے سوے وطن نہ دیکھا

کیا ہم سے پھر گئی نگہ بار دیکھنا چہرے پہ اُس کے گیسوئے خمدار دیکھنا کہ میری سمت گاہ سو غیسر ہو نگاہ صیاد دام لیکے تو اُس کے سوئے چین آنکھیں ترسی کہیں نکلاو اے باغبان ہم نامہ کرتے ہو چکے تو بولے وہ غیر سے مگر چھوٹا وہ عالم غریب میں یاد ہو دیکھا جو میں نے پیار سے بچھا کے کہا یوسف تو ہو مگر ہو ابھی خرد سال تم دیکھا جو برق طور کو موسیٰ غش کیا گستاخ ہو کے میں نے جو بوسہ طلب کیا مدت ہوئی کہ دام و نفس میں ہو اسیر	تقدیر جو دکھائے وونا چار دیکھنا کیا باغ پر ہر ابرو و حوا اندھا دیکھنا کستی ہو دونوں باگون یہ تلوار دیکھنا ہم سب سے پہلے ہو گئے گرفتار دیکھنا گل کو سمجھ کے بلبل گلزار دیکھنا کیسا یہ شور ہو پس دیوار دیکھنا حسرت سے جانب درو دیوار دیکھنا بھریون مری طرف زخیر وار دیکھنا بارہ برس کے ہو گئے تو بازار دیکھنا آسان نسین ہو جلوہ دلدار دیکھنا ہنسکر کہا کہ آپ کی گفتار دیکھنا یار ب نصیب ہو بہین گلزار دیکھنا
--	---

صفہ سخن میں بھی ہوا ترسو عشق کا

کس درجہ گرم ہیں مرے شعرا دیکھنا

اب رہا کون آشنا میرا ہر نگہ میں ہیں سیکڑوں دان مترود ہر دل کہوں کہوں	دل ہی مجھ سے جدا ہوا میرا کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا پوچھتے ہیں وہ دعسا میرا
--	---

<p>دیکھو کیا حال ہو گیا میرا کوئی دیکھے نہ نقش پا میرا مل گیا مجکو خونہا میرا رنگ چہرے سے اڑ گیا میرا بخشد و تم کہا سنا میرا لیگیا دل وہ دیر با میرا خوب نکلیگا وصلہ میرا ہر یہ مدت کا آشنا میرا کوئی دیکھے تو وصلہ میرا ساتھ دلتے ہر ترا میرا امرتو کیا نہیں خدا میرا</p>	<p>چار ہی دن میں ہوئے تم سے جدا اُس گلی میں گیا تو یہ چاہا دست رنگین سے اُسے قتل کیا صبح پیدا ہوئی جو وصل کی شب اب میں ملک عدم کو جاتا ہوں پوچھتے کیا ہو بیدی کا سبب گر خدا نے دکھائی وصل کی شب لیے جاتے ہو تم کہاں دل کو اُس ستمگر سے دل لگایا ہو چھوڑ کر دل مرا نہ جا عزم پاس تمکو اگر نہیں تو نہ ہو</p>
<p>جب بہار آئی باغ میں صفدر داغ دل ہو گیا ہر امیرا</p>	
<p>بتلائے زلف پابند پریشانی ہوا قد پر خم خاتم دست سلیمانی ہوا ایک قلم معدوم خط لوح پیشانی ہوا کوئی زندانی ہوا کوئی بیابانی ہوا</p>	<p>روئے تابان جس نے دیکھا حیرانی ہوا کیا تواضع سے مسخر عالم فانی ہوا استعد ر سجدے کے سنگ درجہ بشت خضر و یو دونوں عاشق ہیں کرتا ہر فرق</p>

ہوں وہ بکلیل آئے سے صا روشن ہر بجھے	شکل سری دیکھ کر تپہ کا دل پانی ہوا
عالمِ وحشت میں کیا پروا در فوگر کی رہے	کب پٹھا کب چاک اپنا رختہ عریانی ہوا
کس کا غم آیا کہ مری خونِ بختِ دل کیا	خانہ تن میں مرے سامان مہانی ہوا
دل باندھا دھیان جب گیسوِ بخار کا	ایک شب میں ختم قرآن کیا باسانی ہوا
دو قدم چل کر کیا تھے زمین کو آسمان	ذرہ ذرہ صورت خورشید نورانی ہوا
اُس حسین کے آئے جسمِ باغِ ہستی میں قدم	شور اٹھا ہر سو کہ پیدا یوسف ثانی ہوا
گھٹتے گھٹتے نہ کو کیا معراجِ معدی ملی	رفتہ رفتہ سایہ محبوبِ یزدانی ہوا
قامتِ آدم سے بالا قدرِ حمزہ کیوں نہو	مصرعِ اول سے ہتر مصرعِ ثانی ہوا
میں مسلمان جب تک تھا قد وہ ہندو رہا	میں جو ہندو ہو گیا وہ شیخِ نصرانی ہوا
زینتِ وحشت عجب کٹون کے پٹے سے برھی	پانوں اپنا شائے زلف پریشانی ہوا

کھینچ گیا نقشہ مضامین سرا پا کا ترے

خاتمہ صفدر بھی گویا خاتمہ مانی ہوا

جب تک اپنے دلوں شغل آہِ آتشناک تھا	اک تیا ہر روز ہنگامہ تہِ افلاک تھا
وصلِ تپوہی یہاں ہستی کا قصبہ پاک تھا	رابطِ حسنِ عشق ربطِ شعلہ و خاشاک تھا
اُس کے جانے ہی گلستان ہو گیا ماتم سرا	نخلِ ماتم ہر شجر ہر گل گریبان چاک تھا
سرخروہ بسملو میں تیر تھا امِ شہنوار	لنگے سر جھکا بدستِ بستیہ فتر اک تھا
غم کبھی میر دل پر سوز میں ٹھہرے عیش	پڑ گیا ہواک میں دم بھر میں جگر خاک تھا

یا اگئی عمر بھر بھرتا رہا کیوں سسر مرا کیوں کی قابل نے کی تلوار رو کی کیس لیے ایک دم میں عرصہ ہستی کو یہ طر کر گیا جب رداں نا پہنچ جاتا فقد ہمت بھی شط تھا بڑا مجرم مگر شرم گنہ کام آگئی پیش عاقل بود و نابود جہان کیوں نہ آئی	گرد باد و دشت تھا یا کاسہ گر کا چاک تھا گردن سر کا دواک فریت قینہ پاک تھا تو سن عمر روان چالاک سا چالاک تھا دور کتنا آستان صاحب لولاک تھا آنکھ سے آنسو کا گنا تھا کہ دہن پاک تھا خاک سے پیدا ہوا جو عاقبت وہ خاک تھا
---	---

لوٹ کا کیا کام صفدر بر بظرف نرد امی
بر صکے حسن پاک سے بھی اپنا عشق پاک تھا

ہر پری بیکر کا میں عالم میں دیوانہ ہوا دل جو عشق نرگس میگن میں دیوانہ ہوا ہو گیا کیا انقلاب ل تہوں کے عشق میں وصل کی شب کے آنکھیں مٹنے کیا دے نہ وہ مگر گھر سے گئے کیا دل بھی پہلو سے گیا ذکر میں ذکر لگیا ان صاف انتوں کا اکثر آج مہمان ہر اگئی کون شک فتاب کر گیا پاک عدم کو کوچ عامل حسن کا ہو رہے رنگ بے ثباتی بزم خالی ہو گئی	شمع رد دیکھا جہان میں اسکا پروانہ ہوا رفقہ رفقہ عمر کا بسیر پیمانہ ہوا پشترا سے جو کعبہ تھا وہ تہخانہ ہوا پہنچے مگر کان کسی کی زلف کا شانہ ہوا ہجر ہوتے ہی جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا دانہ گوہر ہر اک تسبیح کا دانہ ہوا منزل خورشید تابان میرا کا شانہ ہوا خط رویار مغز ولی کا پروانہ ہوا جب تک ساتی لبالب مری سے پیمانہ ہوا
--	---

حال اُسکے حسن قصہ ہمارے عشق کا	رفتہ رفتہ لیلی و مجنون کا افسانہ ہوا
ہر مری حُشّت بھی اسی صفدر کوئی نازہ طلسم چار دن بیٹھا جو میر پاس دیوانہ ہوا	
عشقم عاشقی کا گر گر ہو چکا کر دغصہ موتوں برہم نہ ہو نشانہ ہو جلد اسی دل بخیہ کسی بات پر وہ نہ راضی ہو نہ آیا کبھی جسم اُس شوخ کو کہ ورت ہی ہو اگر در میان صبا کا گذر اُس گلی مین نہیں کسی کے وہ اب دل کو دیکھنے کے کیوں پھرین کیا سو دیر کہے سے ہم	جمہ ہونا تھا اسی بخیہ ہو چکا زمانہ ادھر سے ادھر ہو چکا روانہ وہ تیر نظر ہو چکا کئی رات وقتِ سحر ہو چکا یہی آہ ہر تو اثر ہو چکا دل یار مین اپنا گھر ہو چکا گزارہ ترانہ مسہر ہو چکا کہ آئینہ مد نظر ہو چکا رخ اپنا ادھر سے ادھر ہو چکا
بہت سجد اُس در پہ صفدر کیے چلو بس اٹھو درد سر ہو چکا	
گریہ مینا سے مریا خندہ پیمانہ تھا قتل گاہ شوق مین شوق تھا قاتل کہا پاسے قاتل پر جو مین کاٹ کر سر رکھ دیا	غور سے دیکھا تو اُس کا جلوہ ستانہ تھا تسخ رکھ دینا گلے پر ناز مشوقانہ تھا یہ بھی اکا و فی سا جوش بہت مردانہ تھا

حالِ واعظ ہمیں بوجہِ پناہِ سجدے سے کہو	آج ہر منبر نشین کل ساکنِ میخانہ تھا
میرے مریخی خبر پائی تو اُسے یہ کہ	جی ہلت تھا مرا وہ بھی عجب یوانہ تھا
کیس طرح گلزار میں ہے کہ قسمت پھر کی	خانہٴ صیادین اپنا تو آب و دانہ تھا

شکے وہ حالِ ن صفدر یہ کہا سو گئے

نی الحقیقت خوب ہی تحسینِ افسانہ تھا

کم ہوگی درخششِ کشفِ فغان کیا	صد مہ جو دلیرِ دہ کون میں بان کیا
راحتِ طلب ہو کون مجھے آستان کیا	درکارِ مونسِ ہر تمنی کی دکان سے کیا
آئے ہمارے جحرانِ تازہ ہوں نہال	میں ام میں پھنسا ہوں مجھے بوستان کیا
بوسے سے گول کے لیے فرط شوق میں	بیرانِ لبِ غدیرِ دہ باغبان کیا
خلقت ہماری ذکی ہر خلقتِ جہان کیا	فرصت تمام عمرِ مہیگی فغان سے کیا
ڈرتا ہوں کیا پیام کون نامہ بر میں	کیا جانے اُسکے سامنے نکلے زبان کیا
روئے فرجِ جہلی کفِ پاسے مشعل	تشبیہ اُسکی مانگ کو دکن کشان سے کیا
تن میں نہیں جو روح تو کس کام کا ہوتی	طائرِ جو آر گیا تو غرضِ آشیان سے کیا
دنیا نظر میں خاک ہر عقیقی کی فکر میں	طالبِ مان کے میں ہمیں مطلبِ بیان سے کیا
بہتر نہیں ہر دیر و حرم اس مقام سے	جاؤں کہیں میں اُٹھکے ترے آستان سے کیا
بڑھتا نہیں ہر ناتواں کیلی جو نجد سے	مجنون کو اتحاد ہو سارا بان سے کیا
دل کھول کر ملو گا اکیلے تو وہ ملیں	غائب ہن ہر آنکا کہیں گے زبان سے کیا

دیدار دخت زر کا نہیں آج تک نصیب	حاصل ہر مجکو خدمت پیر بخان سے کیا
ہر ہر قدم پہ مین دل عشاق با نمال	سیکھی ہر تنے ظلم کی چال آسمان سے کیا
باتین ٹرائی کی مین لب لعل یا رپر	وصلت کی شب بان یلگی زبان سے کیا
راہ جان مین مد نظر ہر رودار دی	آئروں گاہشت تو سن عمر روان سے کیا

ہوں سرفروش قفل کی صفدر ہر آرزو
سر کینے پاؤں معرکہ امتحان سے کیا

بیان کرتے ہوں جو صفدر کو شب آتے سبہ آفتاب دیکھا
کہو تو پائی ہر جاگتے مین یہ تنے دولت کہ خواب دیکھا
جہان فانی خراب پایا یہ بحر ہستی شراب دیکھا
تمام عالم کا کارخانہ برنگ چشم جہاب دیکھا
سراے فانی کے یکدم مین ہر اک بشر کو خواب دیکھا
کسی کو مست جلال پایا کسی کو مست شراب دیکھا
کہوں شب غم کی کیا مصیبت سوائے ایذا ہوئی نہ را
نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا
اگرچہ کعبہ بھی خوب گھر ہر سنگدہ بھی ہر اچھی محفل
مگر نہ دونوں کو بننے اپنے مکان دل کا جواب دیکھا
کیوں تو میخوار ہنس رہے تھے کین تھے پر ہیزگار گریا

عجیب ہنگامہ اٹھ کے تربت سے پہننے روز حساب دیکھا
خیال آیا کہ عشق قامت میں پھک رہا ہو جگر ہمارا
جسلا بھننا سنج پر کسی دن جو ہم نے کوئی کہا دیکھا
وہ گردش چشم ست ساقی لگی نظر میں ہماری پھر نے
شراب خانے میں جا کے ہم نے جو در جام شراب دیکھا
ہوا جو آئینہ بھی مقابل تو عکس سے تم نے مٹھ چھپایا
تھکاری آنکھوں نے بھی نہ تم کو کسی طرح سچا دیکھا
ترقی داغ غم نہ پوچھو فراق جاناں میں ہمنشینو
جو شام کو ماہ اُسکو پایا تو صبح کو آفتاب دیکھا
کلم سے کوئی جا کے کدے کہ تم نے کہنا مرا نہ مانا
رہا ذرا بھی نہ ہوش باقی نہ تاب آئی جناب دیکھا
جسے سمجھتے ہیں سب محبت وہ ہو حقیقت میں عین دولت
کسی کو رشید آنسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا
نہ چین صفہ نہ تھا زندگی میں نہ بعد مرثیے پائی حرت
بیان بھی بنے عذاب دیکھا دہان بھی بنے عذاب دیکھا
دل صد چاک اپنا جب کسی گیسو شانہ تھا
مرا سر جھٹک تھا اور اسکا آستانہ تھا
وہ دن کیا خوب ہے یا رب کیا اچھا زمانہ تھا
موانق دور گردن میرے پٹے پر زمانہ تھا

<p>کہ شور طبل ماتم میرقی من شادیا نہ تھا ہر اک پتا تھا آئینہ حین آئینہ خانہ تھا کہ تیر ظلم جہج ناوک افکن کا نشانہ تھا نہ بھی آذر دگی کی بات شکوہ سہتا تھا جو دیکھا کچھ عجب رت کا اُنکی کارخانہ تھا کر رہا سر جھکانا پاسے جانان پر دوگانہ تھا وہ لیلیٰ دش تھا تو مجھوں تر سارا زمانہ تھا گھرا ایسا دھوان ناون کا گویا شامیانہ تھا ہمارا سر تھا ہر سون اور اسکا آستانہ تھا خطا صبا دکی کیا ہر ہمارا آب ودانہ تھا سحر کو قافلہ حبوت منزل سے روانہ تھا</p>	<p>اُٹھا تھا جب بن دیا عیش گران مانہ تھا اسی کی شکل دیکھی ہر طرب سیر گلشن کی نکالے بھی نہ تھے بال پر اپنے طائر دل عیش چین بر چین ہوتو ہم ہارا خال صنم خانے کو پہلے کچھ نہ ہم ای شیخ سمجھے تھے نہ کیونکر شکر کرتے ہم کہ پہونچے اسکے قدموں رہا حسن انی جب ملک موقوف کیا ہمپر نہ پر کر کے جہا جہا بے ہر پا کیا ماتم برا ہو دور گردوں کا کہاں اب کہاں کھینکا کہ گلی گلشن میں ہتے تھے نفس میں تہہ بین مقدر دیکھتا ہمپر مولیٰ نینداور بھی غالب</p>
<p>پریر کو سطرچ گاتے نہ خوش ہو کے ای صفہ ر ہوا جو شعر موزون اس غزل میں غائے شاقانہ تھا</p>	
<p>زنگ کچھ مگر اہوا ہر صحبت صبا د کا پیار لیکن آگیا منہ دیکھ کر جلا د کا کس چین میں شیمان تھا بلبل ناشاد کا پوچھتے پھرتے ہن ہر کو ہے ہن گھر صبا د کا</p>	<p>دیکھیے انجام کیا ہو بلبل ناشاد کا قصد تو روز قیامت تھا بہت فریاد کا کچھ نہیں کھلتا برا ہو چرخ کی بیداد کا کس قدر شوق اسیری نے کیا ہر بقرار</p>

<p>دیکھ پایا ہر جو انداز حرام نازیبا سائے میرے جو کچھ پیچھے اسکے مرگان کی ہوا بھی آنکھوں میں دم ڈلے بھی جبر سے نفا طرفہ شست خاک کو اس نے بخشا شرن توق نظار سے کا تھا ایسا نہ کچھ ایذا ہو واوی چشم میں سرگرداں ہوں بقدر ایک بھی ہتھیری صورت کا نہیں ان کو صنم غیر پر جان کر لئی یا پسچے گا وہ ہت</p>	<p>کچھ چلن بگڑا ہوا ہر باغ میں شمشاد کا تیر نکر پڑ گیا دل پر تسلیم ہزار کا رحم کا یہ وقت ہر موقع نہیں پیدا کا دیکھنے آئی میں پر یان حسن آدم زاد کا فوج ہوتے وقت منہ دیکھا کیے جلا د کا تھک گیا ہر پاؤں اٹھ سکتا نہیں ہزار کا دیکھ آیا ہوں میں تجا نہ الہ آباد کا کچھ نہ کچھ آخر دکھائیگا اثر فریاد کا</p>
<p>یا علی مشکاتی کیجیے صفدر کی اب دیر سے یہ فطری آپ کی امداد کا</p>	
<p>دل تھام لیا اپنا صیاد بہت رویا مجنون نے کیے نالے فریاد بہت رویا گلچین کے سب سے آنسو صیاد بہت رویا صحبت کے جلیں آئے جب یاد بہت رویا سائے نے کیا ماتم ہزار بہت رویا دیا میں جسے دیکھا برباد بہت رویا جب زخم ہنسے میرے جلا د بہت رویا</p>	<p>راتوں کو مری سنکر فریاد بہت رویا وہ عاشق پر غم ہوں سنکر مرا افسانہ پر درودہ افسانے بلیں نے کے شب بھر میتا نے سے مسجد میں آنے کو تو میں آیا تھا کون غم غربت میں غمخوار مرا ہوتا دل میں یہ ترجم ہر سب کا شریک غم دشمن کو خوشی میری کس طرح پسند آتی</p>

<p>وہ عاشق گریان ہوں کھینچا جو مر نقشہ نھی طوق و سلاسل سے تڈکی جو کجائی</p>	<p>مانی کو ہوں رقت ہزار بہت رویا زندانی ہوا جب میں آزاد بہت رویا</p>
<p>ہر بہت میں مضمون پر درو جاؤ صنف دیکھنی جو غزل میری استاد بہت رویا</p>	
<p>پھر آج سامنا ہر کسی ماہ عیسہ کا ارمان ہی رہ گیا خ قائل کی دید کا حد سے بڑھتا ہر اس دل زخمی کا آبلہ بیشل ہو وہ روستہ کتابی ہزارین قائل سے کہہ دو دیکھ لے ہر اک نظر سننے میں سب کسی بھی دیکھا نہیں کبھی ڈر ہو نہ آئے آمد جانان میں جھگو موت شب کو نبات نعش پہ جب بڑ گئی نظر انگشتی سے کچھ دہن یا رکھ نہیں</p>	<p>تارا چمک گیا مر سے بخت عیسہ کا ابکی ہمیں سفر میں ہوا چاند عیسہ کا گنبد بنے گا کیا یہ مزار شہید کا ملک نہیں جواب کلام عیسہ کا دنیا سے آج کوچ ہر تیرے شہید کا غضا ہر نام اُس دہن نا پذیر کا انجام ہو بخیر شب روز عیسہ کا سمجھے یہ ہر جنازہ کسی کے شہید کا خال سیہ ہر اس دہن نگینہ عیسہ کا</p>
<p>صنف رکمان مراد کا ملنا نصیب میں خود ہر دھین جو ہم فرار نہ پائیں شہید کا</p>	
<p>بھولوں میں ہر شہر تری گل بہتری کا دانوں پہ گمان ہر جھجے بہتری کا</p>	<p>خجوں میں ہر چچا تری نازک بدنی کا ٹکڑا ہر لب لعل عقیقی مینی کا</p>

کافی ہر وہی ہم کو چراغِ شبِ غریب شاخِ گل ترخامہ ہو کاغذِ ورقِ گل انگڑائی آدھری کسی مخمور نے بیشک اک جگہ میں موسیٰ ہوئے غشِ طور پر کیسے دیکھے نودہاں لبِ لعلین کا کوئی رنگ مشہور ختن میں ہر تراگیسو نے شکیں	سینے میں جو ہر دماغِ غریب الوطنی کا تو وصف لکھوں میں تری نازِ کبدنی کا صدر بہ جو ادھر ہے مجھے اعضا شکنی کا طاقت ہر کون تنہو سے میں گلہ ارنی کا خاتم میں نگینہ ہر عقیقِ مینی کا شہرہ ہر ستر قند میں شیرین دہنی کا
---	---

نظرون میں سہائی ہر کمانِ دولتِ دنیا

صفدر میں گداہوں درشاہِ مدنی کا

میں گھر سے چلے بزمِ دلداز تک نہ پہونچا افت تھی دونوں جانب تقدیر نے کمی کی دل چاک چاک ہو کر برسوں ہا پریشان چرچا جنوں کا پھیلا آفاق میں تو حاصل قاصدِ جہان سے گذرا سختی سے منزلوں کی پرکھ میں جب میں ہر کس طرح کوئی دیکھے قصرِ فلک تو گرتا پر تھم گئے یہ آنسو نہی فکر پر تھی اونچی منبر پر جاے وعظ کچھ نجات کی رسائی کچھ اپنی نارسائی	بلبلِ نفس سے چھٹ کر گلزار تک پہونچا پہونچا نہ یا مجھ تک میں یا ترک پہونچا لیکن کسی کی زلفتِ خمداز تک نہ پہونچا قصہ ہمارا گوشِ دلداز تک نہ پہونچا قسمت کا یہ بھی لکھا خط یا ترک پہونچا کیا دھوم ہو کہ یوسف بازار تک پہونچا سبیلِ بخیر گذری دیوار تک نہ پہونچا زندوں کا ہاتھ اسکی دستار تک پہونچا واعظِ ملک تو پہونچا نھا ترک نہ پہونچا
--	---

<p>ایک بو سے سے زیادہ ہرگز دیا نہ اُس نے طاہر وہ ہون کہ جس کی قسمت کو تہی کی</p>	<p>دس کیا شمار انکا دو چار تک نہ پہنچا چھوٹا اگر قفس سے گلزار تک نہ پہنچا</p>
<p>الہدے صبط صفدر زرقہ میں عمر گزری انسانہ محبت اغیار تک نہ پہنچا</p>	
<p>دیکھنے کا ترے ارمان نکلنے نہ دیا سر کو بڑھکے قدیار نے چلنے ندیا شوق نظارہ گلزار نے مجھ لاغر کو روح پہلی ہی نکل آئی مرے قاب سے سب سے بڑھکر تو ہین تیری نزاکت سے گلہ کم جنم سے نہ تھی آتش عصیان لیکن ہو گئی جان ہوا پر نہ چھٹے گیسو سے ایک فلک سوزش دل معجزہ ہوتی آخر تسخ مقل میں کھنچی ہو وہ لاتے ہیں مجھے تاب رخ سے ترے آئینہ بگھلتا لیکن</p>	<p>لاکھ سنبھلا دل مضطر نہ سنبھلنے ندیا میں نے قمری کو اطاعت سے نکلنے ندیا دوش پر باد صبا کے بھی سنبھلنے ندیا میان سے بھی ترے خنجر کو نکلنے ندیا دو قدم ساتھ جاز سے کے بھی چلنے ندیا آنسوؤں نے مجھے اس آگ میں جلنے ندیا مر کے بھی سچ سے قسمت نے نکلنے ندیا دست موسیٰ کی طرح کیوں اسے بننے ندیا یہ پیام آ کے کبھی پیک اجل نے ندیا ٹھنڈی سانسوں نے مری اُسکو گھٹنے ندیا</p>
<p>ایک ہی دار میں صفدر کا ہوا کام تمام حوصلہ خجرت اہل نے نکلنے نہ دیا</p>	
<p>دنیا میں کچھ سوسے رنج و محن نہ دیکھا</p>	<p>کنج قفس میں بننے رنگ جن نہ دیکھا</p>

یہ غیرت رگ گل مچھنے سے وہ سدا ہر جو بات شمع سے نکلی گویا نبات تھی وہ اُسکی صدا نہیں کچھ آواز طور سے کم باغ جہان کا ہنسنے برسوں کیا ناشا کی اختیار ہنسنے ہر شمع سے چشم پوشی پایا نہ تھکدوں میں جز عالم تجسس رخسار گل نے پایا زلف اُسکی سی پائی جو داغ ہر بدن پر تصویر ہے بری کی تقدیر کی ہوائی دیکھو رہے تفس میں اہل وطن جو چھوٹے ہستے تو ایسے چھوٹے قبرین کھدیں ہزاروں مردوں کی برکسی نے	ایسی کمر نہ دیکھی ایسا دہن نہ دیکھا تجھ سا جہان میں ہنسنے شیریں سخن نہ دیکھا باتیں سنیں کسی نے لیکن دہن نہ دیکھا شاداب پھول تجھسا اے گلبدن نہ دیکھا ہنر جہان میں اس سے جب پر سن نہ دیکھا بت کوئی ہنسنے گویا اے برہمن نہ دیکھا قد سر کو ملا پر سبب ذوق نہ دیکھا پیارا کسی نے ایسا دیوانہ پن نہ دیکھا گزری بہار ہنسنے روئے چمن نہ دیکھا غربت میں آکے ہنسنے خواب وطن نہ دیکھا عفو بدن نہ دیکھا تار کفن نہ دیکھا
--	--

عالم میں سب سخندان کہنے میں بجو صفدر
ہنسنے کسی کا ایسا رنگین سخن نہ دیکھا

جو بجا ہر ترپے جو طائر دل کو شوق غربت میں ہر وطن کا
نفس میں تقدیر نے پھنسا یا خیال بیل کو ہر چمن کا
بیان جو کیا دھت اس بدن کا کہ صاف عالم ہر یاسمن کا
جو حلقہ ہر زلف پر شکن کا وہ مشک نافہ ہر اک ختن کا

وہ چہرہ گل ہر وہ قد منو بروہ زلف سنبل و چشم زگس
 نظارہ اس شوخ گلبدن کا ہوا تماشا بہین جہن کا
 ہماری ہستی کا ہر یہ عالم عدم کی کرتے ہیں سیر ہر دم
 کبھی تصور ہو اس کمر کا کبھی تصور ہو اس دہن کا
 انھیں جو مد نظر ہر زینت ثری ہر زیور کی قدر و قیمت
 چمک گئی دھلک گئی کی قسمت بلند اختر ہو نور تن کا
 ردال خوبی کا دقت آیا گرین نہ اب حسن کا وہ دعویٰ
 نمود خط سیہ ہر رخ پر قمر کو دھبہ لگا گھن کا
 نیادہ جو بن ہر رنگ لایا کہ کھنڈر و اسلام کو ٹاپا
 نہیں ہر خال سیاہ رخ پر گندہ ہو کبھے میں برہن کا
 یہ خویش و اجباب مہربان ہیں کہو تو مجھ ناتوان پہ کیسے
 کہ بعد مرنے کے بوجھ رکھا ہو میری چھاتی پہ لاکھ من کا
 ذرا ترحم بھی دست وحشت کمان تلک تنریان یہ تیری
 کوئی نور بننے دے تا رہا بت ہمارے یو سیدہ پیرہن کا
 اُداس شمعین میں شیشے روتے ہیں چپا ہو مطرب لسانی
 گئے وہ کیا انجمن سے اٹھ کر بدل گیا رنگ انجمن کا
 تری نزاکت کا حال کچھ کچھ رنم کیا ہو جو نہیں اہل گل

درق جو دیوان کا ہر ہمارے وہ ایک تختہ ہر یاسمن کا
اگرچہ مجرم بہت جون صفہ زمین ہر کچھ مجھ کو خوف محشر
جلایگا آفتاب کیونکہ کہ سہ پہر سایہ ہر پنجستن کا

چو گم ہوگا اسی پڑہ دہن اکدن عیان ہوگا	نشان بے نشان پانچا جو خوبے نشان ہوگا
نگاہ ناز سے دل زخمی نوک سنان ہوگا	چلیکاتیر جب ایساے ابرو کمان ہوگا
غریز مصر کی ہر حسن خوبی کا بہت شہرہ	تمھیں وہ حسین شہہ قرآن دیباں ہوگا
اندانے رنگ گل ہو گیا باج گل تجھ کو	چنان تیرا مکان گاہین اپنا مکان ہوگا
شراد پوائے ایسا گھل گیا ہر ناتوانی سے	کہ سر پر سایہ بال بری کوہ گران ہوگا
مسی ملک وہ لب پر پاں کی سرخی تہا این	گر میان چاک سون کی طرح اب زعوان ہوگا
ہنس کی بگی بیدار دون کو تدبیر و کیسی	بدن ہوگا جو اپنا زرد شاخ زعفران ہوگا
سہنگ کا کوٹیل گفتگو کو از زبان چپ ہو	اکمر بھی سخن نکلا جو منہ سے درستان ہوگا
خیال قامت جانان اگر یون ہی ہا زمین	اٹھیکانالہ جو سینے سے وہ سر روان ہوگا
وہ نالان ہر قدم کھونگا جب سحر و حشر میں	دبان نقشین سے جادہ سر گرم نغان ہوگا
بزرگ مرغ بودہ بلبل نازک طبیعت بدن	تھلیک کا بھول گلشن میں اپنا آشیان ہوگا
وہ وحشی ہون دیکھا ساتھ میر کوئی فرقت	انکلی ایک گاہیرا ہن جو دلت امتحان ہوگا

میں وہ دراندہ ہون ہر اسید کا ذکر کیا صفہ
مرا سایہ بھی مجھ کو چھوڑ کر آگے روان ہوگا

کس کام کا پروہ دل حسین ملا آیا	بیکار آئندہ جب حسین بال آیا
اسد مرغان پر رحمت ہسانہ جو ہر	بھرم رہا نہ نہ وجہ انفعال آیا
مخمل سے بیٹھے بیٹھے گھبرا کے اٹھ چلا تو	سچ کہ کہ زمین تیرے کسٹا چلی آیا
وہ خال پر بارود دیکھا تو ہم بہت بچھے	کہے میں یہ اذان کو شاید بجا آیا
آمد شد آنکے گھوڑین کیا کیا بھلی نہ بھلو	خوش خوش گیا چمن میں جو کشتاں آیا
کیا کفری رہا میں درون جو سیکڑے میں	دوران مجھ سے تھے المین اعظ نکال آیا
بیداد سے جنوں کی تنگ گیا دل لسا	بسا خد زبان پر یاد و اہمال آیا
اسکے چہ ذفن میں دلو کو بحث پھنسا یا	جو کاکر میں کنوین میں سفت کو ڈال آیا
کھٹنے لگا جو ہر صکر مناسب ہم یہ سمجھے	پونجا کمال کو جو اسیر زوال آیا

شکر خدا کہ صفدر عرسیم کی انتہا ہر

فرقت کی رات گذری روز وصال آیا

گوشے جو بار بار ہو اس سے بناہ کیا	ہر روز جو جھٹکا کنوین اسکی چاہ کیا
محشر میں چوچھے جائنگے جو میں شہر ہے	کیا ہم صنیع اور ہمارے گناہ کیا
آنکھیں جو قدسیوں کی جھپکتی ہیں عرس	ہر عرش سے قریب تری جلوہ گاہ کیا
کیا بات ہو جو مجھ سے ہے آپ مرغان	کرتے نہیں گدہ اپہ کرم بادشاہ کیا
زہاد بھی تو نشہ نخوت سے مست ہیں	تھوڑی سی ہو جو بننے بھی پی لی گناہ کیا
نیرنگیان ہیں قدرت پر مرد گار کی	اس صفت چہرے پر پروہ زلف سیاہ کیا

کو بچے میں آنکے میں جو گیا ہنسکے یہ کہا واعظ یہ کوئی بات خلافت ادب نہیں افت کا ہو بڑا ہمیں برباد کر دیا دشمن ہو دین کا جو صنم آسکے سامنے ساتی خدا کی واسطے لا اب شراب سرج لکھا ہر خط جو میں نے بڑے فطرات میں	آئے کدھر کہ بھول گئے آپ راہ کیا بوسہ لیا جو مصحف رخ کا گنساہ کیا کیا جانتے تھے ہم کہ ہر ترچھی نگاہ کیا آئے زبان پہ اشدان لالہ کیا گلشن میں گھر کے آیا ہر ابر سیاہ کیا پھر تا ہر اس گلی میں کبوتر سیاہ کیا
---	--

ہو گا اسی کا داوڑ محشر کو بھی لحاظ
صفدر میں اسکا حشر میں ہوں اور خواہ کیا

تراقد قیامت سے بڑھ کر بنایا تھوڑے مرے تن پہ جب سر بنایا ہر سند ایسے آئے وہ ابرو وہ گیسو عدو باغبان ہو تو گلچین ہو دشمن جنوں میں ترنگ آگئی میکشی کی دکھایا گر کپن نے اعجاز عیسی نہ خندان نہ گریان ہوا تو آنرز دہن اسکا پنہان کر اسکی غائب نہ مرنے جو ہم نکو شہرت نہوتی	بنایا جو کچھ آئے بہتر بنایا جبین پر اس ابرو کو خنجر بنایا کہ صانع نے انکو مکر بنایا کہاں اشیان ہننے اگر بنایا سہو توڑ کر ہننے ساغر بنایا جو پر اسے پھونکا کبوتر بنایا بنایا جو بت خاک تھجہر بنایا وہ نقشہ مصور نے کیونکر بنایا تھجین ہننے ایجان بگر کر بنایا
---	--

بیابان کو حق نے کیا پیچھے پیدا نزہت تمھاری جو ظاہر بھی ابجائ حسین دیکھ کر خود نہا ہو گئے سب حسینان عالم کو کیا تم سے نسبت	مرے پائوں میں پہلے چکر بنایا زر گل سے زر گر نے زیور بنایا عجب آئندہ اسے سکندر بنایا تمہیں چاند اور دن کو اختر بنایا
بنے دین دنیا یہ مشکل ہے صفدر جو یہ گھر لگاڑا تو وہ گھر بنایا	
باغ میں جا کر مجھے وہ گلبدن یاد آگیا وہ رخ گلگون دم سیر جن یاد آگیا سرو سے ہکو بندھا آتش موزوں کا خیال جب کیا نظارہ اوراق نسیم و سمن دیکھ کر نرگس عشق اسکی آنکھوں کا بندھا باعث حیرت ہوا کیسا تماشا سائے چمن سیر صحرائی تو روئے غربت مجھوں پر ہم	سر سادہ قد وہ غنچہ سادہ بن یاد آگیا چاہ گلشن دیکھ کر چاہہ دقن یاد آگیا دیکھ کر غنچہ وہ چھوٹا سادہ بن یاد آگیا گورا گورایار کا نازک بدن یاد آگیا سنبل تر سے وہ گیسو پر شکن یاد آگیا اس گل غما کا رنگ انجمن یاد آگیا کوہ پر پہنچے تو ہم کو کوہن یاد آگیا
کیسے کیسے یاد آئے ہکو باران وطن پہنچے غربت میں جو ہم صفدر وطن یاد آگیا	
بچھا تو نے جون سے کاٹ کر سر رکھ دیا گردن بسل پہ جب قاتل نے خنجر رکھ دیا	ہنسنے انصاف اسکا تو قاتل خدا پر رکھ دیا موت نے بڑھکر گلا اپنا برابر رکھ دیا

جو بی تقدیر دیکھو آئی جب نوبت مری
 ناتوانی سے بیان قبر ہم دب دب گئے
 حشر ہوتا وہ اگر اپنا مقابل دیکھتے
 کاتب اعمال نے کیا کام محشر میں کیا
 حشر میں نکلیگی جو باریب جاناں سے جدا
 یکیا تھا مانگ کر مجھ سے فلک و دغ و ل
 وقت بیداریش تو کچھ جو دستم ظاہر نہ تھے
 جھوٹی قسموں میں مجھی کو کر لیا ہوا زینت
 وہ نہیں قسمت ہوئیں جب آگنی نوبت مری
 اسنے یکتائی کا جب دعویٰ کیا میرے حضور
 ہونے و تبرہ بخت جُشنِ مہلی شمعِ مزار
 دوستوں نے ذہن کر کے دوستی کیا خوب کی
 تختِ مل خون جگر جافر ہوا و ہمانِ عجم
 حق سے ہم شکوہ کریں کاتب اعمال کا
 جب شرابا بے یمن کی سانی نے کی
 کھینچ دی سانی نے اپنی چشمِ مہنی کی شبیہ

رحم آیا ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھ دیا
 فاتحہ کو جس نے رکھا ہاتھ پتھر رکھ دیا
 اُنسہ اچھا ہوا ہنسنے چھپا کر رکھ دیا
 غیر کے سر پر عمر عصیان کا دفتر رکھ دیا
 سب نے نام اُسکا ابھی سے شور محشر رکھ دیا
 نام اُنکا اُسے ماہ و مہر انور رکھ دیا
 یا خبر تھا جس نے نام اُسکا سنگ مر مر رکھ دیا
 ہاتھ جب چاہا اٹھا کر میرے سر پر رکھ دیا
 ہاتھ سے سانی نے مینا نے مین ساغر رکھ دیا
 مین نے آئینہ فقط اُسکو دکھا کر رکھ دیا
 شام ہی سے اُسکو مرنے بچھا کر رکھ دیا
 سیکر دن میں گارے سینے پر پتھر رکھ دیا
 حاضر جو تھا وہ مین آگے لا کر رکھ دیا
 دل میں جو یاد وہ دنوں لکھ کر رکھ دیا
 میرے اشکِ سخن نے چھلک کے ساغر رکھ دیا
 جام کو لا کر جو شیشے کے برابر رکھ دیا

صفہ رورافتہ کو جب قتل مہ کرنے لگے

آرزوؤں نے گلے کو زیرِ خنجر رکھ دیا

وہ پہلو سے جسم روانہ ہوا	میں تیر قضا کا نشانہ ہوا
ندامت سے یاں اپنے آنسو ہے	وہاں مغفرت کا ہسانہ ہوا
نہ آیا ذرا رحم بیدرد کو	میں تڑپا کیسا وہ روانہ ہوا
کمان سے ابھی تیر چھوٹا نہ تھا	کہ دل اپنا جا کر نشانہ ہوا
محبت میں اسدِ رجبہ شہرت ہوئی	کہ حال اپنا آئینہ فسانہ ہوا
دل بد گمان پیچھے پیچھے چلا	جو قاصدِ ادھر کو روانہ ہوا
کمان ہم سے خانہ بدوشوں کا گھر	جہاں رہ گئے آشیانہ ہوا
ہوا ہو گئی وہ بہارِ شباب	گئے جوش کے دن زمانہ ہوا
ہمیشہ حسینوں پہ مڑتا رہا	ازل سے ادا کا نشانہ ہوا
وہ میخواری تھا میں کہ ابر بہار	حد پر مری شایبہ نہ ہوا
جگہ برق کو وہ پسند آگئی	ہمارا جہاں آشیانہ ہوا
طبیعت ہوئی جب وحدت پسند	جو بیگانہ تھا وہ یگانہ ہوا
جفا آئے چھوڑی نہ میں نے وفا	ادھر سے ادھر اک زمانہ ہوا
دمِ قفل چھوڑا مجھے نیم جان	نزدِ اکت کا آنکھ بھسانہ ہوا
نہ دیکھا ریاضِ جہاں اک نظر	ہرنگِ صبا میں روانہ ہوا
یہاں ہم ہوئے خواہمیں ہم نعل	نزدِ اکت سے دانِ درد شانہ ہوا

انجمن قتل صفہ تجماع نظر قطر حرم الفت بسانہ ہوا	
<p>جو حسین دیکھا کہین میں سکا دیوانہ رہا عمر بھر دلیں خیال رو سے جانا نہ رہا کوئی زینت خوش آئی خاکسار کی سودا یاں دل مضطر با فرقت میں آنکلی چاک چاک اہم بادہ کش تھا بچن پر سیکہ کوئی ہوگا اس خرابات جہان میں ہوشیار انقلاب ہر سے کوئی جگہ خالی نہیں دلیں ہنسنے تھے جوانی تک حسینوں کے خیال ساتھ اس کے ہو لیے ہم جو بلا وحشی مزاج منزل فاق میں خطا میں عجب وحشی مزاج اب ساتھی ہو نہ بنا ہونے ساغر ہر جسم وہ غم فرقت کو سیر رات بھر سنتے رہے رات بھر نرم حریفان میں عجب ذوق رہی خاک بھی اپنی پریشان کو بکو بھرتی نہ کی جلوہ رخسار سے اس مہر طلع کے مدام</p>	<p>باغ میں بلبل ہا محفل میں پروانہ رہا بادہ گلزم سے بسہریر پیمانہ رہا عیش و عشرت میں مزاج اپنا فقیرانہ رہا اور وہاں لب رسا میں ات بھر شانہ رہا ندیب و شرب مرا ہر وقت زندانہ رہا عمر بھر میں تو مروت سے مستانہ رہا ایک مدت دیکھ لو کعبہ صنم خانہ رہا یہ خرابہ ایک مدت تک پریشانہ رہا دشت میں سودا ہوں سے اپنا یارانہ رہا آشنا تو آشنا ہوں سے بیگانہ رہا مشکون کے دم تلک آبا و سحانہ رہا عاشق و معشوق میں دلچسپ فسانہ رہا سرنگون شیشہ رہا گردش میں پیمانہ رہا بعد مردن بھی خیال زلف جانا نہ رہا منزل خورشید تابان میرا کاشانہ رہا</p>

<p>استحسان عشق بن صندر سے ثابت تدر حوصلہ فضل خدا سے اپنا مردانہ رہا</p>	
<p>سٹے ہوں کو یہ ظالم سٹایگا پھر کیا یہ جا کے عرش کا پایہ ہلائیگا پھر کیا وہ بھول آ کے لحد پر چڑھائیگا پھر کیا ٹرپ کی سیر یہ تمکو دکھائیگا پھر کیا کلی سے یار کی قاصدہ آئیگا پھر کیا لگاڑ کر مراجرہ بنائیگا پھر کیا</p>	<p>پس فنا ہمیں گردون سٹایگا پھر کیا ضعیف نامہ دل اُسکا ہلا نہیں سکتا شریک جو نہ ہوا ایک دم کو بھولوں میں خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنے ذبح کرو کہا سنا جو یہ لوگوں سے بخشوا کے چلا کہو مصور تقدیر سے کہ خیر تو ہر</p>
<p>ہلال بد بھی ہوتا ہر ایک شب صندر گھٹا کے مجھ کو نہ گردون ٹرھائیگا پھر کیا</p>	
<p>رو لیٹ پاسے موحده</p>	
<p>اگھو ٹھٹ ترا اٹھیا گا غروس بہار کب آئیگا یار ب اوج پہ میرا غبار کب تیری ٹرپ ٹیگی دل بیتار کب بوسے بگڑے کے پہننے بنایا تھا یار کب تھکدے ہوئے چراغ شب انتظار کب بیرامرا لگائیگا اسی خضر یار کب</p>	<p>سیر حین کو آئیگا وہ گل عذار کب روندیگا میری خاک کو وہ شسوار کب روز فراق و روز وصال ایک حال ہر بیگانگی کا میں نے جو آنسے گلہ کیا تا صبح شوق دید میں آنکھیں کھلی رہیں مدت سے بحر عشق میں کشتی بہا ہر</p>

میں انہی دھن میں حشر کے دن بھی کہا کیا مدت سے تملگاہ میں نہیں دوسرے بھٹ اگر بیاں شب فراق کی کبتک گنا کردن انکار صاف صاف وہ کرتے ہیں صیل سے	اسد ہوگی صبح شب انتظار کب کرتی ہر اتفات گزشتہ یار کب پروردگار آئینگار روز شمار کب ما یوس ہوگا تو دل ایند وار کب
---	--

توبہ کی شراب سے آئی ندائے غیب
صفدر تمھاری بات کا ہر اعتبار کب

کوئی عالم میں نہیں ہر اس شکر کا جواب وہ رخ روشن ہر مہر و ماہ انور کا جواب کسکے رخ کی ہر خجالت بال پرواز چمن خط کیا تحریر جب اسکو ہوا شوق میں خط کو میرے دیکھ کر قاصدہ کہنے لگے وہ فلک پر جلوہ گریہ آسمان حسن پر خدمت آئینہ داری جسکو دھم وہ خوبڑ دیکھ کر افشان جبین صاف پڑا ت ہوا خضر کی حاجت نہیں راہ مکان یارین مراغ کھائے ہفت کس گلبدن کی یاد نزع میں پائی ہر لذت کہ کتا ہر گلا	اُورہ جسکے در کا ہر خورشید محشر کا جواب نکمت گیسو شمیم شک وغیر کا جواب رنگ بھی اُس نے میں ہر بو گل تر کا جواب ہنگیا نامہ مرا بال کبوتر کا جواب آتش فرصت کسکو ہر کھئے جو دفتر کا جواب عقد پروین سے کیا اسکے چھوڑ کا جواب رتبہ پائے بخت چمکین ہو سکند رک کا جواب یار کو مد نظر ہر ماہ و اختر کا جواب نکمت اُس نے بغیر کی ہر سہر کا جواب جسم لاغر ہو گیا طاؤس کے پر کا جواب تیرے بازو کا ہر اسی قاتل نہ خنجر کا جواب
--	---

<p>دل مرا شیشہ ہریری آنکھ ساغر کا جواب اپنے کانوں سے سنینگے چلکے دبر کا جواب حور کا فروں کا طوبی کا کوثر کا جواب بھڑخین نہ نظر ہر چرخ اخضر کا جواب</p>	<p>ہون وہ میکش خانہ تن بھی مرا میخانہ ہر نامہ برکیسا تھا صابر ہی گر شوق کا ذحت زربچانہ شیشہ جام ہر میر حضور پھر پند آئی انجین پوشاک صافی اندون</p>
<p>سنکے احوال ل صد چاک خط پیر سے کیا اُس نے قاصد کو دیا صفر برابر کا جواب</p>	
<p>گلبریں ہمارا اُسے بین مہمان عجب عجب بین شیر نعم بین چاک گریبان عجب عجب بین تہلا سے زلف پریشان عجب عجب پریان بین جمع گرد سلیمان عجب عجب لایا ہر رنگ ابکی گلستان عجب عجب انسان کی صورتوں میں شیطان عجب عجب دیتی ہر بیچ زلف پریشان عجب عجب دشت دکھا رہی ہر بیابان عجب عجب اپنی بھی میکشی کے ہر بیان عجب عجب مگر تاویل وہ خنجر بران عجب عجب</p>	<p>دل میں بین رنج دشت داران عجب عجب سمجھا میں جال موج و گل و صبح دیکھ کر بحر میں دباغ میں سنبل ختن میں شک ولین خیال رو حسینان ہر اندون سو سو طرح کی دل کو ہر دشت بہار میں بہکار ہے بین میری طرف اُسے قریب گردن میں طوق حلقہ زنجیر پائون میں کوئین وقت بادیر گردی ہن دو قدم ساتی ہر زبرہ ہر ساغر سو ہر چرخ ہم سے کبھی کبھی کبھی ہر رکاب ہوا</p>
<p>رہتا ہر ولین جال و خط و زلف کا خیال</p>	

صفدر بہارے گھوڑے میں ہماں عجیب	
حکم آیمکا جو اس کے چہ میں پائے عندلیب باغبان نالے کرے گلچین کلیجا تھام لے قدر عاشق اک تھارسی ہی نگاہوں میں بھول بجاتے ہیں نقش پا خرام یار سے صفیہ دیوان پر ہوا پتختہ گل کا گمان تیر کر کے دم میں آنا نہیں صیاد پاس میں تو کیا ہو جائیں عشق تجھ پہ گل جانور بدلے رشتوں کے اگر تارک گل صرف ہو سکدے پر صفا ستونکو ہر گلشن کا گمان ہر گلستان بھی تفسیر باندی عشاق کو بانع میں خل خزان ہوا تر گئے ہم صغیر باغبان بید رہی گل ہو فنا گلچین رقیب	آشیان کو آتش گل سے جلائے عندلیب طرز اگر کچھ میرے نالوں کے اڑائے عندلیب دیکھ لو گل سے زیادہ ہر ماے عندلیب ہر قدم خلخال پا میں ہر صداے عندلیب ہر صریر کلک اپنی یا نواے عندلیب دستان کسکو گلستان کی سنا عندلیب سر سے پانک گل ترے جھلون کھا عندلیب دام میں خنجر ڈار کے آری صیاد آئے عندلیب قلقل مینا ہر ساقی یا صد آ عندلیب موج بوسے گل ہوئی زنجیر کا عندلیب سبزہ بیگانہ ہوا آب آشنائے عندلیب اکون سنا ہر چین میں ناہائے عندلیب
ہم بھی اک گل کے تصور میں ہیں دم ناکہ کش اکون ہر ہمدرد ای صفدر سوئے عندلیب	
نورق میں میں عیش کے سامان تمام شب نھی بسکریا دنا دک شرگان تمام شب	اندوہ و درد و رنج میں ہماں تمام شب دل میں مگر چھپا کیے بیکان تمام شب

<p>بالین پہ ایک شمع ہر گریان تمام شب دیکھا کیا میں اب پریشان تمام شب ہو گا مری لحد پہ چراغان تمام شب دل ہر چراغ گور غریبان تمام شب سوج تمام دن بہ تابان تمام شب نکلانہ دل سے ایک بھی ارمان تمام شب</p>	<p>تیرے مریض ہجر کا غمخوار کون، سر گیسو کی یاد میں اگر آئی بھی مجھ کو نیند کھا کھا کے داغ الفت گیسو میں مر گیا جتنا ہر ایسے کہ ہو میں کشتہ حسرت میں بہر نظارہ پھرتے ہیں اسکے مکان کے گرد آئے وہ شام سے مگر ایسے خفا رہے</p>
<p>صدف رشید صال جو آئے تو دیکھنا میرا سہو ہاتھ اسکا گریبان تمام شب</p>	
<p>رویف با سے فارسی</p>	
<p>اسد اتھو بچے ہیں اپنی نظر سے آپ کیا شرم ہے کہ چھپتے ہیں نہیں فرستے آپ دافن نہیں ہیں لذت درد جگر سے آپ بولی جیا کہ بچکے نکلے ادھر سے آپ ابلی خدا کرے نہ پھر ہیں اس سفر سے آپ ہم آفتاب حسرت سے روئے فرستے آپ پردے میں خط شوق کو ہیں یا مہر سے آپ آئے ہیں اتفاق قضا و قدر سے آپ</p>	<p>آئینہ دیکھتے نہیں جادو کے ڈر سے آپ دن کو نکلتے ہیں نہ کبھی شب کو گھر سے آپ سینے سے میرے ہاتھ اٹھاتے نہ عمر بھر معن چمن میں نرگس جیران کو دیکھ کر خصت کی وقت مجھ سے کہا جسکے پار آنکھیں ملائیں و زون کا ہو جائے امتحان خط کے نفاذ پر آنکھیں سینے پر لکھ دیا میرا غیب خانہ تمہارے قدم کمان</p>

<p>بس بس حضور اب نہ گرائیں نظر سے آپ کستا ہر دل کہ گزرے ہیں اس بگڑے سے آپ</p>	<p>آنسو کی طرح خاک میں لمباؤنگا ابھی ہنگامہ دیکھتا ہر پہ برپا جہان کیسے</p>
	<p>محفل میں ان کے سامنے سو بار ہم گئے بوچھا نہ یہ بھی آئے ہیں صفدر کہہ سہے آپ</p>
<p>روایت تاسعے فرشت</p>	
<p>یاں سر ہوا در بلایں ہیں سر پر تمام رات دیکھا ہر کھینچ کھینچ کے خنجر تمام رات جا کر کہیں رہے ہو مقرر تمام رات گھٹنا ہوں شل شمع برابر تمام رات چمکا کسی طرح نہ تعدد تمام رات زندہ رہو نگا ہجر میں کیونکر تمام رات تھما ماتھاب جاے سے باہر تمام رات شیشہ نعل میں ہاتھ میں ساغر تمام رات انگار دن پر ٹٹاتے ہوں بھر تمام رات گھر کا مرے کشادہ رہا در تمام رات ہم خاک پر پڑے رہیں باہر تمام رات</p>	<p>دوان شانہ اور زلف بعبیر تمام رات کیا جانیں کیسے کوچ وہ عالم کریگا قتل آنکھوں میں نیند بکھری ہوئی زلف رنگ پروانہ بن نہیں ہوں کہ دم بھر میں جل بجھوں راضی ہوا نہ وصل پہ ہرگز وہ ماہر د ہر شام ہی سے موت کی چمکی لگی ہوئی سویا نکھا چاندنی میں جو منہ کھول کر وہ مہر اپنی تو یوں گزرتی ہر ساتی کی یاد میں ایجان یہ بھی کوئی جلائے کا طور ہو آسنیت کے انتظار میں آغوش کی طرح قدرت خدا کی غیر سے خلوت سرحد بان</p>
<p>فرقت میں جال گرے صفدر میں کیا کہوں</p>	

	بستر ہا ہر بانی کی چادر تمام رات	
<p>جلد صبح تک شمع محفل کی صورت اکہی یہ کیا ہو گئی دل کی صورت وہ خنجر کی صورت یہ قاتل کی صورت جو صورت ہو میری وہی دل کی صورت نہ دیکھی دم فوج قاتل کی صورت وہ رخسار ہو ماہ کامل کی صورت نہ دیکھی کبھی بہنے منزل کی صورت بھڑکنے لگے گل غنادل کی صورت مسافر نے دیکھی نہ منزل کی صورت دورا دیکھ لینے دے قاتل کی صورت</p>		<p>یہ شب بزم جانان میں بھی دلی صورت نہ آہوں میں گرمی نہ نالوں میں تیزی ہلال و فلک دیکھا کیوں نہ تڑپوں میں افسردہ ہوں تو یہ پیر مردہ غم سے رہی مرتے مرتے بھی لبھل کو حسرت وہ ابرو ہو خمدار مثل مہ نو رہے دشت غریت میں آوارہ برسوں چمن سے جلا جب وہ رشک گلستان نہ آرام عاشق نے الفت میں پایا چل ایو تیغ دم لے کے گردن پہ میلا</p>
	<p>جو دیکھا مریع حسینوں کا صفدر نظر آگئی اسکی محفل کی صورت</p>	
<p>باقی ابھی ہو دلیں مگر آرزو سے دوست پھو لو نہیں بود دوست کا شوہن جو دوست نرگس ہو چشم دوست تو سنبھل ہو دوست سبکی زبان سننے میں ہم گفتگو سے دوست</p>		<p>ہر خد جہنم زار ہو خاک کو سے دوست کیا صحن باغ بھی ہو کوئی جلوہ گاہ دوست نظارہ حبیب تماشا ہو باغ کا دوست اس نے دیے شنوا ایسے ہمارے دوست</p>

کعبہ جو وہ توبلہ نما ہم یہ ہے سبب روتا ہوں میں تو دھچکتا ہے رنگ حسن ہٹے غضب کیا اسے خود میں بنا دیا خاک مزار بھی مری دیگہ روانہی	رہتا ہے تنہا جو آٹھ پہر اپنا سو دست بڑھتی ہے آنسو دل کے مرے آہر دو دست لکھتا تھا آئینہ نہ کبھی رو برو دست مر نیکی بعد بھی نہ گئی جستجو دست
---	---

عشر شب وصال زیادہ کرے خدا
صفر رہا ہے ہاتھ میں قنگلو دست

دکھلائے آئینے دست خانی تمام رات دلین جگر میں سینے میں پہلو میں اپنے اک سلسلہ جو زلف سلسل سے دلو تھکا کس کو خبر ہے برق تجلی کی اکلمیم وہ پردہ یہ بھی تھا مری تقدیر کا بگاڑ رویا کیا ادھر میں ادھر وہ منسا کیا ہم اور شمع جلتے ہیں دونوں فراق میں وہ خواب میں بھی آئے تو ہمارے عید کے بیٹھے جو وہ لکھ کے شب ماہ بام پر	منہ دی سے دلین آگ لگائی تمام رات بجلی کہاں کہاں نہ لگائی تمام رات کیا کیا کر ہی نہ ہٹے اٹھائی تمام رات انکھیاں بھین اور وہ پا خانی تمام رات اُس نا زمین نے زلف بنائی تمام رات کیا آنسو دل سے سر دکھائی تمام رات اپنی بیان کریں کہ پرائی تمام رات خوش ہوں کہ مجھ کو پیوند نہ آئی تمام رات ہتھاب نے نہ آنکھ ملائی تمام رات
--	--

آنکھوں کی آنکھ سے تو زبان لڑی
صفر رہی فرے کی ٹرائی تمام رات

<p>سحر ہوئے تو دودھ کی انجن کی انجن رخصت یہی ہر تیری چال کی تو ہر سب پرین رخصت لیے جاتا ہر قاتل تیغ ہوئی ہر دھن رخصت معدے چھڑا ایسے احوال چین رخصت ہوئی رو رو برو انون سے شمع انجن رخصت جھٹی مجھوں کے لیل یا ہوئی اس سے دین رخصت یقین ہر پہلے ہو جا ہوں سے برین رخصت فروری ہر سفر جا ہوں اہل وطن رخصت ہو الیقوب سے کیا یوسف گل پرین رخصت جہان سبزہ لکڑا یا ہوا سب دہن رخصت وہ بدست ہو دریا ہوا شمع دین رخصت بدن روح جاتی ہر کہ ہوئی ہر دھن رخصت</p>	<p>ذرا ٹھہر دسویاروں سے تم ای جان من رخصت گریبان آئین من میں دست بخون چرن رخصت بجا ہر بملوں کے زخم من جو خون رو من رخصت پنھنے ہم دم من دے جاہن گلشن سے رخصت سحر کیا آئی آفت کی تیا کی گھڑی آئی رخصت جدائی جان من کی ہجر مے عاشق کا رخصت کرو منین قصد کعبے سے جوتجا من آئین کا رخصت قضا سر پر گھڑی ہر یک ساعت ختم نہیں رخصت کھینچا دل جو تیرا سا کا کما ختم نے رو رو کر رخصت حسیناں جان من کم سنسی تک دیکھے قابل رخصت ٹوٹ کر مر گیا پانی نہ پایا تیغ قاتل سے رخصت غیر اجا سب ر دین قت نزع بالین رخصت</p>
<p>جلو صفدر پڑھو گے سامنے اب لکے شعر اپنے ہوئی برخاست صحبت ہو گئے اہل سخن رخصت</p>	
<p>پہلو تھا ادرہ حور شمال تمام رات گردن تھی اور خنجر قاتل تمام رات رکھا نصیب تجھے غافل تمام رات</p>	<p>جنت سے بڑھکے تھی مری محفل تمام رات اسدرا شتیاق شہادت کہ خواب من افسوس بنجودی من جوانی گذر گئی</p>

آئینہ دیکھتے ہیں سحر تک وہ شام سے وہ اندکی سے شام ہوئی مجکو راہ میں ہر بسکہ بال بال گرفتار عشق زلف مست و شباب ہر وہ شوق اندون قاتل نے لی نہ خیر قاتل نے لی جسہ مجکو تھما خوت انکو جاتھی شبصال پھو لوٹنے ہار تار کے بولا وہ گلبدن	رہتے ہیں آپا اپنے مقابل تمام رات تکتا رہا میں جانب منزل تمام رات سر پہ بلا میں ہتی میں نازل تمام رات رقص و غنا کی رہتی ہر محفل تمام رات نثر با تمام روز یہ سبیل تمام رات پردہ رہا حجاب کا حامل تمام رات سونے ندیگا شور و غنا دل تمام رات
--	--

صفدر وہ شوق جب کمر پہلو سے اٹھ گیا

بیٹھا رہا میں تھامے چو دل تمام رات

ردیف تارے لقیلم

کچھ توڑ پکے اور دل ندر گین اکٹ اگر آہ در جان کو دکھا اپنی تیریاں آتا مٹا نہ اسی اثر نجات و اثر گون انسان تو کیا ملک ترشتاق دید میں اٹے اندھیری شب میں نظر چو صوفی کا چاند مازک بہت ہر دل نہ اکٹ جایا رکا	اٹے نہ آسمان حج سے زمین اکٹ فرش زمین بساط سہر برین اکٹ سیدھے ہوں شہنام کے نقش نگین اکٹ رخ سے نقاب ایبت زہرہ چین اکٹ چہرے سے زلف میر خدا ای حسین اکٹ چادر ہمار کٹھ سے نہ ای ہمنشین اکٹ
---	--

کبت ملک ہلا کے عرش کو زرد راز مایگی

صفہ رکھو پکار کے آہِ خیزین اُٹ

رویتِ ثباتِ مثلثہ

<p>گوشے میں چھپ کے بیٹھ رہی ہو جا عبت سنا نہیں جانتا ہوں اس کے گلا عبت تم مجھ سے پوچھتے ہو مرادِ عبت اب میری جان کرتے ہو مجھے عبت مسی عبت ہو سرِ عبت ہو خا عبت آئی ہو راجِ سنا عبت تمہارے جا عبت ای دل ہو اُسے حوصلہ ہو نہا عبت مچھو جلاتے ہیں لبِ معجزِ عبت اب کھینچتے ہو قتل کو تیغِ عبت آنکھیں بچھاؤں کیوں صفتِ نقشِ عبت سوئے فلک اُٹھاتے ہیں رِدا عبت آنکھوں کو جستجو ہو تری جا عبت خونِ نرا عبت ہو امیدِ جزا عبت گھیرے ہیں اب جناز کو سب شنا عبت شریت پہ کل چڑھاتی ہو بادِ صبا عبت</p>	<p>آنکھیں چرا لے جسے ہو وہ دلِ عبت جو کچھ کہہ رہے اس کے کما سب عبت آئینہ رکھ کے دیکھ لو کیا چاہتا ہو دل شب کو لحاظ ٹوٹ چکا شرمِ اٹھ چکی جب ہم نہیں تو کون تمہارا ہو قدرِ دل خلوت میں کامِ غیر کا روزِ وصال کیا دکھلائی گئے نہ دستِ خنائی وہ عمر بھر تکلیف ہوگی پھر نگہِ دشمنانک کو تیرنگہ نے کام مرا کر دیا تمام رکتے نہیں وہ پاؤں زمین پر غور سے دل سینے میں ہو قاضی حاجات کا مرکا دل میں ہمارے مثل سویدا کیوں ہو تو روزِ حساب چاہیے ای دلِ رضا دوست آیا نہ زندگی میں ملاقات کو کوئی لائی نہ زندگی میں کبھی بکِ زلف یا ر</p>
---	---

<p>اس بحر میں ہر ہستی مویہم نقش آب مہمان تن ہر روح برنگ شمس گل ہونے تو یلکے رخ کے فرے میں اٹھا چکا بستر پہ لاغری سے ملیں گے نہ ہم کبھی</p>	<p>مثل جہاب سر میں بھری ہو عبت شوق نظارہ چین دکشا عبت منہ پیر آب وہ بیٹھے ہیں کچھ خفا عبت بکھری ہو دھونڈھتی ہوئی ہو قضا عبت</p>
<p>نام دفا وہ غیر جفا جانتا نہیں صفدر ری اس صنم سے امید دفا عبت</p>	
<p>نظر آتا ہو پرمردہ گل خسا کیا باعث نہ وہ منہ دیکھنا ہر دم نہ وہ گیسو کی آرائش نہ لب پر بان کی سرخی نہ مٹی پر نہ سر پہ ہر نہ وہ شوخی کی باہن ہیں وہ گرمی طبیعت رخ نازک رشک لہر احرار تھا سرخی میں بیان کرنے ہو کچھ سمجھ زبان کچھ نکلتا ہر نہ شوق سا غزل ہر نہ ذوق لادو گل ہر صد اقلیل مینا سے کانو کو ہوئی نفرت مسیحا تم تو تھے ایجان سا کر لیفون کے چھپتے ہو عبت راز محبت جان رون سے</p>	<p>پریشان اندون میں گیسو خدار کیا باعث خفا آئینے سے شانے سے ہو بزار کیا باعث ہو کیوں نصحتی سے تمہیں انکار کیا باعث ہوں پردہ ہم جو آہ آتش بار کیا باعث ہو کیوں زرد دل نرگس بیمار کیا باعث ہوئی کیوں نیچو دانہ ایک کی گفتار کیا باعث ہوئی پرمردگی ایسی گلے کا ہار کیا باعث یاف آت ہر لب کیوں یہ کیوں ہر بار کیا باعث نصیب دشمنان کیوں ہو گئے بیمار کیا باعث نہیں کہتے جو ہر حال دل افکار کیا باعث</p>
<p>جہان سے اٹھ گیا صفدر سا کیا صاحب فاکوئی</p>	<p>۲</p>

	اسیہ پہنے ہو کر بے مثل ماتم دار کیا باعث	
<p>جنین دراد فانی نہیں اسے ہر التجا عبث جرم نہیں خطا نہیں مجھے ہیں دھننا عبث سیر جہان فائدہ جام جہان نما عبث فائدہ روٹ روٹ سے پہرے ہیں جا بجا عبث اس سے بچگی جان کیا کرتے ہیں سب دھننا عبث چارہ نہیں بخر فنا خواہش کیا عبث ساتھ مر خنازیکے آئے ہیں آشنا عبث کیس سے کون ہیں دل کس سے کون گنا عبث</p>		<p>ماکل جو رہیں یہ بت جان ندے دلا عبث کب لڑ جان فدا نہیں غدر کبھی کیا نہیں اکسے سے حصول کیا کون مفت خود نما جوش جنوں اگر ہوا ٹھہر گئے ہم نہ قید میں عشق کا نام ہر قضا در دیسی ہر لاد و دولت اگر ہوئی تو کیا عمر بشر ہر بے بقا کرتے ہی فن گورین جائینگے اپنے اپنے گھر ویرین بت ہیں مست نازیشان ہر بے نیاز</p>
	صفدر اگر یہی ہر دل چین نہوگا ایک دن رکھے ہو تھام تھام کرب عبث ساعبت	
	رویت حسیم عزنی	
<p>جی بھر کے پانی لذت بوس و کنار آج و کھلا رہی ہو وہ مجھے رنقا رہا آج ٹھہرے نہ ایک دم بھی دل بیقرار آج آزاد رہو ہر بار سے باد ہمارا آج شب بھر نہ سنا کیا ہر چراغ مزار آج</p>		<p>صد شکر بے حجاب ہوا مجھ سے یا ر آج ہوئی ہر کل جو خشر میں ساگر جہان پر پہلو میں تھام تھام کے رکھو نہ میں اگر بے لطف ہو گئے تم جو چین سے چلے گئے مرنے سے میرے خوش ہو نہ فروہ شمع روم</p>

کس کسِ خوشی سے روند رہا ہوں وہ شہسوار پھولا سناؤں کیا کہ وہ رشکِ چمن ہر باغ صیادِ چھوڑا نہیں آئی ہر فصل گل جل جھلکے دل بھی سینے میں شاید کچھ گیا اسدِ ری بقرائی ل شوقِ دل میں رخسارِ زلفِ دنوں میں آمادہ ظلم پر گنتا ہر پوچھ پوچھ کے قابل مرے گناہ	چمکا ہوا ہر اخترِ بختِ غبارِ آج مہمانِ جو میرے گھر میں عروسِ بہارِ آج کرتی ہر ایک ایک کی منت ہزارِ آج ہر کچھ اُداس صورتِ شمعِ مزارِ آج کائی ٹرپ ٹرپ کے شبِ انتظارِ آج نیک رنگ ہر دورنگی لیلِ دہارِ آج ہوتی ہر محبت سے برششِ روزِ شمارِ آج
--	---

صفتِ رجبِ بقرائین ہر فراقِ بین

کیوں کر دین بدلتے ہوں ہر بارِ آج

ابراہیم کے سانی پھر سو سیخانہ آج پھر گرج بادل کی ترپائی ہر بخواروں کے دل باغِ میں چھوڑے ہیں جھڑتے ہیں جنہیں بلبلوں کے زفرے کو لیں پیسے کی صدا شاہِ گل کی طرح بادِ صبا کس شوق سے اب ہر ٹھنڈی ہوا ہر یار ہر گلزار ہر ہر طرف ہر شہر میں ہنگامہِ محشرِ بیا ستے تھے مدت سے ہم افسانہِ برقِ طور کا	پھر ہوئی تو بہ شکستہ پھر چلے پیمانہ آج پھر فلک پر کوندی ہر برقِ بیتابانہ آج ہر طرت گلزار میں ہر نازِ معشوقانہ آج ہر روشِ پر رقصِ طاؤسوں کا ہر مستانہ آج ہر قدم پر کر رہی ہر نازِ معشوقانہ آج بادِ گلگون چھلکے سا قیاسِ پیمانہ آج ای ہر ہی زندانِ چھوٹا کیا تراویاں آج دیکھ آئے شلِ موسیٰ جلوہ جانا نہ آج
---	---

<p>قابلِ نظارہ ہر پھر جلوہ جانا نہ آج لہلہاتا ہر خوشی سے سنبڑہ بیگانہ آج لے لے دو چار بوتے ہنستہ گستاخانہ آج مرقہ عشاق پر آئے وہ بیباکانہ آج صبح تک جلتا رہا ہر صورت پروانہ آج تھوڑی جھن جھن خون ہر چل سکو دیرانہ آج دم میں میاں کے لایا ہر آب دانہ آج حوصلہ دکھلا دے اپنا ہمت مردانہ آج ہر ادھر لہیر اپنی عمر کا پیمانہ آج حکم ہو تو میں کون اپنا کوئی فسانہ آج بڑھکے باغِ خلد سے ہر رونق کا شانہ آج ای بریر و مرگیا شاید ترا دیوانہ آج جو ہر اپنے توجہ کی دکھلا ہمت مردانہ آج چور ہر شیشہ شکستہ ہر ہراک پیمانہ آج</p>	<p>خود نائی پھر ہوئی اس شوخ کو مدِ نطنہ انہسا طو نو نہا لان چین کا ذکر کیا بخودی میں ہو گئی اتہو خطا کیجے معاف بعد مدتِ خفتگان خاک کے نصیب یہ دل سوزان مراک شمع رو کی یاد میں عشق کتنا ہی نجانا کوئے جانان کہیں کل ملک شہور تھے ہم ناز پر درِ چین سب سے پہلے جا کے رکھ دے تیغِ قاتل پر گلا اُس طرف ہمراہ غیروں کے وہ بیٹے ہیں شراب کیوں پریشان ہو اگر انسانہ کو آیا نہیں بعد مدتِ پھر ادھر اُس رکے آئے قدم خانہ زندان ہو ویران بیریاں ہیں آئے ہیں وہ کھینچ کر تلوار بہر امتحان کیسلی آنکھیں پھر گئیں جو یکدم ویران ہوا</p>
<p>کینت کا فری آنکھوں دیا صفدر زفر</p>	<p>کعبہ کل تھا گھر مرا مسکن ہوا تبخانہ آج</p>
<p>دیوانہ ہو کوئی جو کرے فکرِ بری آج</p>	<p>مشہور زمانہ ہر قری جلوہ گری آج</p>

آیا ہر جو دلین رخ جانان کا تصور بیمار محبت کی بھی کچھ تم کو خبر ہے بیمار ہر عیاد نہیں قصد گلستان امنہ کرے غم سفر تم کو مبارک آمد ہر مگر صحن گلستان میں خزان کی بیوجہ نہیں درد زیادہ مرے سرین	کیا بند ہوئی ہر مریشے میں پری آج کل سے کتنی زیادہ ہوا سے بخری آج مرغان چین کتنے ہیں کیوں نہ گری آج ہو جائیں گے ہم پہلے جہان سفری آج ہر مضطرب حال نسیم سحری آج سنا ہوں گے منہ سے ہر مانگ سے بھری آج
---	---

کشتی نظر آئی نہیں صفہ شب فرقت

کچھ شام ہی سے ہم میں چلیغ سحری آج

بعد مدت کے ملاقات ہوئی یا سے آج جلوہ فرما ہر کسی دوست ثانی کا خیال شکر احسان میں لازم ہر اسیر نفس تا کہ میں بیٹھے ہیں قاضی کے سر رہ جاسوں قطع امید ہوئی بار گیا غم کے گھر مرض عشق کی جب ہونہ سکی کچھ تدبیر سر باز رہ نکلے میں گلہ کج رکھ کر متفرک لوگ ہیں فردا قیامت کے عتب	سامنا عید کا ہر طالع بیدار سے آج کم نہیں کشور دل مصر کے بازار سے آج بوسے گل یکے صبا آئی ہر گلزار سے آج ہم نکلنے کے نہیں خانہ خمار سے آج سر ٹھیکے کبھی در سے کبھی دیوار سے آج ہاتھ اٹھا بیٹھے مسجراتے بیمار آج غیر ممکن ہر کہ جھگڑا نہ دو دچار سے آج حشر برپا ہر جہانیں تہی رفتار سے آج
--	---

شاید اس تہم سے تا شام ہر حصت صفہ

کیا سبب ہے جو وہ طے ہیں بے پیار سے آج	
رویتِ حاکِ حقی	
<p>درد بھی اب اے دہتا ہے مجھے دل کی طرح دکھتی ہے چشمِ جانانِ مجکو قاتل کی طرح رات بھر کا یہ جلدہ ماہِ کامل کی طرح میرے ہلو میں جو بیٹھو مردل کی طرح آنکھ کیسو غل کرین میری سلاسل کی طرح کیجیے پھولوں کا نظارہ عنادِ دل کی طرح جلوہ لیلی سے ہے پر نور محل کی طرح پاس ہو دریا مگر پیاسا ہوں ساحل کی طرح التجا کرنے کو میں آیا ہوں سائل کی طرح جلتے جلتے گھل گیا میں شمعِ محفل کی طرح جب اٹھا اٹھلا دیا پھر گردِ منزل کی طرح</p>	<p>حال پر سیرِ تڑپتا ہے وہ سہل کی طرح ہر نظر پر دل تڑپ جاتا ہے سہل کی طرح ای پری حسنِ جوانی پر نہ کرتا غور پھر تمھیں بھی دردِ الفت کا فرہ حال ہو کچھ کچھ مرے دردِ اسیری سے اگر آگاہ ہوں نویا لے کیجیے وہ ردِ گلگون دیکھ کر قیس کا دل بھی فروغِ حسن سے خالی نہیں آفتلہ میں اب خنجر بھی نہیں مجکو نصیب ای صنم اک بوسہ لب و خند کے نام پر اہلِ محفل نے نہ لی مجھ سوختہ و لکی جسہ ضعف کی راہ میں کیسی مری ٹٹی خراب</p>
<p>یہ کیا ہے نامہ ای صفیرِ کبوتر کی بوخیر دل بھر کر تہا ہے مر سنے میں سہل کی طرح</p>	
<p>قسمت نصیب ہو کو پرانی ہو کس طرح ایسی کدورتوں میں صفائی ہو کس طرح</p>	<p>مثلِ رقیب اس سے صفائی ہو کس طرح بڑھتا ہے روز بے سے دل یار کا غبار</p>

<p>دو دنوں پہلے ہو میں تری چالِ جانِ سر خالی نہیں تصور جانان سے ایک دم لکھتا ہوں نامہ یار کو دروے کے شکون اُس تک خیال کا بھی تو جانا محال ہر مغرب سے بار بار پلٹتا ہر آفتاب ہوتے ہیں وز عشق کے بند کئے نئے دل سے بن خیر خواہ ہوں سا کہ جان کا</p>	<p>طاؤس کبک بن نہ لڑائی ہو کس طرح غیروں کی اپنے دلیں سمائی ہو کس طرح قرطاس مل تھو میں نہ خنائی ہو کس طرح خلوتِ سر میں اپنی رسائی ہو کس طرح یارب تمام روزِ جدائی ہو کس طرح باطل پھران تونکی خدا کی ہو کس طرح حق میں کسی کے مجھ سے برائی ہو کس طرح</p>
---	--

صفدر میں سب قیث سا نہیں کوئی

نرم بر رخاں میں رسائی ہو کس طرح

<p>اُدھر بیچ میں بیچ پر بے طرح بچکتی ہے تیری کمر بے طرح نظر آتی ہے وہ نظر بے طرح برسے لگا ابر تر بے طرح یہ چالیں ہیں بیدار بے طرح ستا ہوا دردِ جگر بے طرح فقیر دن نے گھیرا ہر گھر بے طرح آڑی ہو کچھ اُسکی خبر بے طرح</p>	<p>اُبھتے ہیں گیسو اُدھر بے طرح قدم رکھ نہ ای وقتہ گر بے طرح یہ بجلی گر لگی اُنہی کسان لکھا خط تو رونے پر نکھین تین نہ پا مال ہو جاے سا را جان نکلیاے تن سے نہ گھبر کے روح ہوے جمع طالب تو بولا وہ شوخ مرین محبت کی یارب ہو خیر</p>
---	--

فلکِ نچکودیکھوں دکھاتا ہر کیا کہ صفدر ہر دور قمر بے طرح	
ردِ لعلِ خائے معجز	
فرخ کی وقت بھی دیکھا کیے جلاد کا رخ آج بدلا ہوا پاتا ہوں میں صیاد کا رخ نہ سنا حور کا اہسانہ پر یزاد کا رخ کچھ بھی پاتا ہوا دھرمین کبھی جلاد کا رخ نہ پھر بے گچھ ستارے نہ پھر بیداد کا رخ دیکھ کر صبح اٹھے ایک پر یزاد کا رخ رنگ اڑا زرد ہوا حوئے ہزار کا رخ اڑ گیا رنگ اثر دیکھ کے فر باد کا رخ	کیا تاشا تھا ہمیں اُس ستم ایجاد کا رخ خیرِ بخیر اسیرانِ نفس کی بارب اُس صدمہ چہرہ زریبا کا ترے کیا کنسا آپ رکھ دیتا گلا شوق سے زہرِ جگر اور امید تو کیا پر یہ دعا ہر قاتل ہر یقینِ شامِ تلک آج خوشی میں گذرے ہم وہ خوشی میں جو تصویر ہماری کھینچی دلین اُس بُت کے مری آہ کرے کیا تاثیر
نہیں معلوم خطا کیا ہوئی ایسی صفدر پھر گیا ہم سے جو چرخِ ستم ایجاد کا رخ	
موتا ہر جیسے وقت طلوعِ آفتابِ سرخ ساتی مجھے خدا کے لیے دے شرابِ سرخ آیا ہر رخ پہ ڈالے قاتلِ نقابِ سرخ ہوتے ہیں جیسے سرخ پہ بھنگ کر کبابِ سرخ	اسطرحِ رو بہ بار ہر پیکرِ شرابِ سرخ آبِ ردانِ ہر سبز ہر بارِ سیاہ ہر مد نظر ہر قتل کسی کا اسے ضرور موتے مرہ پہ صاف ہیں لُن اپنے نخل

مضمون کسی کے دستِ خدائی کے جو لکھے	مثلِ بیاض گل ہوئی ساری کتابِ سرخ
گلگون ہر سینہ یار کا پستانِ ہر لالہ فام	کیونکہ نہ آبِ سرخ سے اُٹھیں جوابِ سرخ
شہنشاہ سے خط آئے لکھا میں نے خون سے	اچھا یہ میں نے سرخ کا بھیجا جوابِ سرخ
نازک گلے میں اس کے نہیں پاؤں کا یہ رنگ	ایسا سبب میں یہ بھری ہر شرابِ سرخ

تب میکہ سے میں لطف ہر عقدِ شراب کا
زاہد کی ریش میں جو گئے یہ خضابِ سرخ

مرد و لیت والِ مہملہ

دامِ الفت میں کوئی دل نہ چھتا میرے بعد	مختصر ہو گئی وہ زلفِ رسا میرے بعد
حسنِ اندازِ درگشتم نہ رہا میرے بعد	نازنین بھول گئے ناز و اداس میرے بعد
ہائے اس شوخ نے کی ترکِ جفا میرے بعد	امتحانِ غیر کا کچھ بھی نہ ہوا میرے بعد
بلبلینِ لوحِ کریں گی مری تربت پہ مدام	برگ گلِ روزِ چڑھائیگی وہا میرے بعد
دورِ عالم میں نہ مجھ سا کوئی میخوار ہو	ساغرِ مری مری مٹی سے بنا میرے بعد
میرے دم تک بھی فقط قلقلِ مینا کی صدا	ساقیا بیکدہ ویران ہوا میرے بعد
داخلِ اغیار ہوا اس شکِ چمن کے گھر میں	کیسی بدلی ہر گلستان کی ہوا میرے بعد
مجھ سا جانا ہوا لیگانہ مرے قاتل کو	کند ہو جائیگی شمشیرِ ادا میرے بعد
میرے مرتے ہی مٹی گرمی ہنگامہ عشق	باغ میں شورِ عناد دلِ نرہا میرے بعد
ہوے کا کل کے عوفِ جانِ صبا کو بخشی	دُھو نہ مٹی بھرتی ہوا بکسو تھا میرے بعد

<p>فحش از خار جنون کوئی نہ باقی رکھنا کشتگان رہ الفت کا مین تھا ماتمدا</p>	<p>پھر نہ آئینگا ادھر آبلہ پامیر سے بعد بجھ گئی شمع مزار شہد امیر سے بعد</p>
<p>دل پہ لالہ کے مراد داغ رہیگا صفدر خون دل غم مین بہا یگی خا میر سے بعد</p>	
<p>نہ پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد خفاں کو شے مری تو عبث بگڑا ہے فسانہ گل دہلبل تو مجھ کو یاد نہیں افس مین کے مرے بال پر گرتے تو گر وہ آشناے نفس مین نہ مایں کرتا ہوں صداسنا کے پھنسا ہوں مصفیر و کو خوشی سچے چھوٹ کے بیٹھا ہوں محن گلشن مین نہ جاؤ تم مجھے اس مصفیر و تہلا دو خفاں کا ضبط ہر اب اختیار سے باہر کبھی تو پوچھ لے کچھ حال ہم اسیروں کا چمن سے بڑھکے ملی تیرے گھر مین آسائش</p>	<p>تسنی نہ جائیگی تجھ سے مری خفاں صیاد مرا گلہ ہر مرا سنجہ مری زبان صیاد تسے تو حال کچھ اپنا کر دن بیان صیاد ہری بھری رہیں پھولوں کی ڈالیاں صیاد خدا کرے کہ نہو مجھ پہ مہربان صیاد لیگا تجھ کو نہ مجھ سا فرا جہاں صیاد کہ تجھ کو چھوڑے سمجھ نہ ناتوان صیاد شکار گاہ مین کتنے کمان کمان صیاد کسے مین دل ہر نہ قابو مین ہر زبان صیاد نہ منہ دیکھ گانہ تھکا جائیگی زبان صیاد نفس مین بھول گیا ہوں مین آشیان صیاد</p>
<p>اسیر تازہ ہر صفدر خفا نہ ہوا سنا ابھی نہیں ہو وہ تیرا فرا جہاں صیاد</p>	

کب بھولتی ہر چشم بہت دشمن کی یاد بھولی نہ عندیبت نفس میں جن کی یاد پھنڈیسیے بیستی کے نہ چھوڑا کسی طرح مدت ہوئی ہر کعبے میں آئے ہوئے مگر تو نہ تو کس ہر موسمے مگر کیا ہر اعتبار صحن چمن میں سبیل بیچان کو دکھ سکھ مرقد میں بھی خیال نہ اجاب کا گیا پایا نیا مکان تو کیا گور کا خیال مدت سے ہمنفیر و اسیر نفس میں ہم	شوخی رہیگی ہم کو غزالِ ختن کی یاد غربت میں ہر غریب کو کتنی وطن کی یاد بھولی گھر کی یاد تو آئی دہن کی یاد ہمیں کاوشیں ہنوز مجھے برہمن کی یاد پھرتی ہر دلیں سانی تو بہ شکن کی یاد آئی کسی کی زلف شکن دشمن کی یاد خلوت میں ہوں مگر ہر مجھے انجمن کی یاد پہنا نیا لباس تو آئی کفن کی یاد بھولوں کی شکل نہ شبابست چمن کی یاد
اصفہ رہی و لیفہ رہے بعد ہر نماز	بھولے نہ ہر پنج وقت تھیں نہ چمن کی یاد
نہ بیخبر ہو اسیروں سے اس قدر صیاد نہ حال زار سے میرے ہو بے خبر صیاد فرہ ملا مر سی فریاد میں کہانی کا میں آشیانے سے صحن چمن میں کیا آزدن کہاں ہر طاقت پر دوز ہم اسیرن میں نظر حجب آئین کا خالی نفس بھر آئین کا دل بھڑک بھڑک کے نفس ہی میں جان کھود دنگا	انھیں کے دم سے ہر آباد تیرا گھر صیاد اسیر دام مصیبت ہوں رحم کر صیاد سنا کیا مرے نالوں کو رات بھر صیاد ادھر تو تاکہ میں ہر باغبان ادھر صیاد کہ آب دانہ کی لیتا نہیں خبر صیاد لیگا ہاتھ مجھے کھوکھلے عمر بھر صیاد نہ جا چمن کی طرف مجھ کو چھوڑ کر صیاد

<p>فغان سنا چکا پرواز بھی دکھا دوں گا پھنسے ہیں لہ میں لہ لہ تیرے شانے پر قفس میں ہم ہیں قفس ام میں ہر اسیر بھی</p>	<p>نکل تو آنے دے اچھی طرح سے پر سیاہ لچک نہ جا کہیں بوجھ سے کمریسا د جگر کے باندھ رہا ہر ہمارے پر سیاہ</p>
<p>یہ مجھ کو شوق اسیری چین میں تھا صفہ اسی طرف کو گیا میں گیا جدھر صیاد</p>	
<p>رویتِ دالِ مجھ</p>	
<p>نہ ملا پر نہ ملا درد جگر کا تعوید اضطرابِ دل مضطر نہ گیا پر نہ گیا واسے قسمت کہ نظر اپنی نہ دانتک پہنچ جب کسی طرح کی تاثیر نہ دیکھی میں نے نظر بد کا ہو کیا خوف کہ پہنچے ہر وہ شوخ میری فرقت میں آنھیں چین نہ دم بھرتا غم فرقت وہ مرض ہر کہ بجائے ہر گز درد فرقت نہ کسی طرح سے موقوف ہوا کسی تدبیر سے یہ سوزشِ دل کم نہوئی قیاس و فرما دجاس عہد میں زندہ ہوتے کبھی بازو پہ جگہ ہر تو کبھی سینے پر</p>	<p>تیرے بیمار نے کس کس سے نہ مانگا تعوید اور بقیاب ہوا میں نے جو باندھا تعوید اور فرسے لڑے ترے سینے پہ کیا کیا تعوید غرقِ رور و سکے کیا جھلکے جلایا تعوید ہیکل میں ناد علی ڈھولنا گنگا تعوید نہ دیا لکھ کے کسی نے مجھے ایسا تعوید لکھ کے بھیجیں جو فلک سے مجھے عیسیٰ تعوید کبھی بازو پہ چہین پر کبھی باندھا تعوید لاکھ اجاب نے لکھ لکھ کے جلایا تعوید پتے دھو دھو کے مرے سنگ پر کا تعوید لطف اٹھا تا ہر ترے صل کے کیا کیا تعوید</p>

پھاڑ کر راہ میں یوانے نے پھینکا تعویذ	لکھ کے عامل نے دیا تھا جو ترے وحشی کو
مرضِ عشق کی تدبیرِ عبث ہر صفت در	فکر بے سود ہر بیکار ہر گشت در
<p>خاک ہو جائے جو ہر بالِ سمندر کا غنڈ وہی ظالم نے کیا خارجِ دستِ کاغذ آنکی جانب سے لکھا کرتا ہوں اکثر کاغذ کہ نہیں اب کہیں بازار میں تل بھر کاغذ استقدر کیا نہیں آتا ہر میسر کاغذ قاصدِ آوارہ لیے پھرتا ہر گھسہ گھر کاغذ استقدر روئے کہ اشکوں سے ہوا اثر کاغذ اسمین بھجیا نو عشاں نے رکھ کر کاغذ شاخِ صندل مرا خامہ ہر معطر کاغذ</p>	<p>سوزِ دل سے وہ لکھوں جانبِ لبر کاغذ جس میں تحریر تھا کچھ حالِ ہمارِ دل کا روزِ شب اس دلِ بیتیاب کے بہلانے کو صفتِ خال میں لکھے ہیں یہ دفترِ ہمنے کوئی پرچہ تو بچھے آپ نے لکھا ہوتا خط لکھا آنکو مگر خط کا لفظ نہ لکھا یاد آئیں جو وہ لکھیں دمِ تحریر میں نہیں لیتے ہیں وہ اخبار بھی اس سہم سے آ تیری خوشبو سے بدن کی صفت لکھی ہے</p>
نامہ آسِ قاتلِ عالم کو لکھوں میں بھی فرد	ہاتھ آئے جو خدائی مجھے صفا در کاغذ
	رِ دلیفِ راے معلّم
<p>خدا سے عالم رہِ رضا میں وہ دل وہ ہمت مجھے عطا کر چھری کے نیچے کروں میں سجدہ قلم کے مانند سرِ جُجھا کر</p>	

کلیات

کہا تھا بلبل سے حال میں نے ترے ستم کا بہت چھپا کر
 یہ کس نے آنکھو خبر سنائی کہ ہنس پڑے پھول کھل گیا کر
 کبھی رکاوٹ کبھی کھینچا دٹ کبھی ہر جھڑکی کبھی ہر گالی
 جُرسی بلاؤں میں تہلا ہوں میں زن حسینوں سے دل لگا کر
 مگر وہ سمجھے ہیں شمع جھکو کہ کشتہ کرنے ہیں وصل کی شب
 جلا جلا کر بجھا بجھا کر رُلا رُلا کر گھلا گھلا کر
 بلند تیغ نگاہ نائل ذرا ہو جائے تفت لگہ میں
 زمین پہ زور شدید ماہ نوین برنگ بسمل فلک سے آکر
 مریض درد فراق ہوں میں کمال مرنے کی ہر تنہا
 طے جو کوئی نقیضہ کامل کیوں کہ حق میں مرے دعا کر
 مرے جنازے کو آنکے کوچے میں ناقیہ اجاب لیکے آئے
 نگاہ حسرت سے دیکھتے ہیں وہ رخ سے پردہ اٹھا اٹھا کر
 نغان بکاؤہ نالہ زاری یہی رہے شغل روز اویں
 یہ عاشقوں کا ہی بیچگانہ قضا نہ کر اسکو تو ادا کر
 نماز میں بھی ہر منکر دنیا کدھر ہی تیرا خیال صہدر
 خدا پرستی میں بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر
 ہا تھا کہا مجھ سے یاد ہر کچھ یہ کہ کے پھر نادر اچھا کر

ضرور دل میں فساد ہو کچھ یہ ظلم ظالم خدا کر
 عجیب دنیا کا حال دیکھا کہ جسکا جاہ و جلال دیکھا
 اسی کو پھر خستہ حال دیکھا بگاڑتے ہیں وہی بنا کر
 ہمیشہ کی جنگی خیر خواہی وہی ہوئے درپے تباہی
 تمام انصاف ہو اکیس تون میں اور مجھ میں فیصلہ کر
 سحر ہر نزدیک شب ہو آخر مرا سے چلتے ہیں ہم مسافر
 جنہیں ہو ملنا وہ سب ہوں حاضر جس سے کہے کوئی صدا کر
 کیا تھا قاصد جو میں نے راہی گذر گئی اُسہ کیا تباہی
 پھر اناہ اب تک وہ یا اکیس گلی میں اُس فتنہ گر کھا جا کر
 کرٹی اٹھا تا ہوں بے تکلف نہیں ہر صقدر مجھے سیف
 زبا لے میں کبھی کہوں آت یہ مجھ سے ہو گا خدا خدا کر

بعد فنا میں درغ محبت بہار پر جو بن عجب شباب میں ہو رویا پر کھایا ہو زسر سبزہ رخسار پر نوشاہ کی طرح سے چمن ہو سجا ہوا لاغر ہوئی نفس میں یہاں تک عند کشتے لگاہ شوخ کے ہیں کچھ عجیب نہیں لاندہ کھلا ہوا ہو ہمارے مزار پر فصل بہار میں یہ چمن ہو بہار پر چادر بھی سنبھرا ہے میرے مزار پر کیا جو بن آجکل ہو عروس بہار پر دو چار استخوان رہے دو تین چار پر بجلی جلائے شمع ہمارے مزار پر	بعد فنا میں درغ محبت بہار پر جو بن عجب شباب میں ہو رویا پر کھایا ہو زسر سبزہ رخسار پر نوشاہ کی طرح سے چمن ہو سجا ہوا لاغر ہوئی نفس میں یہاں تک عند کشتے لگاہ شوخ کے ہیں کچھ عجیب نہیں لاندہ کھلا ہوا ہو ہمارے مزار پر فصل بہار میں یہ چمن ہو بہار پر چادر بھی سنبھرا ہے میرے مزار پر کیا جو بن آجکل ہو عروس بہار پر دو چار استخوان رہے دو تین چار پر بجلی جلائے شمع ہمارے مزار پر
--	--

<p>منظور تھا جو اسکی سواری کا دیکھنا اسوجھ پیہ بھی ہو کوئی انصاف کی روش میں نے کہا جو اُسے کہ شب کو ہمیں رہو میں نا موروں نام کی کافی ہر روشنی</p>	<p>شکل کلیم چڑھ گئے ہم کو ہمارے پر یہ بارش بلا مری شبت غبار پر آنکھیں جھکا کے بوسے کہ کس اعتبار پر حاجت نہیں چراغ کی اپنے مزار پر</p>
<p>صفر رگری خندہ گل کی اُسی پہ برق بلبل کا آشیانہ ہر جس شاخا پر ہے</p>	<p>حسیناں تیر میں کیا کیا اسکے جون پر یہ کتنا بڑ نظر ثبوتی ہو جسکی ہسکی چوں پر سراپا سے کسی قدرت خالق نمایاں ہو رہی ہر جمی قائل نہ بجز دست قائل میں میں ایسے عجب صفت پری پیکر کا عاشق ہو ہجوم خلق ہو لازم جہاں جوس کا جلوہ جنوں کے جوش میں نسوس اتنا بھتی سمجھا میں آکھی کوں شک ماہ اسمین جلوہ فرما ہو</p>
<p>ہجوم حسرت دیاسن تمنا نہ طرف دیکھا بہت رو گئے جسوقت ہم صفر کے دفن پر</p>	<p>جیسا پر جو قربان ہر پری صد ہر چوں پر یہ بجلی کو ندھو کر یا رب گریگی کسکے خرمن پر ازل سے لوٹ ہو برق تجلی رو روشن پر قیامت تک مگر احسان ہا بسمل کی گردن پر تمازین ٹپھتی ہیں رین ہمیشہ جسکے دہن پر فدا ہوتے ہیں ہر دوا ہزاروں شمع روشن پر کہ ہاتھ اپنے گریبان پر پڑیا اسکے دہن پر شعلہ تہ تاباں کا لگان ہر کج چلمن پر</p>
<p>مڑے دیو اہنم کیا کیا اسکے جون پر</p>	<p>اگر بیان چاک تھا کوئی کسکی ہاتھ دہن پر</p>

گر بیان چاک کیا کیا گل ہو خسارِ روشن پر اتنی صورت شاخ شکستہ شک ہو جائے قدم رکھتے ہی وہ بازار کو قفل بناتا ہے بیابانِ جنون میں ایسا کشتہ بیکس نہ بوجھو کس طرح کالی ہر راہ الفت مرگان پس دن بھی پرمردہ دل کا ہر اثر اتنا صنم خانہ کی گلی صحتیں دکشن یاد آئیں یلوای و حشید صحرا سے اب سپر جن دیکھو	پس ہنگ حنا کی طرح نرگس اسکی چتون پر منز و جہا تھوٹے بوجھو ڈالے اگلی گردن پر چھری چلتی ہے بین کھینچی ہن کا فرک جنون پر بگولے بھی نہ آئے خاک اڑانے میرے بدن پر اٹھایا پاؤں نشتر سے تو رکھائیں سوزن پر کہ مرجھا جاتے ہیں گل کھتے رکھتے سیر بدن پر بہت رویا میں بات آواز نا قوس بہرمن پر بہارِ آبد گل میں عجب عالم ہر گلشن پر
--	--

تکلف سے نہیں خالی ہر لٹ اس لفت مشکین کی
کہ مسکن طائر بوکا ہر صفدر اس نشیمن پر

رکھ دیا سر کو تنیغ قاتل پر آنکھ جب بسملوں میں ادبچی ہو کون داماندہ رہ گیا نتیجے ایک دم بھی تڑپ سے چین نہیں اور ایک تیر تاک کر مارا استقد رخاک اڑانہ ای مجنون آنکلی تر چھی نگاہن آفت بہن	ہم گرے بھی تو جا کے منزل پر سر گرے کٹ کے پائے قاتل پر کچھ آداسی ہر آج منزل پر دیکھ لو ہاتھ رکھکے تم دل پر جسم آیا انہیں جو بسمل پر گرد آڑ کر پڑے نہ محمل پر بر چھیاں چرتی ہیں مردل پر
---	---

<p>تو بے بیٹھے ہیں سب عناد ان ہر گمان زلف کا سلاسل پر رات بھر حال اہل محفل پر</p>	<p>آنکھیں احرار گل شمار ہونے کو ہم سے وحشی کہاں ماننے میں پھول ہنستے ہیں شمع روتی ہر</p>
<p>جب گزرتے ہیں وہ ادھر صفدر کیا کمون کیا گزرتی ہر دل پر</p>	
<p>لب پرسی دیکھ کر ماتھے پہ نشان دیکھ کر چار رخسار ہو چلے سیر گلستان دیکھ کر روئے جاناں باد آیا گل کو خندان دیکھ کر آج اٹھا تھا میں کسی کا رو تباہان دیکھ کر ہنس کر بے ساختہ وہ مجھ کو گریان دیکھ کر پائون کھو میرے سینے پر مری جان دیکھ کر چونک چنک اٹھتے ہیں ہم خواب نشان دیکھ کر خواب میں سب مٹ گئیں گو غریبان دیکھ کر بھر شہر میں دور ہی سے باغ عنوان دیکھ کر پائون بھسلا کر پڑے جاہ زرخندان دیکھ کر ہاتھ تھرانے لگے جاگ گریان دیکھ کر آج وہ سب مٹ گئے گو غریبان دیکھ کر</p>	<p>پس گیا دل نکی آرایش کا سامان دیکھ کر ہم کہاں پھر یہ تماشا باغ ہستی کا کہاں سرو کو دیکھا تو آیا قد موزوں کا خیال دیکھتا ہوں جس طرح پاتا ہوں عالم نور کا وصل میں اس دیدہ تر نے ہزار حسان کیا سوز دل چھا لائے ڈا پاسے نازک کینا فند آتی ہے جو گیسو کے تصور میں کبھی اتفاقاً بیگنی عبرت جو تیکے کی طرف رذر محشر کیلے کو چھ کی فضا یاد آگئی پوچھو ای دعا غلط نہ تھیں عشق کی اقتاد کو کیا زنگر پر ہمارا رب حشر چھا گیا جو صلے سے جو صلے تھے دلوں سے دلوں</p>

<p>دیرین کعبے میں کچھ آیانہ ای صفدر نظر گھر میں پھر آئیے ہم یان دیکھو دان دیکھو</p>	<p>ایک ن بجلی گرگی حسانہ صیا دپر بھٹ پڑا ہی آسمان حج خانمان ہر بادپر فقہے اڑتے ہیں ایسی بے اثر فریادپر یہ مصیبت ایک مشت خاک بے بنیادپر یہ جفا بن کر سی قد بندہ آزادپر تبع گویا ہنسنے رکھدی گردن جلا دپر باغبان کا دل دکھے بلبل تری فریادپر ختم ہر معان نوازی بلبلو صیا دپر جلد یہ ہم رکھنا احسان گردن جلا دپر نکل گر بان چاک ہن بلبل تری فریادپر اب رحم ہسلون کو چاہیے جلا دپر کوئی روئے کو نہ آیا کشتہ فولادپر بھینکدے جو ہسلون کاٹ کر صیا دپر جی بن آتا ہے کہ جا بھیجوں در جلا دپر</p>	<p>روز ہنستا ہی ہر رنگ گل مری فریادپر باغبان ہر جم گل بیدر گلچین ہونا لیں ردائوں ہنسنے کی کہنا وہ شوخ برخ دنیا خون عقبی جو ربت فکر معاش باغ میں اگر قریب سر دیہ زنتار ناز زیر خنجر کی نگاہ یاس ایسی دقت قتل ہم تو جب جان کہ ہر نالے میں تیرے کچھ اثر آب دامن زردیا ہر نفس میں بے طلب یاں جدا سے ہو گیا کھینچنے نہ پال تیغ دان یاغبان ہنسنے نالے تو کیا پردا ہنسنے تھکتے ہیں دست نازک نا کجا تیغ انگلی سمت دل کی بعد مرئی ہی شئی خرا شوق کتنے میں ایسے آڑ جائیں وہ بھی سو باغ موت کو دھو نہ تھا بہت لیکن بنایا کو چرتا</p>
<p>مرتے مرنے بھی وہی صفدر رہ نظر راہ کا شوق</p>		

	تیغ گردن پر نظریں چسبہ جلا دہر	<p>کیا خوشی ہوتی ہر آنکو قص بسمل دیکھ کر لوٹ جاتا ہر اسے بسمل کو قاتل دیکھ کر ہم کو پر دانہ کیا جلنے کے قابل دیکھ کر جان دینا چاہیے جلا دکا دل دیکھ کر اکلی کشتی بھنور میں رو ساحل دیکھ کر ہم پھر آئے دور ہی سے رنگ محفل دیکھ کر دیکھتا ہوں یہ نوشہرہ قاتل دیکھ کر جاسے خنجر آہ کھینچی سب سے بسمل دیکھ کر اک ذرا اپنا پر ایا تیغ قاتل دیکھ کر عشق آسنے لے یا مشکل سے مشکل دیکھ کر بلغ سے بھاگایں اتوہ عناد دل دیکھ کر</p>	<p>ہنستہ میں اکثر مری بیاہی دل دیکھ کر دم پھڑک جاتا ہر خنجر کا مراد دل دیکھ کر شمع و آسکو بنایا جس سے روشن ہو جان خاک جسکی راہ میں دہ کرے شئی غیر وقت راحت جب تک یا مصیبت برھکی بیچ میں دہ در باتھا دونوں پہلو میں قیب سو جتنی ہر جگہ اسی شنیاق قتل میں رو دیا قاتل نے جب دیکھی مرد کی ترپ قصہ چلنے کا ہر قاتل میں مبارک ہو مگر یہ دل کام اول ہی سے تھا وقت پسند غیر وحدت عالم کثرت نہ تھا بلکہ پسند</p>
	قاسم روز ازل بھی تھا بڑا مردم شناس عشق صفہ رکھ دیا شکل سے شکل دیکھ کر	<p>گلستانِ بونوں کو کھدینا قاتل سیان پر گھٹائیں کالی کالی چھا گئیں کسی گلستان پر قدم رکھتے نہیں کج سے بھی تخت سلیمان پر</p>	<p>نظر پڑے جاسعدی کی جو اسکے روتابان پر ہو آگے گیسو رخ رنگین جانان پر اگر آدرسے مغز در میں یہ اعشہ خوبی</p>

<p>دل گم گشتہ کا محکوار غم ہر تعب کیسا زمانہ انحدار مانگے نہ کیونکر میرے دل سے ترے جاننا زاری قاتل مشتاقی شہادت تھی بہت دیوانہ ہیں لیکن جنوں کو ربط ہے مجھ سے حسینوں کی شرارت ہو نہ کیونکر باعث نفرت لگائی آگ کس وحشی کے نالوں کے یہ صحرائین ملے جیسا کہ میں مظلوم تیرا ظلم کو جسم آیا بنایا یہ گلستانِ داغ کی کثرت نے سینے کو خبر آئی نہیں موت سے کچھ یارانِ فتنہ کی</p>	<p>گران تھی کستد ریون کی فرقت کینچان پر تلاطم تیرا تلاطم عجب طوفان طوفان پر کہ خود اگر گلے رکھ رکھ دے شمشیرِ گران پر اٹھنا جوت ہاتھ اُسکا تیرا میرا گریبان پر نہ دیکھا فاختہ کا آشیان سرور چراغان پر گمان سرور چراغان کا ہی سہل بغیلان پر چڑھائی چادرِ مہ چرخ گورِ غریبان پر گمان کو چہ گلزار ہی جاگ گریبان پر ذرا ہی یکسی جل تھجے گورِ غریبان پر</p>
---	---

ملا لعل لب جانان کا بوسہ ہکوارِ صفہ

عملِ تقدیر سے اپنا ہوا شہرِ بخشان پر

<p>سجڑے میں فیتہ آگے کیا احوال پیکرات بھر زلفِ درخ کا یا سرِ ہر دم جو رہتا ہے خیال شہ نام سے بھول نہ اکدم صبح تک شرکائی یا وصل کی شب صبح تک سو یا میں کس آرام سے دلِ فغان کرتا تھا فریادی تھی فرقتِ مین از رفتِ ساتی مین کیا بزمِ طرب برہم رہا</p>	<p>تیری دُری سے گنا کرتا ہوں آخرت بھر لوٹتا ہوں دلِ مریں سے مینِ ن بھرات بھر تھا گلا دل کا ہمارا اور بھرات بھر شکر ہے زانو جانان پر رہا سر رات بھر میرے گھر پر پارہ محشر سا محشر رات بھر شیشے پر شیشے گے ساعر پر ساغر رات بھر</p>
---	--

بٹھنے دیتی تھی کب بیتابی دل ہجر میں	کو سے جانان میں لگائے میں چکر رات بھر
کیا کہوں کس طرح گزری ہجر کی شب بزم میں	شمع کے ہمراہ میں ویاموں صفہ رات بھر
<p>عدم کو کیوں میں مستی سے جاؤں خرو ہو کر مدد لازم ہر ای دست جنوں بخش خشت جو اس کو شہت تابین ہو شوق میواری پڑے اجابا کثر میرا آنکے در بیان ہدم انقلاب شو اگر رخ سے دم گلگشت گلشن کیسکی تاباک سنتے ہیں سیکشن خوش مستی میں ترکی نکھوئی شوخی صفا پھر جاتی ہر نظر میں کسی کے ابرو سے پر خرم کا نظارہ میسر ہو عبث تکلیف کرتا ہر زوگر خوش حشر میں جگہ حو جہان کو کیا تعجب ہر کہ ملجائے</p>	<p>کہ دل ہو بچا تر دست خانی تک لہو ہو کر گریبان تنگ کرتا ہر مجھے طوق گلو ہو کر تیرے قہج بکر فلک آئے سب ہو کر مگر مطلب نکلا رہ گئی کچھ گفتگو ہو کر تو گل ہوں ایسے شہرہ کہ رنگا تر جاو ہو کر نصیحت کو جو نکلا گیا بے آبرو ہو کر نکلتا ہر کوئی آہو جو میرے روبرو ہو کر دعا مسجد میں کرتا ہوں یہ اکثر قبلہ رو ہو کر گریبان چاکٹا سکتا نہیں کیا پھر رفو ہو کر مرے دلمیں اگر آئے کسی کی آرزو ہو کر</p>
تھکانا کیا نہیں ملتا ہر غم کو دونوں عالم میں	کہ میرے دل میں آتا ہر یہ صفہ رجا سو ہو کر
رہتی ہر جسکو خدا کی دیکھ کر	آپ کی نازک کلائی دیکھ کر
آنگھو کس چہرے کو آئی دیکھ کر	شلخ گل نے سر جھکا یا شرم سے

دستی ہر خود سرتقل قضا کچھ رسا ہوتی چلی ہر انہی لشکر بحر میں ہر دست مرجان آب آب میں تو کیا آئینہ بھی سکتے ہیں ہر تم وہ ہو جسکو کہ موسیٰ کی طرح اُسے میں آپ کا ہمسر بھی ہر	دست قاتل کی صفائی دیکھ کر تیری زلفوں کی رسائی دیکھ کر پتھر دست خنائی دیکھ کر جسکے عارض کی صفائی دیکھ کر غش ہوئی ساری خدائی دیکھ کر کیجیے اب خود نہائی دیکھ کر
کیا ترین صفدر تہوں سے اتحاد ہو فانی کج ادائی دیکھ کر	
قاتل رُکا جو حسرت بسمل کو دیکھ کر قاتل ہر میر قتل سے غمناک قتل قتل ردن ہر مجھ سے نرم کی لیکن بزرگ شمع رکھا تو پاؤں میں نے رہ عشق میں لگ گل کی طرف چمن میں بڑھایا تو میں نے ہاتھ زند انہیں میر ہو جو گد قیس کا کبھی قاتل نہ تیرا پاؤں میں بڑھ جائیں آئے شک ہو گد کے بھیس میں ناشت نہ کوئی حسرت سے دنوں عشق میں رہو میں رزا	بسمل تڑپ گیا رخ قاتل کو دیکھ کر میں شاد شاد چہرہ قاتل کو دیکھ کر ردا ہوں بے ثباتی محفل کو دیکھ کر جی کا پتا ہر دوری منزل کو دیکھ کر ہر رک ہا قریب عنادل کو دیکھ کر جی چھوٹ جا طوق و سلاسل کو دیکھ کر سننے پہ رکو قدم تپش دل کو دیکھ کر دپے میں وہ جواب بھی سائل کو دیکھ کر دل مجھ کو دیکھ دیکھ کے میں دل کو دیکھ کر

منصور وقت کتے ہیں صدف کو آپا کیونہ	انسان کیجیے حق و باطل کو دیکھ کر
صفدر تبون سے چاہ کو مانع نہیں کوئی	دل دد مگر کسی کے ذرا دل کو دیکھ کر
رویف راسے تعقیر	
<p>چل عندیبا دم بہن صحن چین کو چھوڑ دینا و دین حصول ہوں دنوں محال ہو آجکھے ہوئے ہیں سیکڑوں دل بال بال میں اچھی نہیں ہر ایک سخن میں نہیں نہیں گر رحم میرے ضعف پر ای نیچہ جنون گیسو سنوار منجھدی لگا دیکھ آئندہ شعم کے حق میں دولت دنیا ہر سم مگر ہستی بہت خراب ہر غافل عدم ہر خوب</p>	<p>ہر غریب فصل خزان اب وطن کو چھوڑ ای دل بگاڑ شیخ سے یا برہن کو چھوڑ آہستہ اپنی زلف شکن دشکن کو چھوڑ ہاں ہاں نہ کہہ بلا سے مگر اس سخن کو چھوڑ مگر اکوئی لباس میں سیر کفن کو چھوڑ مان ای پر ہی خدا کے لیے ساہن کو چھوڑ دو طوافد اس کون کہے اس دھن کو چھوڑ اس انجن کا قصد کر اس انجن کو چھوڑ</p>
ماون ہی ہر حسین ہر خلق محمدی	صفدر مرغ و مرغوب نہیں ماون کو چھوڑ
رویف زاسے معجز	
یہ شیشہ یہ سبوہ یہ پیمانہ چند روز	ہر بہمان رونق میخانہ چند روز
گل پر کبھی فدا ہوں کبھی شمع پر شمار	بلبل ہوں چند روز تو پر دانا چند روز

<p>دیر موسم بہار تو اتنا قیام کر گیسو پہ تھا نہ اکبھی رخسار پر یہ دل دور فلک ربیگا موافق نہ عمر بھر پھر کانہ دم جہان میں مرا کس حسین پر مہمان یہیں رہو اگر آئے مزاج میں یا رب جنون دے دے کہ رہتے نام جیا معلوم برہن ہیں سب نبوں کا حال پر یوں جھٹھے تھے مکرول میں تابش شیشے کو ہر بقانہ یہاں جام کو ثبات پھر ہم کہاں یہ دیر کہاں لے کہاں ہشیار پا کے ہکو ستا تے ہیں آشنا</p>	<p>احسرت نکال لے کوئی دیوانہ چند روز آئینہ چند روز رہا شانہ چند روز ساقی کھلا رہے درمیانہ چند روز کس شمع پر رہا نہ میں پردانہ چند روز سمجھو تم اپنا گھر مرا کا شانہ چند روز کیا لطف ہے رہا جو میں دیوانہ چند روز ہم بھی رہتے ہیں ساکن تجانہ چند روز یہ گھر بھی رہ چکا ہے پر نیانہ چند روز جلتا ہے ہر عیش میں چمانہ چند روز آباد ان تبوں سے ہر تجانہ چند روز ہر جی میں رہتے آپتے بیگانہ چند روز</p>
--	--

صغیر وہ شوخ کتنا تلون مزاج ہے

اپنا ہے چند روز تو بیگانہ چند روز

<p>کیونکر اٹھا سکے کوئی اس بُرا کے ناز بلبل کی جان پر میں ہزار دن مصیبتیں سہ سہ کے ظلم اور انھیں کر دیا شہریر یہ کھینچ کے رکے ہی ہر وہ آتی نہیں قریب</p>	<p>آفت کے غم سے تیرے عشوے بلا کے ناز گل کے ستم سے کہ اٹھائے صبا کے ناز پختار ہے میں بیٹھے ہو ہم اٹھا کے ناز غم سے اٹھاؤں تیغ کے میں یا قضا کے ناز</p>
---	--

خونِ شہید ناز کا کیونکر اٹھائے بار ہر چند جانِ زار ملی اپنی خاک میں ہل کر رہا ہر سہل بیجان جو باغ میں آگے ترے کرشموں کے اور کعبہ جمال کیا غم گلے پر رک کے جو چلتی ہو تیغِ یار خوش بھی ہی کر یگا خفا ہو تو کیا ہوا	جس دست نازین سے نہ اٹھیں جنا کے ناز اتک دہی ہیں ناز پہ اس دربار کے ناز سیکھے ہیں اسے بھی تری لبت و تاک کے ناز بالا سے طاق رہ گئے ہر دربار کے ناز اہلِ فضا اٹھاتے ہیں اہل جفا کے ناز آنکھوں پر میری اس دل دردِ شتا کے ناز
--	---

صفرِ کسین وہ پھیر بھی لیں مسکرا کے منہ
اٹھیں مزے جو ساتھ ہوں شرم و حیا کے ناز

یہ تمنا ہو تپے شل بس چدر روز پھر بہاؤ لی جنوں پھر سلسلہ جنیان ہوا موشوں کو سببِ حسرتِ دروزہ پر غرور ابنا کچھ انکی خبر کچھ نہ کچھ میری آنکھیں لون تب سے میں بھی خاطر خواہ بدلاطم کا سر پہ فصلِ خزان و چاروں کی ہر بہا حنہ ہستی غلط آخر فنا نقشِ وجود چشمِ جوہر سے بہا یا میرے ماتم میں ہو تقدیر کو پائے جانانِ بنِ نجانا چاہیے	دیکھیے ناز و داد سے تیغِ قاتلِ چند روز پھر رہیگا گو بگو شورِ سلاسلِ چند روز جہنم پر رہتا ہر اکثر ماہِ کاملِ چند روز آپہ مائل میں رہا وہ بھجپہ مائلِ چند روز یا خدا انکا سا ہو جاے مرادِ چند روز چچہ کر لیں گلستانِ عینِ عنادِ چند روز ایک کا ہر دوسرا مد مقابلِ چند روز قتل کر کے روئی مجھ کو تیغِ قاتلِ چند روز ہو مناسب امتحانِ قاتلِ چند روز
---	---

دور ہر چند کوئے یار پریشون دل	اور چلنا چاہیے منزل بہ منزل چند روز
آج کل صفہ رست تیغ نگہ کی دھوم ہو	ہم بھی ہو کر دیکھ لیں قابل یہ مائل چند روز
کب مجھے پر کسی آنہ زخار کے انداز	سیکھے ہیں جینوں کے مرے یار کے انداز
معتوقین بھی سب نہیں کھتے ہیں سلیقہ	البتہ پسند آتے ہیں دو چار کے انداز
گر آج قضا سے وہ بچا کل نہ بچ سکا	بگڑے ہوئے کچھ ہیں شرک بیمار کے انداز
بسکی ہوئی باتیں ہیں جو ہر وقت زبان پر	کیا تھے اڑائے کسی سوار کے انداز
نھی کہک کی یہ چال نہ طاؤس کی یہ چال	و دونوں نے اڑائے تری رفتار کے انداز
اور دن سے جو ہو گرم سخن ہو کو سنا کر	ہم خوب سمجھتے ہیں یہ گفتار کے انداز
دل خاک لگے قات و خان میں مرا صفہ	پر یوں میں حور دن میں مگر یار کے انداز
روایت سین مہملہ	
پہونچ کر کہیں ہیں آہن تخیل کے پاس	بجائے عندیہ کے قسمت چمن کے پاس
شکر خدا کہ سنتے ہیں آواز ہر مہفیبہ	صبا و کامکان ہر صحن چمن کے پاس
آہستہ سانسے ہر ذرا خوب دیکھتے	ایک اور سخن بھی ہر اس سخن کے پاس
جس وقت دنوں گالوں پر اس کے نظر پڑی	سمجھے یہ ہم شگفتہ چمن ہر چمن کے پاس
آئی کبھر کے زلف جو زخار یا رہا	ثابت ہوا ہیں کہ حلب ہر ختن کے پاس

<p>دل چھڑیا ہون لٹ شکن شکن کے پاس لب تریب کے دہن دہن کے پاس دو طلا ہوشا جیسے ہو نکل دھن کے پاس تعوذ جب ہر زلف شکن شکن کے پاس</p>	<p>نازک بہت ہر آپ کو اس کا رہے خیال کیسی جیا کمان کا تکت وصال میں ایسی ہر زیر خنجر قاتل مجھے خوشی دام بلا میں کیوں پھنسیں غائبوں کے دل</p>
	<p>صفدری دعا ہر خدا کے کریم سے تربت ہو میری روضہ شاہ زمیں کے پاس</p>
<p>نکلے کبھی تو اس دل ناشاد کی ہوس کب تھی بہار گلشن ایجاد کی ہوس لائی نظارہ رخ جلا کی ہوس گلچین کی آرزو رہی پیدا کی ہوس نکلی کبھی نہ خاطر فرما کی ہوس ہر اسیلے ہمیں عدم آباد کی ہوس کب ہر نظارہ گل شمشاد کی ہوس نصا کی ہوس ہر نہ خدا کی ہوس</p>	<p>یار بے وصل یا پر نیراد کی ہوس اُس گل کے اشتیاق میں آنے کے عدم ہم آرام سے تھے کیا ہمیں مقفل سے کام تھا بلبل چمن سے اڑ گئی گل بھی ہوا ہوس ہم کیا سمجھ کے کو کہنی عشق میں کریں یا ران رفتہ سے ہو ملاقات بعد مرگ دلو ہر شوق قامت و رخسار یار کا نشر جنوں میں چار ہر زنجیر یا ہر ضعف</p>
	<p>مشکل تو سانس لینی بھی ہر غرط ضعف سے صفدری ہم کو ناناہ و فریاد کی ہوس</p>
<p>گل کھلائی ہر نئے فصل بہار ہر برس</p>	<p>داع وشت میر ہو تے ہن بیاں ہر برس</p>

<p> ہر یون پر بیربان پرتی بن اپنے پانوں میں فصل گل میں جام کو بٹے میں گل غنچے سب سال جب گذر آمدین نے چھاپے پر ہم میں داخل گلستان میں اتنا ہر فرق وہ پہنچے میں نبی پوشاک ہر نور دین عمر پر صفے سے میں شش تانہیں دلمین کو چہ قاتل میں یوں پنا گذر گاہ گاہ سال بھر جلتی ہر تیغ ناز اس سفاک کی گل تلک ہر رنگ گل تھا آج یاں رتی خاک </p>	<p> ہر یون پر بیربان پرتی بن اپنے پانوں میں فصل گل میں جام کو بٹے میں گل غنچے سب سال جب گذر آمدین نے چھاپے پر ہم میں داخل گلستان میں اتنا ہر فرق وہ پہنچے میں نبی پوشاک ہر نور دین عمر پر صفے سے میں شش تانہیں دلمین کو چہ قاتل میں یوں پنا گذر گاہ گاہ سال بھر جلتی ہر تیغ ناز اس سفاک کی گل تلک ہر رنگ گل تھا آج یاں رتی خاک </p>
<p> اس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب چاہیے صفہ رزم شاہ شہیدان ہر برس </p>	<p> اس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب چاہیے صفہ رزم شاہ شہیدان ہر برس </p>
<p>روایف شین معجمہ</p>	<p>روایف شین معجمہ</p>
<p> یہ کہ کیا ہے کہ بٹھے ہو میری جان خاموش کمان کلام کو نہیں ہوں کہاں خاموش میں غش میں ہوں سرباؤد کی ہیرا خاموش آداس بچھی ہو بلبل تو باخباں خاموش زبان تیغ بھی ہر وقت ہتھان خاموش </p>	<p> کبھی تمھاری تو ہوتی تھی زبان خاموش ہر ابتدا سے محبت کچھ تمیز نہیں یہ بے سبب نہیں سنان خانہ زندان چہرے سے خستہ فصل بہار ہو شاید قضا تو کیا ہو کہ دم مار آگے قاتل کے </p>

<p>ہمیں ہر شہر خوشان فراق میں عالم گیا چہ سے اکی یہ کون سردردان کسی نے نہ خبر میری بزم جانان میں کیا جو قصہ کہ قاتل سے کچھ کئے دم قتل یہ دیکھتا ہوا قاتل کہ سرفروش ہو کون شب صال کی صحبت بھی بزم حیرت بھی یہ اضطراب غل نامہ دفغان کب تک</p>	<p>زمین ساری ہر ہنسان آسمان خاموش کہ آج سرد پہ بٹھی ہیں قمریان خاموش تمام رات جلاہوں میں شمع ساں خاموش تڑپ کے دل نے ہمدادی کہ از زبان خاموش کھڑا ہر تیغ لیے بہر انتہاں خاموش میں بیزبان تو چپ تھا وہ بیدبان خاموش ٹھہر میں اے دل بتیا بے زبان خاموش</p>
<p>چمکے چپ ہوا صفدر تو بولے روح میں میں سن ہا ہوں نہ ہو میرے خوش بیان خاموش</p>	
<p>یار کو ہر شراب کی خواہش ہر رخ بنے نقاب کی خواہش ایک دن خاک میں ملائیگی وصل میں چھپتے ہیں ہم انکو مجھ کو شوق نظر ہر خسار آئے آغوش میں سمٹ کر بحر دختر رز کو تانگت ہر شیخ پردے پردے میں قتل ہو عالم</p>	<p>مہ کو ہر آفتاب کی خواہش کیا کر دن آفتاب کی خواہش دل خانہ خراب کی خواہش مٹتے ہیں ہر عتاب کی خواہش آپ کو ہر نقاب کی خواہش ہر یہ ہر دم حباب کی خواہش پیر کو ہر شباب کی خواہش ہر یہ اُنکے نقاب کی خواہش</p>

<p>دل پر اضطراب کی خواہش دیکھو بس جناب کی خواہش میر کی خواہش کباب کی خواہش نہیں ہم کو جواب کی خواہش کیون ہم کو کباب کی خواہش کیون ہم کو نقاب کی خواہش نہیں جام شراب کی خواہش بس یہی تھی جناب کی خواہش</p>	<p>بجکڑ پاپا کے مار ڈالے گی پھیر بھی دیکھے دل بیتاب یہی دو خواہشیں ملی ہیں ہمیں نامہ اس شوخ کو پہنچ جائے دل سوزان مرا تو حاضری دیکھ سکتا ہر کون صورت مہر مست ہوں یا چشم ساقی میں بوسہ مانگا تو بوسے وہ ہنس کر</p>
	<p>لے اڑی کی بجھت کو اری صفہ ر ردفہ بو تراب کی خواہش</p>
<p>ادھر مومن ہیں غش کا زادہ غش بڑے رہتے ہیں ہم دود و پیر غش ادھر صیاد ہیں گلچین ادھر غش ابھی موسیٰ کرین بار در غش ہمیں رہتے لگا آٹھون پہر غش رخ دیکھو یہ ہیں شام و سحر غش</p>	<p>ہوئی اک خلق تم کو دیکھ کر غش پس دیوار جانان مثل سایہ تم آئے بلبل دگل کی بن آئی جو برق چہرہ جانان کو دیکھیں تب فرقت سے یان تک بڑھ گیا ضعف لب و دندان پر عاشق لعل و گوہر</p>
<p>۴</p>	<p>جواب نامہ لاسے کون صفہ ر</p>

اُسے دیکھا ہوا خود نامہ بخش	
رویت صادقہ	
<p>قسمت مری گزشتہ ہے تقدیر ہے ناقص ایم قابل عالم تری شمشیر ہے ناقص یہ طوق ہے کمزور یہ زنجیر ہے ناقص گردش تری کیا ای فلک پیر ہے ناقص ہو نقص مصور کا جو تصویر ہے ناقص شاید کچھ ابھی آہ کی تاثیر ہے ناقص لکنت ہے زبان بین تری تقریر ہے ناقص سجدہ ترا ناقص تری تکبیر ہے ناقص کیا خاک پڑھوں میں کہ یہ تحریر ہے ناقص کس درجہ مزاج فلک پیر ہے ناقص حیاء تر سے خواب کی تعبیر ہے ناقص یہ آب دہوا کیا بت بے پیر ہے ناقص</p>	<p>کس طرح کون وصل کی تدبیر ہے ناقص کچھ کندہ ہے ایسی کہ گلاکت نہیں سکنا دستی ترا تو ریگا فقط زور جنوں سے دن وصل کا آتا نہیں جالی نہیں فرقت کیا شعر کے سست ہو ہو شاعر کامل اکثر مرے گھر آ کے وہ پھر جاتے ہیں اُسے رک رک کے کہا حال ل اُسے تو وہ بولے زاہد نہ عبادت پہ ابھی ناز کر اتنا نامے کو مرے دیکھ کے قاصد وہ بولے ہر روز ملتا ہے جو ان خاک میں کیا کیا بہل نہیں پھنسنے کی کوئی دم میں تیرے نفرت ہے مگر آشک مری آہ سے تجھ کو</p>
صفدر خط رخسارہ جانان نہیں اچھا	
آئینے میں طوطی کی یہ تصویر ہے ناقص	
رکھا ہے تنے حشر خرامی کا نام نقص	کرتا ہے کام سارے جان کا تمام نقص

<p>دیکھیں ترا جواہر صنم لالہ فام رقص قابل کے دلیں شوق تماشاے کا ہر وہی کس مست بادہ نوش کے آئین کی ہر خوشی ایسی ہر آکے خانہ صبا دین خوشی ٹھنڈی ہوا ہر لطف شب تاب ہر دیکھ گا کون تیرا تماشا فراق میں</p>	<p>ہرگز کہیں نہ اہل شریعت حرام رقص بسمل ہوا تمام رہا ناتمام رقص پھر پھر کے بزم حرمین جو کرتا ہر جام رقص طاؤس دار کرتے ہیں مرغان دم رقص کچھ دیر چلے کیجیے بالائے بام رقص او دل تڑپ تڑپ کے نہ کر صبح و شام رقص</p>
<p>صفہ رہزار شکر کہ گا کر مری غزل کرتا ہر تاز سے وہ بیت خوشحرام رقص</p>	
<p>ردیف ضامد مجسم</p>	
<p>کلیں گوشہ غزلت ہوں کیا جہان غرض حرم سے دیر سے سجد سے بیکد لیے صنم سچو دیکھہ و تجا نہ سے ہر کیا مطلب فقط تفاوت شاہ و گدا ہر حاجت سے میں ابو خانہ صبا دین اسیر قفس تقیم کو چہ جانان ہوں کد درخوان شب فراق میں سنتا ہوں دستان دلی کوئی خفا کوئی آرزو ہو مگر دل کو</p>	<p>زمین سے مجکو نہ مطلب نہ آسمان غرض تری طلب میں اٹھادی کہاں سے غرض ہمارے سر کو ہر اس سنگ آستان غرض سب ایک سے ہیں جواہر جا دریاں غرض رہی نہ بکو چمن سے نہ اشیان غرض یہیں بہشت ہر کیا گلشن جہان غرض فسانہ گوئی نہ حاجت نہ قصہ خوان غرض تڑپے آہ سے فریاد سے فغان غرض</p>

	کوئی یہ پوچھے کہ قتل میں آئے کیوں انجبار نقطہ انجبین تو ہر صفحہ کے امتحان سے غرض	
صاف بننے میں چراغ نہ داماں عارض شکل آئینہ رہے دیکھ کے حیران عارض سو مرض میں مجھے اے عیسیٰ دوران عارض کیوں نہ چاہتے رہے میں دچندان عارض چاند سا مجھ کو دکھا دو شب بھراں عارض کیا چھپاتے ہو حیا سے تہ داماں عارض سرفروز لعل ہر سنبیل گل خندان عارض بوستان ایک ہے اور ایک گلستان عارض	آہ روئے بن چھپاتے ہو جو ایجاں عارض دیکھے آسنیت کا اگر مرد رخشان عارض حق یہ ہے آپ کے کس کسی دوا جاہوں میں دوہ نو میں یہ دوا بروئے خمدار نہیں ہم الجھتا ہر مرادیر سے تاریکی میں شیخ کا نو بھی فائوس میں چھپتا کہیں چشم بد و درویش باغ سے کم باغ جال ہو یقین سعدی شیراز بھی دیکھیں تو کہیں	
	روز روشن ہر شب تار نظر میں صفحہ کس شکر نے کیا زلف میں نہاں عارض	
	ردیف طائے مہمل	
ونگ جاو ایک میں وہ کھینکے ہزار خط اعمال کا ملیگا جو رز و شب ر خط دکھائے کس طرح نہ چین کی ہمار خط آہ میں رز و چار طرے سے ہزار خط	یہ کہے پھیر دیا ہر قاصد کو یا ر خط سمجھو نگاہ میرے خط کا جواب سنے اب خط مضمون لکھے ہیں عارض گل رنگ یا ر کے مکتوب ایک ہو تو وہ نازک داڑھی سے	

<p>قاصد نے مجھ کو لاکے دیے ہیں جو بار خط لایا ہے نامہ بر جو پس اتنظار خط نازل ہو مثل رحمت پروردگار خط گھر گھر لیے پھر اصفیٰ اشتہار خط دم بھر نہ لگا ہاتھ میں میرے قرار خط ڈالے ہیں لکھکے ڈاک میں نئے ہزار خط لکھتا ہے کب گدا کو کوئی شہر بار خط</p>	<p>نگارے ہیں میرے کے میں جانتا ہوں خوب سر پر ہیں اپنے رکھوں آنکھوں پر دن جگہ جبریل بنکے آئے کہیں اسکا نامہ بر قاصد نے میرے خلق میں سودا کیا مجھے مفسون شہباز جو کچھ بھی رستم ہوا اس واسطے کہ ایک تو پہونچ گیا یازک امید خط یار کی ہو کس طرح مجھے</p>
---	--

اصفدر ہے یہ بھی اک مری تقدیر کا لکھا
 پڑھتے نہیں وہ دیکھتے ہیں بار بار خط

<p>مجھ سے بگاڑا سکو ہر سار جہاں سے ربط ہو جیسے ناتوان کو کسی ناتوان سے ربط صباد کو زیادہ ہوا باغبان سے ربط دربان سے دوستی ہو بڑے پاساں سے ربط ہوا سکو کچھ نہ کچھ ترے مویاں سے ربط دل میں ہوا ہر بڑھائیے پریشان سے ربط ملے ہیں سب آنکھوں ہر سار جہاں سے ربط حیران ہو نہیں یہ دونوں میں یا کہاں سے ربط</p>	<p>کیونکہ ہر عاؤں آس بہ نامہ بان سے ربط مجھ نزار کو ہر یار کے موئے میاں سے ربط گلشن میں عندلیب کا حافظ ہر خدا پائین کسی طرح تو جگہ کو سے یار میں دلوں میرے رشتہ جان اسیلے غریب کیا ہر خانقاہ سے حاجت ردا ہوئی نفرت ہر اک پہن سے ہمیں بین گناہگار گردن میں طوق بنکے وہ شمشیر رہ گئی</p>
---	---

صفہ رشبہ صال میں کیا کیا کر اٹھے لب کو تھما کے بستہ زباں کو زبان سے ربط	
روایت ظاہر معجزہ	
مست ہم نشہ میں تم اتو ہر دشوار لحاظ نازک تہا ہر کوٹے نہ جسم دار لحاظ دم رفتار جیسا ہر دم گفتار لحاظ آج رہتا نظر اتنا نہیں زناں دار لحاظ سہل سی بات کو کر دیتا ہر دشوار لحاظ نئی صحبت ہر اکھی کرتے ہیں میخوار لحاظ اپنے کشتوں کا بھی رکھے دم رفتار لحاظ کچھ قصا کا بھی نہیں کرتی ہر تلوار لحاظ شرم کی بات ہر آئینہ نگاہ یار لحاظ نامہ بروقت پہ کرنا نہ جسم دار لحاظ کچھ خدا کا بھی کراہے شہر بار لحاظ	صحبت بادہ ہر سوخت کمان یار لحاظ شوق کہتا ہر شبہ صل اٹھا دو پردہ کوئی سی ہر وہ اداس ہیں نہیں مکو حجاب اہر ہر مانع ہر سہرہ ہر مگلوں ہر ماتھ پھلا کے پٹیتے تو لپٹ ہی جاتے کیا عجب پیر مغان کا بھی ادب پھر نہ کریں آپ کی چال سے پامال ہو جاتے ہیں بڑھکے مقل میں گلے سے جو لپٹ جاتی ہر پوچھ مجھ سے سرخشل نہ تمنا میسری خوش جو پانا سے سب حال مرا کہدینا آگے ہر عرش پلٹ پھونک چلی گردونکو
حال ل یار سے سب چلے کو اے صفہ اپنے عیسیٰ سے نہیں کرتے ہیں یار لحاظ	
شریب میں بھول گئے آشنا خدا حافظ	چلا جو میں نہ کسی نے کہا خدا حافظ

<p>دوست ٹھیک مناسب بجا خدا حافظ چٹک کے دیتے ہیں غنچے صدرا خدا حافظ بلا کے منجھ میں جو جاتا ہی جا خدا حافظ ہری بلایں ہو تم ہمت خدا حافظ یہی جفا ہو تو اسی ہوتا خدا حافظ بکھی نہ بھولے تھے کہا حسدرا حافظ قدم قدم پہ ہر پانگ در اخدا حافظ</p>	<p>ابھی تم آئے ابھی کہتے ہو کہ جاتے ہیں چمن سے رخصت ہل ہر گل ہیں پرمردہ دل اُسکے زلف کی جانب چلا تو ہنسنے کہا جو آئے بھی مری بالین پہ وہ یہ کیلے گئے سوا سے ترک ملاقات کیا مال اسکا ہزار بار ہو ہو گئے تم سے ہم رخصت یقین ہو چھوٹ کے ہم قافلہ سے زہ چاہیں</p>
---	---

مسا ہوا ہو عیش خوش قدر و کی جانوں پر
یہی حلین ہو تو صفدر ترا حسدرا حافظ

ردیف عین ہملہ

<p>اوڑائی قاف میں پر یون بھجی ہماری وضع جو بھولی بھولی میں باتیں پیاری ہماری وضع ہی ہر گل ہی ہر گل ہی ہر گل ہی ہماری وضع ہمیں پہ ختم ہو جو کچھ کہ ہر ہماری وضع ہزار شک کہ کچھ آپ نے سنواری وضع نہ یہ روش ہر ہماری نہ یہ تمھاری وضع کیا وہ نہ ہر ہمارا القاسد ہماری وضع</p>	<p>وہی نظر ہی چٹوں ہی ہر ساری وضع میں ٹھیک ٹھیک تپا اسکا دون بھجے قاف میں ٹکودیکھ کے یوسف کو آج دیکھ آیا کمان ہر ہم سا دفا دار کوئی دنیا میں بدن چرا کے نکلے ہیں اب لجا سے ہو تمام فتنے اٹھائے ہو سے ہیں شیریں کے شراب خانے میں مری کے شیش مست ہو</p>
--	---

<p>شراب رات کو پی ڈکوروں دادر ہے</p>	<p>خدا کا شکر کہ اچھی بھی ہماری وضع</p>
<p>شراب جو ار ہو چاہے بنے نماز گزار</p>	<p>ہر ایک شخص کی صفہ پر اختیار ہی وضع</p>
<p>کھتی ہو شاید کہ عشق عاریض جانا نہ شمع واع کھاتے ہیں شکر و سوز جاہن جان ہوں ہیکش کچھ نہ سوچھا جوش منی منی ہر سحر نزدیک کر لے تبو پروازوں سے ربط ہوں بھی عاشق سے کوئی مشق نہ تار سلا خستہ جانوں کا کہاں رہا بے دو کو خیال خط نکلنے سے کہاں باقی رہا اب فرغ دل جلوں ہو دی ہمدرد جو ہو دل جلا</p>	<p>سوز غم سے جل رہی ہر صورت پروانہ شمع جلتی ہو یکساں میان کعبہ و پنجانہ شمع جا کے مسجد اٹھا لایا سوئے میخانہ شمع ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیسا نہ شمع مرگ پر دانہ ہو تیرا ناز معشوقانہ شمع کون لانا ہی جدا کر جانب ویرانہ شمع یا دایا محو کہ تمھارے چہرہ بے پروانہ شمع تو مرا سن میں ترا شب بھر سنو افسانہ شمع</p>
<p>یاد رکھتا ہو کسی کو کون صفہ رجبہ مرگ</p>	<p>لایگا اپنا نہ میری قبر پر بیگانہ شمع</p>
<p>ر دیف عین مجھ</p>	<p></p>
<p>داع آشنا دل ہو تو درد آشنا داع دل ٹوٹا ہو سینے میں کہ کیکے ہاے داع اب کوئی دلتوازی نہیں ہو سواے داع</p>	<p>سینے سے کیوں آئے صدا ہاے داع پہلو میں بعد وصل جو خالی ہو جا داع کیا بیکسوں پوچھتے ہو ماجراے داع</p>

لا لے سے جا کے باغ میں بننے ملائے داغ	کیا موسم بہار میں یاں کام آئے داغ
سینے کو میرے حق نے بنایا برائے داغ	کہتے ہیں دل جسے وہ ہر دوسرے داغ
دلوں میں پسند ہی ایسی جفا ہے داغ	بھوٹا جو آبلہ ہوئی آواز ہاں ہے داغ
اٹھتی نہیں ہر بات مرد سے جفا ہے داغ	انگاہہ آگ کوئی رکھ دے بجا داغ
ای سوز عشق دے یہ مرد دل کو روشنی	مناجہ افتاب سے آنکھیں ملا ہے داغ
دل سے کبھی تیرن کی محبت نہ جائیگی	تیر کا نقش ہے کوئی کیونکر مٹا ہے داغ
شدت ہوئی جو پیاس کی خون جگر پیا	بھوکے ہوئے تو زنت جانا میں کھا داغ
تسکین دل جو ہر چین کچھ بھی اسی سے ہے	سینے سے میرا تھم نہ یار بٹھا داغ
دو چار داغ لالہ گلشن کو بھی ملے	باقی رہی نہ جب میرے سینہ میں جا داغ
وڑے گل سچے کے مرے دل پہ بار ہا	چھوڑے نیا شگوفہ نیا گل کھلاے داغ
غمخوار جان زار جگر ہے نہ دل مرا	یہ اشنائے درد ہے وہ اشنائے داغ
بوسے ملے رقیب کو ہم جل کے رہ گئے	بھول سکوا تھم آئے ہمیں ہاتھ آئے داغ

بعد فنا بھی حق رفاقت ادا کیا

صفدر ہمیشہ یاد رہے گی وفا داغ

پروا نہیں جو عرش پہ ہر یار کا داغ	ہر عرش سے بلند دل زار کا داغ
ویسے ہیں میدان وہ شکر سوال صل	اقرار کا داغ نہ انکار کا داغ
یوں تیر تیر چل نہ گلتا میں ای نسیم	تنازک بہت ہے بلبل گلزار کا داغ

<p>بختو تم اس سے جسکو ہو تکرار کا دماغ ایسا نہیں ہر آپ کے میخوار کا دماغ دیکھو نفس میں مرغ گرفتار کا دماغ کمد و بہت ضعیف ہر بیمار کا دماغ میں خاکسار عرش پہ سرکار کا دماغ پہونچا کمان تمھارے خریدار کا دماغ</p>	<p>ای منکر و نکیر ہٹو میری قبر سے منہ سے لگائے غیر کے جھوٹی تراب کو بھولوں کے ڈھیر گردِ مین مطلقِ نظر نہیں چپکے سے نبض دیکھ کے اٹھ جائیں چارہ گر دربار میں نہ یاد کیا کیجیے مجھے یوسف کو کھوٹے دامو بھی لتیا نہیں ہر مول</p>
<p>صفہ میں مدح ساقی کو تر سے مست ہو کس کو ہر وصفِ بادہ و خمسار کا دماغ</p>	
<p>دلِ باغ آہ سردی اپنی ہو اسے باغ ساقی گلابیوں میں کھا دے قضا باغ باغ آشنا ہر محجہ سے نہ میں آشنا باغ بلبل کا دل کہیں نہیں لگتا سو باغ اسدِ بحر کہ بھر میں قسمت دکھائے باغ مقتل ترے بغیر نظر کیوں آئے باغ ہو اسقدر خوشی کہ نہ بھولے سماے باغ گلزارِ سیکدہ ہر مہین کوے جاے باغ ڈالی ہر تہ خانہ میں ہنسنے بناے باغ</p>	<p>حاصل ہر ہکونجِ نفس میں قضا باغ میر بھی چلے جو سرد چلی ہر ہواے باغ قسمت ملی ہر سبزو بیکانہ کی مجھے ہر روز کوے یار میں جاؤں نہ کس طرح بدلتا ہوئی کہ دم و نفس میں پھنسے میں ہم لگتی ہر دل پہ تیر سی آواز عندِ یسپ آئے کبھی جو سیرِ جن کو وہ رشک گل بوشیشہ ہر دہ سردی جو جامِ سودہ گل آنکھوں سے خون کے کھلاستے ہیں باز گل</p>

صیاد ایک شب نہیں سوتا ہر دوستان

بھل بیان کس سے ماجرے باغ
بھولنگا ہر باغبانوں کے بھل کل آشیان
صفدر کہیں نہ آہ سے وہ بھی جلا باغ

روایت

ہم جان دینے جاتے ہیں نیرم جانا کی طرف
تو نے پھنسا یا قید میں یوں تو کو اسے خودی
بھل سکا لوں میں اتنا تو جنت کا اثر
مجھ عشق شرب کی طرف جان کی نہیں
آنکھیں اشاکر کرتی ہیں ہم مار لیں تو باندھ لے
دوتا ہوں میں یزیدین مروہ سنکسے ہو
نظارہ خسار سے رویا جو میں مجبور تھا
فریاد میری ایک سنتا نہیں اسے گبدن
آنکھوں کی لغت نے مجھے رو اہل دکھ لایا
فصل گل کی گل کھلے سنکسے میں یہ خبر

پروانہ آج طرح ارکھو اغان کی طرف
جاتے تھے گلشن کی طرف آنکھیں زندان کی طرف
گلچین گریبان بھاڑ کر جا بیابان کی طرف
گیسو ہر ہندو کی طرف غرض مسلمان کی طرف
دلو ہمارے دیکھ کر اس زلف پچان کی طرف
تکبیر جا کر کہتے ہو گور غریبان کی طرف
آنکھیں بھرا میں دیکھ کر خورشید تابان کی طرف
در نہ گلوں کے کان میں مرغ خوش الحان کی طرف
آہو لگا کر لینگے شیر نستان کی طرف
ہوش ڈگنے دل کھنچ گیا اپنا گلستان کی طرف

بھولنگے صفدر خواب میں کوچہ نہ قابل کا بھی

جو مرد میں سوتے ہیں وہ منہ کر کے میدان کی طرف

ہونے دو باغبان ہر جو صیاد کی طرف
بھولوں کے کان میں مری فریاد کی طرف

<p> پہونچی جو روحِ خلد میں کچھ دیکھ بھال کر اس گل کے دیکھنے کا نہر تاجِ شنباق آنکھیں تو سو برقِ تجسلی ہیں طور پر شکل یہ ہر کہ قمری دلبس میں بحث ہر عیسیٰ کے اشتیاق میں نکلے تھے گھر سے ہم شتاق ہو نہیں قامت و رخسارِ یار کا مانع ہر ضبط ورنہ ارادہ اگر کر دے </p>	<p> بھر آئی دان سے کوچہ جلا دیکھ طرف آئمانہ کوئی گلشن ایجاد کی طرف دل ہر تمنا کے حسنِ خدا داد دیکھ طرف گل کی طرف میں بولوں کہ شمشاد دیکھ طرف تقدیر لائی کوچہ جلا دیکھ طرف دیکھوں نہ بھول کر گل و شمشاد دیکھ طرف آجائے خود اثر مری خیر باد دیکھ طرف </p>
---	---

غم ہوا الم ہو درد ہو حسرت ہو یاں ہو
 صفہ ہو کوئی اس لاشاد دیکھ طرف

<p> حال سے میرے تم ہو کیا وقت کوچہ عشق شاہراہ نہیں حال گلشن چھپا نہیں گلچین میرے درد دل و جگر سے ہر یاد اس زلف کی لگا لائی ایک بین رازدارِ الفت ہوں دستِ وحشت ہر ضعف سے مجبور تم نہیں میرے بند بند تو بین </p>	<p> اسی تو خوب ہر حسد واقف کوئی واقف ہر کوئی ناواقف تجھے پتے سے ہر صبا واقف تیرا غم تری ادا واقف میرے گھر سے نہ بھی بلا واقف کچھ نہیں اس سے دوسرا واقف چاک سے خاک ہو قبا واقف درد دل سے جدا جدا واقف </p>
---	--

<p>تمھاک گئی ہجر میں زبان صفدر نہ اثر سے ہوئی دعا و آفت</p>	
<p>ردیف قاف</p>	
<p>ملیگا ایک مجھ سا فرجداں عاشق کیا نہ دل نے ہمار گمان گمان عاشق کیا ہر جگہ مرے بخت نے وہاں عاشق کہ تم یہ کیوں نہ ہوے بعد تھان عاشق خدا کرے کہیں تم بھی ہو فرجداں عاشق کہا کہ تم سے ہزار دن میں نیجاں عاشق نہ دیکھے ہونگے کہیں ہم سے بدگمان عاشق ہمارے پاؤں کی شاہد ہیں پیراں عاشق</p>	<p>ہزار ہونگے اگر تم پہ جان جان عاشق تلاش حسن میں کس شہر میں گذر نہ کیا بشر تو کیا ہے جہاں ہم کا گذر شکل تمھارے ظلم و ستم سے خیال آتا ہے جو عاشقوں پہ گذرتی ہر ملک و کیا معلوم جو ادھی بات کا بھی آنسو میں ہوا طاب تمھارے سایے سے بھی تپو شکرتا ہے قدم خون میں نکلتا نہیں جو زنداں سے</p>
<p>محض سنائے ہو سب کچھ وہ کچھ نہیں کہتا نہ یاد گئے کہیں صفدر سا بنیراں عاشق</p>	
<p>دیکھیے کب ہوا اتنا سے فراق ابھی باقی ہر ماجرا سے فراق میرے گھر وصال نے جاے فراق وہ کیا کرتے ہیں دعا سے فراق</p>	<p>وصل ہوتا نہیں سوا سے فراق کہ چکا لاکھ داستانیں میں کبھی یہ بھی ہوا انقلابی جرخ ہم کو اسر سے ہر خواہش وصل</p>

اور مومن اذان کی شب وصل بیتقراری یہ اور دل بے صبر خواب میں اُنکو دیکھ لیتا ہوں جس نے لکھا مراحط تقدیر انجسم ای حیف کیا دکھاتا ہوں	کان میں آتی ہر صدا سے فراق ابھی نادان ہر ابتدا سے فراق خواب سو جھی مجھے دوسے فراق وصل لکھا نہ کیوں بجائے فراق اور چلین گے داغائے فراق
صبر بگڑیگا مجھ سے ای صفدر منجھ سے کیونکر کہوں کہ ہائے فراق	
ردیف کاف عربی	
<p>یہ شریکین آنکھ میری دل سے جیسا ہے منہ پر نقاب کب تک رہیگی دو ٹھاسے روز صحبت دُطین کریگی حجاب کب تک ہمارے دلیں ضرور آؤ نہ باتیں ہر روز تم بساؤ یہ بستی اجڑی ہوئی بساؤ رہے یہ کشور خراب کب تک غرور ہر دم ستم پایے جفا کی آہنہ کچھ انتہا ہو یہ ظلم کب تک یہ جو رتا کر ہیگا ہم پر عتاب کب تک خزان ہو آخر ہمار دنیا بقا ہر اس میں ہوا کا جھونکا غرور اتنا نہیں ہر اچھا بھلا یہ حسن شباب کب تک میں مر گیا اور غش سمجھ کر یہ رو کے کنسا ہر ماہ پیکر</p>	

کہ انکی غفلت تو ہر بر، بر پہلا بن چھڑ کون گلاب کب تک
 وہ بہت عنایت پہ جلد آئے خدا کرے منہ سے منہ ملائے
 تکلف اٹھے لحاظ جانے کریگا شرم و حجاب کب تک
 کہیں وہ خونریز مہربان ہو کہ تن سے بس کی جان و ان
 کہان ملک خاک پر طیان ہو کرے غریب مضطرب کب تک
 یہاں ہر جینے لایا بھروسہ کہ حادثوں سے بھری ہر دنیا
 یہی جو ہر موج کا تماچہ نہ بھر تیا م حجاب کب تک
 ضرور آفاق سے سفر ہر سہ دربان قابل حسد ہر
 مقام عبرت پر خشک و تر ہر شراب کب تک کہاب کب تک
 بچھا جو بچتا ہر ابر گھسہ کر تو بچسہ نکلتا ہر مہر انور
 حجاب سے تم بھی آؤ باہر رہیگی منہ پر نقاب کب تک
 خفا نہ صفدر ہو مانو کہنا تغافل اتنا نہیں ہر اچھا
 سحر ہوئی آفتاب چمکا اب آنکھ کھولو یہ خواب کب تک

<p>اقتدر ہر دلتنگی پس گئے ہیں ارباب تک اتو جانیں سکتا ہا تم بھی گریبان تک اہل نرم ہیں دشمن بھر گیا ہر دربان تک نوک بانگین کی ہر اس نیکیلی مرگان تک</p>	<p>حوصلہ ہو جانیکا خاک نرم جانان تک ضعف میں چلون کیونکر ای خون جان تک کس طرح رسائی ہو اپنی نرم جانان تک ایک ل نہیں قاتل کشتی ہر گرجان تک</p>
---	---

<p>فصل گل قریب آئی ای خونِ مبارک ہو خاک میں ملایا ہر چہ خنجر نے تو کیا پروا یہ تو کہ نہیں سکتا چھوڑ دے مجھے صبا حال ہو مہو کتنا میرے دم اس بکھنے کا مجھ میں طاقت اُڑنی کی ضعف کمان صبا یا وہ زورِ جوش تھا توڑتے تھے زنجیریں</p>	<p>باتھو بھر لگا جانے خود بخود گریبان تک گردن پہ بونچنے کے ہم کسی کے دامن تک جل مرّ نفس لیکر ایک دن گلستان تک اے صبا اگر جانا اسکی زلف پچانی تک ہر ہی میر ہو بونچنے کے اڑے گلستان تک چاک ہو نہیں سکتا ہنسے اب گریبان تک</p>
<p>لایا تو ہی نصیب ہیں کوے یا رنگ تو بہ تو موت سے کی مگر آتا ہے یہ خیال سر سے لگی نہ بعد فنا بھی ہوا زھٹ بوسے بے زیادہ تو بوسے وہ ناز سے اسے ہیں میر جرمِ فرشتے اگر لکھیں احسان یہ ہو گا بعد فنا ہم پہ اے صبا دامن پہ بکول کر سمجھتے ہیں جو غبار بوسے تو ایک اور ہی لینے شبِ محال</p>	<p>دیکھیں گدھر ہو یا تھو اس گلزار تک دیکھیں کہ کس طرف ہو طبیعت بہار تک ہم خاک ہیں مگر یہ پریشان غبار تک بس بس مضائقہ نہیں دو میں چار تک ہرگز نہ لکھ سکیں انھیں ردِ شہار تک ہو بچا ناست خاک کو آتش شہسوآر تک اے دل وہ خاک آئینے مجھ خاکسار تک سرکار سے پرازن رہے پانچ چار تک</p>
<p>ہندو غنیمتِ فراق میں جینا محال ہے</p>	<p>ہندو غنیمتِ فراق میں جینا محال ہے</p>

اپنی تو زندگی ہر نقطہ وصل یار رنگ	
زدیف کاف فارسی	
چمک گیا یہ جوانی میں رو یار کا رنگ ہوا فراق سے دوا وصل یار کا رنگ چمن میں گریہ بلبل پہ بھول ہنسنے میں میں کسکے دست خانی کا کشتہ ہوں یا ز نسیم لائی ہوا اس گلبدن کی پوشا یہ ادو این حرمِ رونی جنت میں کیا خوش آئینگی گلوں کو ہنسنے دے بلبل کو نالے کرنے دے ہمارا سینہ پرداغ دیکھیے آکر	کہ جسکو دیکھ کے صاف اڑ گیا بہار کا رنگ خزان نے اور بڑھایا مرے بہار کا رنگ بدل گیا ہر عجب باغ روزگار کا رنگ کہ بعد مرگ ہر گلگون مرے غبار کا رنگ چمن میں اور ہر کچھ آجکل بہار کا رنگ نظر میں اپنے سمایا ہر حسن یار کا رنگ کہ چند روز ہوا یارِ باغبان بہار کا رنگ تھوگا اس سے کبھی بڑھکے لالہ زار کا رنگ
لکھے ہیں وصف جو ابرو یار کے صفدر ہر ایک شعر میں اپنے ہر ذوالفقار کا رنگ	
رخسار یار پر ہیں جو یہ تل لگ لگ کس نے چمن میں آکے یہ ڈالا ہر تفرقہ جا کر ہمارے بننے سے گیسوے یار میں کا کل کے خوشبو کو اُکھنے نہ دیکھیے ہو انکا ہر سی طرح ایک سوے غیر	ہر ایک مانگتا ہے مراد لگ لگ بھولوں سے ہیں جواج غنادل لگ لگ کیا کیا مڑاڑا تھا یہ دل لگ لگ گتھو جائینگے تو ہونگے ہر شکل لگ لگ دونوں کے اب دیکھتے ہیں ل ل لگ لگ

<p>اعضا کے ارتباط کا کیا احتیاط رہے عقد سے ہین کیوں یہ آپ کے گیسو میں جا بجا غیر و لگو مجھ کو ایک نظر سے نہ دیکھیے کس بت کے نظار میں ہین گرم جستجو ہوتا جو تجھ میں زور کچھ ایسی بیٹہ جنوں جب چاہتا ہوں جا کے پھروں ہالہ اگر گرد</p>	<p>سب ہونگے زیرِ خنجر قاتل الگ الگ باندھے ہین عاشقوں کے مگر دل الگ الگ ایجان چاہیے حق و باطل الگ الگ آنکھیں جدا جدا جگر و دل الگ الگ کرنا نہ حلقہ ہائے سلاسل الگ الگ اگتنا ہی مجھ سے وہ مہر کامل الگ الگ</p>
<p>منزل ہو ایک ہو چنگی صفہ رہے ہین بلکہ جلیں کہ رہے و منزل الگ الگ</p>	
<p>ردیف لام</p>	
<p>پلے پھرتا ہوں مجھ کو جا بجا دل وہ شوخ فتنہ گر جب لیچلا دل نہ تھا منظور مجھ کو پھیرنا دل ملایا خاک میں کیوں اسکو تو نے ہزاروں حسرتوں کا خون ہو گا پھر آیا دیکھ کر دیر و حرم کو مراد لینے مٹھی میں وہ بولے ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو کو</p>	<p>مرا بچپن میسر اچھلا دل بہت لوٹا بہت تڑپا مراد دل فقط میں دیکھتا تھا آپ کا دل بہت نازوں کا پالا تھا مراد دل ارے ظالم نہ مٹی میں ملا دل کہیں پاتا نہیں تیرا پتا دل بھلا تم لے تو مجھ سے مراد دل ہوا کیا ہائے کس نے لے لیا دل</p>

<p>جسے دیکھا اُسی پر ٹگیا دل نہیں کہنے کا پھر نہ لیا دل ہر اک کتنا تھا میرا کھو گیا دل بہمن آفت رسیدہ اک ملا دل اگر ہوتا مرے بس میں مراد دل گیا دل ہاتھ سے میرا گیا دل ارے ارے پروت ہو فاد دل مچل کر سو گھبر رہ رہ گیا دل عبث کرتا ہر اب مجھ سے گلا دل مری جان ہو گیا ہر ابلہ دل</p>	<p>بنا پر دانہ ہر شمع سرد کا ذرا سیدھی نظر سے دیکھ لو تم نظر ملتی ہو اُن سے انجمن میں ملا روز ازل عالم کو سب کچھ اٹھاتا کیوں ہونے ناز بجا ادا و ناز جانان کی دہائی ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا گلی سے اُنکے گھر تک آتے جلتے اسی نے مجھ کو آفت میں پھنسا یا ترسی فرقت کے حد سے سستے سستے</p>
<p>خوشی ہو غم ہو کچھ ہو بہمنے صفدر بس اتنا اک صنم کو دیدیا دل</p>	
<p>عرش خدا ہر کعبہ پروردگار دل یار رب ہر بوسے گل کہ نسیم بہار دل المختصر ہر قدرت پروردگار دل سر پیشکش ہر جان فدا ہر شمار دل ایسا دیا تھا کیوں مجھے پروردگار دل</p>	<p>کیا پوچھتے ہو کتنا ہر عالی وقار دل ہر دھڑکتا ہر چمن روزگار دل بجلی شہر اشعلہ سمندر ہزار دل قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہر خوشی ہوتا ہر بیعتہ از حسینوں کو دیکھ کر</p>

<p>تا چند یہ ٹرپ ٹھہرای بقیہ تار دل ہر مبتلاے گردشِ لیل و نہار دل تھا ورنہ یہ کبھی گسرا بہار دل سو نگھے نہ بوسے نافہ مشکِ تار دل طاقت کہاں کہ جبر کرے اختیار دل کتنا نری طرت سے ہو بے اعتبار دل آباد ہی انھیں سے مراد اعنہ ار دل</p>	<p>افلاک ہل کے تہ و بالا ہوا جہان جاتا نہیں خیال کبھی چشمِ یار کا افت نے اسکو خاکِ مینِ آخر ملا دیا سودا سے زلفِ بار مین رکھنا ہو کیا دماغ ممکن نہیں ہر وقت جاناں مین ضبطِ آہ وعدہ وفا ہو دل کا ہر گز یقین نہیں اندوہ و یاس میں حسرتِ ارمان کا ہی جو جم</p>
<p>محمد رفیع رمدار زیست تر چنے پہ ہو مرا مر جاؤں ایک دم جو نہو بقیہ تار دل</p>	
<p>بھڑپے مین پڑے سہل پہ سہل آجکل ہر نصائے باغِ نظارے کے قابل آجکل صبر کرنا چاہیے ہر طرح ای دل آجکل پھر ہمیں درکار مین طوق و سلاسل آجکل قابلِ نظارہ ہر مستون کی محفل آجکل شاید آئینگا ادھر سیلی کا محل آجکل ہو گیا ہر خون کس سہل کا شامل آجکل روڑ پڑھ لیتا ہوں مین اک آدھ منزل آجکل</p>	<p>آبداری پر ہر پھر شمشیرِ بران آجکل پھر بہا بآئی چکنے مین عناد آجکل تیسرے دن کی عادت ہو کہ ملجا ہیں آپ پھر ہوا سودا کسی زلفِ پیچان ہمیں خیم کے خیم لٹے پڑے مین یکدمین چار سو قیس نے پلاؤں سے اپنی صاف کی مین منظرین شوخ ایسا تو نہ تھا پہلے نری محمدی رنگ یا دعا جن مین قرآن کی تلاوت کا ہر شوق</p>

<p>باغبان گلشن میں ہر کس گل کے آئینہ خوشی دو گھڑی گلشن میں چل کر سیر نبل دیکھے</p>	<p>بھولے بیٹھے ہیں گلستان میں غدا دل جل یاد گیسو میں پریشان ہر بہت دل آ جل</p>
<p>تھنڈی سانس لین کیوں ہیں لب پر کچھ نصیحت کرو کس پر پردہ ہو ہے میں آب مائل آ جل</p>	
<p>بلبل نہو بہار میں تو آشنا سے گل پردہ نہیں جو قبر پہ کوئی نہ لائے گل سمجھے مجھے کہ دشتی نازک مزاج ہوں جان اسکی رخ پہ صد ہر قد پر ہر دل تیار جو آپ کو پسند ہو کیسے وہی کہوں بدت کے بعد آئی مری قبر پر جو شمع یوں فصل گل میں حق محبت ادا کیا نیرنگیاں دکھائے اگر عشق حسن کو صبا د غنڈی لب کا لٹا نہیں دماغ کھلا کے پھول خاک میں لمبا بیٹنگے ابھی انصاف ہاتھ سے ندیا کیل میں کبھی بادخزان نے خاک میں آہند ملا دیا ماتم سرا ہو قمری و بلبل سے بوستان</p>	<p>انگاروں پر نہ باغ میں تجھ کو ٹائے گل باد صبا نے لاکے چین سے چڑھائے گل دکھو کون نے جاے سنگت پر رنگا گل ایک شناسے سرور ایک آشنا سے گل انسانہ غنڈی لب کا یا ماجرا سے گل وہ بھی ہوئی موائی شرارت سے ہا گل مرقد پہ غنڈی لب کے ہنسنے چڑھائے گل پاؤں میں غنڈی لب کے منھ دی لگا گل کیا آگئی نفس میں چین سے ہوا سے گل بلبل خدا کیو اسطے کہتا نہ ہا سے گل بلبل کے پر تراش کے ہنسنے بنا سے گل اسد کیا ہمارے پر بھی اتند اسے گل اک سمت ہا سرور اک سمت ہا گل</p>

کانٹے نہیں ہمارے چین میں سوائے گل	کاوش عدو کے ساتھ بھی مد نظر نہیں
صفدر وہ گل جو آئے چین میں تو مثل بو	شادی سے پیر بن میں چھوٹے سوائے گل
<p>جسے دل کو میرے جلانے سے حاصل پھر آنکھوں میں سر نہ لگانے سے حاصل مری جان آنکھیں چرانے سے حاصل یہ منہ پھیر کر مسکرانے سے حاصل بناوٹ کی باین بنانے سے حاصل غریبوں پہ تیوری چڑھانے سے حاصل قسم تم کو ای جان کھانے سے حاصل بس اٹھ بیٹھو اب دم چرانے سے حاصل پھر آنے سے حاصل بلانے سے حاصل دکھنے دل کو میرے دکھانے سے حاصل</p>	<p>رقیبوں میں منحہ سی لگانے سے حاصل یوہن فتنہ پرواز عالم ہر جتوں جو چوری ہر مدطنہ دل ہر حاضر جو ہنستا ہر تم کو ہنسو بے تکلف جگہ دل میں تیرے کسی کی نہیں ہو جو چو رنگ کرتا ہر تلو ارکھیں ہر اک وعدہ ہوتا ہر سچا تمھارا جنازے پہ میرے کہا آتے ہنسکر نہ میری سنو کچھ نہ اپنی کہو کچھ نہ لوجیکیان غیسر کا ذکر کر کے</p>
نکلے ہی گھر سے نہیں ہیں وہ صفدر	سر راہ آنکھیں بچھانے سے حاصل
بلاؤں اگر ہوں بلانے کے قابل	مرا گھر کمان آنے کے قابل
یہ سر ہر ترے آستانے کے قابل	غرض دیر سے ہو نہ کہے سے ہکو

چلو تم نہیں بیٹھ لگانے کے قابل	کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے
ہوے آپ بھی مسکرائیں گے قابل	ہنسنا میں تو ہنس کر کہا اُسے مجھ سے
یہ تازہ خنجر لگانے کے قابل	مرے خون سے سرخ کر ہاتھ قابل
ہمیں کو نہ سمجھا بلا نیلے قابل	کہا بزم میں یا وغیرہ کو اُسے
کہاں ضعف سے ہم اٹھائیں گے قابل	دریا پر نقش پائے گے بیٹھے
سیسا ہو تم یہ جلانے کے قابل	جنازے پہ میرے کہا سب اُسے
یہ فتنہ نہیں ہر جگانے کے قابل	کہا سو چکر اُسے کچھ اپنے دلمیں
ہوے تم بھی باتیں بنائیں گے قابل	کہا کچھ جو میں نے وہ بول کر کر

پڑھو لگا دہان اس غزل کو میں صفدر
جہاں جمع ہو گئے زمانے کے قابل

اگر نثار دکن تڑبانے سے صبا دیکھا حاصل	تفسیر بچوں کھنے سے ستم اِجا دیکھا حاصل
کسی کا گھوا کر تو نے کیا برباد کیا حاصل	مرے دلبر حفا اِدا ستم اِجا دیکھا حاصل
شکایت فلم کی پیش ستم اِجا دیکھا حاصل	کرد نہیں آسان شکوہ بیداد کیا حاصل
برہن سے ہون کے ہم کرین فریاد کیا حاصل	شکایت دور حکم کی بھلا کب خرچ سنتا ہر
تفسیر سے اب جو کرتا ہر تجھے آزاد کیا حاصل	تخران آئی جہن میں خاک اِدا و اُڑتی ہر
پھنسا تا ہر جو محکوم میں صبا دیکھا حاصل	نہیں ہر نوج کے قابل مشت استخوان ہونیں
تو کس اغماض سے کہتا ہر وہ جلا دیکھا حاصل	ہر خنجر جو کہتا ہوں اُشاخ سے دور پردہ

جو کچھ کہی ہم رکھتا ہوں در شیریں بہ سر کھوردے	اٹھتا ہوں سوختی کوہ پر فریاد کیا حاصل
جھکا لیتا ہوں سر قد کے آگے کچھ نہیں جلتی	اگر نے سے تجھے گلشن میں ایشمسا دیا حاصل
رہی شب بھر صحبت عیش و عشرت کی تہیو سے	ہوئی ہر صبح کہتے ہو مجھے اب یاد کیا حاصل
عجب ہر پیش نہاد ساغر بے زہ لہجہ انا	اگر دینم دخت رزک آبرو برباد کیا حاصل
کوئی سنتا نہیں ہر درد میں بے قافلے دالے	کے کوئی جرس بے اثر فریاد کیا حاصل

سناؤں جا ملو نکو معنی روشن میں کیا صفہ

جلانا شمع پیش کو را درزا دیا حاصل

کھینچ کر تیغ جو آیا سوئے بسمل قاتل	وہ ادا کی کہ قضا بول اٹھی قاتل قاتل
جس طرف جاتا ہوں سب کہتے ہیں قاتل قاتل	قتل سے میرے ہوا یہ تجھے حاصل قاتل
کون ہر قاتل حمت کوئی پوچھیکا اگر	صاف محشر میں یہ کدو لگا کہ قاتل قاتل
فوج کی وقت نہ اتنا دل بیتاب تڑپ	ایسے حد موزگانہ ہو گا متحمل قاتل
دوم رخصت ترے بچر سے گلے ملتا ہوں	کہ عدم کی مجھے در پیش ہر منزل قاتل
جس طرف دیکھ لیا لوٹ لیا مار لیا	آنکھ رہن ہر تری آنکھ کا ہر مل قاتل
مر گیا رشک سے میں تیغ عدو پر جو چڑی	ہو گیا حق میں کراپ کا بسمل قاتل
آب بخر نے ترے زندہ جاوید کیا	خضر کی عمر ہوئی اب مجھے حاصل قاتل
مخل عیش ہی یہ گنج شہیدان نہ سمجھ	رقص کرتے ہیں خوشی سے شرک بسمل قاتل
مرغ بسمل کی طرح نجد میں بیتاب ہوئیں	ہو گئی کیا نگہ صاحب محل قاتل

قیامت ہی سے اگر مجھ کو رہا کرتا ہے	کاٹ دی الفت گیسو کی سلاسل قاتل
کیا نکلے ہر جرم بھرتے ہیں بسیل تیرا	بات جب ہو کہ مسیحا کے قاتل قاتل
یوں تو خونریز ہیں عالم میں ہزاروں لیکن	کوئی بیدار نہیں تیرے مقابل قاتل

لوگ دیوانے ہیں جو دھوٹے سے صفدر
قتل کر کے مجھے پہنچا گئے منزل قاتل

کیا ترقی پر ہر حسن سک جاناں آجکل	جھپٹتا ہے چیخ پر مر درخشاں آجکل
کیا جنوں انگیر ہر فصل بہاراں آجکل	بڑھ چلا ہے میرے دہن گریبان آجکل
میرے گھر میں وہ پری پیکر ہر مہمان آجکل	خوب نکلیں گے دل نشید کے ارمان آجکل
لب ہیں آنکے غیرت بعل بدخشاں آجکل	بچے رنگین ہر رشک شلخ مرجان آجکل
دھوم یہ ڈالی ہو دیوانے تیرے ای بری	قاتل سے اُڑتے چلی آتی ہیں پریان آجکل
کس قیامت کی بہار آئی ہر اب کی ای جنوں	ہاتھ میں بلبل کے ہر گل کا گریبان آجکل
بنے ابرو تیرے مرگانِ دُنوں میں مضرت قتل	کیا نکلے ہیں سرِ سہل کے دریاں آجکل
خاک اُڑاؤں کھو لکر جی جلایا سی جگہ	دشتِ دل تنگ ہے مجھ پر سیا بان آجکل
کس خشی سے کس سے ہیں گردِ عین کی	کیا مرقا قاتل کے گھر ہے عیدِ قربان آجکل
بسملوں کے قتل میں کیا کیا کرشمے کر گئیں	شوخیوں سے ہیں وہ آنکھوں کے پشیمان آجکل
منھدی ملنے کا ہوا ہر شوق پھر شمع کو	رنگ یا ہے نیا خونِ شہیدان آجکل
دیکھئے کس کو جلا کس کو پھونکے خیر ہو	اگر میان دکھلا رہی ہے آہ سوزان آجکل

پان مسی سرمد کا جل غاڑہ منھدی آئے	جمع دان کیا کیا ہیں لائش کے سامان آجکل
پھر کمان فیصل گل یہ جوش بہت جنوں	رہ نہ جائے حسرت چاک گریبان آجکل
پاتون میں اُنکے ملا جاتا ہر منھدی کے عوض	صرف ہوتا ہر بجائون شہیدان آجکل
یاں شب تار یک میں اختر شمار سی ہر مہین	دان چنی جاتی ہر پیشانی پر افشان آجکل
ہر صنم کے عشق نے دلیں ہمار کی جگہ	بت ہوا ہر خانہ کعبہ میں عمان آجکل
برق لرزان ہر درپے اس دل بیتاب کے	جھپٹتا ہر چشم تر سے ابر فیضان آجکل
لعلہا تا سبز نہ رہیں جن ٹھنڈے صی ہوا	قابل نظارہ ہر صحن گلستان آجکل
اگیا ہر پھر کسی کم سن کے زلفوں کا خیال	بکھر ہوا ہر دِل نادان پریشان آجکل

اُکھد وشتا توں سے جلدی کیا ہر ملجا کا جلد
اُکھ گیا چھپنے کو ہر صفدر کا دیوان آجکل

اردیف میسم

نسرین میں تم ہو بیلے میں تم یا سن میں تم	گویا رنگ بو ہو ہر اک پیرہن میں تم
طاقت دل و جگر میں زبان و دہن میں تم	میں ہوں کہ دوستے ہو مگر پہچن میں تم
مسجد میں میکہ کے میں کلیسا میں دیر میں	دیکھا تو تھے چراغ ہر اک انجمن میں تم
گل میں شہسب نہ مولد نام میں	سوئی میں آب نگ عقیقہ میں میں تم
موسے میان نازک ہر طلعتان میں دل	نعم گلگون کی زلف شکن شکن میں تم
نیرنگی جال میں سورنگ حسن عشق	شمشاد و فاختہ گل و بلبل چمن میں تم

ہم عیش ہر امیر کے بیت السور میں	ہم درد ہر فقیر کے بیت انحر میں تم
وجہ صفائے چہرہ آئینہ حلب	خوشبو لباس نہ شک خن میں تم
بل کر گدن کی شاخ چنے کے تن میں داغ	جرات مزاج شیریں شوخی ہر تن میں تم
رنیت کے وقت زانوے شیریں بر آئند	ہنگام جدتیشہ کف کو ہن میں تم

کہتے تھے کیا زبان سے کیا کچھ نکل گیا

صفہ ز کمال آج تو بیکے سخن میں تم

جانے کو گھر اُسکے جائینگے ہم	دل روزگمان سے لائینگے ہم
پہلو میں جو تم ہو حضرت دل	اک دم بھی نہ چین پائینگے ہم
پرسمش جو ہوئی تو حشر کے دن	تصویر تری دکھائینگے ہم
بگڑیگا جو بیکہ سے میں ز اہد	مسجد میں آسے بنائینگے ہم
ہنستے ہوئے آئے اس جن میں	رونے ہوئے یا نسے جائینگے ہم
کیون خاک میں ہو میں ملائے	دیکھو تمھیں یاد آئینگے ہم
جی بھر کے کرینگے دل کا نام	چھوٹی سی لوح بنائینگے ہم

صفہ راک روز وصل ہوگا

کب تک صدے اُکھائینگے ہم

کسی کو اُسکے دہن کا نشان نہیں معلوم	سوا خدا کے یہ راز نہاں نہیں معلوم
گلی میں یار کے یا وادی خون کیطرت	آگیا ہی یہ دل وحشی کہاں نہیں معلوم

ہماری قدر ابھی جان جان نہیں معلوم کہ مرچیں تھا کہ مہر آشیان نہیں معلوم نفس میں کچھ خبر بوستان نہیں معلوم کہ مہر کو اڑے گیا آسمان نہیں معلوم انھیں مرا مجھے انکا مکان نہیں معلوم خزان کا حال تجھے باغیان نہیں معلوم یہاں سے کیا ہر زیادہ وہاں نہیں معلوم مسافران عدم کا نشان نہیں معلوم	تمہارا دل جو کہیں آئینگا تو سمجھو گے نہ پوچھ خانہ بدوشوں کا کچھ تہ صیاد کبھی تو پیک صبا آئے بھول کر بار بار چلی جو ہجر میں آندھی ہمارے نالوں کی کبھی وہ میلون میں یا محفلوں میں ملے عبث بہار دور دروزہ پہ ناز کرتا ہر عدم کو لوگ چلے جائیں جو ہستی سے رہے وہ گور غریبان میں یا گئے سو خلد
---	--

عبث بگڑتا ہر صیاد آہ صفدر سے

اسیر تازہ ہر طرز فغان نہیں معلوم

کیا مفت یہ مال کھو چلے ہم بہنستے ہوئے آئے رو چلے ہم بس کھلتے ہی آنکھ سوچے چلے ہم ساقی ہشیار ہو چلے ہم اب اُس سے بھی ہاتھ دھو چلے ہم یوسف کی طرح ڈبو چلے ہم لودیر سے امی تو چلے ہم	دل دیکھتے تھیں تو چلے ہم اِس باغ میں مثل شبنم و گل کیا خاک اِس انجمن میں دیکھا اب جلد لگا دے منہ سے ساغر امی عشق جو ابرو تھی باقی اُس چاہ دقن پہ دل کو لاکر تنگ آگئی جان بختوں سے
---	---

<p>وہ بت نہ ملا یہاں بھی اگر شیخ اگر دل نہ تجھے دیکے ایک گل کو ہم دفن ہونے تو روح ہولی</p>	<p>کہے میں بھی آج ہو چلے ہم کانٹے ترے حق میں ہو چلے ہم کشتی اپنی ڈبو چلے ہم</p>
<p>یان شمع کی طرح آ کے صفدر احوال پر اپنے رو چلے ہم</p>	
<p>صفدر کمال تنگ ہیں جو روحنا سے ہم دل کو خیال گیسو بے پناہ نہیں رہا پتھلا چراگے ایک تو دے دست یار کا جس جا بھی ہوا نہ فرشتے کا بھی گذر دعویٰ کرینگے حشر میں کیا تجھ سے خون ایسی دماغ کو ہر تناسے بوسے گل سینہ نگار ہو کہ ہر سگر چاک چاک ہو کی شوق نے جو راہ محبت میں ہم رہی پوچھا مزاج ہنسنے تو بوسے کہ شکر ہو نفرت ہی دلوں دولت دنیا سے اسقدر</p>	<p>فریاد ان تبوں کی کرینگے خدا سے ہم اچھا ہوا کہ جھوٹ گئے اس بلا سے ہم کہتے ہیں ہاتھ جوڑ کے دزد خا سے ہم پہونچے وہاں رسائی نجات سے ہم قربان تجھ سے ہوتے ہیں اپنی فضا سے ہم گلشن میں ڈر جاتے ہیں پہلے صبا سے ہم موڑینگے ننھ نہ بار کی تیغ جفا سے ہم دو چار گام بڑھکے چلینگے ہوا سے ہم اچھے ہیں آج تک تو تمھاری فضا سے ہم چلنے میں بچکے سایہ بال ہمارے ہم</p>
<p>صفدر رہا رادل جو پریشان یوں رہا کھینچینگے ہاتھ الفت زلف دوتا سے ہم</p>	

<p>وہ شیریں ہر پردہ زورِ ان میں ہم نشانِ پے تیر مژگان میں ہم فقیری ہماری نقیصہ سی نہیں بظاہر میں کو چہ میں اُسکے گدا نہ آنے نظرِ لاغری سے نہ کچھ دکھا دو کبھی بھول سا رخ ہمیں بنایا ہمیں غنچہ کس فکر نے اجلِ سر پہ ہر وقت جلّتِ قریب</p>	<p>وہ بلیقہس ہر تو سلیمان میں ہم وہ ابرو کمان ہر تو قربان میں ہم سکندر میں قیصر میں خاقان میں ہم حقیقت میں دیکھو تو سلطان میں ہم اجلِ سخت کچھ سے پشیمان میں ہم کہ مشتاق سیر گلستان میں ہم کہ مدت سے سرورِ گریبان میں ہم خبر لو کہ دودن کے مہمان میں ہم</p>
<p>جو سرورِ خرامان ہر عقیدہ ردہ گل تو داغون سے سرورِ جزا فغان میں ہم</p>	
<p>نہ رہے اپنے اختیار میں ہم قید کر ہم کو یا رہا صباد گل کو کہنے لگے ترا غارِ حق پی چکے ہیں ہزارِ حشم لیکن اب خزانِ آئی ہو شیارِ ہو کوئی پہچانتا نہیں ہم کو واعظوبس زبانِ بند کرد</p>	<p>اور کچھ ہو گئے بہار میں ہم اتو میں تیرے اختیار میں ہم ایسے اندھے ہوئے بہار میں ہم سایا ہیں ابھی خسار میں ہم مست تھے سابقا بہار میں ہم یا خدا آئے کس دیار میں ہم ایسی سنتے نہیں بہار میں ہم</p>

سو گئے تھے ابھی مزار میں ہم	شبور محشر نے کیا قیامت کی
-----------------------------	---------------------------

نہیں آئی نہ رات بھر صفدر	تھے کسی کے جو انتظار میں ہم
--------------------------	-----------------------------

روایتِ نون

کیف ہو کن ہوں میں بوسے گل دسمن ہوں میں
 لالہ ہر چین ہوں میں شمع ہر انجمن ہوں میں
 سیکدے میں میں بادہ نوش مذری میں تمام ہوش
 کعبہ میں شیخ جبہ پوش دیر میں ہر بہمن ہوں میں
 رنگ رخ نخل ہوں میں حسرت منقل ہوں میں
 گریہ چشمِ دول ہوں میں خندہ زحسم تن ہوں میں
 سایہ ہر شجر ہوں میں لذت ہر ثمر ہوں میں
 آتش لعل تر ہوں میں آب درعدن ہوں میں
 ساکن بے مکان ہوں میں بسمل بے سنان ہوں میں
 ناکہ بے زبان ہوں میں خندہ بے دہن ہوں میں
 بلبس ناکہ کش ہوں میں پھولوں کی بوغیش ہوں میں
 طوطی خضر دیش ہوں میں آئینہ چین ہوں میں
 گریہ آبشار میں تازگی ہر بار میں

سبزی سبزہ زار میں زردی یا سن ہوں میں
صفدر اگر ہو سرعیان حشر میں بہر عاصیان

سایہ رب دو جهان رحمت و دلن ہوں میں

کوئی کیا جا جگو مرکز عالم میں کیا ہوں میں
شہید و نکو دہت مطلوب تو غوہنا ہوں میں
اگر سرمہ بھی تُو تو سرمہ چشم بعیرت ہوں
سبکو دجی سے سو سوزنگ عالم میں بتا ہوں
قعلی پر اگر آؤں فروغ تازہ دکھلاؤں
مری فریاد سے زندہ ہو عالم ہو اگر مردہ
کوئی پھٹکے کسی محراب میں خضر راہ ہوں اسکا
کیا ہر شہرہ آفاق جگو گنج عزت تے
بروز قحط تا شہر دے اسے احمد مرسل
اکبھی برق بجلی ہوں کبھی نور رخ یوسف
بہ ادوار دے قہقہے میں مرہم دماغ کے حقیق
نہ چھوٹے نسل جبر خون بہر تیغ قاتل سے
عقاب لطف و نون لطفے میں ات میں میر
نماشا اس چن کیا سمالے میری نظروں میں

فیض نصف النہار آسمان اعلا ہوں میں
حینو کو جو زینت کا خیال آئے خدا ہوں میں
اگر شبنم بھی ہوں تو شبنم باغ صفا ہوں میں
سنن ہوں یا سنن ہوں نگہت گل ہوں صبا ہوں میں
قمر ہوں مشتری ہوں تہر بان ہوں بہا ہوں میں
صد اکھو ہوں ہنگامہ روزِ خزا ہوں میں
کوئی کشتی بے دریائیں اسکا ناخدا ہوں میں
لیکن ہوں ایکجا عالم میں لیکن جا بجا ہوں میں
دم پیکار روز و راز وے ششگلشا ہوں میں
کبیں بدرالدجی ہوں کبیں شمس الضحی ہوں میں
غریبوں کا سہارا ہوں مریضوں کی شفا ہوں میں
ہناسے ٹرافت یا سنا میں و فابو ہوں میں
دم آب بقا ہوں جرعہ زہر فنا ہوں میں
دل بے آرزو ہوں تارک برگ و نوا ہوں میں

	مقابل مجھ سے ہو کر کون بچ سکتا ہے اس صعدہ	
<p>سیدہ بختی میں شل سایہ بال ہما ہون میں مسلی لیدہ لبٹن میں چشم مہرسان ہون سر با غرق خون گر چہ محل بے ہما ہون حرارت میں آن آتش تیز جلنے میں ہون نہ موج سبز و مائل نہ موج بوریا ہون حجاب استین میں شل دست نارسا ہون سپند سوختہ کی طرح آتش زیر ہا ہون الہی پا خوابیدہ کہ دست بے عصا ہون نہ نقش بار ہر ہون نہ آواز در ہون یہ جھپک سانسے میں اسے صدرا ہون جو مجھ کو دیکھتا ہے بس اسی کو دیکھتا ہون</p>	<p>تہید ستون کو دو تہند کردون ہگد ہون پسند طبع عالم خاک ہو میری سیدہ بختی برنگ گل ہسر کرتا ہون میں قات کا ہون پریشان خاک کی صورت شتابان آب کی صورت جدہ میری خلقت سب سے گلزار ہستی میں نجل رکھتی ہے مجھ کو خود مگر طالع کی کوتاہی قدم ثابت ہے میرے غم میں جگر خاک ہو گئے نہ طاقت مجھ کو خدیش کی نہ قدرت دفع دشمن کی کسی کام میں ل میں مجھ کب نکلتا ہے جو ظاہر میں میں میرے دم تو میں اسے ملتا پہ شکل آئینہ دار فتنہ چشم عنایت ہون</p>	
	<p>اسی کی سمت پھر تا ہون اسی جانب ہر رخ میرا خبر ہر ذات رب صعدہ ضمیر بقدا ہون میں</p>	
<p>سہمے ہو چھپے ہو شرمانے ہو ہون اتک ل بیتاب کو ٹھہرا ہو گے ہون</p>		<p>کس شان سے گھر میں ہمارے ہون پھر ہاتھ نہ آئے گا جو لیتا ہے تو لے لو</p>

<p>ہم چھیرے کا مادہ وہ سر ہائے ہین اندازِ دایا ر کے ساتھ آئے ہو ہین قاتل یہ چلن سب سے سکھلا ہوئے ہین جو دیکھ کے آئے ہین وہ گھبرائے ہو ہین اب پانوں پہ پھیلائے ہم آئے ہو ہین کچھ سوچ میں بیٹھے ہیں وہ گھبرا ہوئے ہین ترت پہ کئی پردہ نشین آئے ہو ہین ارو کے ہوئے تھکے ہو بھلا ہوئے ہین</p>	<p>ہر صبح شبے صل بھی کس لطف کی صحبت خلوت میں بھی اظہارِ تمنا نہیں ممکن خیر کو نہ آتی تھی کفِ چارے نہ رکاوٹ کیا جانے بیمارِ محبت کا ہو کیا حال اگر وہ مری لاش پہ کس ناز سے بولے کدھی مرنے کی خبر اُن سے کسی نے ھر مرے کو جلد چرغ آئے بھجا دے کر تاملِ قیاس قیامت گرا سب تک</p>
<p>خوردن کو کبھی منہ نہ لگانے کے وہ صفدر جو یار کے بوسوں کا مزہ یا ہوئے ہین</p>	<p>خوردن کو کبھی منہ نہ لگانے کے وہ صفدر جو یار کے بوسوں کا مزہ یا ہوئے ہین</p>
<p>تاسفِ خونِ ناحق کا مہرِ جلا کرتے ہین تمھیں سے یہ تمھاری ظلم کی فریاد کرتے ہین ابھی سہل تماشا سے رخِ جلا کرتے ہین حراچی بچکیاں لیتی ہے جب ہم یاد کرتے ہین عنادلِ باغ میں شورِ مبارکباد کرتے ہین وہ اب بھی طوفِ گردِ تربتِ فرہاد کرتے ہین تردِ بکر جب سیرانِ قفسِ فرہاد کرتے ہین</p>	<p>ہمیشہ محکومِ حسرت سے شکر یاد کرتے ہین نہرِ برہم جو عاشقِ شکوہ پیدا کرتے ہین ٹھہر جا کوئی ساعت اور ای تیغِ قضا دم ہوئی ہے ترکِ پیواری مگر کچھ ربطِ باقی ہے چمن پر اچکل جو بن فصلِ گل کی آمد ہے یہ لعل ہے جو اٹھتے ہیں بگڑے خاکِ سیرت ہے چکنا ہم صفیرانِ چمن سب بھول جا ہین</p>

سوال وصال پر لازم نہیں ہیں کیا بیان نبی
ہماری عرض کیا ہے کیا ارشاد کرتے ہیں

ابھی مشتاق ہر عالم ہو تو صرخن صفدر
غزل ایک لہر زمین میں ہم نبیا کرتے ہیں

صنم کا ذکر کرتے ہیں حق کی یاد کرتے ہیں
خدا سمجھے یہ بت طرہ ستم ایجاد کرتے ہیں
سحر کو طایر انج شہد اکس کس نصاحت سے
نظر ہمسے چرا کر غیر سے آنکھیں لڑاتے ہیں
نہیں یہ نزع کی پہلی ذرا دم لے قضا شام
تری تیغ نگہ سے حال ہر ایسا بزدل کا
تصدق کر کے اک محبوب کے فرق مبارک پر
تصور آجکل بھرد میں آیا خبر دیون کا
ہم اس عمر دور درزہ کو عبث برباد کرتے ہیں
نڑائے ظلم کرتے ہیں نبی پیدا کرتے ہیں
شائے باغبان گلشن ایجاد کرتے ہیں
کسی کو رنج دیتے ہیں کسی کو شاد کرتے ہیں
میں جنسہ جان تیا ہوں ہ مجھ کو یاد کرتے ہیں
کہ توبہ تو بہ جسکو دیکھ کر جلد د کرتے ہیں
آفس سے مریع جان کو اپنے تہم زاد کرتے ہیں
پھر اُس لڑی لڑی سستی کو ہم آباد کرتے ہیں

یہ کس محبوب کی تصویر ہے آئینہ دل میں
کہ صفدر رشک جس سے مانی دہرا کرتے ہیں

صبا کیا چھوٹی ہے آئین شہر کا جاتے ہیں
کیا تیرا صد شوق شہادت اُنکے لینے کو
ذرا غفلت میں جل کچھ کھنکھانے لگے لیکر کاکے
پھر صبا اس شوق دل بست سبوتن جان مان بر
محل عارض نصیب شمنان گھلائے جاتے ہیں
اجل اتنا تو تف کر کہ وہ بھی کئے جلتے ہیں
قیامت ہے یہ غریب کو سکھائے جاتے ہیں
یہ بھل شہادت سے ابھی ہاتھ لائے جاتے ہیں

جہان میں رہ بجا نامِ الفت تا کہیں باقی کوئی کہد کہ جلدی کیا ہو دم بھر تو ٹھہر جاؤں نظر آتی شانِ کبر یا اسبت کی محفل میں اکسی خیر مزبٹ کیجیے کیا سوچ بڑتا ہو وہ مست حسنِ نون ہیں کسی کی بھی نہیں سنتا دکھا کر آبِ تیغ تیز وہ سفاک کستا ہو	نشا نہ مزار عاشقان مٹوائے جلتے ہیں فقط اکدم کا میں ہوں کیوں گھر آجائے ہیں بھجائے جاؤں غبارِ ہم اٹھو آجائے ہیں انجھٹا ہو مراد بان ان بھجائے جاتے ہیں عبث شیخِ درہم اپنی اپنی گائے جلتے ہیں جو ہمہ مرتے ہیں اس لئے وہ نہلائے جاتے ہیں
---	--

بھلا صفدر میں انکو راہ پر کس طرح سے لاؤں
کچھ جاتے ہیں روٹے لگتے ہیں ٹرٹے جاتے ہیں

کبھی سبزہ لب نہر ہوں کبھی اس چمن میں نسیم ہوں
کبھی رختِ لالہ میں داغ ہوں کبھی جیبِ گل میں شمیم ہوں
مے حال میں ہوں میں ہر نفس کم و بیش پر مجھے دسترس
جو گھٹوں تو تختِ ثریا ہوں جو بڑھوں تو عرشِ عظیم ہوں
نہ نکل سکوں نہ سنبھل سکوں نہ ٹھہر سکوں نہ تہِ فلک
کوئی کشتی جیسے بجنور میں ہو انھیں گردِ شبنم میں مقیم ہوں
جو ستائے محکو کوئی درواہ عذاب میں رہے مبتلا
نہیں سہل کچھ مجھے چھوڑنا اثرِ سرِ شکِ قیسم ہوں
مرے رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مرے خوشی کی ہر انتہا

جو جلون تو نارحمیم ہوں جو ہنسوں تو باغِ نعیم ہوں
 نہ سفر میں کوئی رفیق ہو نہ وطن میں کوئی شفیق ہو
 نہ غبارِ دامن راہرو نہ عبیرِ جیب تقسیم ہوں
 نہ کرم سے ہر مجھے کچھ خبر نہ ستم سے ہر مجھے کچھ فرور
 نہ نگاہِ چشمِ اسید ہوں نہ بینِ خارِ دامن بیم ہوں
 یہ لرز رہا ہوں بلا سے دل جو گردنِ ثواب بھی ہوں محل
 عرقِ نجات بے خطا نمِ انفعالِ کریم ہوں
 نہ ہوا نصیبِ بجزِ الم نہ ملا سرورِ سوا کے غم
 کہ ہمیشہ تلخی دہر سے مرہ و مان شیشم ہوں
 نہ جیات پر ہر نظر مجھے نہ مات سے ہر خطر مجھے
 زردِ دلت و دجھان لے تری تیغ سے جو دینم ہوں
 نہیں اس جہان پہ نظر مجھے کہ مال سے ہر خبر مجھے
 نہ ہوا لعل و گہر مجھے نہ بینِ طالبِ زورِ بیم ہوں
 نہ مجھے کسی سے ہر انجانہ کسی کا بھج سے ہر دعا
 لبِ خشک کا سہِ فقیر ہوں نہ سحابِ ستِ کریم ہوں
 جو جلا ہر آتشِ عشق کا وہی آگ ہوگی اُسے دوا
 نہیں احتیاجِ حکیم کی کہین آپ اپنا حکیم ہوں

عشمِ عشق تیری ترقیان ترے زیرِ حکم ہو سب جہان
 منجھے بھی قدم سے نہ کر جدا میں ترا رفیقِ قدیم ہوں
 نہ کروں میں ہفتہ رخصتہ جان جو رجوع اس سے دل کہا
 وہ طیب ہے میں مریض ہوں وہ حکیم ہے میں سقیم ہوں

<p>شہر ہے تیرے حسن کا جہان کہاں کہاں یوں چاند تیرے حسن کا فرمان کہاں کہاں شمعوں میں آسکا نور ہے چھو نہیں آسکا رنگ جانا ہے کوئی سو حرم کوئی سوئے یہ مرغِ خوب طبع ہے جزا نے میں ہے حسین دل ناگمان جو گیسو خمدار میں گیسو کرسیِ عرش کیا کہ یہ دیکھ آئے نہ مکان پاتا نہیں میں گھر میں کسی شب میں آپ کو وہ زلف و رخ یہ کہنے ہیں تاراج کے لیے وریا میں موجِ باغ میں گلِ جاوہرِ شبنم پہلے یہ پوچھا ہے گئے جس دیار میں</p>	<p>ہے نور آفتاب درخشان کہاں کہاں بندے ہو نہ گنہ و مسلمان کہاں کہاں دیکھا ہے میں جلوہ جہان کہاں کہاں پھرتے ہیں موندھے تھے نساں کہاں کہاں اکدل ہے آسکو کیجیے قربان کہاں کہاں بولایہ شانہ ہو کے پریشان کہاں کہاں ہو نیچے مکانِ حضرتِ انسان کہاں کہاں سچ کہیے آپ جاتے ہیں کہاں کہاں ہندو کہاں کہاں ہیں مسلمان کہاں کہاں پھیلے ہیں سکر چاک گریبان کہاں کہاں یارو یہاں ہے جمع خوابان کہاں کہاں</p>
--	--

وہ خود جو اس نامہ نہ لایا جو نامہ بر
 کیا جانے پھر رہا ہے پریشان کہاں کہاں

<p>کسی گل بن پائی پر پھنسی پھنسی ہو سون گل بن ہر گل کے پھر مانند ہو سون کہ بت نہ کر رہے ہیں ہم خدا کے رو بہر سون تو بجلی کی طرح ٹر پارے اسی تیغ تو ہر سون کہ آئی تیغ قاتل سے دشمن کی محک ہو سون جبکہ تیغ سے جاننا کرتے ہیں ہر سون جہان میں ہنسنے آیا ہوئے ہیں ہر سون مرے پر بھی نہ سیر دل سے نکلی آرزو ہر سون کہ حلقہ گردن خم کا رہا طوق گلد ہر سون کہا کی زلف پیمان حال میرا ہو ہر سون</p>	<p>چمن میں کی ہر پھر پھر کر تھکاری جستجو ہر سون چایا ہر چمن میں ہنسنے رنگ جستجو ہر سون کسی کی یاد نے بخشا ہر ایسا دن خاموشی پھٹنے لگی جو میرے درد کی اوصاف دم بھر یہ کسے خون کی نھدی آئی تلے آئی تھی تہ محراب برد حکم تہ تا ہر سجدے کا دلا ہر حصہ بجا اکدم کی زندگانی میں کھد پر بھی نہ بچنا شاد کے آبانہ مدت تک رہی کیا وجہ سیری میں سبھی تی تیرے مستو یہ کچھ عقدہ کھلا آہر مرے حال پریشان کا</p>
--	---

زبان حال سے اظہار درد دل کیا صفدر
 غلاموش سے کرتے رہے ہم گفتگو ہر سون

<p>خونان نوح آئے اگر آبدیدہ ہوں سایہ بھی ہوں تو سایہ مرغ پریدہ ہوں میں حزن مدعا طلب تا رسیدہ ہوں یارب میں کس چمن کا گل تو دیدہ ہوں آشوب گاہ دیر میں خاک پریدہ ہوں</p>	<p>عالم تباہ ہو جو میں آنت رسیدہ ہوں رفعت ہو ساتھ اگر چہ خاک رسیدہ ہوں شکوہ نہیں جو بار بار مجھ سے بچسب بھولا کبھی نہ بچنے مفت تنگ دل رہا جاتا ہوں جس طرف چھپا تا ہر مجھ سے آنکھ</p>
---	--

پائی ہر مین نے خاک میں ملنے سے آبرو وہ اپنے گھر میں خوش رہیں میں اپنے گھر میں خوش ممکن نہیں کہ چھوٹا سکون ام سے کبھی میں کیا تباہ ہوں کہ زمانہ تباہ ہو کیونکہ جھکے ہیں آگے مرے اک جہان کے سر موسے شہ پہ ہر یہ مرا شک کا کلام جیسا دکا نہ خوف نہ ڈر مجھ کو دام کا وحشت کی دیتی ہر مرے افتادگی خبر پردانہ میں نہیں کہ جلوں شمع بزم پر	اس عکسے میں صمد اشک چکیدہ ہوں مجھ سے جو وہ تھا میں تو میں بھی کشیدہ ہوں باغ جہان میں طائر شہر پریدہ ہوں بحر جہان میں کشتی طوفان رسیدہ ہوں محراب ار میں ترے در پر جمیدہ ہوں میں نخل عشق میں ثمر نور رسیدہ ہوں میں اس جن میں طائر زنگ پریدہ ہوں صحرا میں نقش پاسے غزال رسیدہ ہوں بلبل نہیں جو گھٹ گل پر طیدہ ہوں
---	--

صفہ میں بدستانِ جان میں قبول
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں فنا منت رسیدہ ہوں

ستائے ہیں یہ گیسو دالے ہیں چمن سے نہ گلچیں نکالے ہیں نہ دیوانے ہیں ہم نہ وحشی ہیں ہم کسی کی ہیں یاد آئی ہر حال نہ جائینگے ہم بزمِ دلدار سے سلامت پہ پیر مغان خم کی خبر	خدا اس بلا سے نکالے ہیں کہ رورو کے بھرتے ہیں تھالے ہیں جو چاہیں کہیں کہنے دالے ہیں کہو ہمشین اب بنجھالے ہیں نہیں مانگ جو وہ نکالے ہیں دیے موسے بھر کر پیالے ہیں
---	--

<p>کسین بیچ میں بیٹھ اے ہمیں اکی جان سے اٹھا لے ہمیں پڑے اپنے جینے کے لالے ہمیں وہ بت جتنا چاہے سنا ہمیں کیا ہر خدا کے حوالے ہمیں کبھی تو گلے سے لگائے ہمیں</p>	<p>ٹری زلف چپان سے ڈرتے ہیں ہم جدائی کے اب بیچ اٹھتے نہیں ستم گلہ زخون کی جدائی ہوئی نہ شکوہ کرینگے خدا کی قسم لحد تک سب اگر گئے اپنے گھر بہت مضطرب ہر دل بتقرار</p>
<p>گلے میں مرے ہاتھ وہ ڈال کر یہ کہتے ہیں صفہ رمنائے ہمیں</p>	
<p>رہے ہم یہاں ہر سون سیر کی ہر جان ہر سون رہے ہیں ہر ہم دور ہم زمین آسمان ہر سون جدائی میں مگر کیا اڑا یا کی زبان ہر سون رہا ہر کو نفس میں بھی خیالِ شیان ہر سون مینوں نے زباناں کیا ہر امتحان ہر سون ہوئی سیدھی بلبلس سے نگاہ باغبان ہر سون پڑھی ہر بلبلس نے آگے مجھ سے ستان ہر سون رہا ہر گشتہ بے تفسیر ہر آسمان ہر سون رہا ہر ایک دان کی طرح صحرا میں ان ہر سون</p>	<p>رہی ہر کعبہ و تہ خانہ میں قید مکان ہر سون نہیں کچھ آج نالے نے مری تاثیر دکھائی شبِ صلت کبھی سو جو اسکے لگا پایا تھا گلستا کو نہ اگر خانہ صیاد میں بھولے نہیں پایا ہر ظالم نے مجھ کو صبرین کا مل کسی دن چہرہ گل کو جو ستاخی سے یکھا تھا نہیں استاد مجھ کو کوئی علم خوش سانی میں کبھی بننے نہ دیکھا رز و صلت جز وقت وہ ہر و ہوش ہر گز منزل مقصود تک پہنچا</p>

<p>ہمارے دل کیا احوال کیفیت خالی ہے عجب اک عالم وحشت تھا آغا رجب تین اجازت دیجھے میاں داتا ایک ناک</p>	<p>کبھی سیری سوئیے اگر یہ دستہ ان برسوں راہ میں زمان ہر باد ہے نام نشان برسوں زبانِ دکی ہر دت کیا ضبط فغا برسوں</p>
<p>چھو آٹھا اسکے کو فقط اس جرم پر صفہ ر رہے زندا نہیں ہم جو سن نہیں پیران برسوں</p>	
<p>نعم دل جو آپہ بیان نہیں تو کچھ آسکی وجہ نہ سان نہیں مرے لب پہ شور و فغان نہیں مرے اشک چشم رواں نہیں وہ شہر ہوں جس میں تیر نہیں وہ صدف ہوں جس میں گہر نہیں وہ سخن ہوں جس میں اثر نہیں وہ دہن ہوں جس میں بان نہیں تری مدح ہمسے ہو جانجان کبھی اپنے دل کو نہیں گمان وہ دہن کمان وہ زبان کمان وہ سخن نہیں وہ بیان نہیں جسے ذوق الفت یا رہی اُسے سب طرح سے قرار ہے عجب اس چمن کی بہار ہے کبھی جسکو خوف خزان نہیں اُسی بت کے در پہ رہے جہین مری زندگی ہو بسر دین وہی باغ ہے وہی گلزمین ہو بس ریاضِ جنان نہیں شب وصل مرغ جو بول اٹھا مجھے صدمہ حد سے سوا ہوا کو بے محل نہ کرے صدامے دکو تاب فغان نہیں</p>	

جنھیں زندگی پہ غور ہو آنھیں عقل ہو نہ شعور ہو
 سفر اس سراسر سے ضرور ہو کہ قیام عمر روان نہیں
 جنھیں ناز جاہ و حشم پہ تھا جنھیں گہر گنج و دم پہ تھا
 جنھیں نخرِ طبل و علم پہ تھا کہیں کج آنکا نشان نہیں
 غزل اور صفہ رخوش بیان کو خوش ہو جس سے دل چل
 نہ رُکے فلم نہ تھکے زبان ابھی بند طبع روان نہیں
 یہ گل ہمیشہ بہا رہے دل میں داغ عیان نہیں
 صفت گل چمن جنان کبھی اُسکو خوف خزان نہیں
 وہی سبزہ لب نہر ہو وہی آبشاروں کا شور ہو
 وہی تریوں کا ہجوم ہو مگر اپنا سہرور روان نہیں
 ابھی تیغِ غمزہ کھینچی نہیں ابھی تیرِ عشوہ چلا نہیں
 ابھی اُسمین ناز وادانہیں ابھی طفل ہو وہ جوان نہیں
 مرے شور پر نہو خندہ زن ترا اور حال ہو فاختہ
 تر اسد و تجھ سے خفا نہیں ترا طوق اتنا گران نہیں
 مجھے ذوق لذت زخیم ہو اُسے ناپسند ہو بانگین
 مجھے آرزو کہ ہفت ہو نہیں اُسے شوق تیر و کمان نہیں
 وہی کعبہ ہو وہی دیر ہو وہی خالقہ ہو ہی سیکدہ

جو دلی کا پردہ اٹھا دیا تو خدا کا جلوہ کمان نہیں
 کہا اُس نے صفدر نیچان مگر اس جہان سے گذر گیا
 کہ ہمارے کوچے میں دیر سے وہ صد آہ و فغان نہیں

کچھ دھیان ہجر کا نہ رہا وصل یار میں
 کشمیر میں نقس بن حلب میں تار میں
 جائیں بہشت کو کہ چلیں کوئے یار میں
 اس درجہ ناتوان ہوا ہجر یار میں
 دیکھا نہ ایک میں شکر عارض کا ہمنے رنگ
 معشوق آپ کو مجھے عاشق بنا دیا
 گستاخوں کے میرے وہ آزر دہ ہو گئے
 کیونکر نہ ہو سے لون لب بیکوں کے صل میں
 روز فراق ہو نہ شب وصل کے سوا
 جنت سے بھیجے ابو کوئی حور ای خدا
 پاس قیام ادھر آتا نہیں وہ شوخ
 مستوں کو اُس نے داد جنت دکھا دیا
 پھر کسی کے چشم فسونگر کا انتظار

بمحو لا خزان کو مرغ خوش احان بہار میں
 شہرہ تمھارے حسن کا ہر ہر دیا میں
 کیا کیا خیال کے تے ہن ہکو مزار میں
 بننے ہن سو لباس مکر ایک تار میں
 پھولے ہزار گل چمن روزگار میں
 کیا دخل ہو مشیت پر وردگار میں
 سو جھانہ خاک لذت بوس کنار میں
 سچ ہو کہ لطف بادہ کشی ہر بہار میں
 گردش فلک کی ہو جو مکر اختیار میں
 دی جان ہمنے حسرت بوس کنار میں
 اُٹھا ہوا ہر دامن گل نوک خار میں
 انکڑائی لی جو ہاتھ اٹھا کر خار میں
 پھر مبتلا ہوں گردش بیل دھار میں

صفدر ہر آنسو دین مرا جسم ناریون

رشتہ جو بسطح گہرا بدار میں

خاک دیکھی سیر ہننے گلشنِ ایجاد میں
 کیا اثر تھا بلبلوں کے نالہ و فریاد میں
 عمر بھر نالانِ ہمارے شک کس کی یاد میں
 لیلیٰ و غدا و شیرین میں ہن ہن ہن ہن
 چاہتا ہوں زیرِ خنجرِ حشر تک گردن رہے
 سرو کی لہنت میں قمریٰ گل میں ہن ہن
 ہوں ہ سودا کی ذرا چکھیا جو میرِ خون گم
 کیا سمجھ کر بلبلین کرتی ہیں مجھ سے سنا
 تھا فرشتہ کو ہر دعا دعویٰ عبادت کا گر
 فرج ہوئے وقت کی وہ یاس کی ہننے نگاہ
 غیرتِ آزر دہ ہو کر میرے گھر آئے وہ بہت
 ہمنصرہ و کی جدائی کا نہ اٹھا مجھ سے غم
 رہ گئے منتقلِ شمعِ شہادتِ نیم جان
 ہی سکندہ رکا نہ دارا کا نہ قیصر کا نشان
 حسرت و یاس و غم و رنج و الم کا ہر جوہر
 ٹھوکر بن گھسائیں بہت ہننے تو کس خوش

پر نہ نکلے نکلے کہ آئے خانہ صیاد میں
 اگر پری بجلی ترپ کر خانہ صیاد میں
 پھل یہ پایا میں نے اگر گلشنِ ایجاد میں
 ہن کرے میرے ہن میں ہن و ہن فریاد میں
 کیا کہوں قاتل جو لڑ ہی سہی بیدار میں
 میں ترا شائق آیا گلشنِ ایجاد میں
 پڑ گئے چھالے زبانِ شتر فضا میں
 اسکے نالوں میں اثر ہی مری فریاد میں
 پھنس گئے اگر فریبِ حسن دم زاد میں
 اگر پڑا خنجر ہوا رشتہ تن جلا د میں
 یا خدا ہو یہ اثر پیدا مری فریاد میں
 جان دی آخر ترپ کر خانہ صیاد میں
 ہو نزاکت سے نزاکت باز و جلا د میں
 چار دن سب گئے اس قصر کے بنیاد میں
 آگئی وسعت کمان سے اس دلِ شاد میں
 زندگی باقی بس موابِ خدا کی یاد میں

	<p>دھل دیتے ہی نہیں ہیں کچھ بھی ممکن سوا کیا غزل بھگون میں صفدر زحمت استاد میں</p>	
<p>اب کہنے ہو کہ تم مری نھل میں آئے کیوں کہتا ہوں صاف صاف کہ مرنا ہوں آپ پر میں نے جو آہ کی تو کہا ہنسکے یا رنے احد دل اگر کسی کی نہ تھی تجھ کو جستجو ہستی میں نیستی سے تو آنے کو آئے ہم سکر جویر نام چڑھانا تھا تیوریاں اہل نظر کو طاقت دیدار جب نہ ہو اُس شوخ بیوفا کا اشارہ نہ ہو اگر فرماتے تھے کہ آہ میں حیرے اثر نہیں جیسا سکوا التفات نہو حال زار پر کافی تھی بے دروغ جگر ہی کی روشنی غیرت کا ہر مقام تماشا نہیں ہو یہ</p>	<p>کہتا یہ ہو تو کوئی کسی کو بلا سنے کیوں ظاہر جوابات ہوئے کوئی چھپائے کیوں ایسے جونا تو ان تھے تو پھر ناز اٹھا کیوں قلا بے آسمان زمین کے ملائے کیوں لیکن بہت ہیں زمین نشیاں آئے کیوں دو پھول وہ مزار پر لا کر چڑھائے کیوں پردہ اٹھا کے رخسے وہ جلوہ دکھائے کیوں دے خراج مجھ کو رنج زمانہ سنائے کیوں بتیاب ہو گئے آپ مرے گھر پھر آئے کیوں پھر کوئی اپنے درد کا قصہ سنائے کیوں لا کر چراغ میری لحد پر جلائے کیوں لا شے یہ میرے سر پہ میں اپنے پہنائے کیوں</p>	
	<p>محراب بہر سجدہ ہو جب بروئے بہار تہان صفدر دیدار ہند سے کہے کو جا کیوں</p>	
<p>کون کیا میں تم سے کہ کیا چاہتا ہوں</p>	<p>جفا ہو چکی اب فاجہ چاہتا ہوں</p>	

<p>ذہولیت سے مطلب فرقت سے مطلب دل آئینہ ہر اس سے معلوم ہوگا بہت آشنا بن جانے میں لیکن دم نزع تو آ کے صورت دکھا دو غم ہجر سے تنگ آیا ہوں ایسا جہنم میں تو آیا ہوں ساتی کو لیکر کسی گل کی بجھو لاکر سنگھاوے غرض کوئی مجھ کو نہواں تبوں سے خدا دوست کو میرے مجھے چھڑا</p>	<p>فقط میں تمھاری ضا چاہتا ہوں نہیں چاہتا تمکو یا چاہتا ہوں کوئی دوست درو آشنا چاہتا ہوں نہیں دیر خصت ہوا چاہتا ہوں کہ مرنے کی تم سے دعا چاہتا ہوں اٹھے ابرٹھنڈھی ہوا چاہتا ہوں یہی تجھ سے باد صبا چاہتا ہوں دل بے غرض یا خدا چاہتا ہوں جو دشمن کا بھی میں برا چاہتا ہوں</p>
<p>وہ عیسیٰ ملے تو کون کس سے صدف کہ میں درد دل کی دوا چاہتا ہوں</p>	
<p>دل و جگر خون ہو چکے ہیں جو اس تکا پنے جا چکے ہیں وہی محبت کا حوصلہ ہر ہزار مد سے اٹھا چکے ہیں یقین ہوا بجرسم پر وہ آئین ستم کیے ہیں کمال مجھ پر ستا چکے ہیں رولا چکے ہیں دل و جگر کو جلا چکے ہیں کبھی ندمت نہوگی واعظ شراب گلگون کی میکشون سے زبان سے اُسکو برا کہیں کیا جسے کہ ہم نہ لگا چکے ہیں</p>	

ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سنجی کوئی گران ہو
 کسی کا ادب اور اتھکان ہو ہمیں تو آپ آزما چکے ہیں
 لگا کے خنجر بچھائیٹکے کیا وہ پیاس میری سنا ہی میں نے
 مری طرف سے رقیب اُنکو لگا چکے ہیں بچھا چکے ہیں
 نقد راہنا ہو خفتہ کب سے کہاں ہو اسید اب کہ چونکے
 تڑپ کے چلا کے شور کر کے بہت اسے ہم جگا چکے ہیں
 جہن سے گل توڑنا تو کیسا یہی ہر دم کو بہت غنیمت
 کہ دامن اُلجھا جو خار سے تھا بہ شکل اسکو چھڑا کے ہیں
 مشاعرے کا ہر قصہ صفدر کہ شعر اچھے ہیں چلکے پڑھے
 مگر یہ ہوتا ہے باد ہم کو کہ یہ غمزل ہم سنا چکے ہیں

<p>ہوئے الفت کے جب بند کو کفایتی درختے جہان دیکھا کسی کو بس حضرت اسے مگر ہیں طلب ہو اپنے کی گیسو نہیں شانہ کرتے ہیں کہا مجھ کو اجل دیکھ کر نقل میں قائل سے زیادہ اسے شوخی اور کیا ہوگی قیامت ہو ادھر جوشن انی ہوا دھر جوشن خون ہر دم اُڑاتے ہیں جہن سے بلبلو لکھ باغبان گلچین</p>	<p>خدا کے سامنے کہہ دینے اور بت بچھنے میں حسینوں نے نہیں در ہم اپنے دل سے در ہیں اکیس خیر ہو پچھڑے نکھر تے ہیں سنو رتے ہیں میں حاضر اسکو جلدی کی پتہ پھر دیکھ رہے ہیں بے بیٹھے ہیں بھی میں مراد دل در کرتے ہیں وہاں جن بھرتا ہو بیان چھا اُبھرتے ہیں بہار آئی عدس مانگ کے مگر اُترتے ہیں</p>
---	--

رہا جاتا نہیں ہے بے کے دہن جو حسرت ہے یہ خود بینی کہاں تک آئے کو اب کر خست کہیں کیا زندگی کیونکر بسر ہوئی ہر وقت شری اس بیوفائی پر وفاداری کرنا ہے	نہیں سنتے ہیں کچھ بھی مگر ہم کہ گذرتے ہیں ادھر بھی اک نظر ہم بھی تو ٹکویا کرتے ہیں تڑپتے ہیں سسکتے ہیں جیتے ہیں مرے ہیں نہیں مگر میں تجھے جتنا ہے دہم مگر میں
---	--

ہماری خاک دانگیر ہو جائے نہ ہی صفدر اٹھائیتے ہیں دہن جس گلی سے وہ گذرتے ہیں	
--	--

تعلق سے رہا آزاد سیرشت گلشن میں میں کیسا عشق میں ہوں اگر ہر جس میں نہ کوئی غیر کعبے میں نہ تنہا نے میں ہیگانہ وہ میگوں میں کہ ایڑا بہ ہمارا تہہ میں نہ ہو حشرت خالی ہی رونوگر چارہ سازی بھی دو شالے اوڑھ کر کل بستر گل پر جو تھے کسی کے دیکھنے پر ترس کھانا نہیں کوئی تمہارا ایک جلوہ ہر جگہ نیرنگ رکھتا ہے	نہ گل میرے گریبا نہیں کاٹا میرا دہن نہ مجھ سا خار صحرایں نہ تجھ سا پھول گلشن میں زبردستی کا جھگڑا بڑ گیا شیخ و برہمن میں کبھی شیشے کی گردنیں کبھی فی کی گردنیں گر بیان بھار کر پیوند کرنا میرا دہن میں بڑے میں نہ پچھتے آج وہ چادر دفن میں گھٹائیں درہی میں نہیں ہی ہر برقی دن صدم چشم سلیمانین صنم چشم برہمن میں
--	--

مضامین منتخب میری غزلین کیوں نہ ہوں صفدر میں کا ٹوکھٹا کر بھول چن لیتا ہوں دہن میں	
---	--

پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کا رسی اندون مخ بسمل کی تڑپ ہی بقراری اندون	
---	--

<p>واہ کیا جو بن پہ ہر حسنِ عرواں چمن فصل گل پھرائی پھر جوشِ خونِ تازہ ہوا لہلہا تا سنبہ نہ رہا موجزن ٹھنڈی ہوا پاسے خیم پر غمِ رخِ خواہی شے ہیں اہل زہد عند لیبتو تم بھی اُسکے ساتھ گلشن سے چلو تھایہ رنبد بادہ کش کوئی کہ جسکی خاک پر فرقتِ دلدارینِ رخصت ہو ہوشِ حواس فرقتِ جانانِ مین لکے بھی ہمارے چھوڑ دی واہ کیا جو بن کھائی ہیں تمھاری چھاتیاں</p>	<p>اما زکرتی پھرتی ہر بادِ بہاری اندون رنگ لائی پھر نیا وحشتِ ہماری اندون کیا گلستا نہیں ہر لطفِ بادِ ہواری اندون جاکے سر چھو کر کمان پر بغیر گاری اندون لیجلی ہو بے گل بادِ بہاری اندون ابرِ رحمت کر رہا ہر اشکِ بہاری اندون دردِ اک کرتا ہر دلی غمِ گہاری اندون ہم نشینی غمگساری دوستِ ہاری اندون اُبھرتی بھری گوری گوری پیاری پیاری اندون</p>
<p>فصل گل مین توڑی توبہ رہا جاتا نہیں کیا کریں صفہ رکھو بے اختیار اندون</p>	
<p>کیا لین مری خبر انھیں اپنی خبر نہیں تا نصف شب تھی ہان کی پچھلے نہیں پہلو نشین سو اُ دلِ نوہ گر نہیں کس ناز سے وہ کہتے ہیں بس اُ دلِ نہیں میں دیکھوں بیٹھے بیٹھے یہ میرا جگر نہیں غافل ہیں سب کسی کو کسی کی خبر نہیں</p>	<p>کم سن مین آئندہ ابھی پیشِ نظر نہیں کچھ باتِ معتبر تری اسی جیلہ گر نہیں ہمد کمانِ فیت کمانِ حیرت یار مین لیتا ہوں ایک گال کے بوسے جو چار پانچ اٹھ اٹھ کے میرے دلو کریں آپ پائمال کیا بسکہ بھی شہرِ خموشان ہو سا قیا</p>

یہ وہ شب فراق ہو جسکی سحر نہیں پیغام اُسکے نہ کایہ از نامہ بر نہیں اگلی سی وہ حضور کی ہم نظر نہیں وہ معتبر نہیں ہیں تو انہیں اثر نہیں تیرے مریض غم کو امید سحر نہیں ستانہ اُسکی چال ہو اُسکو خبر نہیں	مردے میں لفت یار کے کتنا جرات بھر تسکین کو میرے دل سے بنائی ہو تو نے بات ملتی نہیں ہو آنکھ بھی بوسے کا ذکر کبسا میری تمھاری بات تو نقصان میں ایک سے آنا ہی اویسیج تو جلد آ کے دیکھ جا پا مال کوئی ہو کوئی ٹھوکر سے جی آٹھے
--	---

صفدر کہیں چمپا لے سے چھپتا ہو رول
بتیاب کیوں میں آپ محبت اگر نہیں

وہ سب ہنسے سوانح لکھے تمھارے سہ اردو نہیں کوئی کھینچے لے جاتا ہو دلو با وہ خوارو نہیں میں لاکھوں پکنا نتخب ہو تو ہزارو نہیں نگاہ ناز بھی ہو کیا تمھارے بقا اردو نہیں کہ جب چلتے ہو تم جی آٹھے میں درد ہزارو نہیں کہ دن بھر روزہ اردو میں شبنم بھر باخو نہیں تمنا لاکھ بیدار کی ہو لالہ زارو میں وفا میری جفا میری چھپی ہو شہنازو نہیں طے را تو لکھو اکثر وقت روز پر نیر کارو نہیں	ہم آئے تھے ٹھری بھر غم غلط کر نیکو یارو نہیں میں تو بے کر کے آٹھیا تو ہوں پر نیر کارو نہیں نہ میرا عشق میں فی تیرا حسن میں ثانی نہیں آرام اسکو ایک دم شل دل عاشق تمھاری جھا گلین آدہ کستی میں سجا پر نکالے رنگا چھ حشر زائد نے ان روزو ہمیں جی ہو ہر زم میں معشوق کم سن کی نہ عاشق ہو کوئی مجھ سا نہ ظالم ہو کوئی سچ آٹا تے میں مرد پرودہ سار قاضی مفتی
---	---

چھکایا مہر سے اک عالم کو ساقی تو نے محفل میں	ادھر بھی کوئی ساغرِ تم بھی ہیں اہلِ ہمد و آرزو نہیں
کبوترِ برق سے لڈتھڑپنے کی اگر جا ہے	رہے دو چار دن کرتے تھکا رہے تھکا رہے تھکا رہے
شبِ قمرِ نالہ صدِ آصورتِ تھکا شاید	زمینِ جنبش میں آئی مردِ گٹھ جو ٹھیکے مزارِ نہیں

بھلا رکھے ہیں صفرِ راویٰ عجب سے کیا نسبت	
میں ہوں شاہِ سخن یہ لوگ ہیں جاگیرِ آئین	

کوئی بات منہ سے نکل گئی جو خلافت و صلتِ یار میں
تو یہ عذرِ اُس سے کر دنگا میں کہ جنوں ہر جھکوا میں
مرے دل کی کچھ ہر نئی فغانِ المِ جدائی یار میں
نہ جس کے نالہ میں دردِ یہ نہ اثرِ یہ صوتِ ہزار میں
نہ وہ نازِ اٹھانے کے حوصلے نہ وہ شوقِ ہر نہ وہ دلوے
نہیں طاقت اب دلِ ناز میں نہیں تابِ جانِ نزار میں
ترے رحمِ جد سے کہیں سوا مرے جرم کی نہیں انتہا
نہ وہ آسکینگے حساب میں نہ یہ آسکینگے شمار میں
وہ کھڑے ہوئے ہیں سرِ لحدِ مرے اقربا سے کہنے کوئی
آنکھیں اور دیکھ لوں کوئی دم ابھی تھکتے دیشِ مزار میں
دمِ وصل ایسا لگا تھا نہ زبان سے کچھ بھی مجھے کہا
مگر آنکھیں شرم سے بند کیں نئی سوچھی بوسِ کنار میں

شب وصلِ غلبہ شدق ہر یہ خیال بھی ہر مگر مجھے
 کہ بگڑ نہ جائے وہ تند خو کہیں مجھ سے چاہ میں پیار میں
 عجب انقلابِ زمانہ ہوئے جوان ہوئے پیر ہم
 ہمیں سیرِ باغِ کالطف کیا کہ خزان ہر اپنی ہمار میں
 مرا شہرہ سارے جہان میں ہر مراد کو کون بکان میں ہر
 نہیں غنم اگر نہیں جانتا کوئی مجھ کو میرے دیار میں
 چمن جہان میں پھر چکا نہیں تم سا گل کوئی دوسرا
 فقط ایک بلبیل ناز کیا جو کو تو کدو ہزار میں
 دل تنگ کا تو اطمینان مجھے صفدر اتنا خیال ہر
 مرے دلیں غنم ہر جو یار کا وہ بڑا ہر طرہ نشار میں

موتی بھیرگی شبنم ہر غنچے کے دہن میں	نڈ کو راس دہن کا جسم سنا چمن میں
کیا لطف سیر ہو حاصل ہو چمن میں	بیگانہ مثل سبزہ اکثر ہے دہن میں
کیا عطر کی ملک ہر اس گل پیر میں	سمجھے چمن میں ہو نچے آئے جو بچن میں
کاشے بھی میں زبان پر چھا بھی میں	وحشت نئی ہماری ہر وادی سخن میں
کنگھی کر دیکھ کر گیسوے پر شکن میں	ٹپکے ہو ہیں لاکھوں دلیں عاشقوں کے
جھنجھلا کے خاک ڈالیں چشم بزم میں	نکلے صندل سے ہو کر جو وہ مکرر
مرد اچھل ڈپٹے میا ختہ کفن میں	ٹھوکر نہ یوں لگاؤ قیروں کو ناز سے تم

<p>ای باغبان پھر ہم برسوں سیم آسا معتشوق جس جگہ ہر عشاق بھی ہن میں گم گشتہ دل ہمارا تم سے جد نہ ہوگا گلگشت باغ کو وہ شاید میں آئیو اسے حیرت سے تیغ قاتل مقول نے نہ دیکھی یہ سرو قامتوں آئندہ اٹھائی ہم نے</p>	<p>آئی نہ ایک گل سے ہو وفا چمن میں ہمراہ شمع دیکھے پروانے انجمن میں چاہہ ذوق میں گایا زلف پر شکن میں پھرتی ہر کیسی مضطرباد صبا چمن میں برزہ یہ آئے ہر دو طہا میں درو لہن میں گلگشت کو نجائیں میں سر جس چمن میں</p>
<p>اس واسطے ہر خواہش ملک عم کی صفدر بچھڑے ہوئے اجالچاٹینگے وطن میں</p>	
<p>شرم آنکھ میں ہر آنکھ ہر نہان نقاب میں پیدا ہوا ہر کچھ تو اثر اضطراب میں آنکھوں سے میرے ہر رخ جانان حجاب میں ابدر شوق پوچھتے ہیں نامہ برسے ہم ہم میکہ کی راہ سے ہو چینگے یار تک قاصد بھی آسکو دیکھ کے بیتاب ہو گیا گفتی کے بوسے لینے کی ٹھہری ہر آنسو کبھے کو میں گیا تو وہ بت ہو گیا خفا یہ خوف تھا مجھے کہ بیان بھی نہ نزدیک</p>	<p>رہتا ہر اب حجاب بھی انکا حجاب میں شکو کبھی کبھی جو وہ آتے ہیں خواب میں ای برق حسن آگ لگا دے نقاب میں کچھ تو بتا دے کیا وہ لکھینگے جو انہیں واعظ پڑے رہینگے عذاب ثواب میں کیا جانے کیا زبان سے کہا اضطراب میں دھوکا ہی میں نے ڈال دیا ہر حساب میں چلکر رہے ثواب پڑا کس عذاب میں مطلب کی بات کہ نہ سکا اُنسے خواب میں</p>

کم سن مین وہ ابھی سے شہرت ہو استفادہ	بجلی چمک دمک کے جھینگے شباب مین
برور کے مثل برق ٹوٹتا ہوں بار بار	اسکر درود کی چمک اضطراب مین
وہ کچھ لکھا کہ دلوں میں سے پاس ہو گئی	اس سے تو کاش کچھ وہ نہ لکھتے جواب مین

رنج فراق حضرت ناصح سے روزِ بحث	
صفر کی ایک جان پر کس کس عذاب مین	

گایوں پر بھی ترے خمیں دعا کرتے ہیں	ہم وہ کرتے ہیں جو اربابِ فاکرتے ہیں
دل مرا بانوں کے نیچے وہ ملا کرتے ہیں	دھیان آتا نہیں اتنا کہ یہ کیا کرتے ہیں
تیری بوسہ لگنے کو چاہیے اسی بارِ داغ	کیا سمجھ کر گلہ باد صبا کرتے ہیں
کوئی اتنا تو بنا دے کہ حسبانِ جہان	دل جو لیجاتے ہیں عشاق کا کیا کرتے ہیں
دھیان کیا سلی کر کا نہیں آتا ہم کو	سفر ملک عدم زد کیا کرتے ہیں
گایان دینے لگے کیسی وہ ہر ہم ہو کر	ہم نے اتنا ہی کہا تھا کہ دعا کرتے ہیں
بسملو نکو جو ہوئی دولت دیدارِ نصیب	سجدہ شکر تہ تیغ ادا کرتے ہیں
صاف ہی سیدنی انکی اسی سے ثابت	ہم جو کہتے ہیں وہ خاموش سا کرتے ہیں
سرو کو دیکھیے کیا اس قدموزد سے	ایسے بندے تو وہ آزاد کیا کرتے ہیں
بار شاہی نہ اٹھیں گے ترسے درویشوں سے	وہ بھلا کب طلبِ ظل ہمار کرتے ہیں

کی جو صفر نے شکایت تو شکایت کیا ہے	
دوستوں ہی کا تو اجباب گلہ کرتے ہیں	

<p> باقی نہیں تیر فراق دوصال میں آتے ہیں ساتھ لیکے کسی کو خیال میں کیا جانے تو کہ بیٹھے ہیں ہم کس خیال میں قاتل جو وجد میں ہو تو سہل ہو حال میں کہخت غیر آتا ہے پہلے خیال میں پھولے نہیں سماتے ہیں کلیان نہال میں ہم کچھ کسی کی سنتے ہیں وہی سوال میں بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے انفعال میں وہ بات کہ کہ آئے کسی کے خیال میں </p>	<p> رہتا ہوں رات دن جو کیسے خیال میں کیا احتیاط ہو انھیں مجھ سے وصال میں اٹھ اٹھ کے درود دل ہو تجھے چھینے سے کام اندر کیا مقام ہو میرا ان عشق بھی دل بھاگتا ہے تو تصور سے یار کے کس گل کی سیر باغ کو آمد ہو اے صبا سو بار حسب اسبش اُدھر سے ملا جواب کیا مجھ کو قتل کر کے پشیمان ہو ہیں وہ وہ اور جواب میرے سوالوں کا نامہ بر </p>
---	--

صفدر غضب ہو جان عاشق کے ہر طرح

اگر می جلال میں ہو تو شوخی جمال میں

میں اگرچہ زار و نزار ہوں مگر اسکا شکر گزار ہوں
 نہ کسی کی آنکھ میں خار ہوں نہ کسی کے دل کا غبار ہوں
 نہ کسی کی چوٹی کا پھول ہوں نہ کسی گلے کا مین ہار ہوں
 یہ ہجوم دلخیز جسم پر کہ میں آپ باغ و بہار ہوں
 نہ کسی کے سینے کا دلعین نہ کسی کا لہو باغ میں
 نہ کسی کے گھر کا چہرہ رخسار میں نہ کسی کا شمع نزار ہوں

نہ شمار میں نہ قطار میں نہ کرو میں نہ ہزار میں
 عشم بیکسی کے دیار میں فقط ایک مشت غبار ہوں
 مجھے میرا گوشہ از دامنِ حق میں ہر سبب بقا
 جو ذرا جان کی لگی ہوا تو فنا بزرگ شرار ہوں
 مرا سر قدم سے اٹھائیے مجھے اب گلے سے لگائیے
 بہت آنکھیں اب نہ دکھائیے کہ ہزار دلِ شہر ہوں
 یہ ہوس صفدر رختہ جان کہ سو مدینہ ہو نہیں رونا
 کرے خاک بھی جو آسمان اُسی کو سچے کا میں غبار ہوں

نواہینِ آنیکا اقرار ہو پر خواب کہاں یا رازِ وہ مغل غیر مخالفت دربان دشتِ غربت میں وطن سے ہیں لائی قسمت خشک کانٹے ہیں فقط باغ میں آئی خزاں بے قرار سے مرے دلکی نہیں ہو دقت ابرو کی بارین ایدل ہوا داسجدہ شکر کشتی ٹوٹی ہوئی گرتا ہوا جلّ جلالہ	خواب بھی آئے تو پھر دیکھنے کی تاب کہاں کھینچ لایا ہر مجھے یہ دل بیتاب کہاں اب وہ ہم نرم وہ غمخوار وہ احباب کہاں گل شاداب کہاں لاکہ سیراب کہاں تمنے دیکھی طیش باہی بے آب کہاں پھر نظر آئیگی ایسی جگہ محراب کہاں کتنا غافل میں کہ آیا ہر مجھے خواب کہاں
---	---

عہدِ پیری میں گیا حسن جوانی صفدر
 ہو گئی صبحِ عیان جلوہ متناہ کہاں

<p> سخت بیمار درد فرقت ہوں صاف باطن ہوں پاک طینت ہوں بیچ فرقت سے دے نجات مجھے کیون میں افسردہ ہنشین میرے دور سا غریب اس طرف بھی فرد زلزلہ کتنی ہر آن کی میں ہوں بلا راز عالم ہر سب عیان مجھ پر سایہ عاقبت کسان مجھ میں میرے اشکوں سے سنبھری یہ چین میں جدھر ہوں اُدھر ہر اک عالم پیشرو سب کا ہو مرا بیرو اُنکے سر پر اُدھر ہر خون مرا نعم کے آثار رخصتے روشن ہیں مثل سنبھریہ ریاض عالم میں قیس و فرہاد و نل جہان سے گئے کیا بنائی ہر نور کی صورت دل کا ارمان آج نکلے گا </p>	<p> آئیے جلد ورنہ رخصت ہوں شکل آئینہ بے کد و رخت ہوں موت کا میں رہیں منت ہوں پاس ہوں میں نہ کوئی حسرت ہوں ساقیا لائق عنایت ہوں قدر کا ہر قول میں قیامت ہوں روح محفوظ و کلک قدرت ہوں شجر خشک و شست و حشت ہوں حق میں عالم کے ابر رحمت ہوں اے خون کیا میں کوئی دولت ہوں خضر سر منزل حقیقت ہوں میں اُدھر زیر بار منت ہوں کیا کسی کا چہرہ غریب ہوں پانچ سال ریاض غفلت ہوں عشق بازی میں میں غنیمت ہوں میں تو قربان دست قدرت ہوں اک پریش سے گرم صحبت ہوں </p>
--	--

عشق مجھ پر تمام ہر صفدر پیرِ حسنِ اتم رسالت ہوں	
<p>روئے بن ابرتر کے نقشے سدا دیے ہیں وہ تیغ جب چلی ہر جوہر دکھا دیے ہیں دانتوں کی یاد میں جب آنسو گرا دیے ہیں نالائقی لے لے گئے کیونکہ ان تبوں کے حسن و جمال کا کب چاروں طرف تھا شہرہ کیا نہ ہو ہمارے آگے گھوٹے زبانِ بول اُس گلے کیسوں تک جانا ہو بے تکلف صحرا چمن بنا ہر کانٹے لبو سے گلگون ہو پیش دست رنگین کیا قدر لالہ و گل اے میکشو بگاڑا کیا محتسب کا تم نے بیٹھے ہیں اُسکے در پر عزت ہو یا ہو دولت احسانِ سیم گلشن رکھتی ہے کیا حد پر کچھ نقش بند اسکان کھتا نہیں ہر پردا اے شوخ تیرے سہل ترے ہیں جب ہیں یہ</p>	<p>ہم جب سے ملے پڑے ہیں دریا بہا دیے ہیں مقتل میں جا رہا ہے دے لگا دیے ہیں فرشِ زمین پہ ہنسنے موتی بچھا دیے ہیں عرشِ بریں کے پائے اکثر ملا دیے ہیں یہ چار چاند ہنسنے مکوں لگا دیے ہیں وہ نالے کر کے ہنسنے چھکے چھڑا دیے ہیں شائے کو کیا خدا نے نجات سدا دیے ہیں چھالوں نے وحیوں کے کیا گل کھلا دیے ہیں رنگاؤں کے چمکیوں میں اُسنے اڑا دیے ہیں کیونکہ خم کے خم زمین پر برق لٹکا دیے ہیں یہ وسو تو دے ہنسنے اٹھا دیے ہیں اُس نے جن سے لاکر دو گل چڑھا دیے ہیں کیا کیا بنا بنا کر نقشے سدا دیے ہیں گرد و کی قد سہوں کے پروا اٹھا دیے ہیں</p>
ردنے کی آنکھیں خوگر جلنے کا شوق و لگو	نیا

افت نے روگ کیا کیا صفہ رکھا دین	
<p>رقیب ان نگاہوں سے کم دیکھتے ہیں رہ عشق نے دل نے بھی ساتھ چھوڑا شگفتہ ہر گلزار بسہ زیر سیاغ وہ میکش ہیں اک جام مری کے سا دم نزع ہر سانسے سے نجاؤ تری زلف بچان کے سنبل میں تو گل بتوں میں بھی جلوہ خدا کا ہر موسیٰ ہمارے وہ محکو جلیسوں سے بولے نگاہوں سے ہر قصد قتل و د عالم محلی میں ترے آگے گبر و مسلمان بھلا اپنی ہستی بھی ہستی ہر کوئی</p>	<p>تمہیں جس محبت سے ہم دیکھتے ہیں وفا دار دنیا میں کم دیکھتے ہیں تری راہ ابر کرم دیکھتے ہیں تماشا دو عالم کا ہم دیکھتے ہیں تمہیں اور ہم کوئی دم دیکھتے ہیں نہ ہو دیکھتے ہیں نہ ہم دیکھتے ہیں جو ہم دیکھتے ہو وہ ہم دیکھتے ہیں مجھی کو یہ کیوں دبدم دیکھتے ہیں ارادے بڑے اُنکے ہم دیکھتے ہیں تماشاے دیر و حرم دیکھتے ہیں ادھر بھی ادھر بھی عدم دیکھتے ہیں</p>
<p>وہ صابر میں خاموش ٹہرتے ہیں صفہ جفا دیکھتے ہیں ستم دیکھتے ہیں</p>	
<p>اس کو چہ میں ہم پوچھے تیرے کتنے ہیں سر کے قدم پر نام نہ بکا زبان پر ہر گھر کے چلنے آئے وہ آپ گھر میں</p>	<p>وہ گھر سے نکل کے تقدیر سے کتنے ہیں سجدہ اسے کتنے ہیں تکیہ اسے کتنے ہیں از نالہ دل تحسین تا ثیر اسے کتنے ہیں</p>

پیغام مرا سکر خط پڑھ کے کہا اُس نے وحشت میں تماشے کو کیا کیا نہ حسین نے دلِ لعل میں جنبِ لالین کے کہاں الجھا نقشہ تری صورت کا آیا جو تصور میں محفل میں جو ہم پہ پہنچے تعلیم کو وہ اٹھے	تقریر اسے کہتے ہیں تحریر اسے کہتے ہیں پریوں کو کیا تالیعِ شیر اسے کہتے ہیں شانے نے کہا نادانِ نجر اسے کہتے ہیں بسیا خستہ دل بولا تصویر اسے کہتے ہیں غرت کے معنی میں تقریر اسے کہتے ہیں
--	--

خاکِ قدمِ جانان ہاتھ آئے ہیں صفدر
کیا خوب ملی دولت کسی سے کہتے ہیں

ما تم کشتہ فراق آج ہو بزمِ یار میں آئیے سیر کیجیے داغِ ہین جسمِ زار میں حسنِ بدین تم لاجو عاشقِ مین ہم میں انتخاب گیسو درو یار کی ایسی ہم کو جستجو فکرِ لباس کی ہونچشِ جنون میں کچھ نہیں آتا ہوں بدم اگر پاس تر سے خفا نہ ہو وہ کہ رطبتِ یکیشی بیکہ اور دختِ زر نورِ نگاہ اُڑ گیا صاف بربنگِ آمنہ قدِ ہین بالِ بال ہین سیکڑوں کیسوں کے دل دسکے تڑپ کا ہو بڑا جسے ہین جگا دیا	موتِ خزانِ مین آئی تھی پھولِ بہار میں دیکھیے یہ نہی بہار پھول کھیلے بہار میں فرد ہو سیکڑو مین تم ایک ہین ہم ہزار میں ایک قدمِ حلبِ مین ہو ایک قدمِ تار میں بیٹھے ہین ہم بربنگِ گلِ جامہ تار میں غدر ہو قابلِ قبول ل نہیں اختیار میں باغِ جنان ہو ردِ ردِ حور کنا رین آنکھیں سفید ہو گئیں حد نہ انتظار میں شانہ سمجھ کے کیجیے گیسوے مشکباز میں سو نے نہ پائے چہن چار گھڑی مزار میں
---	--

مالک کو زرد جهان روز جزا ہین مرتضیٰ ذکر یہی ہر صحبت صفدر بادہ خوارمین	
جب سے مہمان ہوا ہر تو دل میں جب سے ساتی بسا ہر تو دل میں حسرت آنکھو نہیں ڈھونڈتی ہر آرزو جب اٹھا جان پر ہوا صدمہ نہیں آتی ہر شرم سے باہر یوفا یہ بھی ہو گیا بکھشت پھر نکلنے کا نام لو نہ کبھی اٹھ کے پلو سے تم گئے باہر یوفا دربار کو کہتے ہین بت خدا اس سے کچھ نہیں باہر	نہ رہی کوئی آرزو دل میں جام آنکھو نہیں ہر سبب دل میں درد کرتا ہر جستجو دل میں درد کی طرح سے ہر تو دل میں یہ وطن ہر کہ آرزو دل میں آگئی ہر تمھاری خود دل میں تم رہو مشعل آرزو دل میں دھونڈتھا ہوں ہن چارو دل میں اور مجھ کو ہر گفتگو دل میں کیجیے سب کی جستجو دل میں
وصل سو بار ہو چکا صفدر آرزو سی ہر آرزو دل میں	
میں کب جس دل را بگان بیچتا ہوں فقط ایک بوسے پہ دیتا ہوں دل کو جو تم کو ارم نے کوئی مول لی ہر	خرید ارم ہو تو ہاں بیچتا ہوں نہ سمجھو کہ سودا گران بیچتا ہوں میں سدا پناہی جان بیچتا ہوں

دل و دین و نام و نشان بچھا ہوں مجت میں و ونون جہان بچھا ہوں کہ سعدی کی مین بوستان بچھا ہوں کہ پیر مغان کی دکان بچھا ہوں نہیں دھیان کسکا مکان بچھا ہوں وہ آتنا تو کہہ دین کہ ہاں بچھا ہوں	تمجین جو پسند آئے حاضر ہوئے لو خریدار ہوں اک بہتہ نازنین کا وہ مکتب میں جہم گئے مین بھی ہوئے نئی جوش مستی مین سو جھی ہر مجھ کو ہوں کو جو دیتا ہوں مین کعبہ دل ابھی دیکھ دل مول لیتا ہوں سو
---	---

گلی مول لیتا ہوں اُس گل کی صفہ

تماشا ہر باغ جنان بچھا ہوں

ہنسے کیا کیا نہ اپنے زخم بسملی سکو کتے مین زمانے چن عاقل ہیں ہ فاعل سکو کتے مین صد غیب کی کوئے فاعل سکو کتے مین ترسی الفت مین کھیل جان پر دل سکو کتے مین کسی طو نہیں تھی ہ منزل سکو کتے مین بلاک ہمیں کٹان مین سلاسل سکو کتے مین عجب جلسہ حیدر نکا ہر محفل سکو کتے مین گمان گذر کہ یہ بلی ہر محفل سکو کتے مین یہ عقد چل نہیں ہوتا ہر مشکل سکو کتے مین	لگنے زخم کاری آئے فاعل سکو کتے مین نہیں نا دان برا ہوا ہر دل سکو کتے مین قدم رکھ کر جو کوئے یار مین نشان پوچھا نہ اسکو تن کا در پر نہ اندیشہ ہر خجہ کا بڑے جو چلنے دے تھے تھکے راہ محبت مین چھوٹا پھنس گیا جو اسکے گیسو سلسل مین وہ جہم آئے خانہ مین آئے یہ کہا ہنس کر ترسی غفلت مین شمع جہانوس مین دیکھی کوئی کتا ہر غنچہ آس مین کوہ کوئی نقطہ
---	---

انما الحق سے غرض منصور کی بھی عینِ ایت حق	ہرے نام ہیں تو ان اطلالِ سکو کہتے ہیں
نہ تر بارِ خرم کھا کر زیرِ خنجر بھی جو میں صفدر	کہا قاتل نے ہنس کر واہِ شعلِ سکو کہتے ہیں
پھر نظر آگئے وہ گیسوئے خمدار کہیں دلِ تریباہِ بہت آج تفس میں صیاد آگئی آہِ زبانِ تک تو کمانِ جہنم کی خیر اتنی سی بات پہ ہوتے ہیں عیشِ آپِ خفا فرشِ پر اسکا نشان ہے نہ ہر عرشِ پنا وہ تصور میں بھی آتے ہیں یہ دہرے ہیں باغخانِ دیکھ زیادہ نہ ستا بلبل کو وقفہ ہستی میں نہیں عمرِ روان کو ہرگز سرِ بازارِ نہ یوں ناز و ادا سے چلے اس ادا سے نہ قدمِ وقت تماشا کیے	پھر گرفتار ہوا آج دلِ نزار کہیں کوئی آزاد ہوا تازہ گرفتار کہیں کھینچ گئی میان سے اب رکھتے ہیں تلوار کہیں ایک ہوسے یہ یہ دیکھی نہیں تکرار کہیں ہاتھ آتا نہیں نقشِ قدمِ یار کہیں پرچہِ عفت کو لگا دین نہ خبردار کہیں پھونکدے نالہ سوزان سے نہ گلزار کہیں راہِ مین دم نہیں یقیناً یہ رہوار کہیں آپ کی چال پہ چلیاے نہ تلوار کہیں ہو نہ ہنگامہ محشر سرِ بازار کہیں
صاف چہرے تمہارے یہ عیان ہے صفدر	دمِ الفت میں کسی کے ہو گرفتار کہیں
طلبِ دین کی یا فکرِ دنیا کریں اطمانِ میسر ادا کریں	حیاتِ دوروزہ میں کیا کیا کریں اگر دستکشِ ہون تو اچھا کریں

<p>ستمر گئے چھوڑا ہین نیم جان بہت دیکھے ہاتھوں سے مجھ پر ہین کہاں تاب نظارہ اور شوق ل یہ چالیں حسینوں کی اچھی نہیں عجب منہ پر ہین ہر دریا دلی وہ دلی لیکے پھیریں یہ ممکن نہیں زمانے میں رسم مروت نہیں زمین میں بھی مردہ مرا گر چکا</p>	<p>یہ مد نظر ہو کہ ترپا کرین نہ آئے ہین صبر تو کیا کرین کین آنکھوں سے اسکا تماشا کرین یقین ہو کوئی فتنہ ہر پا کرین یہ جاہن تو قطرے کو دریا کرین کہاں تک ہم آنسے تقاضا کرین کہاں سننے والا کہ شکوہ کرین قدم رنجہ اب کیا سیجا کرین</p>
<p>بس اتنا ارادہ ہو صفہ پر ہی محبت کسی سے نہ اصرار کرین</p>	
<p>طور نہ لاتم نے نکال ت م سا کوئی خود کام نہیں سب سے ہین راہن سب پہ نگاہیں سمجھیں سلام پہ نہیں ظلم ہین لاکھوں جو ہزاروں مہر و وفا کا نام نہیں خیر ہی ہین طور تو بہتر تم سے ہین کچھ کام نہیں منجھ سے تمھارے بان کبھی نکلے ایسی بھی کوئی ساعت ہو ون کو نہیں ہو شب کو نہیں ہو صبح نہیں ہو شام نہیں حال دل اپنا کیا کون ہدم کیسی گذرتی ہو شب غم</p>	

مہر نہیں ہر تاب نہیں ہر چین نہیں آرام نہیں
 اپنا جہان سے غم سفر ہر آنکھ نہ پھیر و جسم کرو
 ہجر کا ہم سے وقت نہیں ہر ترک کا یہ ہنگام نہیں
 تم نے جو خط کے پرزے اڑائے نامہ سنا نکو قتل کیا
 تھا یہ مرافتدیر کا لکھا تم پہ کوئی الزام نہیں
 وجہ نہیں کچھ کھلتی اسکے طائر دل کیوں پھنستے ہیں
 آپ تو کچھ عباد نہیں ہیں کاکل بیجاں دم نہیں
 بادہ کشی سے ہو گئی نفرت جسے جد امین یا ربکم
 دل میں ہیں جیسا لے آنکھ ہر پرغوشہ نہیں ہر جام نہیں
 کیسی تسلی کیسی تسکین دل کو ہر اپنے یاس وہی
 لایا ہو ایسا نامہ قاصد جس میں کسی کا نام نہیں
 صبح جو اسکے در پہ گئے ہم ہو سکے خفا و ربانے کہا
 ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھار دیا جلی صحبت نام نہیں
 خون خدا بھی چاہیے اربت ہو کے مسلمان سجدہ بت
 یہ تو دنیا ہر کوئی طریقہ دین نہیں اسلام نہیں
 ہر جو ہجوم اغیار کا ہر سو کو چھین سکے خون ہر کیا
 انکی صفوں کو میں چونہ توڑوں صفدر میرا نام نہیں

یہ کون آتا ہے رکھ کر بھول چھوڑ کر نہیں	صبا اتراتی پھرتی ہے جوان دزدن گلستانین
وہ وحشی ہو کہ جب کھا قدم میں بیابانین	سنائین تیر کنین کاٹوں نے ہر نخل مضلا نین
جوڑ پاتا ہے تو اچھی طرح تڑپا مجھے قاتل	کوئی چکی نمک کی رہے بجا اب نمک نین
کہیں اب جلد لیجلیں خون مجھ آبلہ پا کو	ہوئی ہے دیر کاٹنے راہ تکتے ہیں بیابانین
جیسا کارنگ چھایا جنت وصل کی آنکھوں سے	تو شوخی خوف سے جا کر چھپی چشم غزالانین
دکھا دجلوہ زلفین کھو لکر جو رہا بان	کوئی جھگڑا نہ پھر باقی رہے گبر و سلطانین
خوام ناز تم کو مرغیساں یہ جو فرماؤ	تو شور خشر بر ماہو ابھی شہر خوشانین
روانی تیرے گئی چلنے لگی اب سار عالم پر	ہمار قتل سے دم آگیا شمشیر برانین

مگر فصل بہاری آگئی نزدیک ہے صفدر
 کہ پھر کچھ ضبط باہم ہو چلا دست گریبانین

محبت کا مزا ہے ادرین ہون	دل درد آشنا ہے ادرین ہون
مسیحا در ترا ہے ادرین ہون	یہی دار الشفا ہے ادرین ہون
تری زلف دوتا ہے ادرین ہون	یہی کالی بلا ہے ادرین ہون
وہ بت ہے اور اک عالم کا مجمع	یہاں میرا خدا ہے ادرین ہون
شب صلتا میرا ہے اکی	سحر تک یہ دعا ہے ادرین ہون
نشانہ ہے نگاہ ناز کا دل	یہ تیرے خطا ہے ادرین ہون
جو انی جا بکلی پیری بھی آئی	بس اب آگے قضا ہے ادرین ہون

<p>خط آتے ہی روانہ ہو گئے سب اسی نے نقدِ دل میسر اچرایا کبھی اس گل کی بوچھڑا کی خوشی ہر خرمی ہر اورین وہ</p>	<p>بس بادہ مر قہاجر اورین ہوں ترا زورِ حنا ہر اورین ہوں اب آئی تو جہا ہر اورین ہوں مصیبت ہر بلا ہر اورین ہوں</p>
<p>دم عیسیٰ نہیں درکار صفہ وہ شمشیرِ ادا ہر اورین ہوں</p>	
<p>آئی دے اثر ایسا مرے بتیابی دل میں طلب غیرِ دلی ہوئی ہر بلا کر محو محفل میں خیال لبِ لبین غم سے تے شر عشاق مارا جدائی میں کسے خوش سیر لاہ لو گل کی اٹھاتے سر بھی زانو سے نہیں تم بولنا کیسا ہمیں اور غیر کو وہ بیخبر یکساں سمجھتا، سو وہ مجنون نہیں ہر حسنِ خالِ مری و تھا کمالِ رخ کو دیکھنے یہ لوگ اے میں مڑہ یہ ہر تفسل میں آئی تیج ہنس نہ سکے اوگی میں بیٹیاں نہدی کی قبر و نیز شہید و</p>	<p>چلے آئیں کلیجا تمام کردہ میری محفل میں خدا جانے ارادہ کیا ہر عین کے دل میں مریغو نکو رگ لایا سیسا کو سے قاتل میں ہزاروں دافع ہیں سینے میں لاکھوں غم میں دلسین حجابِ شرم کی کچھ حد بھی ہر پارو کی محفل میں ابھی تک فرق کچھ آسکو نہیں ہر حق باطل میں یہ جلتے جھنڈے ہیں ہر یون کی محفل میں کہ تل کھنکھ کی جا باقی نہیں سے محفل میں نکسہ بھر ٹھہرا قاتل نے ہر اک ختم سہل میں سوا نکا ہر تہک حسرتِ بیاہل قاتل میں</p>
<p>علیٰ نقی سے ہوا عانت خواہ اے صفہ</p>	

	وہی مشکل کشا ہیں کام آجاتے ہیں مشکل میں	
<p>حسینانِ جان کھینچ کھینچ کے گئے انہی نخل میں وہی ہر سیر دل میں بھی جو کچھ ہر بیکر دل میں گلے میں تن ڈالو یا مجھے جگر و سلاسل میں کشیدہ عبث شمشیر سے دست قاتل میں دیے غوطے فرشتوں کو پھنسا یا چاہا بن اگر موتیوں کا لان بھی انبوہِ عناد میں ایسے ملاقات اپنی ٹھہرے کو سے قاتل میں</p>	<p>ہوئی کیشی شہید اکستہ ناکہ دل میں اُسے منظور میرا قتل میں آمادہ مرنے پر بہار آئی ہو کب نہ انہیں میں وحشی ٹھہر ہوں خود آیا سو متعل غدر سرینے میں سکھوں ترے چاہے زنجیر کا یہ ذلی سا کرشمہ ہر اثر نالے وہ مٹھلا گلوں کا گل کھل جاتے لجنِ بخش و تیغ ابرو جاناں کا دھنیاں یا</p>	<p>ہوئی کیشی شہید اکستہ ناکہ دل میں اُسے منظور میرا قتل میں آمادہ مرنے پر بہار آئی ہو کب نہ انہیں میں وحشی ٹھہر ہوں خود آیا سو متعل غدر سرینے میں سکھوں ترے چاہے زنجیر کا یہ ذلی سا کرشمہ ہر اثر نالے وہ مٹھلا گلوں کا گل کھل جاتے لجنِ بخش و تیغ ابرو جاناں کا دھنیاں یا</p>
	<p>نہیں معلوم کیا تھے دلوں کی بخت کے دل میں نہ ہو چھو کیوں اٹھا صفہ رہنمائی بزمِ نالہ</p>	
<p>ایو دل شتاق ہو تو بہ شکن برسات میں ہو مریق گلہ خون کے انجن برسات میں بین خرامان سیکڑوں گل سپرین برسات میں نکلی ہیں خون سے بن بکڑ دھن برسات میں ہو مریق میکشی کی انجن برسات میں بلبلی شیدا کیس ہے نعرہ زن برسات میں اور کہیں قصان ہو طادیں چمن برسات میں</p>	<p>لطفِ میخواری ہو پچھو لاہی چمن برسات میں ہر پردہ شہرِ اجل اک نور کی تصویر ہو واہ کیا جہلم ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہو کیا بلبلو دیکھو تماشا شاہد گل ہر طرف چار جانب چھائی ہو گلزار پر کالی گھٹا بی کمان باغ نہیں کہتا ہے میہا بار بار دلوں پر پائی ہو بادل میں کہیں کوئل کی کو</p>	<p>لطفِ میخواری ہو پچھو لاہی چمن برسات میں ہر پردہ شہرِ اجل اک نور کی تصویر ہو واہ کیا جہلم ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہو کیا بلبلو دیکھو تماشا شاہد گل ہر طرف چار جانب چھائی ہو گلزار پر کالی گھٹا بی کمان باغ نہیں کہتا ہے میہا بار بار دلوں پر پائی ہو بادل میں کہیں کوئل کی کو</p>

<p>سے پاک ہر شجر کی گلدن برسات میں رنگ لایا ہر نیا چرخ کن برسات میں سیر کو آتا ہر وہ رشک چمن برسات میں لطف ہر جھوکا اگل پیر میں برسات میں سیر کو آتا ہر وہ ناز بکدن برسات میں</p>	<p>فصل گل سے بھی زیادہ آجکل ہر کچھ فضا یہ شفق یہ برق یہ قوس فرج کی کشتان ہر طرف گلزار میں شور مہار کہا دہر سیر گلشن کو وہ جاتے ہیں تو کتنی ہر نیم ہر روش گلشن میں فرش گل بچھا دی باغبان</p>
	<p>ہر شراب دستانی وینا و ساغر اتدن کیا ہی بگڑا ہر ترا صفدر چلن برسات میں</p>
<p>سننے میں سر سبز مہتابی چمن برسات میں کچھ تکلف چاہیے کچھ بانگین برسات میں اک نیا ہر روز بدلو پیر میں برسات میں دوش پر ہر آئینہ پر شکن برسات میں کیا سمجھ کر میں ہوا تو بہ شکن برسات میں کچھ آواہٹ چاہیے زب میں برسات میں ہو گیا دریا الفت موجزن برسات میں یاد آئے ہمو یاران وطن برسات میں جس طرح دو طہاکے گھر آئے وطن برسات میں کھل گئے یا خنجر ہاسے یا سمن برسات میں</p>	<p>سیر گلشن چاہیے اگلدن برسات میں آجکل یہ سادہ پن دی جانچان چھانچان زعفرانی صندلی و حالی بسنتی شہرتی ہاتھ میں رنگ حنا تھے پرافشان چاہیے منہ میں نامہ زبان ساقی خفا میخانہ بند ملکے مسی غنچہ سوسن کو شرمندہ کرد دل بھر آیا ہر ساقی میں گھٹا میں دیکھ کر جب کہیں غربت میں دیکھی محفل عیش و نشاط رونے میں یاد آئی یوں شکل خانی یار کی مجھ کو گریبان دیکھ کر عیاختہ وہ منہ پر شہ</p>

ہو گئے ہیں ایک شیش دہریں برسات میں کو پلین کو کین تو میں ہوں نعرہ زن برسات میں میکشی کو چاہیے صحن چمن برسات میں طائفے حاضر ہوں ہر انجمن برسات میں	مہر پرستی کے سواندہب کوئی باقی نہیں لطف بے ہمدرد کے کچھ ناکہ کرنے میں نہیں حکم دوساتی کو سامان بچلے اٹھی گھٹا ہر طرح جھوٹے پڑھوں جھوٹے نہیں
--	--

غزل

باغِ جان بھی روضہ رضوان ہر اندون اپنی نظریں خارِ گلستان ہر اندون ساتی ہوا کے سردی باران ہر اندون سہری سے طرفہ سہریا بان ہر اندون ہر گرد باد سرو خرامان ہر اندون کیا مجمع طیور خوش الحان ہر اندون مستویں ہر گویا ہی میدان ہر اندون جو ہر وہ اپنا بندہ احسان ہر اندون جھشید اپنا تابع سرمان ہر اندون کسکو خیال گردش دوران ہر اندون	آئی ہمارا تازہ گلستان ہر اندون ہم سے جدا جو وہ گل خندان ہر اندون صحن چمن میں دور ہو جام شراب کا فرش زمردین ہر زمین پر بچھا ہوا جزو سے گل نہیں ہر زمین پر کھین غبار بلبل ہر شاخ گل پہ صنو ہر پہ فاختہ مستی میں آج حضرت واعظ کو مار لو لطف و کرم سے مطرب ساتی ہیں قراز ساتی کے ایک جام سے یہ مرتبہ ملا دور شراب گردش ساغر ہر اور ہم
---	--

جلسے پر بخون کے ہیں دور شراب ہر
صفدر بھی مرتبے میں سلیمان ہر اندون

کچھ میں لیٹ نہ جاؤں گا آکے مجھے بتا کہ یوں صید پر پھیر کر چھری غیر نے کدیا کہ یوں زندہ بتاتے ہیں کہ یوں کہتے ہیں باساکہ یوں شکے جاسکے مجھے نقشہ دکھا دیا کہ یوں راہ تباہیگا مجھے خود مرانقش پاکہ یوں غنجہ نوشگفتہ ایک پہنے دکھا دیا کہ یوں کنے لگا وہ شوخ دون میں اگر کہا کہ یوں غنجہ نے نہیں کے صبرم کان میں کدیا کہ یوں اُس نے سنگا کے جام زہر چکوبلا دیا کہ یوں	قتل کو خجرا دادور سے کیوں کھا کہ یوں طفل کھا طور فوج کی جانتا تھا وہ کیا کہ یوں اُس کے در پہ میں پھنسنے فکر کس طرح چلین شوق یہ دکھو جب اشکل فنا کی دیکھیے دور پہ تر گزرتو ہو پھر نہ اٹھو نگاہیں چاکل و جگر میں جب اُس گل ترکو شک واہ ری برخلا فیماں ضد رہی بات بات فکر دل گرفتہ تھی ہوگا شگفتہ کس طرح میں نے کہا کہ تیسے مرغیر کو دی تھی کس طرح
--	---

غیر نے پوچھا یا رسے عشق میں کس طرح رہوں

صفدر جان بلب کا حال سنئے سنا دیا کہ یوں

ساتھ دیوانے کے ہو قید پری زندہ نہیں جا بجا نام ہوا بلیس کا بھی قرآن میں نکڑے ہیں میر گریبان کے مرے دامان میں چشم مالک میں جگہ ہو نہ دل رضوان میں آبرو ہو جو گدا کی نطشہ سلطان میں جائن خون کے دھبے نہ لیکن دامان میں	دل کے ہمراہ پھنسی روح تن انسان میں کیا ہوا ذکر اگر غمیسہ کا ہو دیوان میں ہوں میں وحشی مجھے نسرین سہن کیا کام و اتے قسمت نہ میں جنت نہ جہنم کا ہوا قدر سلطان ہو وہی تیرے گد اُس کے آگے فوج کرتا ہو جو منظور سنبھا پو پوشاک
---	--

<p>بڑھ گئی خط کے نکلنے سے بہا غارین راہرو آئے گئے میری طرف سے کتنے</p>	<p>جیسے اعراب سے رونق ہو سوا قرآن میں میں وہ کائنات ہوں جو الجھانہ کئی ایمان</p>
	<p>حور کا حال ہے یہ بزم تہان میں صفہ ر جس طرح کوئی طفیل موصف مہمان میں</p>
<p>نفل گل آئی ہوا عشرت کا سامان غنیمت ہر روش پر دینا جام گل غنیمت نغمہ مطرب ہر کلیوں کے جھکنے کی صدا دل گرنتہ چنے تھے سب گئے اب باغ باغ کیون دریا نوش مستی تھیں جھٹھلے خم جوش ہر ہرل میں ایسا چاہتا ہے سرو باغ بھوم کر پڑھتے ہیں گلبن مکتب کی طرح باغبان ہے خواب میں جلدی جگا دایہ سیم</p>	<p>نغمہ زن میں بلبلین طووس قصان باغین میکشی کا غیب سے کیا کیا ہر سامان باغین چھپے کرتے ہیں غار خوش الحان باغین ایک بھی غنیمت نہیں سرور گریبان باغین ہر طرح کا جینہ لطف برق باران باغین کبک کے مانند ہوں میں بھی خرامان باغین دفتر گل ہے کہ سعدی کی گلستان باغین بھول چکر بھریا گلچین نے دامان باغین</p>
	<p>بزم میں پڑھکر غزل خاموش صفہ رہو گیا یا چمک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغین</p>
<p>ہم تو ہزار بار تری جستجو کریں جب پاکدامنی میں تری گفتگو کریں اک دل تھا وہ بھی عشق میں برباد ہو گیا</p>	<p>پر دل نہیں ہا ہو تو خاک آرزو کریں کوثر سے چاہیے کہ فرشتے دھوکہ کریں لاکھن کمان سے دل کہ تری آرزو کریں</p>

<p>پیرزے ہر سب لباس کسانیک نوکرین ہر دل میں آج آئینہ ہم رو برو کرین تمکین نہیں کہ باغ کی پھر آرزو کرین واجب ہر پہلے آب بقا سے وضو کرین دل کی کدھر تلاش کمان جستجو کرین</p>	<p>دامن ہر چاک چاک گریبان ہر تار تار کھلجائے آنکھو دعویٰ یکتائے جمال مرغان دام پر ہو جو صیاد مہربان محراب تیغ یارین سجد کا ہو جو قصد کوئے تہان میں شہر میں محرابین باغین</p>
<p>صفہ ریہ آرزو ہی کہ تنہا جو وہ ملیں کچھ روئیں کچھ گلہ کریں کچھ گفتگو کریں</p>	
<p>کس کا دل ہو جو پائمال نہیں جسکو اندیشہ زوال نہیں اور کوئی مرا سوال نہیں وصل کا روز ہی وصال نہیں قدرت حق ہی وہ جمال نہیں یہ کس طرح احتمال نہیں</p>	<p>اک قیامت ہو انکی چال نہیں ہم تو ذرے اُس آفتاب کے بین ایک بوسے کا تمسے ڈالنا نہیں نزع میں دیکھنا ہوں جلوہ یا رخ پر نور ہی کہ تسلسلہ طور وعدہ وصل ہو وفا اُن سے</p>
<p>خون صفہ ریہ رنگ لایا ہی باتھ منھدی سے اُنکے لال نہیں</p>	
<p>گردن پہ بارہی قاتل کو دھونڈتے ہیں گم کردہ راہ جیسے منز کو دھونڈتے ہیں</p>	<p>ہستی میں ہم عدم کی منز کو دھونڈتے ہیں یوں نہ فروش کوئے قاتل کو دھونڈتے ہیں</p>

<p>الفت میں تیر و دنون گم ہو ہیں ایسے صحران معرفت میں کیا راستہ بتائیں سیر میں سے ہنگو کیوں باغبان ہر مانع کمد و انجمن کو لے با بہشت رضوان دشت جنون میں گایا کو چہ تبان میں آوارہ پھر رہے ہیں ہم گرد باد آسا پھرتے ہیں اس گلی میں جیت چھتا ہے دربان</p>	<p>دل ہنگو دھونڈھتا ہے ہم دلو دھونڈھتے ہیں بان خضر آب گم ہیں منزل کو دھونڈھتے ہیں غنچوں سے کیا ہے مطلب ہم دلو دھونڈھتے ہیں میدان خسر میں ہم قافل کو دھونڈھتے ہیں پہلو میں اپنے ناسخ ہم دلو دھونڈھتے ہیں مدت گذر گئی ہر منزل کو دھونڈھتے ہیں کہتے ہیں گریہ اس ہی ہم دلو دھونڈھتے ہیں</p>
<p>کیا کیا فضا دکھاتا ہے گلشن بہار میں دکھلا رہے ہیں رنگ سب اپنے جدا جدا لالہ ہی کی فقط نہیں تیرے لئے مینوش باغ سے کبھی گھر کو نچاٹنے لگے اپنی تو ہر صلاح کہ گلشن میں آ رہیں دست سب دھرتی دست جنون کی طرح دراز</p>	<p>پھولوں پہ کیسے کیسے ہیں جون بہار میں نسرت لالہ و گل و سوسن بہار میں نرگس کی بھی کچھ اور ہے خجڑ بہار میں گزریگا جیتلک کہ نہ ساون بہار میں ویر و حرم سے شیخ و برہن بہار میں کیونکر بچاگاہ کا دامن بہار میں</p>
<p>ہر شعرا اس غزل میں ہر صفحہ رزنگ گل گویا بھرا ہے بھولوں کا دامن بہار میں</p>	<p>رہتا تھا ساتھ جتا گزرتے وہ سب جہان سے صفحہ رعبث ہم اگلی محفل کو دھونڈھتے ہیں</p>

<p> یہاں ہمارے سوالوں کا کچھ حساب نہیں وہ دلوں نے نہیں وہ عالم شباب نہیں دہن پر غنچہ تو سنبل ہر زلف گل عارض وہ فرج کرنے ہیں یاں آنکھ اٹھ نہیں سکتی فراق یار میں گھبرانہ اس قدر دل شراب خانہ عرفان ہر میکدے سے جدا نہ آئے نیند کبھی ہو جو فرشِ مصل بھی جہاں حسینوں کے خالی ہو غیر ممکن ہر وہ رخ نظر نہیں آتا عجب تماشا ہر ترپ ترپ کے یہ موجیں بیان کرتی ہیں وہ بید ہن ہیں تو ہم بھی زبان نہیں رکھتے بتا مزار پس مرگ کو سے جانان میں </p>	<p> دہان جواب یہی ہر کہ کچھ جواب نہیں چمکے وہ درد کی وہ رنگ اضطراب نہیں بہار باغ سے کم عالم شباب نہیں مجھے حجاب پر آٹھا انھیں حجاب نہیں مقام صبر پر کچھ جاے اضطراب نہیں رہے جوشیشہ و خم میں یہ شراب نہیں شب فراق میں ہو کون خیال خواب نہیں ہر ماہتاب فلک پر جو آفتاب نہیں کوئی حجاب نہیں ہر کوئی نقاب نہیں کسی کا دیدہ پر آب ہر حجاب نہیں ادھر سوال نہیں ہر ادھر جواب نہیں ہزار شکر کہ مٹی مری خراب نہیں </p>
--	--

شرف دہی ہر نہ پوچھے کوئی تو کیا صفہ
امام سچ ہوں گو داخل حساب نہیں

ردیف واو

جر اہو صیاد کا اکی نکال کر آشیان سے ہکو
تفس میں پھینکا بلا میں ڈالا کہاں لایہ یا کہاں سے ہکو

تمہارے عاشق تمہیں سے الفت تمہیں کو جا میں تمہیں کو سمجھیں
 سوا تمہارے نہیں ہر مطلب جہاں و اہل جہاں سے ہمکو
 نہ شکوہ نہم سے مرے نکلتا نہ رنگ اُس شوخ کا بدلتا
 کیا ہر دونوں کو سخت نا دم گلہ ہر اپنی زبان سے ہمکو
 یقین کامل ہر راستے میں ملینگے وہ اب ضرور ہم سے
 کہ جذب دل نے کیا روانہ وہاں سے انکو یہاں سے ہمکو
 چمن میں ہم سیر کو تو آئے مگر ہر کھٹکا سا ایک دل کو
 نہ دوست اپنا یہاں ہر گلچین نہ راہ ہر باغبان سے ہمکو
 عجب ہر نیرنگہاے الفت خبر نہیں بخود ہی سے اب تک
 ہمارے درد نہاں سے تمکو تمہارے درد نہاں سے ہمکو
 ہوا ہر مدت میں وصل جانان عجیب راحت سے سوچ میں
 ابھی تو ہر رات اسی موزن جگانہ شور اذان سے ہم کو
 افسا کے مشتاق دیر سے ہن دہاں گردن ہر سر ہمارا
 ہزار شمشیر ناز چکے نہیں خطہ امتحان سے ہم کو
 پس فنا بھی نظر میں اب تک وہی ہن جگمگت وہی ہن جلے
 اگرچہ اس عمر بے بقائے چھڑا دیا کاروان سے ہمکو
 یہاں تھے جلسے پر یخون کے وہاں ہن صحبت میں چر و غلا

خدا نے داخل کیا جنان میں اگر نکالاجان سے ہم کو
 یہ شیخ و داعط سے جا کے کدو کہ آپ بھی تہنیت کو آئیں
 شرابخانے میں آج بیعت ہوئی ہر پیرِ معان سے ہم کو
 ہواے الفت میں ایک گل کے ہو میں ہم ایسے محو حیرت
 کہ اب نہ حسرت بہار کی ہر نہ خوت فضل خزان سے ہم کو
 وہ توڑ کر چوڑیوں کو اپنے یہ بولے میرے کفن میں رکھ کر
 کہ صحنِ محشر میں ڈھونڈھ لینا کسی جگہ نشان سے ہم کو
 کمال احسان ہو جوشِ وحشت اگر دکھائے تو اور عالم
 غبار ہر اس زمین سے ہم کو ملال اس آسمان سے ہم کو
 یہ صورِ محشر سے کد و صفدر کہ خاکساروں سے کیا کدورت
 بعد میں راحت سے سو رہے ہیں جگانہ شورِ فغان سے ہم کو

موسم گل ہو باغ ہو ہم ہونہ گلغدار ہو	لطف اٹھے بہار میں اور تھی بہار ہو
صحنِ چمن میں ہر جگہ رنگ جیسے نشاط کا	نہرینِ وان میں جا بجا جوشِ پرشار ہو
برق کی بقیریاں ابر کی اشکباریاں	خندہ گل ہو ہر طرف زمر زمہ ہزار ہو
ایک طرف ہو جامِ مویک طرف ہو بانگ	ایک بغل میں شیشہ ہو ایک بغل میں یار ہو
پاسوں سے بھگادوں میں سا غم ملاؤ نہیں	دل میں سرور صول ہو آنکھوں میں کچھ خار ہو
جوشِ نشاط میں اُنکی کر میں ایک تار ہو	دوسرا تاج میں مرگیسوے مشکبار ہو

<p>اس سے میں ہلکار ہوں مجھ سے وہ ہلکار ہو روٹوں میں فیسے چاہ ہو دو ٹوں میں فیسے پیار ہو میں کہوں کہ کس کو تاب ہو دل پہ بھی اختیار ہو دل مرا لاکہ جان سے تم پہ نہ کیوں نثار ہو آتش تیرا دھل دھل اگر ہزار ہو صبح کو چھیر چھار ہو آنکھ اگر دو چار ہو دل سے کلام آرزو ناز پہ تو نثار ہو طاہر دل کمان کمان صید بنے شکار ہو</p>	<p>سینہ بہ سینہ لب بہ لب حشر میں لکی نکلیں اُس کے گلے میں میرا ہاتھ میرے گلے میں اُس کے ہاتھ وہ کہے دم تو لو ذرا وصل کی تمام شب تھے میں گل پہ لیلیں سر پہ فرمانِ خدا میری وہ گرم جوشیاں اُسکی وہ بیقراریاں چہرہ بحال ہوا دھڑ دھڑ سرنگوں اُدھر جان سے شوق کا سخن اُسکی ادا پہ ہوا خدا بے سبب تیغ ناز ہو یا ہو اسیر دم زلف</p>
<p>ایسی بھی ای خدا کبھی گردن میں دغا ہو</p>	<p>ہفتہ رامید وار ہو اُسکی برائے آرزو</p>
<p>چلے آباد گردن اب کسی دیر اسنے کو اور راتیں میں بیت زلف کے سلجھانے کو تھم گیا تھا دل قیاب کے ٹھہرانے کو ناز کو غم کے کو انداز کو شرم مانے کو کاش اکبار وہ سن لین مرنے کے اسنے کو غول یاروں کے چلے آنے میں سمجھانے کو یوں تو سب خلق میں مرجا میں مرجا کو چار دن گلشن بستی کی ہوا کھانے کو</p>	<p>آج کل دھن یہ بندھی ہو کر دیوانے کو وصل میں دور کر دے اُسے کو شامنے کو دیکھ کر در پہ خفا ہوتے ہو کیوں جاتا ہو فرقت یار میں کس کس کو بھلاؤں دل سے دل دیکھے یا نہ دیکھے رحم کریں یا نہ کریں سخت جبران میں کس کس کی سنوں دشت میں موت اُسکی ہو تیغ ادا کا چورنگ ایسے آنے سے تو ہم کاش نہ آنے ہوتے</p>

دائے قسمت نہ کہیں جلوہ جانان دیکھا کوئے جانان کے سوا میں کہیں جاگیر نون اپنی آنکھوں کو ذرا جان جہان سمجھا دے میں تو سجدہ کی طرہ جاتا ہوں اعطہ بخیرا باغبان مجھ کو گلگشت چمن سے کیا کام پھر گئی صاف نگاہوں میں وہ چشم بیگون کبھی ہنصہدی کبھی نشان کبھی کنکھی چوٹی دل جگر آنکھیں میری ساتھ لیے جا قاصد	کبھی کبھی کہے کو گیا میں کبھی نبھانے کو شمع پر بچونک دن فردوس کے پروانے کو چھٹی بن میں ہی پر بیان ترے دیوانے کو دل مجھے کھینچے لیے جاتا ہر میخانے کو آگیا ہوں دل بیمار کے بھلانے کو آنکھ بھرائی مری دیکھ کے پیمانے کو خوب جیلے تمھیں آتے ہیں بیانے کو کچھ کھلونے ہیں اس طفل کے بھلانے کو
---	---

پاس خاطر سے کہے شعر یہ میں نے صفدر
اک پری مجھ سے غزل مانگتی تھی گانے کو

صفدر زبان سے راز محبت عیان نہ ہو مجھ نالہ کش کے ساتھ جو گرم فغان نہ ہو لنگ کے جو چرخ سے کتنا ہرچھ سے دل زنجیر کیا ہی نیچہ دشت کے سامنے باتیں بھی چھیر چھاڑ کی کیجیے شب شام و سحر دعا ہو ہی عندلیب کی کلماتیں مست تو بہ بھی ہم زند اگر کریں	دل شناسے درد ہول لب پر فغان نہ ہو فریاد عادت جرس کا روان نہ ہو اُس سرزمین پہ چلیے جہاں آسمان نہ ہو ٹکڑے کرے قدم جو مراد میساں نہ ہو بوسے کا لطف کیا جو دہن میں نہ باش ہو یار کسی بہار چمن کو خسراں نہ ہو قاضی پین شراب تو اُس پر گمان نہ ہو
--	---

تائیر عشق ہوتی ہو دون طرف ضرور	ممکن نہیں کہ شوق یہاں ہو وہاں نہ ہو
کیا خوف برق کا تھیں گلچین باغبان	تم پر توجہ گرے کہ مرا آشیان نہ ہو
وہ مہربان اگر ہو تو عالم ہو مہربان	وہ مہربان نہ ہو تو کوئی مہربان نہ ہو
کھٹکا ہر بار باریسی عندیہ کو	صیاد کا غریزہ کمین باغبان نہ ہو
جو ہر دکھا رہے ہیں شمشیر ناز کے	ہر نظر کسی کا انھیں امتحان نہ ہو
لاغر ہوا ہوں فرقتہ جانان میں شہد	دو شص صبا پہ بھی مرا موہ گران نہ ہو
ہم اچان سے درد و غم دباس لیچکے	پروا نہیں جو ساتھ کوئی کاروان نہ ہو
تن سے نکلے روح پریشان ہر کدیر	طاؤر کوئی زمانے میں بے آشیان نہ ہو
ہر چند ہی یہ جنس گران شک جام جم	پر کیا کرین جود لکا کوئی قدر دان نہ ہو

صفدر کبھی مین نام محبت نہ لون اگر

یہ دل نہو یہ آنکھ نہ ہو یہ زبان نہ ہو

بچپن کر رہا ہوں کیا کیا دل و جگر کو	ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہیں ہم تو گھر کو
کب تک یہ طول فرقت تاثیر دے آئی	اس آہ نارسا کو اس اشک بے اثر کو
ایک ایک ناز انکا بچپن کر رہا ہوں	کیونکر کوئی سنبھالے اپنے دل جل کر کو
ہر بار کون مانگے سانی سے ساغر کو	اپنی خبر نہیں ہر مجھ مست بے خبر کو
راہ طلب میں مجھ پر جانی ہر بے غفلت	خود بھی نہیں اُن افت جاتا ہوں کدھر کو
عاشق ہوں مین فتنہ کا شوق دم کا ہوں	صیاد کا تباہی کیوں سیریاں دہر کو

آگے نہ آئے قاتل اب ہر پسی ارادہ بوسلے وہ وصل کی شب گیسواٹھا کے سب پھرتا ہوں شل سیہ ہمارا اُسکے ہر دم ای باغبان ہر طائر ہوں گلشن جہان میں بتیا بیان نہ سمجھا کچھ بھی وہ نادک فلک زند آگ جب میں نکلا زنجیر کیا غل جب قافلہ چلیگا سوے دیا جہان ہر بات میں ہر رونا ہر گام پر ہر نالہ	پھینک دن کاٹ کر میں اُسکے قدم پر سر کو ہر صبح ٹھنڈی ٹھنڈی جاؤں سر ہار گھر کو جاتا ہوں وہ جدھر کو جاتا ہوں میں اُدھر کو سیرِ حرم دکھاؤں جھاروں بال ہر کو سیکان کے ساتھ کھینچا میرے دل جگر کو آباد پھر بھی کرنا اگر اس بڑے گھر کو پہلے چلینگے سب ہم باندھ کر کمر کو مشکل ہو ساتھ میرا ہر ایک ہمسفر کو
---	--

اُس بت نے درمیرا صفدر کبھی پوچھا
اکس دن نہیں گیا میں تھکے ہو جگر کو

نظر آتا ہو گل آزرہ دشمن باغبان مجھ کو دہن تیرا دکھاتا ہر فضاے لامکان مجھ کو فرہم اپنے بیگانے میں ضبط آہ لازم مقیم محفل عشرت تھا اب محرمین ناموں کیا ہر عہد دل کوے جانا نہیں جاؤں تصور حبسے دہلیز ہر اک شک یوسف کا نہ دکھلائے اثر جذب محبت غیر ممکن ہر	بنا ناہی نہ تھا ایسے جن میں آشیان مجھ کو کمر تیری بتائی ہر نشان بے نشان مجھ کو خدا کے واسطے سو انگریز زبان مجھ کو کہاں تھا کین لایا یہ در آسمان مجھ کو کہ اپنے صبر کا مذ نظر ہر اتحان مجھ کو بیا بائیں بھرتی ہر تلاش کاروان مجھ کو ترب جادل انکا ہو بتا بی بیان مجھ کو
---	--

<p> بنایا ہر خدا نے شمع تلو بجگو پروانہ آتر منبر سے اسی دعا کہ میں شہیار میکش ہو ٹیپکل نقش پا کر رگیا میں ناتوان بیچھے بزم گل شگفتہ رہتے ہیں داع جگر نرم جگہ دی تھی غم الفت کو دین تہ بچھا مراد کسے قاتل میں بیو بچکر بچھ گستاہر اگر فرصت ملی مسجد میں بھی آجاؤ لگا زاہد </p>	<p> جہان جلوہ تمھارا ہر رسائی ہو وہاں بجگو نہیں ممکن کہ دھوکا دہری ادھی کان بجگو کریگا یاد منزل پر پہو بچکر کاروان بجگو ملی ہر باغ الفت میں بہار بہ بخران بجگو کریگا قتل قابو پا کے میرا یہماں بجگو کہ یہ تو ہر شہاد نگاہ تو لایا کہاں بجگو ابھی کرنے دے چند خدمت پیران بجگو </p>
---	---

میں اسی صفہ پر ہر صول شہار کیا ناقہ دراون

بہار طبع دکھلاتا جو ملتا قدر دان بجگو

<p> شادی وصل میں آیا جو تبسم بجگو خندہ گل ہر کسی گل کا تبسم بجگو حسن و انداز دادا تمکو ملے روز راز ہاے یاد آتی ہیں کیا کیا وہ ادب کی غیر جو رشک سے جلتے ہیں جلہ کی پروا رزق گلشن الفت ہر مرے اشکوں سے وہ بڑی ناز و اداسے ہوا اگر گرم سخن وہ موحہ ہوں ملے ہیں مجھے گوش شنو </p>	<p> غم فرقت نے کہا بھول گئے تم بجگو نغمہ بلبل شیدا ہر ترنم بجگو درد و غم رنج و الم یاں تو ہم بجگو آنکھ میں شرم تکلم میں تبسم بجگو میں تمھیں چاہتا ہوں چاہتے ہو تم بجگو صفتِ قطرہ شبنم نہ کرو دم بجگو پھر سلیمان سے نمود و نق تکلم بجگو خندہ گل بھی ہر بلبل کا ترنم بجگو </p>
---	---

بار خاطر تھا شب وصل ہوا کا بھی گذر	بدگمانی انھیں ہوتی تھی تو ہم مجھ کو
و ان جواب ایک نہیں اور بیان لاکھ سوا	خاموشی آنکو پسند آئی تکلم مجھ کو

یاد ہر خواب میں صفدر وہ کسی کا کنا	سج کویا دیکھی کرتے ہو کبھی تم مجھ کو
------------------------------------	--------------------------------------

بیار سے دیکھ لو اکبار اگر تم مجھ کو	اپنی آنکھوں میں جگہ دین ابھی مردم مجھ کو
کیا کمون کے تصور میں زمانہ چھوٹا	کسکی تصویر خیالی نے کیا گم مجھ کو
جسکی تقدیر میں جو تھا وہ ملا روزار	بیلی مجنون کو ملی نل کو دین تم مجھ کو
جب گلستان میں شگفتہ کوئی غنچہ دیکھا	آگیا یاد کسی گل کا تبسم مجھ کو
تو نے اعز سرہ جبین باغ میں نشان چھری	نظر آئے شب تار یک میں آنجسم مجھ کو
کوچہ یار میں بھیجا تو ہر قاصد بسکن	دل میں سو طرح کے آتے ہیں تو ہم مجھ کو
پھر بہار آئی ہوئی پھر وہی سستی کی ترنگ	یچلا پھر دل بیتاب سوئے خم مجھ کو
راہ الفت میں کچھ ایسے ہر دو دن بخود	دلو گم میں کیا دل نے کیا گم مجھ کو

یاس سر پیتی ہر رونی ہر حسرت صفدر	بیکسی کستی ہر کیون چھوڑ گئے تم مجھ کو
----------------------------------	---------------------------------------

تب لطف زندگی ہر جا بر ہو چین ہو	پیش نظر ہوسا قی پہلو میں گلبدن ہو
بہر زبادہ شیشے دور شراب گلگون	معتشوق نوجوان ہو جام محکم ہو
گلچین لگائے ڈالی پھولوں کی پیش مسند	نرگس ہو یا سمن ہر نسرین ہر نستر ہو

<p>بمجمع مصاحبون کا یاران بنے تکلف پینا سے صاف تر ہو ہر ایک کی طبیعت مذکور حسن لیلیٰ نغمہ ریز ششیرین بزم طرب میا جلسہ پر بر خون کا کہ رخ ہوا اسکے رخ پر کہ لب لب لب اسکے لب راز پر اسکے راز باز و پیر اسکے باز و طوق مگر کسی دم یہ دست شوق اپنا ہنگام وصل جانان ایسا ہو ربط باہم</p>	<p>خسے کہ ربط باطن مانند روح و تن ہو آئینے سے زیادہ ہر جہہ بے شکن ہو کہ داستان مجنون کہ ذکر کو کہن ہو آنخوش یمن وہ دلہر جزیبہ انجمن ہو آب بقا نصیب کام و لب و دہن ہو ہاتھون میں اسکے گیسو لب پر مراد ہن ہو طوق گلو کسی دم وہ زلف پر شکن ہو وہ روح میں بدن ہون یمن روح وہ بدن</p>
---	---

ہندو یہ عیش بجو ہر در زمین میسر
 کیونکر ادا اسکے شکر اطاعت و ملن ہو

وہ مزہ وصال کی رات کا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی شرم تھی کبھی ناز تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 وہ زمانہ جوش شباب کا وہ مزہ سرور شراب کا
 کبھی گریہ تھا کبھی تہقہ تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 وہ چار و وصل میں چھڑنا وہ تمھارا شرم سے جھپٹنا
 کبھی نبتیں کبھی التجا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی گریبان کبھی شوخیان کبھی ٹھنڈی سائیں کبھی فنا

کبھی پہلی نظروں سے دیکھنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 کبھی ہم سے تم سے وہ ربط تھا کہ ہمیشہ رہتے تھے ایکجا
 کبھی خواب میں بھی نہ تھے جدا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 ہر سب سے ایسے غیروں سے آشنا ہیں صاف دلیسے بھلا دیا
 کہ ہم سے تھے کما تھا کیا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ چٹھیر چھپاڑ کا ڈھنگ تھا نہ یہ دکھ بھال کا رنگ تھا
 نہ یہ غمرہ تھا نہ کرشمہ تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ بیوں کو مٹی سے کام تھا نہ تمھارے ہر آنکھوں سے آشنا
 نہ خناس سے سرخ تھے دست و پا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ زمانہ یاد کرو ڈرا کہ نہ ہوش تھا تمھیں ہر وقت
 ہیں اک تمھارے تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ دہری کا سلیقہ تھا نہ سرنگری کا طریقہ تھا
 نہ یہ شوخیان تمھیں نہ یہ جھٹا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 نہ یہ گیسو دن کا سنگار تھا نہ یہ جو بولیں کا ابھار تھا
 نہ یہ آئینہ نہ یہ شہانہ تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
 یہ نئی ادائیں یہ شوخیان تو اب آگئیں تمھیں جان جان
 کبھی آئے سے بھی تھی جیسا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ لکھا تھا میرے نصیب کا کبھی عاشقوں کو اگر گنا
مرانا م لکھ کے شاید یا تم حسین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی تم بھی صفدر با وفا کسی بی وفا پہ تھے بسلا
وہ کلیجہ ہاتھوں سے تھا مٹا تم حسین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جہان کے اچھے بردن خبر نہیں ہو کو کسنی کے عشق میں ایسی ہوا تو بخیری نصیب نختہ زمانہ عد و فلک دشمن ہزار بار بار باطن جہان پھلے پھولے بسا عارض جہان کی آنہ لائے ہون سے رسم درہ عاشقی نہ کھو کو ہجوم غم نے کیا رکھا اس قدر پادوس ہر ایک درے سے پیدا ہر جلوہ خوشینہ وہ ہنس کے بڑے سنگھایا جو عطر صندل کا یہ بار بار ابھکتا ہو کیون دل مضطر لحد میں بعد فنا بیکسوں پہ کیا گدڑی وہ شاخ ہن کہ نہ ہرگز کبھی پھلے پھولے	کسی سے نفع کسی سے ضرر نہیں ہو کو اگر چند روز سے اپنی خبر نہیں ہو کو کبھی دعا سے ایسا اثر نہیں ہو کو نہال عشق سے حاصل ثمر نہیں ہو کو کسی طرح سے یہ مد نظر نہیں ہو کو اگر تو جسم نہیں صبر اور صبر نہیں ہو کو شب منہ اق ایسہ سحر نہیں ہو کو نظارہ خاک ہوتا تب نظر نہیں ہو کو تمہارے سر کی قسم دروہ نہیں ہو کو ہوے زلف پریشان اگر نہیں ہو کو مسافران عدم کی خبر نہیں ہو کو وہ نخل ہن کہ ایسہ ثمر نہیں ہو کو
--	--

وہ سر فردش میں یہ ان عشق میں صفدر

کسی سے خون کسی سے خطر نہیں ہو	
جیسے ہر عشقِ رخ و زلف پریشان مجھ کو	حاجی کعبہ اس ابرو کے تصویر میں ہوا
حور کی دلکو تنہا نہ پری کی خواہش	میں کہاں عشق کہاں دعویٰ الفت کیسا
جان بلب لے تری آنکھوں کی قسم وقت میں	میں وہ آئینہ ہوں اس انجمنِ ہستی میں
صبحِ شکام سے کیا کیا ہیں غذا بہت	جلد اے خضر جنوں بہت صحرا دکھلا
میں کہاں درمیں کو چہ دلدار کہاں	زلفِ شبگون کے تصویر میں جو ستاروں کی
لطفِ صبا دودھ قید میں راحت پائی	تو سلامت کے دشمن ہوں قضا کے ممنون
کسی تصویر خیالی نظر آئی صفدر	کر دیا حسنِ خدا داد نے حیران مجھ کو
کیا آنا قید زندگی سے اپنے بسمل کو	ابھی قاتل نہیں سمجھا مری بقیانِ دل کو

<p>نہ کچھ دلی خبر بچو نہ کچھ میری خبر دکنو ادھر حشر ہر بسمل کو ادھر سکتا ہر قاتل کو کیا زندان میں کس نے قید آواز سلاسل کو اٹھا دین آپ اگر آئینے سے اپنے مقابل کو جلایا رات پروانوں نے کیا کیا شمع محفل کو گر اتنا مناشب ہر بلا لین پہلے قاتل کو خدا آسان کر دیتا ہر سرنبد کی شکل کو رقابت سے فرشتے ددر کر دیتے ہنر کو</p>	<p>میں آوارہ وہ سودا کی میں سرگرداں دیوانہ خدا جانے کہ کیا لذت ملی دونوں کو قاتل سبکو دیونکو اندیشہ نہیں کچھ ظالم سے ہمارا انجمن سے کیا اٹھانا ہم تو جب جانیں کسی کے روئے روشن پر سحر تک تھی بلا گردان اگر عیسیٰ جلاتے ہیں جلا میں تو سے ملو وصال یا کر ادول نہو یا کس فرقت میں قریب کو سے جاناں جینا داندہ پختا ہوں</p>
<p>تمنا یا مس حشر درد کیا کیا آئین سے ہن عجب وسعت خدا دی ہر صفت ہر درد کو</p>	
<p>عدم کی دوری منزل قدیم اٹھائے چلو طلسم ہستی فانی بیدار بنائے چلو کہا یہ ناز نے داسن ذرا اٹھائے چلو حسینو ہم سے بھی نکلیں ذرا اٹھائے چلو کمر میں چاہیے بول کوئی لگائے چلو کسی کے زیر قدم چشم دل بچھائے چلو کو یہ چھا لکڑی آنسو ذرا بہائے چلو</p>	<p>رہ سفر میں نہ جی رہو وچرائے چلو جو غم کو چہ قاتل ہر تم کو جانبا زو مزار پر جو ہمارے گذر ہوا اُنکا خرام ناز کے ہم بھی ہیں دیکھنے والے کہیں سفر میں حاجت پڑے جدج نوشو ہم اسکی زیر سے اٹھے تو شوق نے یہ کہا زبان خار و فیلمان ہر خشک صحرا میں</p>

<p>رہ رضا سے اُسی میں سر جھکائے چلو جیسا یہ کہتی ہے چادر سے منہ چھپائے چلو وہ آئی سامنے منزل قدم پر محاسن چلو</p>	<p>اگر ہر نفس سیر منزل تسلیم عدم کا قصد جو ہم رو سیاہ کرتے ہیں قرب کو چہ قاتل یہ دل نے بچھے کما</p>
<p>جو غم کعبہ مصمم ہر دل میں عرصہ خرد رہی کہ رہے تہ سکہ دبا کے چلو</p>	
<p>رگاہ شوق سے دیکھو دوس گلے جو بن کر بھڑک کر آتش گل پھونکے گلپین کے دہن کو نہیں کچال چوری کا چھپاؤ کیون میں تری اس کی صورت کو تری سب پر بقول کو کبھی ساقی کے چہر کو کبھی شیشے کی گردن کو گردن میں قطع ہاتھوں کو جو چھوڑیں تیر دہن کو خدا کا شکر وہ پہچانتے ہیں دست دشمن کو اٹھاؤ زلف بچاؤ گدھا دور روشن کو لگائے رکھتے ہیں چھاتی سے اپنے اپنے جو بن کر اٹھیاؤ چادر گل کو بکھاؤ شمع مدفن کو مرے داعیوں گلدستہ بنایا ہر شہمن کو جلاد شعلہ برق تجلی اسکے جلن کو</p>	<p>بہار آئی ہر دیوانو چلو صحراے گلشن کو بہار اگر آتی برق کر دے سار گلشن کو وہ چلتے ہیں بھر بھر شیشے میں تو کتنے ہیں تمنا ہے بھرا کر سمنے دیکھا گردن ہر دم بہار گل میں تو ہرگز کس حسرت نکلتا ہوں ترے گھر سے اگر نکلے تو شیریں بانو میں ان جین کی پہلے منزل میں باجاعت شہادت کا بھٹانق نظارہ ہے یہ شہم دیا کتب ہوائی کو حسینا جان بھی پیار کرتے ہیں تکلف ہے نفرت عاشقوں کو بعد مرثیہ بھی وہ بلبلوں کے سیر باغ گھر بیٹھے میسر ہے نہان کتب سترہ حسن عالم سوز پردہ میں</p>

بھٹکے جو آپسے لازم ہر جھکنا اُس سے اسی صفہ در تہ شمشیرِ قاتل میں جھکاؤں کیوں نہ گردن کو	
چمن میں مژگامزہ ہر جو پاس یار بھی ہو نجاؤں اُسکی گلی میں مگر مشہور بھی ہو سوالِ صل میں لازم ہر بقراری دل دیا تھا دل تھیں کس کس امید پر ہیں شبِ صال بسر ہوگی آج گلشن میں ہزار دعویٰ الفت پہ بن قسم کھاؤں نہ اٹھیں کوچہ جانان میں بٹھکے یارب چمن میں بزم میں منظور ہو جان چلیے وہ لاکھ وعدہ کریں ہم کو تاب صبر کمان سحرِ قریب ہی بٹھو گے بزم میں کب تک	ہو اسے سر دیکھی ہو نغمہ بہار بھی ہو سنبھالو خاک جگر دل پہ اختیار بھی ہو دعا قبول ہو شال جو اضطراب بھی ہو نہ جانتا تھا کہ ایسے ستم شعرا بھی ہو سدا جنگ بھی ہو نغمہ ہزار بھی ہو حضور حب مری قسموں کا اعتبار بھی ہو یہیں ہمیں اجل آئے یہیں مزار بھی ہو مگر یہ شرط ہے ہمراہ جان نثار بھی ہو کچھ اختیار ہو دل پر تو اضطراب بھی ہو چلو بنگ پہ عاشق سے ہکنا رہی ہو
شب وصال کا جب لطف اُٹھے اسی صفہ در چمن میں جام بھی مینا بھی دیکھی یار بھی ہو	
فرقت میں سنائی ہر شب تار کسی کو شکوہ پہ مگر باسے یہ اس شوخ کا کنا کتنے ہیں وہ عشاق کے احوال کو سنکر	دکھلا دو ذرا چاند سا رخسار کسی کو معشوق بھی ملتا ہے وفا دار کسی کو کیوں مرتے ہیں کیوں کرتے ہیں پاکیزگی کو

<p> کچھ دے جو کہتا ہوں تو کہہ دیتا ہوں یہ بھی بل کھا کے نزاکت سے یہ کہتی ہر گلانی اجاب نے کی میری سفارش تو وہ بو تابوت مراد صوم سے یار و نہ اٹھاؤ کس کٹھ سے ہر پھر اکو دعو کٹھاوت سمجھا دل نادان کہ یہ عاشق ہر مقرر اگر مری میت پہ وہ کس پاس بولے بالین پر مرے کہنے ہیں گھبرا سکے مسیحا آغوش میں کھینچا تو کہا آسنے بل کر </p>	<p> کرنا نہ جسے اسکی جسے دار کسی کو زور نہیں پھو لنگا سنا دار کسی کو دشمن مگر کیا کرنے لگے پیار کسی کو رسوا نہ کرو یوں سہ بازار کسی کو کہ آپ نے بوسے دیے دو چار کسی کو دیکھا جو کہیں جہان بزار کسی کو دیکھا نہ زمانے میں وفنا دار کسی کو اس درد کا دیکھا نہیں بیمار کسی کو اسطرح بھی کرتا ہی کوئی پیار کسی کو </p>
--	--

ایچین، مین، جہ، صبر، مین، تیا، بہ، مین، عفتدر

دیکھا ہر وقت سر سبز بازار کسی کو

بارہ عشق گلرخان پہنے پیسا جو ہو سو ہو

صوم و مصلوہ و آقا چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

دل اُسے جوش عشق میں پہنے دیا جو ہو سو ہو

لطف و کرم و فساد مرچور و جفا جو ہو سو ہو

باغ میں کوئی مست ناز سوا ہر آج بیخبر

رخ سے نقاب اٹھا بھی دی باد صبا جو ہو سو ہو

راحت وصل رنج ہجر رشک ہو و جفا سے بچ
 اکہ بیتہ بیوٹا کو دل ہم نے دیا جو ہوسو ہو
 دل سے نہ ضبط ہو سکا ہوسہ تو چھٹے سدا پیا
 ابنا تمہیں اختیار ہجر اسکی سزا جو ہوسو ہو
 میں نے کہا کہ جان و دل تجھ میں بقیار میں
 اُسے ادا و ناز سے تہنیک کہا جو ہوسو ہو
 دیکھتے تھے کیا اُسے پہلے ادنیٰ تو ہو گئی
 بزم تہان میں جاسکے میں کیو گیا جو ہوسو ہو
 داد و ستد میں عشق سے کج بحث تہنیک پڑا تھا
 دل آستہ و سیک در و تنہم ہٹے دیا جو ہوسو ہو
 دل ہو ہزار مضطرب جانی ہو لاکہ ہینتہ ار
 عشق تہان کو چھوڑ دے ہر خدا جو ہوسو ہو
 ایک ہی ہستی و عدم کیسی خوشی کہاں کا غنم
 نقش خودی مٹا دیا اب ہمیں کیا جو ہوسو ہو
 ابو شب وصال میں یار سے میں پٹ گیا
 شوخی و غمزہ دادا شرم دیا جو ہوسو ہو
 عذ شباب فصل گل موسم نادونش ہر

کس کو ہر فکرِ غایت بعدِ فنا جو ہو سو ہو
صفہ رختہ جان کا دل بھس کر کہین تہلا ہوا

تھکا جو جنون ذرا ذرا پھر وہ ہر صبا جو ہو سو ہو

دیتے دعا میں حشر تلک کوے یار کو تو فیت دے خدا یہ ہمارے غبار کو آئی جو موجِ نگہت گسوے یار کو دکھلا کے باغ میں گل رخسار یار کو افسوس تم ہو غیر کے گھر اور ہم بہان ترا اُٹل ہو دُخ دے کیا ر دے حسنِ یار وہ چشمِ مست سا غم ہو تو کیا کریں جوشِ جنون میں بھی وہی باقی رہے تیرے دل نے تڑپ تڑپ کے بعد میں ہزار بار کیا جانے کہاں کی کدورت صبا کو تھی	تھوڑی زمین ہمیں بھی جو ملتی مزار کو دامن پکڑ کے روک لے اس شمسوار کو مٹی کی ستار میں مشک ستار کو انگاروں پر ٹٹا کنگے اکدن ہزار کو کاٹین تڑپ تڑپ کے شبِ انتظار کو آخر خزان نے کھو دیا لطفِ بہار کو خوش بھی کبھی کیا ہے کسی بادِ غبار کو دیتا ہوں آبلے میں جگہ نوکِ خار کو بھینکا ہے آسمان پہ سنگِ مزار کو بر باد کر دیا مرے مشتِ غبار کو
--	---

کس کو یاد کیجئے صفہ رُفراق میں
اس کو چین کو یار کو بادِ بہار کو

گیا میں جھیکے اُس محفل میں لاغور ہو تو ایسا ہو ہمارے دل نے نہ بھیرا نہ اس شمشیرِ برو سے	نہ دیکھا مجھ کو دربانِ مقدر ہو تو ایسا ہو بہادر ہو تو ایسا ہو دلاور ہو تو ایسا ہو
--	--

جوشیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو نمازی مرتے دم الہد اکبر ہو تو ایسا ہو کھنگے اہل تقوی دامن تر ہو تو ایسا ہو خونک جوش میں جاے سے باہر ہو تو ایسا ہو قریب یک حیوان خضر رہر ہو تو ایسا ہو پسچا دل اُس قاتل کا پیچر ہو تو ایسا ہو افضا بولی کہ کیا کننا شناسا در ہو تو ایسا ہو	میر غیاث دم بھر خیمہ دل خالی نہیں ہونے افضا بولی جو زیر تیغ قاتل سر جھکا میرا ہچاؤ لگا جو سب کو گرمی خوشید محشر سے ہمیشہ خواہ میں پھر تا میں شل روح سیار اب جان بخش کی خواہش میں ہر خط نظر آیا ترپنے سے ہمار کوہ پانی ہو گئے لاکھوں مر بسمل جیاب سا جو گدرا بحر ہستی سے
--	---

خدا نے ہر کو صفہ دل یا اور و لکھت دی
کرم کہتے ہیں اسکو نیدہ بر در ہو تو ایسا ہو

دو شوق دیوانہ بنا دیا ہر انسان کو خدا اسے نہ رکھے ای خون نخل مغلان کو بہت چیز کیا دہن بہت پھار اگر بیان کو پریشان کر دیا زلف دو تانے سنبلستان کو خدا اوقتی کرتی تری زلف پریشان کو جو سچ پوچھو تو بلبل اجا رہر گلستان کو چمک جائے میں تا کہ جب چھو کہتے ہیں نشان کو کہ بیان بھی تو مچا جھک کر لی ہیں لیماں کو	میں اک بت کی طلب میں چھوڑ بیٹھا دین و ایمان کو ہیا بان چھوڑ کر یوں دینیں سیر گلستان کو گناہ تنک و رشتہ اتو بہر خون دم لے کیا نہ گنس کو حیران کی چشم خماری نے پریشان چاٹو نہ کا حال شیرکان میں کہہ چمن میں کڑی تھی ہر کسی کہ سوزان سے کہ مل نظر آتا ہر جب برقع اٹھاتے ہیں حسین سے موضع کرتے ہیں کیا تعجب کو
---	---

<p>بجاک دل سے پہلو میں لازم ہے چمپا رکھوں نئی تدبیر سے بدلِ شبِ صلیب بڑھائے نہ گُل توڑے کبھی گلچین کا باغبان شاخیں کسی محفل میں ہلکوب ملی جمیعتِ خاطر</p>	<p>مقرر و مفوض صفیٰ ایگا قاتل اپنے پیکان کو کرنیکے یا ذرفو کی طرح شبہا سے بچران کو کبھی بلبل کی آنکھوں سے اگر دیکھے گلستان کو کہ ہر مجمع میں بکھایا داسنِ لب پریشان کو</p>
<p>خزان میں ہوش کسکو ہوا اٹھائے ہاتھ کون اسپر بہار آئی تو صفدر دیکھ لینگے ہم گریبان کو</p>	
<p>یوں مرد کو ہے اس گل پیر میں کی آرزو ایسی بلبل کو نفس میں ہے چین کی آرزو ہمکو ادھیاد اب بہر خدا آزاد کر آستین دامن گریبان اندون بیکار میں دور گردوں کی بیابان مرگ ہم وحشی ہو آگئی فصلِ خزانِ خست ہوئی فصلِ بہار وہ نہ آئے بھولے کبھی دیر و کعبہ میں کبھی آنکھیں ہی کچھ طالبِ یدِ ارزق میں نہیں ہمکو غربت میں جلّی بڑا فیوس ہے شاخِ گلبن میں کبھی حیا دسکا دسے</p>	<p>جسطح دو دھاکو ہونی ہو دھن کی آرزو جیسے غربت میں سا فرکو وطن کی آرزو فصلِ گلِ آخر ہے اور دل میں چین کی آرزو کسکو ہے خوش جنوں میں پیر میں کی آرزو جب تلاش پیر میں بھی اب کفن کی آرزو اب نفس میں کیا کرے بلبل چین کی آرزو ایک بھی نکلی نہ شیخ و برہمن کی آرزو اپنے کا نوٹو بھی ہر اسکے سخن کی آرزو رہ گئی دیدارِ یاران وطن کی آرزو بلبل نالان کو ہے سیر چین کی آرزو</p>
<p>کاش صفدر اپنا جانا ہو دینے کی طرف</p>	

ہر طوافِ روضہ شاہِ زمیں کی آرزو	
دیوانہ بنا یا ترے جلوے نے پری کو مڑتا ہوں خیز تک نہیں بس شکِ پری کو اس شمع نے سینے پہ کھاتا تو رکھا وہ آنکھ کہاں ہے جوج عیش کو دکھین یا رانِ عدم کا نہ پتا ہر نہ نشان ہے مرغانِ نفس کی کبھی سنتا نہیں فریاد یا ذاتی ہے اس ابرو خدا کی محراب وہ تیر کہاں سینہ کہاں یہ بھی مقدر پیری میں گریا مجھے محفل کی نظر سے ہم مرتے تھے زندہ کیا بعد آپ نے آکر	از قمار نے پا مال کیا کبک درسی کو آہ مین کیا روگون تری بے اثری کو اس خزاوے مرے در و جگر سی کو وہ کان کہاں مین جو نہیں خوشخبری کو بھیجوں مین کہاں یک لیم سحری کو صیاد لگے آگ تری بیخبری کو جس وقت مین کٹھنا ہوں نماز سحری کو شیشے مین آتا رہا ہر مردل نے پری کو پوچھا نہ کسی نے بھی چراغِ سحری کو کیا روک لیا ملکِ ہدم کی سفری کو
اس زلف کی بولانی ہر جسطح ہو صفر تھکرا کوئی دم تو نسیمِ سحری کو	
ردیف ہاے ہوز	
کہا دل نے جو کبھی نرگس مخور جانا نہ ہمیں دنوں سے بڑھ کر ہر زمین کو سے جانا نہ حسینو گلے ہمیں ہاں نہیں عالم ہو دیوانہ	محسنِ جوانی سے بہا لب ہو یہ پیا نہ بہارِ شمع کو کبہ پرہیز کو صحنہ نہ نداسر گل پہ بلبل شمع پر قربان ہو پیرا نہ

<p>پری ہو میرے شیشے میں میں غافل ہوں کہ دیوانہ وہاں تیغ آزمائی ہو یہاں ہمت ہر مردانہ مریع عالم وحدت کا ہر مجنون کا دیر شاہ کہاں اٹھیں کہاں بیٹھیں ذرا سا ہر کیشاں جہاں جگمگت تھے پر یونے وہاں ہر آج ویر شاہ میں آوارہ میں دوائی میں سرگردان میں آہ کسی زلف پریشان کا دل صد چاک ہر شاہ قیامت ہو ہمارا آشنا ہوتا ہو بیگانہ وہ مینا ہو وہ ساغر ہو وہ ساقی ہو وہ بچانہ اسی کا ہر جگہ جلوہ ہو کعبہ ہو کہ شجائے عجب و عجیب قصہ ہو عجب ولسوز افسانہ کر نیلے اب کسی پردہ نشین کم سن سے یار شاہ لگا بہن شرم آگین شوق جتوں چال مستانہ</p>	<p>ہیشہ دلیں ہتا ہر خیال برو جانانہ کھنچا ہر خنجر تال تو اپنا نہ بھی حاضر ہر انامیلی کی ابتک ہر طرف آواز آتی ہو ہزاروں ہر دہشت یا لیں ان دلیں ہاں میں دکھایا انقلاب دہرنے کیا عالم حسرت غنیمت ہو وہ سمجھا تو جو کچھ سمجھا بجا سمجھا سرور فرق کچھ نہیں شبیہ کامل ہو تماشا ہو دل نادان کسی کے ساتھ جاتا ہو غرض طوبی کو شرم سے نہ پروا جو حقیقت کی عیمان ہو نور وحدہ بزم عالم میں دلی کیسی کبھی تو ماجرا عاشقان زار بھی سن لو تمھاری شوخیوں کیوں سے نکلے ہیں ادائیں انکی دیتی ہیں خبر جوش جوانی کی</p>
<p>ہیشہ ہو نہ مطرب ہو نہ ساقی ہو نہ پیمانہ</p>	<p>جہاں تھے ہی صفد کے برجم ہو گئی صحبت</p>
<p>تری بکی ہوئی باتیں ہی چالیں ہستیاں نہ نہ وہ ساقی نہ وہ مطرب نہ شیشہ نہ پیمانہ ہو شوق میں اس گلے اک عالم ہو لو انہ</p>	<p>پر برد آدمی کا دل نہو کس طرح دیوانہ خرابات جہاں میں ہ گیا مستوں کا افسانہ ترقی پر ہواں و زردن بہا حسن جانانہ</p>

وہ دل کیا ہو جس میں تصور اپنے دلبر کا غضب آیا کہ آیا محض بیخانی میں ساتی کبھی جس دل میں تھے تصورِ حبیبوں کے چھپا تھا عشق کے پردے میں اس کے جلوہ محبت نے کیا نیچو دے جو جکاجی جاے درا فرست نہیں ملتی ہر آنکھ زینت سے کسی کا آشنا میں ہوں نہ کوئی آشنا میرا جو انان چمن اپنا نہ سمجھے آجک مجھ کو خواباتِ جہان برباد ہو جا تو ہو جا بدلتا ہر مراد لنگ کیا کیا عشق بازی میں ابھی اٹھ جاؤ لگا مجھے محبت اتنا بڑا ہے لکھوں دُقرین تیرے حسن اپنے عشق کا کوئی مجھے مطلب نہیں آئین ہفتاد و دو دولت سے	وہ سر کیا ہو جس میں ہوا زلف جانا نہ فلک ٹوٹا سب پر بھر چکا شیشہ کا پیمانہ وہی دل گردشِ فلک سے ہے آج ویرانہ جسے سمجھے تھے داغ دل وہی تھا شمعِ کاشانہ نہ آوارہ نہ سودا ئی نہ حشی ہونہ دیوانہ کبھی سر نہ کبھی مہی کبھی غار نہ کبھی شانہ جنون تیری بے ہو گیا عالم سے بیگانہ ربا باغِ جہان میں مثلِ سبزه سب بیگانہ رہے ساتی سلامتِ خم کی خیر آباد بچانہ کبھی بلبلِ گلشن میں کبھی محفل میں ویرانہ بہت نزدیک ہوا سرخ کپڑے سے عنتم خانہ پیرانا ہو گیا ہے لیلی و مجنون کا افسانہ مراندہ بے فقیرانہ مرا شربِ ہر رندانہ
دلِ غبار کو صفہ درجہ کر لے کیا سبب سودا کر نیلے دل کا کسی دربار کے ہاتھ کشتہ تمھاری زلف کا جنت میں جب گیا گھر گھر پھر ہی تمام زمانے میں دختِ رز	یہ مسجدِ وہ بیخانہ یہ کعبہِ وہ بیخانہ اسنِ وفا کو چھینکے اک بیوفا کے ہاتھ حورینِ بکرا میں لینے کو دُورینِ بڑھاکے ہاتھ یارِ بکرا نہ آئی کسی پارِ ساکے ہاتھ

<p>گو نگھٹ آٹ کے اُسے شبِ وصل یہ کہا بجلی جھک کے رہ گئی آنکھوں کے سانسے اتنا رہے لحاظ کہ رسوا نہ ہو کوئی بیخ جفا سے یا یہ چکی ہر آجکل</p>	<p>کچھ بک نہیں گئے مرے دشمن جہاں کے ہاتھ نہیں پر کسی نے رکھ جو لیا مسکرا کے ہاتھ ہر عاشق کوئی شرم تمھاری جہاں کے ہاتھ تھرا رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے قضا کے ہاتھ</p>
<p>مقدر رہا رہے دلی اُسے قدر خاک ہو آیا ہر مال مفت یہ زلفِ رسا کے ہاتھ</p>	
<p>لین مین نے وصلِ بیخ بلایں عہد کے ہاتھ اب کچھ خیالِ دولت دنیا نہیں رہا ہو گی دعاے وصل مین تاثیر اب ضرور موسے تمام بزم کو تو نے چھٹکا دیا قدرتِ خدا کی یار کے منھ دی لگا غیر مقتل مین آج جمع مین سامانِ کئے وود و قدم وہ رقص مین چلتا کسی کا ہاتھ سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے قاصدِ ہر تیز رو نہ کہو تر ہر تیند پر</p>	<p>گر دن مین اُسے دلی مسکرا کے ہاتھ پہ پہلائے پانوں پہنے جہاں اٹھا کے ہاتھ وامن اثر کا آگیا آہ رسا کے ہاتھ ساتی ادم بھی دے کوئی ساغر بھلا کے ہاتھ ہو آنشنا کے پانوں پہ آشنا کے ہاتھ شمسیر ناز گردن بسمل قضا کے ہاتھ وہن بڑے کے پانوں بڑھا کر اٹھا کے ہاتھ جھنجھلا کے طیش کھاکے بڑے جھڑا کے ہاتھ اُس گل کو نامہ بھیجے بیک جہاں کے ہاتھ</p>
<p>مقدر ہر خوف کیا بگھے روزِ حساب ہر شرم میری داور روزِ جزا کے ہاتھ</p>	

<p>کیونکہ بچگی جان بلامر بلا کے ساتھ غمزدہ جفا کے ساتھ ہر عشوہ جفا کے ساتھ آنکھیں جو آنکھیں گئیں سب دغا کے ساتھ لٹنے سے نکل پڑیگا کلیجا صدا کے ساتھ اڑ جائیں ہم بھی طائر رنگب خا کے ساتھ میری جگہ زبان نری تیغ جفا کے ساتھ دشت عدم آئے ہیں جھوٹے فضا کے ساتھ آئے ہیں ابین بھی وہ ناز و ادا کے ساتھ غفلت خدا ہر آج تر سے قبلہ کے ساتھ بیشک ہر روز زلف رسا جی کے ساتھ اور پھر سنبھالنا وہ دو پٹا ادا کے ساتھ الفت نہیں بھی ہو جوسی ہر فدا کے ساتھ جانا ہر آشنا کسی نا آشنا کے ساتھ شکر خدا کہ آپ بھی آئے فضا کے ساتھ</p>	<p>ہر عشق خط بھی الفت و دغا کے ساتھ جو آپ کی ادا ہر وہ ہر اک ادا کے ساتھ طرز نگہ نے چھین لیے قدیوں کے دل اک روز دیکھنا جو یہی اضطراب ہر کہتے ہیں شہسوار اس کھنکھن کو دیکھ کر تو محکو قتل کر میں سمجھے مرجھا کہوں روشن چراغ رسیٹا ہے کیا جہان میں کچھ انتہا ہر دم کی اسد رسی احتیاط ہو کر شہید ناز پہ پایا ہر مرتبہ خوشبو سے آج بھی گلستان جھک گیا شہم پھیرنا کسی کا وہ شرما کے ناز سے معلوم ہو کہ جب ہو ہماری وفا کا حال رخصت ہر دلکی وتی میں ملے حشر میں حسرت دم اخیر نہ دیدار کی رہی</p>
---	---

صفہ نہیں ہر تم کو محبت تو یہ کہو
 کیوں لگو تھامے جاتے ہو ان فدا کے ساتھ

جان

وہ تیغ ناز ہو بار بار والہ استہ استہ
 غمزدہ لے یکے ترین نجان استہ استہ

<p>ردانہ ہو گئے سب کا روائِ آہستہ آہستہ سادی پہننے ساری آستانِ آہستہ آہستہ قدم رکھ باغ میں ای باغبانِ آہستہ آہستہ ٹٹے شاہانِ عالم کے نشانِ آہستہ آہستہ ہمارا حال سب کے نابیانِ آہستہ آہستہ کیے برباد لاکھوں خانمانِ آہستہ آہستہ چلو گلشن میں ای سرورِ روائِ آہستہ آہستہ چلی شمشیر رک رک کر سانِ آہستہ آہستہ ٹٹا یا قبر عاشق کا نشانِ آہستہ آہستہ صبا کچھ ہو گئی ہر رازِ روائِ آہستہ آہستہ شب وصل ای نمودنِ بے زبانِ آہستہ آہستہ</p>	<p>جہاں سے چل بسے پیرِ روائِ آہستہ آہستہ خفا بھی وہ ہو بگڑے بھی برہم بھی ہو لیکن کہیں دلِ بلبل کے پسِ نچائیں ساتھ بھولوں کے نہ ایوانِ بدونِ ہر نہ جامِ جسم رہا باقی کہیں گعبانِ جانا رعب سے اس شوخ کے قصہ نہ رکھا عشق نے عشاق کا نام و نشان باقی خرام ناز کے مشتاق میں جانا باز برسوں سے کبھی کے ابرو و مژگانے ہلکے نیچاں چھوڑا نگادی ایک ٹھوکر جب وہ اپنے فاختہ پر صفے ہمارا حال دل اور تو واقف نہیں کوئی تری آوازِ خشتناکِ شکر وہ نہ اٹھ جائیں</p>
<p>کوئی رسوا نہو کچھ پاس بھی اسکا رہے صفدر شبِ فرقت میں لازمِ ہر فغانِ آہستہ آہستہ</p>	
<p>بہارِ باغ پر چھائی خزانِ آہستہ آہستہ ردان ہو آج تو اس آسمانِ آہستہ آہستہ کہ نازک ہو چلاوے جاناں آہستہ آہستہ پہنچ جائینگے ہم سے ناتوانِ آہستہ آہستہ</p>	<p>کیا صدیوں کے ہم کو ناتوانِ آہستہ آہستہ شبِ وصلِ صنمِ صبح ہوئے میں نہ کر جلدی پسینا آنے جا کھینچنے میں کہیں تم کو نہیں پروا اگر منزل پہ پہنچے تیرے پہلے</p>

دہن میں اپنے پھرتی ہر زبان ہستہ ہستہ اچارے باغبان آستان ہستہ ہستہ ہوایہ جمع نالوں کا دھواں آہستہ آہستہ ردان لٹنے کو کراہی ساربان آہستہ آہستہ سنا دوں گا تجھے سب آستان آہستہ آہستہ ہوے سب عشقوں کے آنجان آہستہ آہستہ نکاو میرے پہلو سے سناں آہستہ آہستہ ہو احرف خزان یہ بوستان آہستہ آہستہ	دو وضع سے اب بات کرنے میں نکلےت ہی ٹھکانا لیلوں کو اب نہیں بلتا ٹھہرنے کا مکان تاریک شل پردہ ظلمات ہی سارا نظارہ رکھ لیلی کا تو کرنے بعد میں مجنون ابھی جلدی ہی کیا صبا نھل گل تو آنے دکا نہ پایا آج تک ظلم نے مجھے ساہبر میں کامل جگہ زمین ہر دل کی جان میں رد لین حسرت ہی گل غرض ہر آنکھ رقبہ زرقہ خط لکھ لیا
--	--

آٹھ بیستو اپنے منزل پہنچی او صفدر
کہ خالی ہو گیا سارا جہان آہستہ آہستہ

رہتی ہر دھن پاس یہ دو طہا کے ہمیشہ بیمار میں اک نرگس شہلا کے ہمیشہ قابل بھی رہا ساتھ مسیحا کے ہمیشہ مشتاق رہے ہم رخ زیبا کے ہمیشہ ہم رہ گئے ننہ دیکھ کے لچا کے ہمیشہ تا حشر فرے میں ہی دنیا کے ہمیشہ آئینہ ترے حسن کا چھکا کے ہمیشہ	خوش کرتی ہر دل دختر زرا کے ہمیشہ قیدی میں ہم اس زلف چلیبا کے ہمیشہ لب نے جو جلا یا تو تری آنکھ نے مارا پردہ نہ اٹھایا کبھی چہرہ نہ دکھایا غیروں کو دیے بوسہ لب پیار سے اپنے جمشید نہیں اتو مراد دور ہر ساقی معتوق ازل سامنے رکھتا ہی بے شوق
---	---

اوسری جیاد ملین سو جاہن بوقت سودائی کبھی تمہا کبھی غاشنی کبھی مجھ کو میں خالے میں بھر زندہ کی جلیے میں ہر وان غیر دیکھے ہمراہ وہ میرے میں ہر کیا صاحبِ قبال میں جو صل میں اُسکے کس ناز سے اٹھو جاتا ہر وہ برق تجسلی دن کو ہر اگر مہر تو شب کو وہ فہر ہر	وہ جھپکے منہ پھیر کے شرمائے ہمیشہ کیا جوش رہے اس شیدا کے ہمیشہ پھر دردِ حلین سا غر صبا کے ہمیشہ یاں کشتی ہر شب خون جگر کھا کے ہمیشہ خوش ہونے میں بوسوں کا فریاد کے ہمیشہ بجلی کی طرح سے مجھے ترپا کے ہمیشہ جلوسے میں نئے آس بت رعنا کے ہمیشہ
---	--

دو دن میں چھینے کا بھر دسانیں صفہ
چرچے تو رہیں گے ہی دنیا کے ہمیشہ

وہ غار غل گلوں ہر گل تر سے زیادہ میں زخم مرے دیکھے گل تر سے زیادہ ٹوٹا جو جناب لب جو آئی یہ آواز تکلیف گانہ اب کو چہ گیسو سے مراد بیفائدہ سب سہی ہر بیکار ہر کوشش اتنا بھی نہ سمجھے کہ اسے کون پر صیگا روشن ہر مکان پر تو خسار سے کسکے کوچے میں ترے کون یہ فریاد کو آیا	وہ قامت موزوں ہر صنوبر سے زیادہ ہر داغ جگر لالہ احمر سے زیادہ وقفہ نہیں اس بحر میں دم بھر سے زیادہ آرام ملا اسکو یہاں گھر سے زیادہ منا نہیں انسان کو مقدر سے زیادہ خط ہنسنے لکھا یا رکھ دفر سے زیادہ ہر ذرہ ہر خورشید نور سے زیادہ ہنگامہ ہر ہنگامہ محشر سے زیادہ
--	--

<p>صدہ اُنھیں ہو چکے نہ کہیں دلی تر ہے میری چٹش دل میں اگر کچھ نہیں تاثیر جا کر حرم و دیر میں کیا سجدہ کردن میں پہلو میں کھٹکتا نہیں کب خار کی صورت</p>	<p>سینے سے لگتا نہیں اس دُرسے زیادہ بیتاب ہو تم کیوں دل مضطر سے زیادہ در کون ہر عالم میں ترے دُرسے زیادہ دشمن ہر مراد ل مرے دہرے زیادہ</p>
<p>بے قدر نہ سمجھو اسے بقدر نہ سمجھو یاد رکھو دفا دار نہ صدف سے زیادہ</p>	
<p>بدلتا ہے صدف کچھ ایسا زمانہ جواب لب جو تھے ہم اُس حین رُکن تھا جہنک تھی فکر کوئی دیاد دل جسے ہو گیا جی کا دشمن بہت مہربان تھا وہ ہمہ رحم پر کٹین ہجر کے دن شبِ وصل کے کبھی دشت گلشن کبھی باغِ صحر وہ فرقت میں کی آہ پر سوزِ بین جو ہر فصل بد نظیر سر ہر حاضر جو وہ مہربان ہوں کل مہربان کیا ذکر اگر اگلی صحبت کا آنسے</p>	<p>کہ ہر آج اس کا کل اسکا زمانہ کھلی آنکھ اپنی تو گد رازمانہ بہت یاد آتا ہے پچھلا زمانہ حقیقت میں کتنا ہر اُٹا زمانہ ہوا ہر ابھی اسکو تھوڑا زمانہ اُٹھی کبھی آئے ایسا زمانہ دکھاتا ہے ہر ننگ کیا کیا زمانہ جلا میں جلا میں پکا رازمانہ گر یہ کہو کیا کہیگا زمانہ پھوٹن وہ تو پھر جا سا رازمانہ کہا پھیر کر منہ وہ گد رازمانہ</p>

مری طح تیرا ہر مٹیاب یہ بھی	ابھی کر دین بگایا کیا زمانہ
ہوا وصل اُس سے جنہاں تھی جس سے	ہو این روزوں صفدر نمحار ازمانہ
رویت یاے تھانی	
<p>کیسے زندگی کی امید ہو کہ خبر ہر فرقت یار کی بہی دن ہر اپنے دھال کا یہی شب ہر اپنے فرار کی گئے تھے چمن سے گلی میں کیا کسی شوخ لالہ غدار کے ثرے پیر ہن میں ہوا صبا جو ہمک عروس بہار کی نہیں چین دام میں ایک دم یہ ٹپ ہر بلبل زار کی کوئی صحن باغ سے ہو نہو خبر آئی فصل بہار کی میں وہ بادہ نوار ہوں ساقیا کہ خد اسے ہر میری دعا جو قضا کروں تو مزار پر چڑھے چادر ابر بہار کی کہوں کیا مجھے جو ملال ہر شب ہجر نیند محال ہو کہ اچھل رہے ہیں ل و جگر نہیں شکل کوئی فرار کی وہ چھپا کے چہرے کو زلف سے پے سیرائیں سر لحد کوئی گردش ایسی ہو اسے فلک سر بعد لیل و نہار کی یہ دعا خد اسے ہر ہر زمان کہ ملے لحد میں مجھے امان</p>	

بدن نحیف ہر ناتوان نہیں تاب مجھ کو فشار کی
 رہے زندگی میں جو ٹھکے پس مرگ سارے وہ طر ہوے
 نہ طلب ہر دولت و زر کی اب نہ خبر ہر بار دیار کی
 جو عیان ہر چہرے پہ تیرے خط تو لکھو نگا و صفہ میں ^{نمط}
 مگر اب ضرور ہر کچھ نہ کچھ مجھے مشق خط غبار کی
 پس مرگ پھر نہ ہی ہوس چہن خیال کی کسی طرح
 ترے کوچے میں جو زمین ملی ہے دفن بجھو مزار کی
 ہمیں بیرہن سے ہر کام کیا کہ جنوں سے طبع ہر آشنا
 جو قبا ہر تن پہ تو گرد ہر جور دا ہر تو ہو غبار کی
 نہیں کوئی شاہ فقیر ہوں مجھے بویا ہی سریر ہر
 نہ تلاش قصر و مکان کی ہر نہ ہوس ہر نقش نگار کی
 جو ہوا سے گرد کہیں اڑی تو سفر میں بجھو گمان ہوا
 نظر آئی شکل جوار کی خبر آئی اڑے دیار کی
 ہوں وہ مردہ دل مرا حال بھی کبھی لکھے کوئی تو یوں ^{لکھے}
 کہ قلم ہر شمع مزار کا تو ہو لوح سنگ مزار کی
 میں اخیر و تنہا صفدر اب کہوں کس حال شباب کا
 وہ سردر نشہ بادہ تھا یہ بلا ہر پنج خسار کی

<p>دل رہے یا نہ رہے وہ ستم ایجاد رہے مشقِ غم ہجر میں یہاں دل ناشاد رہے آہِ بلبل بھی کہ ہم نگمت گل تھے کیا تھے نہ کھنچا پر نہ کھنچا تیرے دہن کا نقشہ جب کیا قصدِ فغان ضبط پکارا کہ خموش دیکھ تو لیجے کا شانہ دل کی صورت آہِ حسرت مری بوتری ہر غضبِ تخم اثر کون ایوان ہی نہیں جسکے لیے بربادی کبھی فرقت میں بھی آنے نہ دیا رخ کو پاس شبِ فرقت میں ہمیں بھول گئے سب ایسے الفتِ قید تھی مرغانِ ففس کو ایسی تار موئے کمر یار سے زنجیر بنے شانہ زلفوں میں جو کرنا تو سمجھ کر کرنا دل وہ دل ہی جو رہے تیغِ جفا کا جو تک جوشِ وحشت میں بھی صفدر لگی بات</p>	<p>سر رہے یا نہ رہے خنجرِ جلا در ہے سانس لینے میں بھی کیفیتِ فریاد رہے کہ رہے جنتک اس باغ میں برباد رہے نہ توں فکر میں گم مانی و ہزار رہے دل ہی میں حوصلہ نالہ و فریاد رہے کیسے آباد ہو فرمائیے برباد رہے ڈر ہی اسکا کہ کہیں کھیت نہ جلا رہے خانہ گور ہی جو حشر تک آباد رہے شادی وصل کی امید یہ ہم شاد رہے یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہے چھوٹ جانے پہ بھی گرو سر صبا در ہے پاس کچھ میرے نقامت کا بھی حداد رہے دل بھی الجھا ہی کسی کا یہ ذرا یاد رہے سر وہ سر ہی جو تہِ خنجر بیدار رہے خانہ دلیں مرے جمع پر نذر رہے</p>
<p>اڑیا ہر تاروں چکنا اُنکی ہیکل سے نہ بھونکا شبِ صلت میں نہ گنا اپنا</p>	<p>جک کر نہ چھپانا برق نے سیکھا ہر جھلک سے لجا کر مسکرا کر نہ چھپانا اُنکا آنکھل سے</p>

مجھے محروم رکھا وصل میں بھی تیرہ بخشی نے گرانی بوسے گل سے آج کچھ تازہ نہیں مجھ کو ہمارا آئی ہو پھرستی ہماری رنگ لائیگی غضب ہر آپکا اس ناز اس انداز سے چلنا برائے خواب ہکو سوزنی کانٹوں کا کافی تر ہوا چشم بلی کا اثر ہر خاک مجنون میں کیا تیغ اداس نے یاد کس مظلوم کو یا رب یہ بد لایک عالم آسمان کے ایک گردش نے اگر چشم شہنشاہ فرق کیا گھر مسلمان میں پریشان ہونا بل کھانا بکھرا بیچ میں لانا	ملی فرصت نہ انکوارات بھری سے کا جل سے خدا نے بخشی ہر ناز کہ نامی روز اول سے ہوا پھر عشق ساقی سے ہر صفا پھر بطول سے ہزاروں نغمے ہر پاسہ قدم ہونے چھا گل سے نہ خواہش بستر گل کی نہ مطلب شمع گل سے ابھی تک اک غبار سرسبز گل اٹھتا ہر جنگل سے فضا آئی ہر گھبرائی ہوئی کچھ آج متقل سے نہ وہ صحبت رہی باقی نہ وہ اجابا جلسہ چراغ دبر و کعبہ شعل ہر ایک مشعل سے یہ لٹکے لٹکے کوئی تری رشتہ سلسل سے
---	--

لطافت میں نزاکت میں صفائیں میں بومیں صفدر

وہ بہتری صبا سے گل سے آئینے سے صندل سے

تمھاری سادگی پر دم فنا ہر روز اول سے علاج درد سر ممکن نہیں نازک دماغوں کا صفا دل ہو مشق ریاضت کے سبب حاصل کھلونے کیلئے تھا بلی دجھونکی طفلی میں ہوا دیوانہ سرست سایہ پر گیا جس پر	علاقہ ہر نہ منھدی نہ سر سے نہ کا جل سے ہماری سرگرائی ہر صغلی خوشبو صندل سے کیا ہر دور پہننے آئے کا رنگ صیقل سے پڑی ہر ای جنون و حشمت مری طینت یل دل سے یہ دخت رزہ ساتی یا پری نکلی ہر تول سے
---	--

جو میکش بن نہیں کچھ احتیاج آنکو تکلف کی بنا نادوستو تعزید میری قبر کا اُسکو ابھی تک حسرت دیدار قافلِ مینِ باقی ہر مینِ وہ ہوں عاشقِ ابرو کہ جبِ ہِ صیام آیا بھیمگی بیاںِ قتلِ مشتاقِ شہادت کی غنیمت جانِ اسِ دم کو کمانِ پھر صحبتِ ساقی چمک کر آسمانِ برابرِ مینِ جب چھپ گئی بجلی جنون کا جوشِ مینِ نرکِ طبیعتِ گلِ سر ہو کھولا اپنے جوڑا تو غورِ شیدِ ابرِ مینِ آیا	بیاض گردنِ مینا کو ہر کیا کام جد و جد سے کوئی تعویذِ لمبا لے جو ملکِ اُسکی پہل سے صد اہرمِ شہیدِ ناز کی آتی ہر مقتل سے کیا افطار مینِ روزِ روزہ تیغ کے پھل سے کہ چھا لای تیغ کا کچھ کم نہیں بانی کی چھا گل یہی آتی رہی شبِ بھر مجھے آوازِ بول سے تمھارا چھا کنا یا دا گیا پردہ کی اوچھل سے کہو فصا سے نصہر شاخِ گل کی کوئل سے اٹھالی زلفِ چتر سے تو نکلا چاندِ بادل سے
--	--

خدا جانے بنے گی آج کیونکر ہم سے صغیر

مزاج اُنکا نظر آتا ہے کچھ بگڑا ہوا گل سے

پری نے سحرِ انسان کے کب یہ شکر ٹٹی ہر یہ فصل گلِ یسپ پر بخودی گلشنِ چھائی ہر جھٹ گھرائی اے روح تو اس جسمِ خاکی مین سینہ تلِ رو آتشِ رنگ پر دیکھا تو یہ سمجھے کوئی ناشاد کوئی شاد اپنی اپنی قسمت ہوا جو کچھ ہوا قافل سے کچھ شکوہ نہیں ہوا	خدا نے ہاتھ سے اپنے قری صورتِ بنائی ہر صبا بھی جب چلی ہر سترِ قدم پر ٹر کھرائی ہر یہ زندانِ چند روزہ ہر قیامت تک ہائی ہر پرستش کے لیے یہ آگِ ہندو نے جلائی ہر وہ بگڑے ہیں جیسے کسے غور کی بن آئی ہر جنازے پر ہمارے جمع کیوں رہی خدائی ہر
---	---

<p>یہ ہو جانے میں بخود ہم کہ مطلق حسن نہیں تھی نفس بکون اسی صیاد مرغانِ نفس ٹھہر گئیں جد اہم بار سے میں غیر میں ہر داس کے دم زقار ہر ٹھوکر سے اسکے مرد جیتے ہیں یقین ہر ابل تیاب سینے میں تر پے گا بڑھا کر مائے جھڑی گرد و چمن اگر سنے غیبت ہر دلا جو دم ہر امید بے کسی نفاوت ہر نگہ صاف آتا ہر نظر بہکو فیض شمع ہو جیسے کسی فانوس سے ظاہر جو کتا ہوں کہ کوئی جامِ جگمگ بھی غیاث نہ</p>	<p>جدائی اُسکی ہمسے روحِ دقا بکے جدائی ہو جبریک بیلانے موسم گل کی سنائی ہو خداوندِ جان کیا تیری شان کبریا کی ہو کہو عیسیٰ دیکھیں یہ نئی معجز نائی ہو اٹھا کر یار کی تصویر سینے سے لگائی ہو مکدر میں بھلا کیوں آپ کیا اسپن برائی ہو غنا صرین بھی باہم چار دن کی آشنائی ہو تیری تصویر جب تصویرِ سیف سے ملائی ہو نمایاں آستین میں تھی گوری کلائی ہو تو کہتے ہیں فرنگستان سے مرہٹے سنگائی ہو</p>
--	---

بناموں بلبل تصویر اس گلزار میں صفدر

مرے نزدیک سب یکساں اسیری درہائی ہو

<p>وہاں دیکھا تو اسکے ساتھ بکریوں فائی ہو سمٹ کر جان سارے جسم کی آنکھوں میں آئی ہو جواب نیچے مرجان ترا دستِ خنائی ہو اشانہ کیا اڑا گیا کہ یہ تیر ہوئی ہو بکھی آنسے صفائی ہو کبھی آنسے لڑائی ہو</p>	<p>جہاں اس گلشنِ عالم میں رنگِ شنائی ہو یہ وقت نزعِ شوق دیکھ صورتِ دکھائی ہو بناس کی نہیں یہ جوشِ پرچہ حسن کا دیا بھری جگہ ہنسنے بولی وہ رنگِ انگریزا فراق و وصل کی مین و تیا ہوں یکن کیا</p>
--	---

نہ دل ہر اپنے قابو میں آنکھیں اپنی کنے میں نہیں مائی اویٹ آنکھ تیری وصل کی شبنم رہا جو ریت بھر عریان حسینوں کی محبت میں نہ کنگھی ہر نہ چوٹی ہر نہ سرمہ ہر نہ مٹی ہر کشش کرتا ہر دلی بیٹھتا ہر جب یہ پہلو میں نہ کچھ میں یہ رکاوٹ تھی نہ کچھ میں کھینچاؤ تھی عجبت ہو ہو ہر ہم تم ذرا سیدھی طرح بولو ذرا ای آفتابِ حشر برقع ڈال کر آنا نہ ہم واقف کسی بیت کوئی سمیٹے وقف ہر	جسے کہتے ہیں روزِ حشر وہ روزِ جدائی ہر دھن نہ کہ ہماری جان لینے موٹ آئی ہر بدر پر اسکے یار دن بے عبت جا ڈر چھائی ہر یہ وضع سادہ تلوک سے تبا و کب سے بھائی ہر تمھارے تیر کو کس رجزِ ذوق دلربائی ہر تر ہی شمشیر نے یہ جال کیا بجھو بتائی ہر مجھی پرستم کیا صاحبِ تجاری کج ادائی ہر ارے ظالم خدا سے ڈر یہ وز خود نمائی ہر افق آئینہ سان لوگوں سے صورتِ آشنائی ہر
---	---

مقابلِ سارِ عالم سے کیا عزت ہے اور مفقہ

ادھر ہوں میں تن نہا اُدھر ریِ خدا کی ہر

بسکہ ہر عشقِ تیرا میں شہرتِ میری کبھی ہوں بلبلِ گلشن کبھی پروانہِ نریم اُس نظر سے جو گرا سب کی نگاہوں گرا ول حسینوں کو دیا جان اجل کو بخشی تم جسے چاہتے ہو اسکی قسم صاف کہو نوحہ گر کوئی جو مقدمہ نہیں کیا پروا	مقدر میں ہوں قیامت کا قیامتِ میری بھیس لے ہوئے پھرتی ہر محبتِ میری آنکھ کیا اسکی پھری پھر گئی قسمتِ میری وہ سخی ہوں کہین قاصر ہیں ہر تِ میری ہر تمھیں غیر سے الفت کہ محبتِ میری ہیکسی روئنگی سر بیٹے گی حسرتِ میری
--	---

پاس میرا نہ سہی اپنی طرف دھیان کر د	تمکو غیروں کے مناسب ہر شکایت میری
بچھ سے کتنی ہر جوانی کہ بسر عیش میں کر	چند روزہ ہر ملاقات غنیمت میری

گردش چرخ سے صفدر ہوں جناب دریا	
بن کے ہر لحظہ بگڑ جاتی ہر صورت میری	

نہ ہوئی صبح کسی دن شب فرقت میری	آسمان نے نہ نکالی کبھی حسرت میری
سو رہے رات وہ سر رکھ کے مڑا نو پر	بخت بیدار ہوئے جاگ اٹھی قسمت میری
پھر دم خشن ہو گا کسی مجرم سے حساب	پہلے آئی جو گنہگار و نہیں نوبت میری
دل تڑپ کر تجھے لجا بیٹھا خور و نہیں ضرور	بیقراری ہر کلید درجنت میری
ہوں وہ ہر گشتہ مقدر کہ نہایت رویا	کی رقم کا ب قدرت نے قسمت میری
ہوں رہا قید تعلق سے تو دیکھو ناسکو	پردہ چہرہ مقصود ہر غفلت میری

کس نے کس نے مرے مضمون پلے او صفدر	
جب سے دیوان چھپا لٹ گئی دولت میری	

کہو آ کے ہم سے وہ پوچھ لے جسے شرب مومین کلام ہے
 جو دھال ہے تو حلال ہے جو منہ اق ہے تو حسد ام ہے
 نہ ہوا غریب باغ ہے نہ خیال گردش جام ہے
 کسے اب نشاط سے کام ہے کہ جات اپنی تمام ہے
 نہ لینے ہم نہ لینے ہم کبھی آبرو کو نہ دین گے ہم

جو رقیب سے بھی پیام ہو تو حسین سے انکو سلام ہو
 نہ وہ آتے ہیں نہ بلا تے ہیں ہیں باتوں ہی میں لگاتے ہیں
 وہی اتنا اسے ہو آجکل وہی صبح ہو وہی شام ہو
 وہ مرنشاط سے مست ہیں شب و روز جام بہت ہیں
 انھیں کیا جسد انھیں کیا غرض جو کسی کا کام نام ہو
 جو شراب نوش تھے ہر سحر وہ لحد میں سوتے ہیں بخیر
 نہ ہوا سے سنبہ و باغ ہو نہ تلاش شیشہ و جام ہو
 کبھی نرم ہیں جو کیا گذر تو وہ بولے تیغ کو کھینچ کر
 کہ جو بڑھکے سب سے کٹائے سرو ہی صف میں پیش نام ہو
 جو تمھارا عاشق زار تمھارے ٹرپ کے رات کو مر گیا
 ہو یقین کہ تم نے بھی ہو سنا یہ خبر زمانے میں عام ہو
 نہ کیا لحاظ ذرا صنم کہ کسا یہ میر حسن بھی
 تجھے اب بڑھاؤں کہاں ملک کہ خدا کا آگے تو نام ہو
 جو نکھر کے آئے وہ سامنے تو اجل لگا ہو نہیں پھر گئی
 تن و پیرہن پہ گمان ہوا کہ یہ تیغ ہو وہ نیام ہو
 جو گڑے زمین میں تو پھر کہاں یہ جلیس اور یہ صحبتیں
 وہ جہانِ خلوت خاص ہو یہ جہانِ محفل عام ہو

کبھی لے گیا جو زمین سے سرچرخ نشہ شراب کا
تو یقین ہوا مجھے سا قیاس یہ سمند برقِ حسدِ امیر
یہ غضب کے طرز بھی ہوئی مجھے کچھ سرد ہو ایمین بھی
تری آنکھ مجھ سے جو پھر گئی یہی مجھ کو گردشِ جام ہو
دمِ حشرِ صفہ رختہ جان دہی دیگا ہمو خطِ امان
جو ذبیح ہو جفتیل ہو جو شہید ہو جو امام ہو

دشتِ فزا ہوا ہر کچھ ایسی بہار کی یہ جاسے کاش آسے ہوا کوئے یار کی بجلی سے کم نہیں یہ ٹرپ میں کسی طرح کھولی ہو کس نے کاکلِ مشکین یہ اے صبا اب ترکِ عشقِ وضع سے اپنے خلافت کو اُس سنگدل کا دل نہ پسچا کسی طرح آنکھیں ٹرا لڑا کے دکھاتے ہیں جنگو وہ رات اُسکی زنگس بیگو کو فکر ہو دورے دکھا کے نشہ کے دلو پھنسا لیا اُس درے طولِ وز قیامت بھی ہو چکا بارش یہ آنسو دہکی ہو یا بارشِ سحاب	پھولا جو پھول اُس نے قبا تار تار کی ٹٹی خراب ہو نہ ہمارے غبار کی پوچھو نہ مجھ سے میرے دل ہیوار کی آتی ہو بود داغ میں مشکِ تار کی نامح ہو دم کے ساتھ جو بات اختیار کی ہم نے تو اپنی جان ملک بھی تار کی شکلِ انجمن میں معرکہ کا رزار کی تو بہ شکستہ ہو کسی پر ہیندگار کی صبا دچشمِ یار نے بلبس شکار کی لیکن ہوئی نہ صبحِ شب انتظار کی بجلی ہو یا ٹرپ ہو دلِ بیعتِ ار کی
---	---

<p>بے ر دے یار اگر گل پر پری نظر ہو نا خیال یار سے اس دل کا سامنا جل جل کے مر گیا ہوں کسی گل کے بھرنے</p>	<p>یہ عیشم ہو کہ دلیں چھپی نوک خار کی مٹی جو در میان میں نہ ہوئی غبار کی بہر جریہ میں ہوں شاخیں چنار کی</p>
<p>قاصد تو کیا فرستے کا اسکو یقین نہیں صفدر دوا ہو کیا دل بے اعتبار کی</p>	
<p>ہر وقت گریہ یاد جو دندان بار کی حالت یہ ضعف سے ہو کر جسم زار کی تقلید کر کے میرے دل داغدار کی کیا تیرہ بختیان میں دل بیستہ دار کی کتنی چمک ہر ہستی نا پائدار کی آئے وہ خط نکال کے رخ پر ہمارا پس عشرت نصیب میں جو عشق سے ہیں زنگین کمال تیز فلک کا فراج ہے صحرا کو چھوڑتا ہوں تو روئے ہیں آبے ہمسے کہ وزین میں تیرے صحتیں نرگس کی آنکھ کیوں نہ چن میں کھلی ہے بجلی سے کم نہیں یہ تڑپ میں کسی طرح</p>	<p>اشکوں میں ہر چمک گہرا ابدار کی بیری گران ہر پاؤں میں اشک نکتہ تار کی طاؤس نے آرائی ہو رنگتہ ہمار کی دن سحر کا گیا تو شب آئی ہمار کی ہو آنکھ تو نمود ہو گو ہا شہار کی پہناں جو تھکی کہ ورت دل آشکار کی اس نشہ میں نہیں ہر اذیت خار کی منہدی پسند کیوں نہ خویشکار کی لذت ملی ہو کیا خلش نوک خار کی ہر طرف شان قدرت پروردگار کی تصویر بن گئی ہر ترے انتظار کی پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بغیر کی</p>

دیکھو ہمارے سینے پر دلع کی طرف	گجھرا لے جی تو سیر کرو لالہ زار کی
سو کر کے کس طرح نہ نفس میں دل مرا	آواز آرہی ہے چین سے ہزار کی
پہونچا دے اسکو بار کے دہن تک اور صبا	مٹی خراب کر نہ ہمارے غبار کی

صفدر شراب پیئے سے توبہ تو کی مگر
بجور ہوں کہ فصل پھرائی بہار کی

سیر دیکھو بلبل گل کا وہ گلزار ہے	لالہ شاداب جو تھا نرگس بیمار ہے
طرہ طرار جسکا دام تھا سب کے لیے	دام اب اسکو کسی کا طرہ طرار ہے
جسکے جس حسن کا ہر اک زمانہ نشتری	مشرقی وہ اور یوسف کا سر بازار ہے
جس گل بیجار کی الفت کا ہر دہلیں خار	خار زار عشق میں اب وہ گل بیجار ہے
جو گل خندان تھا گریان ہر شبنم کی طرح	عین فصل گل میں پامال خزان گلزار ہے
میں نجل جسکے خرام ناز سے طاووس کی	کیا تماشا ہے وہ خود ارفہ رفتار ہے
جسکی ہر شیرینی گفتار عالم کو پسند	خود وہ محو لذت شیرینی گفتار ہے
شل موسیقار جسکے غم میں ہیں ناکش	نالا کش وہ آپ ہر دم شل موسیقار ہے
طالب دیدار ہیں سب جسکے موسی کی طرح	آپ وہ برق بجلی طالب دیدار ہے
گر یہ عشاق پر ہنستا تھا جو دریا حسن	ابریسیان کی طرح اب خود وہ گویا ہے
مہر طلعت غش میں جسکے سایہ دیوار پر	اب وہ خود مانند سایہ غش پس دیوار ہے
کنگھی چوٹی سے نہ اطلب نہ آرائش سے کام	کس پریشانی میں شل گیسو خود ار ہے

کام شانے سے نہیں کچھ آئے بیکار ہو	سر سر آنکھوں میں نہ ہونو پیر وہ سی کی دھڑکی
اشک آنکھوں میں لب پراہ آتبار ہو	گرم و سرد عشق کا اب حال ظالم کو کھلا
پیش ازین لالہ جو تھا صد برگہ خسار ہو	آزگنی سرخی وہ سب کیا خستم زردی چھا
ہو کے عینسی اپنی آنکھوں کی طرح بیمار ہو	خشک لب میں دھیسائی کا دعویٰ کیا ہوا
ہنس کے بچھون کیسے کیا حال النگار ہو	جی میں آتا ہی جو بکجا کر دن جھمک کر سلام
یاد ہی کبر جوانی ہو وہی پسہ ار ہو	رد دل عاشق کا اپنے اتو سمجھے ہو کچھ
ہر خدا مالک غریبوں کا بھی بیڑا پار ہو	مہربان ہو جا شاید رحم کی آجا موج
ایسی باتوں میں کب آتا ہی بڑا عیار ہو	دلکے سمجھائی یہ ہیں میں فخر و رنہ

چشمِ کلیم چاہیے دیدار کے لیے	تابِ نظر ہو شرطِ رخِ یار کے لیے
ظالم یہ جور و ظلم و فساد کے لیے	برسون نہ پوچھنا مجھے اغیار کے لیے
بنتی ہیں بیڑیاں یہ گنہگار کے لیے	گیسو سنوارتے ہیں جو وہ میر سارنے
پازیب تھے ہنس ہی جھنکار کے لیے	منظور شہرہ حسن کا ہی جانتا ہوں میں
سجد نہ دھاؤ خاطرِ خار کے لیے	ہکانے سے رنج کے توڑو نہ دل مرا
خوٹے پہ خوٹے ہیں در شہوار کے لیے	جی ڈوب ڈوب جاتا ہی داتوں کے عشق میں
فازہ بنائے اسے رخسار کے لیے	بیکار خونِ دل کو ہمارے نجائیے
چلے نئے نکالے ہیں تکرار کے لیے	بوسہ تو کیا لگرتے ہیں وہ بات بات پر
عینسی اجل ہو عشق کے بیمار کے لیے	صحبت نصیب ہو جو گذر جا جان سے

<p>آنکھیں کھلی رہیں مرے دیدار کے لیے شاید ہر حکم قتل گنگار کے لیے نبردان فردوس ہر گلزار کے لیے موسیٰ کے ساتھ طور پہ دیدار کے لیے بوسے کبھی جبین کبھی رخسار کے لیے آنکھیں ترس گئیں سر دیدار کے لیے</p>	<p>شاید وہ آئین میر جنازے پہ دوستو زندان لیچے میں جو قفل میں جھک لوگ گریبان ہوں کیونش دیکھ کے ہم رویار کو آنسو ہر جسے پردہ تو ہم بھی جاتے ہیں کیا کیا نہ اٹھے نہ شب وصل یار میں مدت گذر گئی نہیں دیکھا جمال پاک</p>
--	--

حل کر شتاب جتنے میں صفدر کی ششماں

رب کریم احمد مختار کے لیے

<p>ہی یار میرے واسطے میں یاز کے لیے نقش و نگار میں درو دیوار کے لیے سرمہ ہر چشم نرگس بیمار کے لیے آؤ کبھی عیادت بیمار کے لیے بھیجی نگا نذر طرہ طرار کے لیے کعبہ بنا ہر سجدہ و نیند ار کے لیے چلمن اٹھا کے گرمی بازار کے لیے یار دن سے کیوں دیکھا دیے انخار کے لیے کیا مرتبے میں چشم گھر بار کے لیے</p>	<p>احمد مرہ جو ہر کا ہو تغیار کے لیے آرائشیں جہان کی میں کفار کے لیے بالغ جہان میں تو ہر وہ گل جسکی خاک پا مدت ہوئی کہ آپکا عاشق مریض ہو دل چاک چاک ہو کے جو سینے میں شانہ ہو عاشق کی تیرے در پہ نہ کیونکر جہین رونق نزاہت ہو میں کرے پہ انور دور کافی میں درد و غم ہمیں جائیں غم و غش دامن اسک پوچھو رہا بدوہ بحر حسن</p>
--	--

<p>کھٹلا نجا سے صدمہ نہ واس لحاظ سے دریا و دشت و گلشن و تنخانہ و حرم کچھ سر نہیں پھر اس کی عزت نشین بن ہم تیرے کلام سننے کو یا بہن گل نے گوش</p>	<p>بو سے نہ انکے پھول سے رخسار کے لیے کس جاکسان کسان پھرے یار کے لیے السنے قدم دیے رفتار کے لیے نرگس کی انکھیں میں سریدار کے لیے</p>
<p>تازہ رہیں گے پھول مہالین کے حشر تک صہرہ خزان نہیں مگر گلزار کے لیے</p>	
<p>جمال بار دیکھا ہنسنے فیض حشیم پریم سے مرے دماغ جگر کو فائدہ کیا ہوگا مریم سے عجب یرانہ ہر جسد کے دل خالی ہوا غم سے کبھی اسے ہوئی مصلحت کبھی اسے ہوئی قوت عجب یرنگ کھلایا ہر جگو خوش حشر سے ہو کر زمین چھو رہا دین کو ہونے دنیا ہزاروں زخم کھا کر تیغ ابرو کا لیا بوسہ بخوبی ہم مال کا روز و نون کے وقت میں وہ بکس میں ہیں دنیا نے چھوڑا ہم دنیا ترنگ کی کسی دن خوش متی میں شون لانا غم الفت جو پایا ہر مریز کیسے اٹھائے میں</p>	<p>نظر آیا ہمیں خورشید عالم تاب شبنم سے کبھی چھوٹا نہ دھوا باغ میں لگا شبنم سے اسل خڑے گھر کی آبادی بھی سوخت دم سے جنم میں گئے جنت جنت میں جنم سے نئے عالم میں پہونچے ہیں نکل کر دوزخ عالم سے مسلمان کے بوبت بوجہیں یہ کیونکر ہو ہم سے کیا وہ کام بنے جو کبھی ہوتا نہ رہم سے خوشی سے غم میں ہوتا ہی ہوتی ہر خوشی غم سے نہ عالم ہم سے وقت ہر نہ ہم دنیا عالم سے ختم افلاکوں کی چھینا جا ہم نے لے یا ہم سے ہمارے دل سے بوجھے قدم اسکی باکھوئی ہم سے</p>

<p>محبت ہو نہ کیونکر قید میں زنجیر سے ہلکو مقدور میں یہ لکھا تھا کہ لینے کے پرے سے جسے بھی دھس نفرت اسی نے سیرِ قہر پر</p>	<p>کہ اسکو سلسلہ ہر کچھ سے گیسو پر خرم سے کرین ہ چاک خط انعام مانگے نامہ برہم سے چراغ اگر جلایا روغنِ بادہم تو ام سے</p>
<p>ہوئی تقدیر الٹی جسقدر تدبیر کی صفدر دو اسے درد دل چمکا اٹھایا دغِ مرہم سے</p>	
<p>فص میں یا الٹی اسی ہو گیا زبان میری بہارائی ہوئی وہ نازک طبیعت ہو یہاں تھا خواب میں کبھی کہا شیریں کا انگوں کو توڑتا ہر شاخ گل کو قطع کرتا ہر یہ رویا ہوں خیالِ حتم میں اس بحرِ خوبی کے نہ آنکھ بوشل پاتا ہر نہ محکومِ جسمِ انبی شگفتہ دغِ دل ہے میں آتشعلیہ افشان سے سلیمان میں اپنے وقت کا ہنم نہ اس اندیشے سے رکھ کر ہاتھ دہ پرتو ہن</p>	<p>کلیجا تھا مے صیادِ سنکر دستان میری کہو گلچینِ رگ گل سے بنا بیڑیاں میری مزدہ اس در سے بھولی نہیں اتکنے بان میری خدا سمجھے نہیں فریادِ دستا باغبان میری کہ رشکِ مردمِ آبی نبی ہن بلیان میری عجب حالت ہو فرقت میں ہاں انکی یہاں میری مرے گلشن کو تازہ رکھتی ہو بادِ خزان میری پریر و یونکے منہ میں ہستی ہر شب بھڑبان میری شبِ متناہین دیکھے نہ کوئی چھاتیان میری</p>
<p>یہ کننا وصل میں اس حق دشن کا یاد ہر صفدر بڑھنا و طوق گردن اتار د بلیان میری</p>	
<p>بھیکسِ جام کیا پیاس اے پیرِ معان میری</p>	<p>صراحی کے دہن میں کانگر کھد س زبان میری</p>

یہ بی طاقت ہوئی ہر عیسے جان اتوان میری	کہ میرے کان تک بھی نہیں آئی فغان میری
کسی پر حال میرے غنچے دل کا نہیں انشا	صبا کچھ رفتہ رفتہ ہو گئی ہر راز دان میری
کڑی منزلِ قاتلِ سنا ہر تیغِ متاع کا	اکہی آبر در سجا و تبت اشکان میری
جو خط لایگا بھی قاصد تو ہو گا غیر کا لکھا	نوشتہ انکا دیکھو ان ایسی قسمت ہر کسان میری
ہوایوں بس بلب کیا فرہ ہوتا اگر ہوتی	مرے منہ میں بان تیری سر منہ میں بان میری
غبارِ قیس سے آئی صد انا تھے کوٹھہر اے	ٹھکانے خاک لگیاے ذرا اوسا بان میری
متلع دل لیے بیٹھا ہوں بازارِ محبت میں	خریدار کے ہونم تو چک جا دکان میری

بیان کرتا ہوں اکثر وصفِ گل و دیان چو صفدر

ہوئی ہر برگ گل سے پہنچ انا زک بان میری

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہے	خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے
ترپ دل میں ہر دیدہ شوق تر ہے	وہ بجلی یہ دریا ہوا چاہتا ہے
دکھا کر وہ تلو ارکتے ہیں مجھ سے	خبر ہر تمھیں کیا ہوا چاہتا ہے
وہ اٹھکھیل کی چال چلنے لگے ہیں	کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے
وہ رخسار پر ملنے والے ہیں غارہ	یہ فتنہ آن مطلقا ہوا چاہتا ہے
مرے قتل کرنے کو آتا ہے متاع	تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہے
چٹھک دے نمک تو ہی اے شد رنجی	مرا زخم اچھا ہوا چاہتا ہے
وہ بے پردہ کوٹھے پہ ہیں آنیو لے	یہ خورشید ذرا ہوا چاہتا ہے

جنون تو سلامت میں کیوں پانوں تو دل	مرا گھر ہی صحرا ہوا چاہتا ہوں
مرے دکھو الفت میں قطرہ نہ سمجھو	کہ یہ بڑھکے دریا ہوا چاہتا ہوں
بہت تیر ہی آجکل تیر مرگان	کوئی دل نشانہ ہوا چاہتا ہوں
چمک مہین کی یہ کتی ہو اُسے	کہ جھمکا ثریا ہوا چاہتا ہوں
بہت اسکو اید اہر ہلو میں میرے	یہ دل اب کسی کا ہوا چاہتا ہوں
سحاب آگیا ہونگے اب مور قضان	چمن میں تماشا ہوا چاہتا ہوں
پے سیراتے ہیں وہ بال کھولے	ورخون کو سایہ ہوا چاہتا ہوں
مرے گھر میں آمد ہو اُس رشاک بہ کی	موافق ستارہ ہوا چاہتا ہوں

بلا میں جو لین زلف کی ہنسکے بولے
کہ صدف کو سودا ہوا چاہتا ہوں

انکی رخصت کے شب و صبح سامان ہونگے	صبح کے ساتھ ہی ہم چاک گریبان ہونگے
وہ قدم ناز سے جسم وہ خرامان ہونگے	فتنے اٹھینگے نئے حشر کے سامان ہونگے
نرم ہو بلخ ہو مسجد ہونسم خانہ ہو	تو جان ہو گا وہیں بت کر خواہان ہونگے
سو گھنے والے ہیں لوگ ترسی زلفوں کے	نگہت گل سنے مانع اُنکے پریشان ہونگے
تبع و بازو کی صفت ایک جان کرنا ہوں	قتل کر کے مجھے وہ خاک شپیان ہونگے
ایک ہم ہیں کہ بجز غم نہیں کچھ ہو نصیب	ایک ہ ہیں وہاں عیش کے سامان ہونگے
سر پہ جسے کہ یار دز ازل عشق کا بوجھ	اور کوئی نہیں وہ حضرت انسان ہونگے

<p>اُنکی محفل میں گزر ہو گا جو اپنا صفدر کبھی گریاں کبھی خندان کبھی حیران ہو گا</p>	
<p>ہم آپر تصدیق وہ ہمپر نہ اس کے وہ آزرده ہم زندگی سے خفا ہے کہ نالے زبان پر مے بے صدا ہے یہ غم ہے یہ عشوے کہاں دلربا ہے جو وہ آشنا ہے تو سب آشنا ہے اوا ہو گئے جتنے سجدے قضا ہے وہ دن اور کچھ ہے وہ عالم جدا ہے اکہین کیا کہ کس رنج میں مبتلا ہے</p>	<p>اُسکے لطف جب تک کہ طالع رسا ہے نہ تھا چین جب تک کہ اُسے جدا ہے نہ تھا عشق میں پاس خفا ہے لعل یہ انداز یہ ناز کس دن ہے دلکش وہ بیگانے ہیں اتہو بیگانے میں سب جھمکا یا جو مہراب شمشیر میں سر نہ پوچھو جو انی میں پیری کا قصہ عدم میں کینے کی یہ ہستی سے جا کر</p>
<p>تہ خاک کی سیر ہننے جو صفدر وہی مہر طلعت وہی مہر نقا ہے</p>	
<p>مصاحب ان روزوں آئے ہر سنگار کا آنکو مشغلا ہے کبھی ہر سہرہ کبھی ہر مہر کبھی ہر غازہ کبھی حنا ہے وہ طور ہر جلوہ گاہ تیری کہ جسکی تصویر جا بجا ہے وہی ہر خورشید آسمان پر زمین پہ تیرا نقش پا ہے بہار آئی چین میں ساقی کہ بادہ خواری کا دور آیا</p>	

کھڑی ہو ساغر بدستِ نرگس درخت جو ہر وہ چھوٹا ہو
 گیا جو آغوشِ مین لحد کی کیا قیام آسنے تا قیامت
 یہاں سے جاتا نہیں مسافر عجیب دلچسپ یہ سرا ہو
 گلی ہو آسن سنگل کی محشر ہجوم نہ یاد یوں کا ہر سو
 ہزار روڈ ہزار پٹو کسی کو وان کون پوچھتا ہو
 کھلے اگر دیدہ حقیقتا وہی ہو دریا وہی ہو قطرہ
 حباب کچھ موج سے الگ ہو نہ موج گرداب سے جدا ہو
 عجب گل داغ ہو جگر کا کہ اسکو مطلب نہیں خزان سے
 عجیب سنیرہ ہو زخمِ دل کا ہمیشہ بے آب یہ ہر اہر
 کٹی مصیبت جو نزع میں تھی کہ جان نکلی بدن سے لیکن
 ابھی ہو خوف فشارِ تربت ابھی قیامت کا دغدا ہو
 بون پر آسنے جو ملے سسی جائی ہو پان کی بھی لالی
 چمن میں گویا قریب سو سن یہ پھول لالے کا بھی کھلا ہو
 نہیں ہو کچھ ساتھیوں کی پروا جو آگے جانا ہو انکو جائیں
 کبھی تو ہم بھی پہنچ رہینگے کہ ہم غریبوں کا بھی خدا ہو
 وہ ہیں لب بامِ جلوہ فرما کمان ہیں موسیٰ جو آگے دیکھیں
 وہی تو ہو طور کی تجلی وہی تو چار دن طرف صبا ہو

دیا جو قاصد نے میرا نامہ تو اپنے نشی سے وہ یہ بولے
 لفافہ کرتا ہے چاکِ ناحق کہ خط کا مطلب کھلا کھلا ہے
 کیا ہے تیغِ نگہ سے زخمی جو تم نے دل کو تو عین احسان
 ضرور اسوقت ہے تبسمِ نمک بھی چھڑکے تو پھر مزا ہے
 کیا ہے مقتولِ خود سر رہ ہجومِ لاشے پہ ہے ہمارے
 رہے تجاہل جو پھر کے آئے تو پوچھتے ہیں کہو یہ کیا ہے
 ہمارا ہی طرزِ اطاعت ایسی عتابِ ظالم کا ہم سے ایسا
 قدم پہ سر کاٹ کر جو رکھا کہا ہٹاؤ لمبو بھرا ہے
 یہ اسٹکے آگے سے کھینچتا ہے وہ اسٹکے آگے سے انجن میں
 غرض کہ آئینے کا بھی طوطی عجب حسینوں میں بوتا ہے
 جو ہم سے دلوں کا ہر تہ سے تو اسکو رہنے دو پاس اپنے
 غریب اچھا ہو یا بُرا ہے مطیعِ فرمان تو آپ کا ہے
 ہوے یہ دل لیکے مجھ سے منکر اگر کبھی مانگے گیا میں
 کہا یہ سب سے دُشٹائی دیکھو یہ تین طرفہ ماجرا ہے
 ہمارے عشق و جنوں سے نفرت نہیں ہے کچھ عیسٰی کو کہن کو
 جو آنکی شورش کی انتہا ہے وہ اپنی وحشت کی ابتداء ہے
 رہائی ان بیڑیوں سے ہرگز نصیب ہوتی نہیں کسی کو

محبت آن گیسودن کی صفدر بری بلا ہر بری بلا ہر

دل لگانے کو سہارا چاہیے	ظاہری کچھ لطف اُنکا چاہیے
خونہا قاتل سے دوسرا چاہیے	خون میرا اور مرے دل کا کیا
تم مجھے چاہو تو پھر کیا چاہیے	چاہتا ہوں میں تمہیں نہا نو کیا
آنکھیں کیا دکھائیں یکساں چاہیے	جلوہ گاہ یار میں ہو سکتے ہیں
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے	پوچھتے ہو کیا ہمارا حال ل
غم میں جلنے کو کلیجا چاہیے	تاب سو ز عیش کچھ آسان نہیں
عاشق جانا ز ایسا چاہیے	جان یو دین ہم کہ جاناں بھی
ان ہر دن میں کوئی اچھا چاہیے	اسیے ز باد میں بیٹھا میں رہ
ناز بھی آکے اٹھانا چاہیے	لطف ہو سے کا اٹھانا ہی اگر
دھیان غم کو بھی کسی کا چاہیے	کب ملک باندھے کوئی دھیان
خون کا اب کس سے دغا چاہیے	ملکے سونا زون مارا ہر مجھے
بزم سے اُنکو اٹھایا چاہیے	بیٹھے بیٹھے اُنکو یہ آیا خیال
پاس کچھ تم کو ہمارا چاہیے	بزم میں بیٹھو ذرا غیروں سے دور

کل سے وہ صفدر میں کچھ بگڑے ہو

آج کیسا ہوتا ہے دیکھا چاہیے

تعریف کیا ہو اسکی رخ بے نقاب کی

خوشبو جو گل کی ہر توچک آفتاب کی

<p>بجلی سے یہ قول دل بیتہ راکا کبت تک ہو صبر ظلم اٹھائیں کہاں تک بر پا کردنگا حشر میں ایک اور حشر عصیان ہمارے ہو گئے باہر حساب سے بھگو لحاظ آنکو جیاتی شب وصال مشہور ہر جان میں جو چودھویں کا چاند سیاہ گو سپند کو آتش پہ دیکھ لو</p>	<p>سیکھی ہی تو نے طرز مرے اضطراب کی کچھ حد نہیں رہی ستم بھیساب کی صورت یہی رہی جو مرے اضطراب کی دہشت نہیں رہی مہین و حساب کی حسرت نہ نکلی اس دل خانہ خراب کی تصویر یہ وہ آپ کے حسن شباب کی بوجھو نہ مجھ سے شرح مر اضطراب کی</p>
---	---

صفدر یہ کم نہیں ہر شرف میرا دستے
امت میں ہوں جناب سالت مآب کی

<p>اُس تبسم کی یاد آئی ہر دل پہ پھر پیچیدی سی چھائی ہر جب نظر پار نے اٹھائی ہر اگر تو حسن پر نہو نازان قصہ فریاد کا سنا تو کہا سر پہ عاشق کے لائے مینہ بلا آفرین کیسے اُس مہور کو جب کرٹی کی ہر سخت جانوں سے</p>	<p>جب کلی کوئی مسکرائی ہر پھر طبیعت کسی پہ آئی ہر میں نے برجھی جگر پہ کھائی ہر چار دن کی یہ خود نمائی ہر داستان یہ سنی سنائی ہر مسی ہو ٹھٹھون پہ جب جگائی ہر جس نے صورت تری بنائی ہر تیش لے کیا ہی شہ کی کھائی ہر</p>
---	--

<p>و دون آنکھوں نے جھکوٹ لیا کیون نہود خشیو نکو جوشِ خون مردہ صیاد بھکو دیتا ہے ہم ادب سے وہ کہ نہیں سکتے مجھ سے مجرم کو خلد میں بھیجا کچھ تو دل کو خوشی ہوا صیاد سچ ہے کیون ہم سے وہ پلنگے آتے خط کا لکھتا ہے کب جواب ترک ہاتھ کھینچا وہ ناز سے بولے</p>	<p>ناز کے غم سے کی دہائی ہے رنگ پر پھر ہسار آئی ہے کوئی دم میں تری رہائی ہے بات جو اپنے دل میں آئی ہے واہ کیا شان کہ رہائی ہے جھوٹ کھدے کہ اب رہائی ہے اور پر اب طبیعت آئی ہے لاش قاصد کی دان سے آئی ہے دیکھو نازک مری کلائی ہے</p>
---	---

کس اداس سے وہ کہتے ہیں صفدر

اب نہ چھڑو کہ نیند آئی ہے

<p>خوش ہوں کہ دن ہمارے نزدیک چلے داہن پہ چاک میرے گریبان کے آچکے قلا بے آسمان و زمین کے ملا چکے کپڑے بدل چکے ہیں سواری سنگا چکے ہاتھ نہیں بٹھدی آنکھوں میں سر نہ لگا چکے قاتل ہمارے قتل کا بیڑا اٹھا چکے</p>	<p>مخ تفسل اسپری کے ہڈ سے اٹھا چکے گستاخ ہاتھ مار کے پردہ اٹھا چکے نالو نکو میرے خشرچہ لانا تھا لا چکے آتم میں میرے گھر میں وہ اب کچھ نہیں رہے لاینگے ملک دل پہ وہ بشخون یقین ہوا اب ہی یقین کہ ہم بھی ہوں کشتوین سرخڑ</p>
--	--

<p>کیا جانے یہ دیدہ دل لائین کیا بلا بھجیا کبھی مرضِ مین خبر کو نہ آدمی کٹو اُد میرے بانوں کی بھی پڑیاں گئے تم حاصل ہوا نہ خاک مین شل گرد باد آئے نہ آئے رحم انھیں اختیار کیا کھائیں گے لاکھ زخم نہ بوڑھیں گے کتھ کبھی ایر مر مر جھائے فلک اتبو کر کی اتہک وہی حسن پرستی کا حوصلہ کبت تک تہوں کے عشق مین مر مر مہم کافر ہوں اب جو ہو کو نہ وعدہ کا موافقین لائے مین تیغ جس مین نہیں بنام کو ہو جاؤ صاف اتنی کدورت سے نائدہ</p>	<p>سو مصیبتوں مین تو ہم کو بھٹنا چکے وہ بعد مرگ میر جنا رہے پہ آچکے منت کے طوق اپنے گلے سے بڑھا چکے راہِ طلب مین سیکڑوں چکر لگا چکے ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے کیا آزمار ہے ہو جسے ازما چکے جھوٹے نشان تک بھی لحد کا سنا چکے دھوکا ہزار بار حسینوں کا کھا چکے جھگڑا یہ زندگی کا کیمین ای خدا چکے اقرار کر چکے مین قسم بھی وہ کھا چکے تسکین ہوئی وہ پیاس ہماری مچھا کر اب کیا ہر خاک مین تو مجھے تم ملا چکے</p>
---	--

قسمت کی خوبی دیکھئے صفدر کھلی نہ آگ
ساتھ ہی جو تھے سو کو سراسر وہ جلی چکے

<p>نارِ ساطع ہمار کجب رسا ہو جائینگے بوسہ لیکر خال کا عاشقِ خدا ہو جائینگے سیرِ گلشن سے نہوانے مین ایر باغبان</p>	<p>آج بیگانے جو مین کل آشنا ہو جائینگے ایک دن حق نمک سے یہ ادا ہو جائینگے خشک ہو کر پھول تہوں سے سوا ہو جائینگے</p>
---	---

چلے صحر جوشِ حشت میں گریبان بھار دے
ہو نہ دیوانہ جو آیا اسکے گیسو کا خیال
قیہ یوں کے چھوڑنے کو جب کسی عرض کی
قبض کرنا ہوں فقط ناموں کو اپنے لے لے
اس لپٹانِ بخش کا آیا جو رو میں خیال
دل میں آیا ہر کسی کے ابرو پر خرم کا دھواں
دل حسینوں کو دیا تھا کیا مجھے معلوم تھا
فکر مضمونِ دہانِ یار اگر یوں ہی رہی
نزدتِ جانان میں مرینا گو اراہر کسے
باغبانِ نازان نہوا تنہا بہارِ باغ پر
پہنچ و تاب نہ لے سکو دن کا دکھو آیا تھا پاس
ہجر کا احوال لکھو لگا جو خط میں یار کو
آج حشتِ انکی آنکھوں کو جو ہم سے ہر تو مو

ایک دن بیکار اپنے دست و پا ہو جائینگے
جادو صحر مجھے رنجیدہ پا ہو جائینگے
بوسے کیا جلد ہی ہر مرد دریا ہو جائینگے
در ہم و بر ہم ابھی ارض سما ہو جائینگے
دیدہ تر خیمہ آبِ بہت ہو جائینگے
آج ظاہر جو ہر تیغِ قضا ہو جائینگے
آشنا ہو کر وہ یوں نا آشنا ہو جائینگے
ایک دن ہم راہی ملک فنا ہو جائینگے
کر کے توبہ ہم بھی آخر پا ہو جائینگے
گلِ حرم سے دیکھنا اکدن ہو جائینگے
یہ نہ سمجھے تھے گرفتار بلا ہو جائینگے
حرف الفاظ مرکب سے جدا ہو جائینگے
زقہ رفتہ یہ بہرین بھی آشنا ہو جائینگے

گریو میں اس شوخے ہر روز نظر سے رہے

حضرت صفہ رنجی اکدن تبا ہو جائینگے

جو موج دریا میں دیکھتے ہیں وہ رہنمائی رہ عہدِ ہجر
فلک کی ظاہر ہے ثباتی جناب آنکھوں میں جامِ حرمِ ہجر

رہیگا کب تک یہ خواب غفلت کہ پیری آئی گئی جوانی
 ذرا ہو بیدار سوئے والو سحر ہی نزدیک رات کم ہے
 خواب لینا ہے جو وہ لے لو کسی کو دینا ہو جو وہ دے لو
 بہت غنیمت تم اسکو سمجھو حیات باقی جو کوئی دم ہے
 عجب دورنگی جہان میں دیکھی کوئی مسلمان کوئی کافر
 حرم میں ذکرِ صومبرہ صومبرہ صومبرہ میں صنم صنم ہے
 طے گا دل خاک میں جو میرا صنم محبت کہاں رہیگا
 نہیں ہے مرنے کا رنج محلو اگر الم ہے تو یہ الم ہے
 تمام عالم کا حال ظاہر اسی سے ہوتا ہے روزِ ہم کو
 ہمارے پہلو میں دل نہیں ہے یہی حقیقت میں جامِ ہم ہے
 بلا کے محفل میں پاس اپنے جو مجھ سے ناچیز کو بٹھایا
 تری توجہ ترا تلطف تری عنایت ترا کہم ہے
 غضب ہے بسمل کی سخت جانی وہ تیغ بازو سے کہ رہی ہے
 کہاں ملک دارا تہو دم لے نہ تجھ میں طاقت نہ مجھ میں م ہے
 وہ کھینچ کر تیغ آچکے ہیں نہیں ہے وقت اضطراب کا یہ
 ترپ نہ اے دل ذرا اٹھ کر جا جو جسم آیا انہیں ستم ہے
 جو دل جلانے پر آگیا جی تمیز کیسے حسین ہو کوئی

جو تم سے کام ہمیشہ رہو سلامت تم وہ مست ہیں کہ رہے اپنی میکشی باقی تیار جا کے نشانہ کہیں ہو طائر دل آجاری باد نہ جائیگی میر دل سے کبھی چمک چمک کے گلستان میں بڑی آتی ہو شرب آج ہی جی بھر کے شام تک پلین شار ہا ہر فلک دیکھے کہ مرگ کے بعد خبر خزان کی یہی ہو کہ سب سے نہ ہو مانع جناب دار بیان زندگی ہر دم بھر کی یہ میسر و ش ہر ڈاکا کہ میکشوں کا ہجوم	غرض نہیں ہمیں سارا جہان ہے نہ ہے سب سے خاک خم آسمان ہے نہ ہے بھرا کے ہاتھ میں تیرا کمان ہے نہ ہے تمہیں خیال مرا جاننا ہے نہ ہے نر رہے ہیں طیر آشیان ہے نہ ہے کہ کل غنایت پیر مغان ہے نہ ہے مزار کا بھی ہمارے نشان ہے نہ ہے ہمار پر یہ چمن باغبان ہے نہ ہے یہ دم رہے نہ ہے یہ مکان ہے نہ ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ تیری دکان ہے نہ ہے
---	---

خدا کی حمد کریں نعت مصطفیٰ صفیر

دہن میں دیکھئے گویا زبان ہے نہ ہے

جس وقت تصویر میں تمہارے کمر آئی جب چوہو میں کو چاند کی صورت نظر آئی تھے لگے گرم سے دیکھا ہر معتبر اس وقت تو دینے میں ساتی نہ کی کر وہ بھول جو نہ رہت پہ غریبوں کے چڑھے	ہستی میں مجھے راہ عدم کی نظر آئی تصور کسی کی مردل میں آتر آئی یہ وجہ نہیں آئے کی آنکھ بھر آئی میں خانے پہ کیسی ہر گھٹا ہجوم کر آئی کیا موج سمجھے آج نسیم حسہ آئی
--	--

وہ صبح شب و صبح چلے گھر کو تو میں نے	باتوں میں لگایا یہ انھیں دوپہر آئی
مرغان نفس آج پھر کئے ہیں زیادہ	کیا فصل بہاری کی جن سے ہر آئی
دل لیکے لکے جاے مجھی کو کسے جھوٹا	ممکن نہیں ایسے سے کبھی عہدہ برائی
اپنے دل اندر وہ کورویا میں جن میں	پڑنورہ کلی جب کوئی بجو نطشہ آئی
دل چھینے لیے جاتے ہیں ہنس نہیں جلتا	کیا قمر چرمونی ہو یہ چیز اپنی پر آئی
شاید کہ بڑی ہر قمری تصویر خیالی	جب قصہ کیا شیشہ دلیں اتر آئی
شاخ گل ترکو جو چکے ہوئے دیکھنا	گلشن میں مجھے یاد وہ نازک کمر آئی
ساتی میں وہ میوہ جوں پہنائے میں سیر	خالی جو ہوا شیشہ مری آنکھ بھر آئی
کیا جانیے کیا حال ہوا ران عدم کا	خط آیا کسی کا نہ کسی کی جسد آئی
حیرت سے خود آئینہ ہوئے دیکھنے کی نام	صورت کہو آئینے میں کسی نطشہ آئی
سنتا ہوں وہ گہرا کے نکلے ہیں سے	پہ سچ ہو تو فریاد مری کا ہم کمر آئی
جان آگئی جب سائو میں نے جڑھایا	کیا ہاتھ مجھے تیغ اجل کی سپر آئی
قاصد نے دیا لاکے مجھے بار کا نامہ	یا نگہت گل لیکے نسیم سحر آئی
اک تو ہر کہ اہمیت نہ پسجنا نہ پسجنا	بالین پر مرے خلق خدا نوہر آئی

صدقہ درمے دینی حقیقت کو نہ پوچھو

دریا ہی طبیعت جد صرا آئی

وہ تم نہیں رہے وہ محبت نہیں رہی

اب دلیں ظلم سننے کی طاقت نہیں ہی

<p> اگلی سنی آپ کی وہ محبت نہیں رہی چند سے مین تم بدل گئے یا ہم بدل گئے دنیا وہی زمین وہی آسمان وہی ہنکو تو سب طرح کی بیات تھڑانے دی شکوہ نہیں ہے آپ جواب پوچھتے نہیں وہ گئے کہ لاکھوں اٹھاتے تھے جھڑکنا کیسا فرہ کہ ہمسے شکر رنجیدان ہو میں ہونے وہ اُنسے شکوہ نہ آینکا جب کیا کی گفتگو جو یا رنے ثابت ہوا دہن دل مجھ سے لے لیا ابھی بکڑ ہو ابھی ایذا اٹھائی ایسی شب بھر یا ر میں تو بہ تو وقت نزع مناسب بھی کیا کریں راہین میں بند بیٹھے ہیں پھر گلی گلی </p>	<p> کیسے تھوڑا کیا کہ عنایت نہیں رہی کیا وجہ آپ کی جو وہ الفت نہیں رہی پھر کیوں حضور کی وہ طبیعت نہیں رہی سچ ہی ہمیں مین کوئی بیات نہیں رہی وہ شکل مت گئی وہ شبابہت نہیں رہی اب ناز بھی اٹھانے کی طاقت نہیں رہی اب زندگی کی کوئی حلاوت نہیں رہی ہاں سچ ہر اندون میں فرصت نہیں رہی یہ عقدہ بھی کھلا کوئی دقت نہیں رہی اتنا بھی جھوٹ آپ کو غیرت نہیں رہی کچھ طول روز حشر کی دہشت نہیں رہی شمع میں زبان ہوائی طاقت نہیں رہی اب اُنسے وصل کی کوئی صورت نہیں رہی </p>
	<p> دل کیا کہ انکو جان بھی صفہ رہے نہ رکی شکر خدا کہ کوئی شکایت نہیں رہی </p>
<p> رسوا بھی اعر و رخشان نہ کرینگے ہم سینے کے داغون کو نایاب نہ کرینگے </p>	<p> مانند سحر چاک گریبان نہ کرینگے دیوانے ہیں پیر چاک گریبان نہ کرینگے </p>

<p>ہم ہجر میں رخ سدا گلستان نہ کریں گے چھالے گلہ خارِ نعیمان نہ کریں گے کس روزہ حیران و پریشان نہ کریں گے لکھونگا تو کچھ غدرِ سلیمان نہ کریں گے ہم اور کسی بات کا ارمان نہ کریں گے نہ خواب میں بھی سدا گلستان نہ کریں گے سرسن کے کینٹے وہ نہیں ہاں نہ کریں گے ناچند وہ مشکل مری آسان نہ کریں گے اکتا ہوں نہ سمجھو کہ یہ طوفان نہ کریں گے ہم تم سے کسی بات کو نہ مان نہ کریں گے سجدہ طرف کعبہ مسلمان نہ کریں گے</p>	<p>مجل پھولین تو پھولین جو بہار کے تولے اس جو شِ جنون شوق سے لیجھل سوسھرا ہند و مسلمان کو رخ و زلف دکھا کر پر یون کہو درتی بن کیوں آئین مگر پاس اک بوٹے کے طالب بن جیٹ خوفِ ترمکو حیا دہ پایا ہر مزہ پھسلے نفس میں ہو سے کی طلبی نہیں کھو بے کیوں بات ہر دقت جھکا تا ہوں بن سرتیج کے نیچے دیکھو نہ رو لاؤ مجھے آنسو میں یہ میرے کیوں دلی نہیں کہنے ہونے تو کہا تھا کتا نہیں اس در سے میں اس کی بزرگی</p>
	<p>صفدر رہے سو ملکِ ہندم قافلہ راہی پچھتاؤنگے چلنے کا ہوسا مان نہ کریں گے</p>
<p>جلوہ خورشید آنکھوں کو دکھایا چاہیے قصدِ منجمدی کا ہر کوئی رنگ لایا چاہیے طالع خوابیدہ کو اپنے جگایا چاہیے سر و گل اندامِ ہر کوئی خدایا چاہیے</p>	<p>صبح اٹھ کر کوچہ جانان میں جایا چاہیے سر نہ کشا ہر نیا نقشہ جمایا چاہیے کوچہ جانان میں جا کر غل مچایا چاہیے سر و بر قمری خدایا ہر گل پہ بلبل باغ میں</p>

گرمی خورشید اگر ہوئی قیامت میں تو
 صفحہ ہستی پر برسوں بھی نہ تو کیا رہے
 صبر و طاقت کو بھی عیول آزمائے ضرور
 خواب میں ہو نظر آیا یہ وہ لیلیٰ جمال
 دیکھ کر مجھ میں ہو گئے نیکے فراتے ہیں
 مرنے دم تو دے دو بیٹا تم کفن کے واسطے
 کاسہ گر بند فنا بھی سیکشی کا شوق ہے
 آج کی شب مجھ گدا کے گھر میں آیا ہو وہ
 تارے گھر سے بجائے نیند آجائے اُسے
 سنبھلے خط دیکھ کر لگی ہر سیرت سے جا
 خوش خرامی کا چلن تجھ میں کہاں کہاں دیکھا
 نرگس میگوں دکھا کر مست زائد کو کرو
 یہ تفاضل کون اٹھا جا رہینگے دیر میں
 پھرتے پھرتے نہ ہمارے گھر میں بھی آکھی

در نہیں سر پر ترے رحمت کا سایا چاہیے
 نام اپنا آپ لکھ لکھ کر شایا چاہیے
 ناز معشوقان عالم کے اٹھایا چاہیے
 چلے جا درخبر مجھوں پر چڑھایا چاہیے
 شمع کے بدلے کسی کا دل جلا یا چاہیے
 آخری پوشاک بھی ہو کر چھایا چاہیے
 خاک سے بھر کوئی ساغر بنایا چاہیے
 اور بے پرواہ کی چادر بچھایا چاہیے
 کوئی انسانہ کوئی قصہ سنایا چاہیے
 سنبھلے میری مرتد پر چڑھایا چاہیے
 یار کی رفتار کا انداز اڑایا چاہیے
 بربد کے دہن میں بھی دھبہ لگایا چاہیے
 شیخ کتاہر کہ کعبے کا کرایا چاہیے
 کوچہ گردی کے چلن اُسکو سکھایا چاہیے

شہر میں بدنام ہو جاؤ گے تم صفہ راہی

کوچہ محبوب سے بستر اٹھایا چاہیے

ہم آئے تھے کیا کرنے کیا کر چلے

مہیبت میں دلوں پھنسا کر چلے

چمن سے وہ یوں مسکرا کر چلے	کہ بھولوں یہ بجلی گر کر چلے
جب آئے وہ محشر بیا کر چلے	کہ خوابیدہ فتنے جگا کر چلے
ہزاروں گریبان جو چاک چاک	وہ اسطرح دامن اٹھا کر چلے
نہ بھولیکار نہ چ آ نکا ہنگام نہ بخ	یہ کہنا کہ ہم سے دغا کر چلے
وہ دشمن میں بہتو میں اُنکے دوست	سینیں گایان اور دعا کر چلے
ہوا بھر خطا کوں ہم سے ثواب	جہان میں ہم آئے تو کیا کر چلے
شگفتہ ہوئے اُنکے آنے سے گل	چمن میں وہ کار بربا کر چلے
نکلے تیرے کدو میں آہ	ہوا اسطرح خاک اڑا کر چلے
مرے قبر پر وہ جو آئے کبھی	کدورت سے ٹھوکر لگا کر چلے
چلا تیس دن تیرے وحشی کے ساتھ	سوارسی میں جس طرح جا کر چلے
اگر آئے گو نرغریبان میں وہ	تو ہمت کے مرد جلا کر چلے
رہی خیمش لب دم فاتحہ	کہ اعجاز عیسیٰ دکھا کر چلے
دوا اور دمل کی کمان چند رو	اتما شائے دارا لشقا کر چلے
<p>نہ رحم آئے یا آئے صفدر کھین</p> <p>جو کچھ حال تھا ہم سنا کر چلے</p>	
<p>جو طے تمہیں کہیں راہ میں تو کہو یہ بات شیم سے</p> <p>کہ دماغ تازہ کرے مرا کسی گلبدن کے شیم سے</p>	

اگر مشکلتا ہوں حضرت مشکلتا صفہ
تو ہو آسان سے آسان جو مشکل مشکل سے

رنگ ہر لے ہوئے وہ گلشنِ عالم میں رہے
سرِ بڑا توں سے جدا کب یہ خبر بھی نہ ہوئی
مرضِ عشق کا کھا آبِ دم تیغِ علاج
قربِ بختِ بختِ بخت کو ہونا ہر پسند
نہ ہوئی جوشِ جنون میں کبھی اتنی بھی تیز
دماغ وہ دماغ ہر جو سینہ یعقوب میں ہو
کبھی بیہوش کبھی ہوش میں ہوتا ہر دل
رات دن ٹھٹھے چلے جانے میں اجابِ غریب
دل پر سوز کی قسمت کا سارا چکے
وہ بھی دل کے لئے کہ آئینہ جاناں ہو یہ دل
تمہیں مطلب ہر ہمیں اور کسی سے کیا کام
دخل پاؤں جو وہاں حشر کو تین دامن
بیوفاتسا جان میں نہ وفادار کوئی
دلی الجھن مگر پہلو میں جو دیکھی تو کہا
وہ مردان نہ کر اب فیض کی ایسی بیخاں

خندہ گل میں کبھی اگر یہ شبنم میں رہے
ہم تماشا سے رخِ قاتلِ عالم میں رہے
ہم تلاشِ نفسِ عیسیٰ مریم میں رہے
باس کیوں کے نہ سیرِ دل پر غم میں رہے
دکو ہم دھوپ میں یا راکو شبنم میں رہے
اشکِ ہر جو دیدہ آدم میں رہے
اسی عالم میں ہے یا اسی عالم میں رہے
ایں فلکِ روزِ کمانک کوئی ماتم میں رہے
بنکے جگنو جو کسی شبِ تریحی محرم میں رہے
ہاتھ شانے کی طرح گیسو پر خرم میں رہے
رہیں ہم تم نہ رہے یا کوئی عالم میں رہے
عالمِ آبِ یقین ہر کہ جسم میں رہے
آپ ہی قتل کیا آپ ہی ماتم میں رہے
بھیجی رو آ کے مرے گیسو پر خرم میں رہے
گفتگو کی جگہ ہمتِ حاتم میں رہے

آپ میں پیو دی عشق سے کئے کب ہم	رہے عالم میں مگر اور ہی عالم میں رہے
دلِ عیشم میں رہے دیدہ برنم میں رہے	عم عشق آئے تو رہنے کو میں دگر صفدر
<p>زمین میں آکے چھپے جنکے ہم سا ہو تمام شب تو رہے ہم سے ہم نعل دم صبح وہ آئے ہیں سترت تو ناز کتنا ہو مقابلے میں مگر کیا رقیب ٹھہرے بنگ طلب جو آئے ہوتا ہر دیکھے لیکن ہمیں ہر تو ہی جہان سے گذشتنی اوشع ہے جو راہ میں کل ہکو حضرت زاہد جو زحر شریری عاشقونہ اسکی نظر جہن میں بھول جو سب غیموں کی صورت سنا نہ گردش بیل و نہار سے ہم کو ہزار حیف کہ اب بھی نہ تو ہوا اپنا جہان مجھے نظر آتا ہر اک پر یحسانہ ڈرنیکے تیرگی گور سے وہ کیسا وعظ کہان یہ چال بھی طاووس کبک کی لگے</p>	<p>مزار پر میں وہ افا تھے کو آئے ہو جیسا سے بیٹھے ہیں دامن میں نہ چھپا ہو حضور خاک سے دامن فراٹھائے ہو ہزار بار یہ میرے ہیں آرمائے ہو حضور ہم سے بھی آنکھیں ذرا ملا ہو قضا کی ہم بھی بیٹھے ہیں لو لگائے ہو نعل میں شیشہ تو بھی تھے اک باہو کہا کہان تھے یہ نلکے ٹٹے مٹائے ہو یہ کسی تیغ ادا کے ہیں خم کھائے ہو ہم اپنے دے لگے ہیں اسی آسمان سا ہو جو اپنے تھے ترے ملنے سے سب پر ہو پری جمال جو آنکھوں میں ہیں سنا ہو شب فراق کے صدقہ ہیں جو اٹھائے ہو تری خرام کے انداز میں اٹھائے ہو</p>

کبھی تو جھانک غرنے سے دیکھو کہ بچے کو	غریب بیٹھے ہیں کچھ چادر بن بچھا ہوئے
وہ تیرہ روز ہوں میرے سیاہ خانے میں	چراغ دونوں میں شمس و قمر بچھا ہوئے

کسی سنگ خفا سے ہر چہ ریشہ دل
نہ پوچھو حال کہ صدف بہن چو کھلے ہو

رکے وہ نہ ہکو برا کہتے کہتے	ہوا خشک نہو یاں بجا کہتے کہتے
جواب یک بھی اُن سے سیدھا نہ پایا	زبان تھک گئی مدعا کہتے کہتے
بہت چل چکی تیغ ناز اب ٹھہر جا	افسنا تھک گئی مرجا کہتے کہتے
نہ کا نو کو مملکت نہ ہو ٹھوٹو کو فرست	بڑا سُنتے سُنتے بھلا کہتے کہتے
جو تھانوں سے کو تو بنی گلی میں	گئے یا خدا یا خدا کہتے کہتے
غضب ہو کہ دین گایاں اُن کے تنہ پر	جو وہ بیٹھا پیچھے برا کہتے کہتے
رقیب آگیا باقی سوقت یا ربا	وہ چپ ہو رہے ماجر کہتے کہتے
اثر دیکھنا پھنس گئے کس بلا میں	ہم اُن کیسو دیکھو بلا کہتے کہتے
سنا کر انھیں حال دل بوسہ مانگا	یہ ہلکی زبان ماجر کہتے کہتے
فسانہ مرے غم کا تھا طول ایسا	ہوا ختم روز جزا کہتے کہتے
دکھاؤ جو تم آنکھ ڈر سے برہمن	لگے پڑھنے قرآن کتنا کہتے کہتے
نہ سمجھا یہ دل در در صاف نہا	تھکے ہمتو خدا صفا کہتے کہتے
یہ کیسے کہ مجنون کہا کیا سمجھ کر	نقطہ تم مجھے متلا کہتے کہتے

یہی آرزو اپنے دل میں ہے صفدر
کہ دم نکلے یا مصطفیٰ کہتے کہتے

<p>صفدر کبھی رخِ جانبِ نیا نہ کرینگے مر جائینگے پر شکوہ بیجا نہ کرینگے کس رُزِ شنائے رخِ زیبا نہ کرینگے جو دردِ مینِ لذت ہے کمانِ ہر وہ دور آبِ دمِ شمشیر کا شتاق گلا ہے بھیجے گا اگر بہرِ طلب جو رکھو رضوان عریانِ بدنی اپنی جٹا تا ہے جو ہم کو سودا کی ہن پر چاک گر بیاں ہے ہر نفرت قبرِ دن پہ جو تم آؤ گے یوں فاتحہ پڑھنے تھکے دیکھیں ہم اور غیر و نکو و غرور دلِ شوق سے لوہے سے یہ ہر مالِ تمھارا دشوارِ حفاظت ہے شرارت سے تہوں کی غیر و نکو جلانے کو مرے وہ مڑ آگے تن پر تمھارے سر پہنے دیا تیغ کے نیچے جا بیٹھیں گے اغیار کے پہلو میں اٹھکر</p>	<p>گھڑا رفسونگر کا تماشا نہ کرینگے آزِ ردگی یا رگو آرا نہ کرینگے کس شبِ صفتِ زلفِ چلیا نہ کرینگے منت کشیِ حضرتِ عیسیٰ نہ کرینگے ہم پیاس میں مٹھ جانے ریا نہ کرینگے اُس کو بچے سے جنت کا ارادہ نہ کرینگے لکھنے خطِ آنکو تو لپٹا فانا نہ کرینگے ہم فاشِ خون کا کبھی پردا نہ کرینگے مڑے کبھی جینے کی تمنا نہ کرینگے یہ تنگ کسی طرح کو آرا نہ کرینگے کھاتے ہیں نسیم ہم کبھی دعوہ نہ کرینگے کیا کیا نہ کیے شرابھی کیا کیا نہ کرینگے اچھا جو کہنے کو کچھ اچھا نہ کرینگے فانِ رخ ہوے ابودہ قافا نہ کرینگے کچھ پاسِ سرِ بزمِ ہمارا نہ کرینگے</p>
---	--

بوجہ نہیں بام پہ چڑھ کر یہ اترنا ہم آپ ہی صحبت میں نہیں کیے قابل مر جائینگے ہم درد کی لذت میں ٹھیکر رسوائی محبوب نہیں شانِ محبت	کس کیلے وہ دل کو تہ و بالا نہ کرینگے در بان تیرے شکوہ بیجا نہ کرینگے ٹھکانی ہے یہ دل میں کہ مداوانہ کرینگے ایسا نہ کرینگے کبھی ایسا نہ کرینگے
--	--

مستِ مر افقت میں ہیں محو کر کیا کام
صفدر طلبِ ساغر و عینا نہ کرینگے

آنکھوں میں ادا بھرتی ہے سربار کسی کی ٹڑپاتی ہے بجلی کو بھی رفتار کسی کی نچتہ بھی جو گلگشت چمن میں کوئی چٹکا سو توں کو جگا دیتا ہے جھکار کے وہ چلنا بھر باغ میں آتا ہے کوئی رشکِ سیجا خونِ شہد ارنگ دکھایگا معشر اٹھو نگاہ میں رقیامت سے بھی جتک قاضی ہو کہ زائد ہو کہ واعظ ہو کوئی ہو جلاد گر تباہی جو خنجر کو گلے پر بھولوں کی طرح ناز کرے بادِ بہاری کمدے کوئی قاتل سے کہ مہرِ خسرے	دل چھپنے لیے جاتی ہے رفتار کسی کی چمکی ہوئی ان روزوں میں تلواریں کی یاد آگئی وہ شوخی گفتار کسی کی مردوں کو جلا دیتی ہے رفتار کسی کی مشتاق ہے بھر نہ گس بیمار کسی کی پوشاک رنگی جاتی ہے گلزار کسی کی سن لو نگاہ بازیب کی جھٹکار کسی کی کچھ اصل سمجھتے نہیں میخوار کسی کی یاد آتی ہے رہ رہ کے وہ مگر کسی کی جائے جو سواری سوئے گلزار کسی کی اک لاش بڑی ہے پس دیوار کسی کی
---	---

<p>وان غیر کے گھر عیش میں ہو گا کوئی مقرر کس ناز سے گلزار میں ہیں آج خرامان</p>	<p>یاں کتنی ہر حسرت میں شب تار کسی کی سکھی ہو چکروں نے بھی رفتار کسی کی</p>
<p>حورون میں تو کیا ہوں گر یاد ہر صفدر وہ نازوہ انداز وہ گفتار کسی کی</p>	
<p>ہاں یہ کیا طلسم کر دید بھی ہر حجاب بھی نور و ضیاء میں ہر شل ماہ بھی آفتاب بھی یاری بخت چاہیے نرم طرب میں کیا نہیں پائون یہ میں جگر پر بزم میں ہنسکے یہ کہا وصل تو بار سے ہوا دجہ گر ہر اس کی کیا انکو صبا سے کو پیام آپ کا انتظار ہر بحر جان کی دیکھ لیں سیر ذرا ہم از فلک بتیہ ہی ہو چک گیا نام خدا یہ روکار دیکھ کے پیر در سہ تم کو یہ جو ہو گیا ہاں گئی وہ کم سنئی کی تیر کچھ انھیں اہل وطن کا کب خیال طول سفر میں ہر مہین گر کسی بات کا جواب میں نہ دیا کہ دوا ہو کے خفا جو میں چلا بزم اسکے یوں کہا</p>	<p>نہے بھی دکھارے ہیں چہ پہ ہر نقاب بھی چہرہ صاف کا تر پر ہر کہیں جواب بھی سینچ پہ ہر کباب بھی شیشے میں ہر شراب بھی خیر ہر ہوش میں کہہ کر کچھ ہر کچھ حجاب بھی آنکھوں میں اشک ہیں وہی دلوں میں اضطراب بھی باغ بھی ہر شراب بھی سبزہ بھی ہر سحاب بھی وقفہ عمر اگر ملے کچھ صفت حجاب بھی ماہ بھی جس سے ہر حجل منفعل آفتاب بھی ہاتھ سے گر پڑا قلم طاق پہ ہر کتاب بھی اب نہیں دیتے وہ کہیں دوسرے علی حساب بھی اب کبھی دیکھتے نہیں آنکھوں میں خواب بھی شکر خدا سے پاک کا اتنے ہو حجاب بھی جائیے جلد جائیے یاں سے کٹے عذاب بھی</p>

وصل کی رات تو ہوئی اب یہ عا ہر اہ خدا	صبح عدم میں چھپ ہے نکلے نہ آفتاب بھی
صقدر سے ہوا ذرا وقفہ نہ باغ دہر میں موج نسیم صبح تھا کیا گذراں شباب بھی	
<p>دل سے اُس گل کے آرزو نہ گئی کبھی طبع ماہر نہ گئی روح تن سے جدا ہوئی لیکن رعب قاتل سے خون تھا جو سفید کب نہ اچھو بغیر یا رہوا باتین میٹھی ہمیشہ کین اُسے کب نہ کی جا رہی اُسکی تلاش نیچی نظریں ہمیشہ اُنکی رہیں خیم کے خیم پی گئے مگر دل سے نکھ میں آتا ہر جو وہ کہتے ہیں شوق و شہدے کی کمی کس دن ہم بغل میں ہوا تھا کس گل سے مر کے غزلت نشین رہا میں فقیر ہر چمن میں پھرے بزرگ نسیم</p>	<p>مرتے مرنے یہ خویہ بونہ گئی راستی نام کو بھی چھو نہ گئی حسرت وصل دل سے تو نہ گئی جھٹ وہ تیغ سرخرو نہ گئی بوند بھسور مچہ گلو نہ گئی کج ادائی کی دلسے خونہ گئی کب نظر اپنی چار سونہ گئی کبھی شرم و جفا کی خونہ گئی خواہش سا غروب سونہ گئی بد زبانی کی ہاسے خونہ گئی آہ کب تا امتحام ہونہ گئی عطر کی پیروں سے بونہ گئی خاک اُڑاڑ کے کو بونہ گئی لالہ رویوں کی جستجو نہ گئی</p>

<p>مہ جینوں کی آرزو نہ گئی بی کے جب تک مرا لہو نہ گئی کھینچ کے کس دن رگِ گلہ نہ گئی مرے مرنے پہ آرزو نہ گئی سالہا سال اُسکی بونہ گئی ایک دن بہرِ شست و شو نہ گئی ابرِ ترکی کب آبرو نہ گئی</p>	<p>داغ اٹھایا کیے یسکن نہ بچھی پیاسِ تیغِ قاتل کی واہ رے شوقِ تیغِ قاتل تک نزعِ مین و صل کا خیال رہا تیری چوٹی سے ہار جو پٹا رہی اُجلی تباہِ عریانی میری آنکھوں سے سانا کر کے</p>
<p>اور سب خواہشیں گئیں مفرد نہ گئی اُسکی آرزو نہ گئی</p>	
<p>مارا دل بھڑک کر توڑ پالے کسی نے مارا تجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے پرسا بھی کسی دن نہ دیا آگے کسی نے باہین پہ کسی بات جو چلا کے کسی نے زندہ نہ کیا پانوں سے ٹھکرا کے کسی نے پھینکا اسے کیا سنگ پہ جھٹلا کے کسی نے پاس اپنے بٹھایا ہمیں بلوا کے کسی نے کیا کیا نہ تھکا یا ہمیں دُور کے کسی نے</p>	<p>مرنے رہے ہم لی نہ خبر کے کسی نے زیبا ہر پس مرگ جو ہو طور پہ مدفن دل مردہ ہو پہلو میں مرے کوئی نہ سمجھا یہ ضعفِ مرض ہو کہ آسے صویر میں سمجھا اقتادہ سر راہ رہی لاشِ ہماری شیشہ دل نازک گا جو سو ڈکڑے ہوا ہو صدِ شکر کہ اب دور ہوئی دہلی کدورت دیدار کی امید کسی دن نہ برائی</p>

<p>لائیگے کسی رزروہ تشریف ادھر بھی ماہ ایک طرف مہر کو بھی دل سے اتارا کیا صاحبِ غیرت تھے ترے کشتہ افیت کیا کیے کہ کس دم مصیبت میں بھنپا یا یارانِ عدم بھی تھے عجبُ عدہ فراموش آجائیں جو انخمار تو کچھ مجھ سے نہ کننا ہرگز نہ اٹھائی نظر آئسہ ہر دیکھا</p>	<p>اتنا بھی تو مردہ نہ دیا آکے کسی نے غازی سے رخ صاف کو چمکاکے کسی نے احسان اٹھائے نہ مسیحا کے کسی نے دل کا کل پر پیچ میں الجھاکے کسی نے رکھا نہ ہمیں یاد دہان جا کے کسی نے چپکے سے کہا یوں مجھے سمجھا کے کسی نے محفل میں مجھے ساٹے بھلا کے کسی نے</p>
<p>دور در بھی ہند کسی صورت نہیں تھی اسد رجب بگاڑا انھیں سمجھا کے کسی نے</p>	
<p>ہر دل میں ہو آرزو تمھاری بیل کو ہو آرزو تمھاری یوں زیر قدم نہ دل کو پیسو بجلی جو چمک کے چھب گئی یا چلتی ہو زبانِ جھری کے مانند کڑیا ہو کسی سے کوئی باتیں ہر گل کو چین میں بنے سو گھا مٹی مجھے دینے تم جو آتے</p>	<p>ہر لب پہ ہو گفتگو تمھاری ہر گل میں بسی ہو تو تمھاری پس جاے نہ آرزو تمھاری یاد آگئی مجھ کو تو تمھاری کیا تیرے گفتگو تمھاری سنتا ہوں میں گفتگو تمھاری پائی نہ کسی میں تو تمھاری مٹ جاتی نہ آبرو تمھاری</p>

<p>کیون و صوم ہر چار سو تمھاری اچھی ہوئی گفتگو تمھاری پھر کے نہ رگ گلو تمھاری پھیلے جو چین میں ہو تمھاری گر جائے گی آبرو تمھاری</p>	<p>دیکھا نہیں ایک نے بھی تم کو سلجھ جانے میں دلی گتھو نہ کو اس تیغ کو بسملو نہ دیکھو پھولوں کو صبا نے بھی نہ چھو آن دانتوں سے موتیوں نہ بچھو</p>
<p>بوسہ جو لیا وہ ہنس کے یو لے صفدر یہ بُری ہو تو تمھاری</p>	
<p>انکی محفل سے نہیں ہمتو نکلنے والے ادب مجھے ناز کی ٹھوکر سے کھینے والے ہم بھی بے شریے سرگز نہیں نکلنے والے اپنے دل سے نہیں زبان نکلنے والے اک در اکھرو کہ ہم بھی تو میں چلنے والے خبر آئی ہو کہ منھدی میں نہ ملنے والے ایسے فقرے نہیں عیار سے چلنے والے قول سے ہم نہیں اتر کر بدلنے والے آن زبان سے نہیں کہتے جو میں چلنے والے تیرے نالوں سے نہیں میں یہ کھیلنے والے</p>	<p>شمع کی طرح جلیں رشک سے جلنے والے جگر دہل میں ترے ساتھ ہی چلنے والے تیغ لیکر جو وہ گھر سے میں نکلنے والے تیری فرقت میں ہزار آنکھ سے آنسو لیں فافے والو عدم جانے میں جلدی کیا ہو چاہیے میں بھی چلون دیدہ پر خون نکلا حال دل لاکہ کہوں اس سے وہ کبشتا ہو سر جو دینے کو کہا ہو تو مقرر دین گے ساتھ پر دے کے خاموش ہوئی شمع سستی شمع رو رکھتے میں تپھر کا کلیجا اسی دل</p>

<p>بہت آنکھوں سے بہت سر میں چلنے والے دیکھتا جا بہن او آنکھ بدلتے والے مرد قبروں میں دم بھون نکلتے والے اپنے یوزبیں اور ترک بدلتے والے وہ کمون شمع ہوں چھو پھٹنے والے اشک بن بنکے نکلتے ہیں نکلتے والے نہیں دیکھے دل نادان چھٹنے والے</p>	<p>گھر سے قافل کے نکلتے کو سنین فاشق چشم پوشی ہر دم نزع مروت سے بعید صور پھونکارے نالوں کی قیامت آئی تیغ پر تیغ پڑی تن پہ تو کیسا ہوتا ہر دقن عارض محبوب کے باندھوں مضمون چارہ گرد کے سے کتے ہیں کہیں تخت جگر نظر آیا کوئی معشوق جان لوٹ گئے</p>
---	--

منزل رہبرین وقف ہو اتنا صفدر
 بھیر میں جیسے ٹھہرتے ہیں چلنے والے

<p>کہ آنکھوں میں پھرتی ہر صورت کسی کی ترے سامنے کیا حقیقت کسی کی کبھی ایسی دیکھی ہر ہمت کسی کی کہ ہر انہیں کچھ کچھ شبابہت کسی کی نہ کام آئے صاحب سلامت کسی کی کسی کو لگی ہاتھ دوست کسی کی مری طرح کیا ہر یہ طاقت کسی کی کروں کیا نہیں ہر اجازت کسی کی</p>	<p>مرے دل کو ایسی ہر الفت کسی کی حسین سیکڑوں میں مانے میں لیکن دیا ایک بوسہ وہ کہتے ہیں اسپر بڑے آنکھ کیوں نہ شمس و قمر پر مصیبت میں دیتا ہر کب ساتھ کوئی وہ مجھ تک نہ آئے گئے غیر کے گھر اٹھائے جو کہ غنیمت جسر تیرا ابھی جان دیتا میں فرقت میں لیکن</p>
--	--

ہمارا ہر پیر معنان پیر و مرشد زرداغ سے کیوں نہ خوش ہو طبیعت جسے وصل کہتے ہیں وہ زندگی ہر ہوے ہیں وہ صبح شب وصلِ رخصت جو دیکھا تجھے ہنسکے بولے کہ سچ ہر وہ بولے یہ تھا کشتہ شوقِ میرا	کرین کس لیے جا کے بیعت کسی کی کہ شمع ہیں ہم بھی بدولت کسی کی اجل ہر زمانے میں فرقت کسی کی خبر کیا جہان سے ہر رخصت کسی کی ہوئی ہر نہ ہوگی یہ حالت کسی کی جو دیکھی سر راہ تربت کسی کی
---	--

نہیں دل تمھارا جو قابو میں صفدر

مستہر ہر تم کو محبت کسی کی

روزد وصالِ دل میں ہیں زبانِ نئے دیکھو جدِ حرمین گنجِ شیداں نئے آئی بہار پھولوں نے بد میں پیر بن شب بھر رہی جو یاد مجھے زلفِ یار کی مدت ہوئی ہر ناز اٹھاتے ہوئے مجھے گلشن سے یچلا ہر یہ کہکر جنوں مجھے سی لبوں پہ آنکھوں میں سرمہ ہر یار کے ہر اپنے نوکر دے بھی وہ شمعِ بد گمان کاٹا کبھی جگر کبھی دل میں اتر گیا	اس گھوٹن آج جمع ہیں مہمان نئے مقتل میں کیا کھلے ہیں گلستانِ نئے دامن نئے نئے ہیں گریبانِ نئے دیکھا کیا میں خواب پریشانِ نئے غمزے کرو نہ مجھ سے مزہجانِ نئے چلاب دکھائیں جگہ بیا بانِ نئے بر باد یوں کے میر ہیں سامانِ نئے سر زربے جانے ہیں زبانِ نئے چلتا ہر وار خنجرِ مرگانِ نئے
--	---

ہر فصل گل ہر نمون کیوں داغما دل	چھوہن بلغمین گل وریچان نئے نئے
حلقہ نہیں بناتے ہیں اسو دل و زلف میں	بننے میں تیرے واسطے زندان نئے نئے
ہر ایک دل ہر طرح کے ہیں داغ عنہم	غنجے میں ہیں شگفتہ گلستان نئے نئے
تلوون میں تازہ تازہ نکل آئے آجے	پیدا ہوئے جو خار مغلان نئے نئے
ہر ابتدا سے عشق میں کیا سیر کا مزہ	وحشت نمی نمی ہر بیابان نئے نئے

دست خون کا پاس ہر صفدر کو استفادہ
کرتا ہر روز نذر گر بیان نئے نئے

جوانی میں بہار حسن صورت آہی جاتی ہے	ثمر حسوت گد رانا ہر نگاہی آہی ہے
شباب کی باترقی پر تو بوسوں کی اجازت دی	خدا و دولت جو دیتا ہر توبہت آہی جاتی ہے
غضب کی چیز ہر حسن انسان لاکھ بچتا ہے	مگر دل کیچھ ہی جاتا ہر طبیعت آہی جاتی ہے
ہزار اندوہ و فرقت کو میں دلمین ضبط کرتا ہوں	مگر کچھ کچھ نہ کچھ لب پر شکایت آہی جاتی ہے
ہر اسان ہونہ ایدل استفادہ دوری منہ سے	بشریت جو کرتا ہر توطافت آہی جاتی ہے
سمجھے ہیں کہ میرا عکس آئینہ دکھاتا ہے	مگر پھر آنکے دلمین کچھ کد آہی جاتی ہے
تصور سے حسینوں کے ہوا تن روح کی صورت	ریافتہ طبیعت میں لطافت آہی جاتی ہے
یہ دیکھا ہر طبیعت کے حسین کتنے ہی ٹھہرے ہوئے	ہوئے دو چار جب عاشق شرارت آہی جاتی ہے

جب اس گل گر بیان صفدر نظر آتے ہیں عیروں سے
ہر بن میں آگ لگتی ہر حرارت آہی جاتی ہے

<p>آند فصل گل ہوئی موسم ناز و نوش ہر دل جو سیاہ ہر مراز طگنہ سے و غلط اے سیر بانوں کے کانٹوں سے تلک شست بد نظر جو قتل ہر دیر نہ کیجیے ذرا ہجر میں حشر ہر یا حشر ہر کس حساب میں بد نظر ہر سابقا عالم بخود کی سیر ہر نصیحت آئیں میں ناصح اگر تو یہ کہو شے کے دور کے آنکھ میں مٹھدی ہر باغ پون مرگ پہ سیر ناز کش کوئی نہیں جانیں بادہ کشی کا کام کیا پیسے میں ہتھو خوں ایک ہی جام وصل سے دونوں طرف ہر بخودی نہر حین پیکشی غیر کے ساتھ ہر وہاں</p>	<p>رند میں اور اندون خدمت می فروش ہر طعن کی کچھ جگہ نہیں کعبہ سیاہ پوش ہر رستہ میں بھوٹ بھوٹ کر طرف ہو کا جوش ہر روح بھی تن کو ہر گراں سر بھی بال دشمن ہر صوبہ بھی چھک چکا گردل کا ہی خروش ہر اور بھی کوئی جام دیکھ بھی مجھ میں خوش ہر قصہ سنینگے اور دن آج تو درد گوش ہر دیکھیے کوئی قتل آج وہ سرخ پوش ہر شمع بھی میری قبر برآئی ہر پر خروش ہر کہتے ہیں اب بھی بد گمان یہ کوئی بادہ شن ہر اتھو نہ آنکو ہوش ہر اور نہ جھکو ہوش ہر اشک ٹپک رہے ہیں یاں قلم نم عم کا جوش ہر</p>
---	--

صفدر رختہ جان کی قدر آگوجاے ضرور

ایک ہی جان تیار ہر ایک ہی سرفروش ہر

<p>اگر جان جائے تو جائے بلا سے بہت جلد ہر کوچ دار فنا سے مرے یا جیے کوئی میری بلا سے</p>	<p>لگا یا ہر دل اُسکی زلف رسا سے یہ ظاہر ہر ہر دم جس کی صدا سے مرا حال سنکر کہا کس ادا سے</p>
--	---

<p> تڑپ وصل میں ہجرت سے بھی ہر دہائی رسائی اگر عرش تک میری ہوتی کہ دور ت نہیں نام کو اپنے دل میں گرا آتی ہر اُسکے کوچے سے ہو کر لگا وٹ تری خوب میں جانتا ہوں تماشا تھا وہ کو سنا اُسکا مجھ کو ستم ہر حجاب اُنکا ہنگام بوسہ </p>	<p> مراد و دل بڑھ گیا اس دوا سے اسی بت کا سائل میں ہوتا خدا سے بھرا ہر یہ ساغر شراب صفا سے کچھ آج اور آتی ہر خوشبو صفا سے مری جان لینے یہ جھوٹے دلا سے شب وصل آنکھیں چرا کر حیا سے نہیں کہ کے منہ پھر لینا ادا سے </p>
---	--

غضب ہر یہ بیماری عشق صفہ

نہ صحت دوا سے نہ حاصل عانے

<p> ہر ہی زلف یار دیکھیے کب تک ہے کاوش مرگان بار دیکھیے کب تک ہے ہجر میں یہ خار دیکھیے کب تک رہے تیزی دست خون اور ترقی پہ ہر طوق گلوگیر سے تنگ ہیں ہم قید میں ہمت پھنسنے آگئے دام میں حیا کے کرتے ہیں ہر وقت وہ ہم پر غضب کی نگاہ غصہ اترتا نہیں ایک گھڑی اسی پر ہی </p>	<p> کشمکش جان زار دیکھیے کب تک رہے آبلہ دل میں خار دیکھیے کب تک رہے سینہ ہمارا فگار دیکھیے کب تک رہے پیرہن تازہ دار دیکھیے کب تک رہے اپنے گلے کا یہ ہار دیکھیے کب تک رہے باغ میں فصل بہار دیکھیے کب تک رہے تیرے گلے کے ہار دیکھیے کب تک رہے جن ترے سر پر سوار دیکھیے کب تک رہے </p>
---	--

گلشنِ عالم میں ہر گاہ خوشی گاہ رنج تیرے وہ کھینچیں کہیں ہر دہال بدن خاک میں مل تلکے آنکلی کدورت سے ہم غیر سے ہر یار کو ربط بہت اندرون سینے میں دم بھر قرار دلو نہیں ہجر میں جیتے ہیں پرتنگ ہیں تنگی عالم سے ہم قائبِ خاکی سے روح اپنی نکلتی نہیں تابِ نظر تک نہیں ہو گئیں آنکھیں سنجید دوب چکا سب جان پر ہر وہی خوش شک انجمنِ یار تک اپنی رسائی نہیں	دورِ خزان و بہار دیکھیے کبتک رہے دوش پر اپنے یہ بار دیکھیے کبتک رہے یار کے دلیں غبار دیکھیے کبتک رہے پہلوے گل میں یہ خار دیکھیے کبتک رہے یہ فلق و اضطراب دیکھیے کبتک رہے گور کا ہمہ فشار دیکھیے کبتک رہے گردینِ شہسوار دیکھیے کبتک رہے روز کا یہ انتظار دیکھیے کبتک رہے دیدہ تراشکار دیکھیے کبتک رہے غیر کا دان اختیار دیکھیے کبتک رہے
---	---

حسن بہ منور درین اپنے وہ صفہ بہت
آنہ اُسے دوچار دیکھیے کبتک رہے

گل سے شبنم بنا دیا کس نے داعِ الفت لگا دیا کس نے ایک عالم ہر آج کیوں بیوش دربد رہم تباہ پھرتے ہیں چشمِ بیگون دکھا کے ایک نظر	ہنس رہا تھا رلا دیا کس نے نقشِ ہستی شادیا کس نے رخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے اپنے در سے اٹھا دیا کس نے جامِ الفت پلا دیا کس نے
--	---

<p>دل تو پہلو میں وقتِ خواب تھا عش جو طاری ہر صوتِ موسیٰ رات جگنو کی طرح دلوں میں ماہ سے روئے بار کتنا ہر شمع کی طرح جلے خاک ہو صور سے کنسی ہر مری فریاد زلزل تیری اگر نہیں لبلی دل جو چھانے کی طرح بچھو بہا</p>	<p>پھر ٹرپ کر جگا دیا کس نے جلوہ اپنا دکھا دیا کس نے چمکیوں میں آڑا دیا کس نے داع تجھ کو لگا دیا کس نے دل ہمارا بچھا دیا کس نے تجھ کو سسر مہ کھلا دیا کس نے مجھ کو بھنوں بنا دیا کس نے کس نے چھیرا لاد دیا کس نے</p>
<p>دل دکھا اُنکی آنکھ بھرا کئی حالِ صفدر سنا دیا کس نے</p>	
<p>نہیں پروا کسی کو میں گھرے زخمِ لبس کے گرین کٹ کٹے عشاق کے قد تو قاتل کے ہوئی ہر کسکے اٹھ جانے سے محفلِ مجلسِ ماتم ہوا بیہوشِ مخنون دیکھتی ہر جلوہ لبلی حسینوں سے بیٹھے ہو دیکھا جو شبِ ہنے خودِ حسن اب رہی رنگِ انکی صحبت کا قیامت کی تمھی ناؤں نے خدا نے خیر کی لیکن</p>	<p>خوشامدِ پیشہ آئے چوتھے میں ہاتھ قاتل کے لکجائیں انکی معرکے میں جو میلے دل کے گلے سے شمع کے روئے میں پروا جو مل کے پڑے غفلت کے پردے اٹھ گئے پردے جو محفل کے نظر آئے تارے گرد ہو کا ماہِ کامل کے کھڑے رہنے لگے جو بیٹھے دے تھے محفل کے تھما تھما کے گردِ دنِ عرشِ علی بر گیا ہل کے</p>

<p>ہمارے خون کے قطروں نے کیسے گل بکھلا دیں نہایت تنگ پہن لے مسکون کے اس زماں میں ہو گئے شہائی چل ہی کر کیا گلستان میں اسی شہ پہ چلتے ہیں جدھر لے راہ دیا ہر ذرا بھی قید کی بند سے بھر لے نہیں ہم تو کوئی نقصان نہ تھا ہر صبح نئے مفت سنتا خد کے رو بہ رواں خونِ ناز کی شہادت دے بہت نزدیک ہی ہم عاشقوں کو چہ جاناں</p>	<p>بکھر رہے تھے گلچین کی طرح دہن میں قاتل کے جگہ پائین لے اتنی کہ بھیلین ہاتھ سائل کے ہزاروں بھول مر جھٹا جا رہے ہر ذرہ کھل کھل کے نہ بھٹک گئے کبھی پیر میں کیسے خضر منزل کے خد آ جا کہ کسیر میں یہ آواز سلسل کے آ جا کہ باغبان نے اشیاء کیوں دل کے اجلِ مقول کی محشر میں آئی ساتھ قاتل کے تھکے ماندہ مسافر گئے ہیں پاس منزل کے</p>
---	--

فراقِ یار میں کیسی رفاقتِ دل نے کی صفدر
 دہی ہر آشنا جو کام آئے وقتِ مشکل کے

<p>جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بہت خوب نکلے حوصلے دل کے</p>	<p>فرسے حاصل ہو گیا کیا پر بردنِ دل کے وہاں خستہ ہوئے یہ شہیر قاتل کے چمن میں سیر کی جا کر نگاشت میں چکر قصا گشتِ خوش و غم خوارِ خیلاں کے نہ پہنچے عقل بھی حجابِ ماہِ پر نیا خوش کبھی مجھوں سے صحبت تھی کبھی فریاد سے سیان کہ مہرا شہر گلشن سب برابر تھے</p>
---	--

<p>گلے میں تن تیری بانو میں ہاتھ نہیں شکر مان بزمِ برقِ ثریا ہوشِ حالِ رعدِ گرجا میں پڑے تلون میں جمائے اور چھانوں میں چھپے گئے جو اپنے تھے وہ برگا جو بیگانے تھے وہ اپنے تماشا دیکھتے تھے جہنمِ حشت کے عالم میں نہ سر کا ہوش تھا ہمو نہ بانو کی خبر مطلق عجب عالم تھا حسینِ زمینِ آسمان یکساں</p>	<p>جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے</p>
<p>ترکینِ شویشین صفدر نے کینِ حشت میں کیا کیا کچھ</p>	<p>جنون تیری بد و خوب نکلے حوصلے دل کے</p>
<p>بناوٹ کے میں طو سارے تمھارے حسینو ہوا ہوا افسان سے روشن نہ ہو عشق ایسا نہ ہو حسن ایسا کہانِ لالہ دگل میں میں نگا پسے چلو زائد و میکدے میں بھی لک دن چڑھایا ہوا غبار کو تینے سہ پر نہیں کوئی واقف یہ جاننا ہوا بجایو جو رشک آئے سے ہو جگو</p>	<p>بگر جائیگی اب ہمارے تمھارے کہ چکے ہوے میں تارے تمھارے جہان میں میں شہر ہمارے تمھارے عجب گال میں پیار پیار تمھارے اگر راہ دین استخارے تمھارے خدا انکو دے اتار تمھارے کہ چھریان میں اسکو اشار تمھارے میسر میں اسکو نظارے تمھارے</p>

<p>تماشا ہر لین غیر بوسے لبون کے بھلا غیر کیا جسے آنکھیں ملا سکتے</p>	<p>شکر رنجیان ہون ہمارے تمہارے نہوتے جو آنکھ اشارے تمہارے</p>
<p>ادا سے شب وصل بوسے بگر کر ہنے گی نہ صفہ رہارے تمہارے</p>	
<p>محفل سے ترے ادب نا آشنا چلے جس روز سوسے ملک عدم قافلا چلے کیونکہ میں نہ بادہ جو ٹھنڈی ہوا چلے اُس گل کو لائے آپ اگر ہو شوق کتنا ہون جب میں چلتے ہو گلگشتِ باغ کو اُن کی بہار اہل جنون پنہن بٹریان امو خضر سیکدے میں بھی آپ جیات کر چالیں ہزار آتی ہوں جسکو فریب کی درکار ہمسفر نہیں کچھ راہ عشق میں کس طرح عاشقوں کی نہ مٹی خراب ہو تو نے کیا نہ وعدہ دیدار بھی دنا مارا گیا رقا بت خسرو سے کو بہن کیا کیا گلے کروں کہ میں دیوانہ جب گیا</p>	<p>آئے تھے درد و رنج اٹھائے اٹھا چلے چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے مستفون کا ہو جو دور تو قاضی کی کیا چلے یار بچپن میں آج کچھ ایسی ہوا چلے کتنے ہیں ہنسکے وہ کہ ہماری بلا چلے حداد کا بھی کام کہیں یا خدا چلے ظلمات کی طرف کوئی میخوار کیا چلے یار بکسی کی اُس بت کافر سے کیا چلے سایہ سے کہد و ساتھ سے میر جدا چلے بیگانگی کی راہ جو وہ آشنا چلے محروم تیرے دستے ہم ایو ہونا چلے منفلس کا اہل زر سے بھلا زور کیا چلے پتھر تری گلی میں صنم بارہا چلے</p>

<p>چاہے جو خیر جان کی تو پیر خانہ نشاہ تیوری جو چاہے کہ کینہ دگاہیں بھی سنہ تیر گو تیس پہنچے ناقد کیلی سنہ تیر کہ چکا نتر اسے لہجہ سبب زوق کا جواب ہی گل کی طرح فیس پھر گئی بلبل کی آنکھ دہا شل جا با آتی ہی مہنسی میں ہست گئے مذکور غیر محفل چہا ناں میں ہر غضب مالوں سے چھونک دینے لگی تیر سرشت بسمل ہو امین اردو تر گانے عشق میں تہ خیمہ عالم پیری میں ہی کہاں اگر تو خوش کیا تھا تازہ آہم جو تو دل انکی ہمارے ہر عجب دورہ تر اچ</p>	<p>ابہ نیکدے کو ساتھ ہمار چلا چلے بغیر ہر اکلے پے نادک جدا چلے ابہ بھی کرے جو پانہ کی طاقت نہ چلے کسا تازہ تازہ سیکہ میں شکر خدا چلے آئے جو وہ چین میں نیا گل کھلا چلے اس بھونے ثبات میں کیا آئے کیا چلے امان کچھ ہمارا ذکر چلے تو بجا چلے کمد و فلک سے چالی تیر ہر ذرا چلے تیج ستر چلے کہی تیر چہا چلے بیٹھے ابھی ہر دہ پیر جو تیر دعا چلے پیر دہ ہم پیر و دو عالم کا بٹھا چلے اسجا سے میکدے کی طرف پار سا چلے</p>
<p>قصہ درویش کے بزم میں آنا نہ تھا بھین بیٹھے بیٹھا اسے ظلم مزار دل اٹھا چلے</p>	<p>بہو نچا دیا ہر دل نے کہاں کہاں مجھے اُس حوش کا کوچہ ہر باغ جنان مجھے دھوڑے زمین تلاش کرے آسمان مجھے</p>
<p>لویا مسکان سے مژدہ لامکان مجھے رضوان ہمار جہت یسماں مجھے رہبر تو ایسی جگہ لیل اری جنوں</p>	<p>بہو نچا دیا ہر دل نے کہاں کہاں مجھے اُس حوش کا کوچہ ہر باغ جنان مجھے دھوڑے زمین تلاش کرے آسمان مجھے</p>

مجمعِ ہر سرگردین کچھ بولتا نہیں
 کہنے کو کون جاسکے ہر دور و دراز راہ
 عیشِ جہان سے کام نہ لےجے جہانِ کام
 ابھی تو ہر طرح شبِ فرقت گئے رگنی
 چو نہ کش کو چاہیے چھوڑ دین نہ ماسد
 رنجِ خزانِ ہر زب نہ خوشی ہر ہمار کی
 پوشِ جنوں میں کوئی راہِ نشانی نہیں
 و کچھ کچھ کہتے کوئی کیا مری فرشتہ
 میر مگر خیالی تھے چہنہ لعلی سکونی
 ناتوان کو تیر سے کہہ دینے کوئی نہ ہو گیا
 سچہ چہ چاہے آئے تھے کل کیکہ میں شیخ
 طالب کسی جن کا کسی بلغ کا نہیں
 یہ ضعف ہے کہ طائرِ رنگ بریدہ ہوں
 کچھ اور چاہتا نہیں اتنی ہر التجا
 کہتا ہوں جب میں اُنسے کبھی آدمیر گھر

کہنے کو شل شمع ہی ہر زبان سے مجھے
 کافی ہے سجودِ ہر وہ آستان مجھے
 ہر شل سرو ایک بسیار و خزان مجھے
 آئندہ اس بلا سے خدا دے امان مجھے
 سمجھوں یہ راہِ تین جہنم کا رواں مجھے
 کینہِ نفس میں بھول گیا آشیان مجھے
 اتنا ہی کہنے کہ ہر سالِ جہان مجھے
 غصہ بہتی ہر سر سے کیا پانیوں مجھے
 کیا کیا لایا ہے ہر جہاں مجھے
 پہاڑِ تارِ خوب تر با آستان مجھے
 پیچیدہ بہت ہو دیکھو نیا ناگمان مجھے
 دکھلا دے اس گلی کی زمین آسمان مجھے
 درکار اس جن میں نہیں آشیان مجھے
 میں جا بجاں کون کہیں خستہ جان مجھے
 اچھ پھر کردہ کہتے ہیں زحمت کمان مجھے

لہذا شاہِ دستِ لطیفِ نئی امیر احمد صاحب امیر شاہ کی طرف سے

شاگردی امیر کا صفدر یہ فیض ہے
 استاد جانتے ہیں سب اہلِ زبان مجھے

مرے مغز جان کو یہ تازگی ہوئی ہوے بگسوے یار سے
 کہ نہ سونگھوں نکلت مشک بھی جو نسیم لاسکتے تار سے
 جو شگفتہ گل ہیں بہار سے رہی سوکھ جائینگے خار سے
 نہیں ایک بلبیل زار سے یہ خبر سنی ہر ہزار سے
 نہ کسی کو چھوئے ہمدی نہ کسی سے محکوم ہو آگاہی
 میں جدا ہوں شہر و دیار سے میں آگاہ ہوں اہل جوار سے
 شب و نسل طرفہ سمان بندھانہ ادھر ادب اُدھر حیا
 مجھے دیکھتے تھے وہ ناد سے انھیں دیکھتا تھا میں پیار سے
 گل کا غدزی ہوں میں ام صبا کہ ہمیشہ رنگ ہر ایک سا
 نہ کبھی خزان سے فسرده ہوں نہ شگفتہ ہوں میں بہار سے
 میں وہ سبیل ہوں کہ جناب بھی مرے ساتھ ساتھ روانہ ہو
 دم سیر کوئی ضرر نہیں مجھے پاسے آبلہ دار سے
 رخ و زلف کیسے نہاں ہوے دل دیدہ حرفِ نقان ہو
 جو گلے تھے کم وہ کہاں ہوے مرے دو لیل نہار سے
 مری آہ کی یہ ہوا چلی کہ پڑے بلا میں سب آدمی
 یہ اثری ہو خاک کہ راہ میں بدن اٹ گئے ہیں خبار سے
 جو ہزار نازوں سے تھے پلے پس مرگ خاک میں مل گئے

نہ خبر ہو زینت و زینت کی نہ ہو کام نقش و نگار سے
 تہ قبر خاک بدن ہوے جو لباس تھے وہ کفن ہوے
 وہ شکار تیر محن ہوے تھا جنھیں کہ شوق شکار سے
 کہا اُسے روکے کہ ہو نہویہ وہی ہر صفہ رہتا
 پس مرگ بھی جلی آتی ہر جو صدائے نالہ مزار سے

<p>بچارہ گر ہم بھی اُسکی ناز بردار نہیں تھے جب تک تھا عشق کیسے شہر بازار زمین تھے یاد آیا ہر کہ ہم اس شوق کے یار نہیں تھے حشر میں ان گیسو و کدو دیکھ کر کہیں صاف قتل منہیں کر کیا ہوگا انھیں بونے ضرور شام ہو کر ہی اس برد و ترگان کی یاد واکھرت میری میت پر کوئی آنا نہیں انجان آئی تو مسجد میں بنے ہیں شیخ امام رشک کیا ہوگا اگر عاشق تمھارے بہت آزمائی تھی کبھی غیروں پہ بھی تیغ بستم دیکھ تو گور غریبان کو پری ہو جن یہ نجا کیا فقط عاشق تھے قیس و اتر و فراود</p>	<p>عجب سی معجز بنا بھی جسکے بیمار زمین تھے ہمتو کیا یو بھی اک اُسکے خریدار زمین تھے دیکھتا تھا جھانک کر دوزخ دیوار زمین تھے یہ جو میں جہاں ہم اپنے گرفتار نہیں تھے بھول چکے تھے کشتوں کے کل ترک گلزار زمین تھے جیت تک شکو گھرے تیر زمین تلوار زمین تھے پوچھتے ہیں سب یہ نہ زمین دیندار زمین تھے جب تک تھی نعل نعل شامل میں خوار زمین تھے مہر میں کھوں ہی یو کے خریدار زمین تھے کیا ہمیں اے قاتل عالم گنگا زمین تھے جامہ زیبو تھیں یا آئینہ خسار زمین تھے بڑھکے افسے ہم میں میں جو دان جاوین تھے</p>
---	--

آج کیونست ہین کلک جوشتیار زمین تھے	اڑکھڑاتے جبکے ہم سلسلے بولادہ شوخ
میر تار شک بھی شاید سہارو زمین تھے	پھر گئی تجھ سے نظر اس گل کیوں ہو گل فروش
ایکدن ہم بھی تمھارے تار بردار زمین تھے	اب بینوں نخل بہم خاص بن ہوا نہیں
سیکر و کٹر دم نہزردن دے غار زمین تھے	راہ دشت ناک الفت کی بڑبڑی شکل سے ٹر

جھوٹے وعدہ جھوٹی قسم نکالین کرتے تھے کب

وہ جو تمھارا صفدر ہم بھی عیار زمین تھے

کیا بقرار کوئی پہلو بدل رہا ہے	ہلچل ہے کیون جہان میں کیسا یہ زلزلہ ہے
جام شراب ساتی جام جہان نما ہے	مستی میں حال عالم مجھ سے نہیں چھپا ہے
ہر گرد با دھوا اک قصہ دلکش ہے	دیوانگی میں حاجت بھگو مکان کی کیا ہے
پہلو میں کوئی دلو کا تھون سے مل رہا ہے	پوچھو نہ حال میرا زقت میں اُسکے کیا ہے
میدانِ عشق سے جبکے گے قدم بڑھا ہے	دربارِ قرب حق میں عاشق پہنچ گئے ہیں
ہاں ڈر کر لیٹ جا دل مجھ سے کہ رہا ہے	تلوار میں نگاؤں قاتل کا ہوا ارادہ
منہ تک مرے کلیجا آ آ کے پھر گیا ہے	زقت میں کس سے کیسے حال اضطراب لگا
میں ل سے پوچھتا ہوں ل کچھ پوچھتا ہے	کوچے کا اُسکے اتنا نہیں ٹھکانا
ٹلتی نہیں جو ستر ہرگز یہ وہ بلا ہے	جاتی ہے کوئی دل سے زلفت سیمہ کی الفت
غرنے سے تو نے شاید چہرہ دکھا دیا ہے	بیشوش راہ رو سب بازار میں بچے ہیں
جب صبح کو وہ اٹھ کر آئینہ دیکھتا ہے	کتاہے کوئی مجھ سا آفاق میں نہیں ہے

دست جنوں کا اپنے ادنیٰ پر مشعل ہے	دامان کوہ و صحرا ہوتے ہیں پر پر پر
تبیح اکیل ہی یہ پر زنگ آگیا ہے	کچھ دلی قدیم کلفت پہ تم نہ جاؤ
کوچے کا اسکے قاصد کافی ہی تھا ہے	ہر خاک خون سے تر لاشے پڑے ہیں ہر جا
پھر دلیں یکے کیوں کر تیرا گزر رہا ہے	شرم و حیا کے پھر چاروں طرف ہیں بیٹھے
کل تم سے اور عدد دئے وعدہ وصال کا ہے	تم ہو ہزار منکر میں خوب جانتا ہوں

آتا ہوا ہی صفدر اشعری سے حال

ہندوستان میں شہرہ تیرا بھی جا بجا ہے

تمام عمر برائی نہ آرزو نہ دل کی	سنی نہ تھے الگ ہو کے گفتگو دلی
کہ کچھ تو آتی ہے غنچوں سے مجھ کو دل کی	بجا ہو سیر حرم کو جو روز جاتا ہوں
سوا ہوا سینے سے کیوں آرزو دل کی	جگہ ملی اسی مٹی میں اس کو زانو پر
ہمیشہ مجھ سے یہ رہتی ہے گفتگو دل کی	شرپ رہا ہوں مجھے کوئے یا رہن لعل
تمہیں یہ کہتے ہو مجھ سے بُری ہے خود دلی	تمہیں نے کر کے غایت سے کیا گستاخ
اگرچہ قدر نہ تو تیرے روبرو دل کی	خدا کا گھر ہو یہ کہنے کی طرح سے اربت
کہاں کر کے کوئی اب جا کے جستجو دلی	نہ آسمان نہ زمین میں نشان ملتا ہے
کردن سلام میں کہہ دو مجھ سے تو دلی	کمال میں جو ظاہر کیا تو ہنس کے کسا
خدا کرے کہ برائے یہ آرزو دل کی	بسان نشانہ جگر دین چہن لکھن میں
بیابا ہر حشر شکایت ہے چار سو دل کی	چھکا ہے صور جو نالے کا خلق نالان ہے

شبِصال گئے ملے مجھ سے کہتے ہیں پڑے ہیں الفتِ مرگان سے بسورِ رنج جو ہاتھ اٹکے مجھ تیری تیغ کا پانی کبھی پیرم سے رکھتے نہیں قدم باہر نہ نکلے گوشے سے جس طرح کوئی گوشہ نشین	کہو تو خوش ہو اب نکلی آرزو دلی نہ جانتا تھا کہ یہ بچانس ہر عدد دلی تو زخمِ دھوؤں کن دن سے شست و دلی ہمارے دل ہی میں رہتی ہر آرزو دلی اسی طرح سے ہے دل میں آرزو دلی
--	--

اسی نے مجھ کو کیا ہر تباہ امرِ صفدر
شکایتیں کروں کس کس کی رو برد دلی

جانا ہر جلد دہر سے سکو فنا مجھے اے حبِ سخن تنکے چھنے کے قابل تو نہیں مجھا مگر شے ہوا جگر جو فسی آہ عندلیب ہر شوق کو بے یار میں تن مثل برگ کا مستی میں گر حرم کو میں آیا تو غم نہیں دم بھر سے فراق میں جتنا نہ اے صنم نفرت ہوئی شراب سے یہ ہجر یار میں اب میری لاعری ہر مری زینتِ سبب کاسے کو میرے تاجِ شہی کا دماغ ہو جلاد ایسے شوق سے کٹو اوں میں گلا	دو دن نہ رہنے دیگی یہ مہمانِ سرانجھے کیون زرد ہو کیا صفت کمر با مجھے اس نے دیاد دل درد آشنائی مجھے یہ چل کر کے تو ہی اُدھر ای ہوا مجھے ہشیار میکہ میں نہ لائے خدا مجھے مرنے پہ اختیار جو دیتا خدا مجھے تھارند لوگ کہنے لگے پارِ سنا مجھے پانی نہیں ہر دھوڑو رہی ہر نقض مجھے سمجھے وہ شاہ حسن جو اپنا گدا مجھے تو کیا زبان تیغ کے مر جانا مجھے
---	--

قرط خوشی میں جاے سے باہر لٹو اچھوٹ	جب سے برہنگی کی ملی ہر قبائے مجھے
<div data-bbox="431 361 794 502"> <p>صفدر ز قریب قافلہ میں بھی پہنچ گیا کچھ کچھ سنائی دیتی ہر بانگ در آنجھے</p> </div>	
<p>پھر سربکف برسوں قاتل کے پیچھے تضاتیخ دونوں اسی کی طرف ہیں ہوا تیز ناتہ تو گھبرائی بسلی خیال و خزان خون صیاد دگلہ میں ترقی پہ ہر حسن یوسف سے تیرا خدا دے جو توفیق کسبِ سعادت دکھائے اگر جذبہ تاثیر الفت نہ سمجھا ہر ناصح نہ سمجھے گا اری دل نمازون کے قصے میں دزد کے جھگڑے بچے ہم جو ابرو سے بولے یہ کیسو کیا کفر منظور اسلام چھوڑا</p>	<p>گئے جان سے ہندو اس دلتے پیچھے یہ بسمل کے آگے وہ بسمل کے پیچھے کہ مجنون کہیں ہونہ محل کے پیچھے ہزاروں میں جھگڑے عنادل کے پیچھے مہ نو ہر تو ماہِ کامل کے پیچھے غنی دوڑ کر آئین سائل کے پیچھے توڑتے پھرین گل عنادل کے پیچھے پڑے کون اس مرد جاہل کے پیچھے غضب کے بجھڑے میں قتل کے پیچھے کہ میں اور قاتل بھی قاتل کے پیچھے نہ کیا کیا کیا میں نے اس کے پیچھے</p>
<div data-bbox="431 1296 794 1428"> <p>ستم ہر جو تم کو گئے کوئی صفدر فصاحت میں سبجان وائل کے پیچھے</p> </div>	
دل اپنا ہر پری پکیر یہ بتیا بانہ آتا ہر	جدھر آتا ہر آندھی کی طرح دیوانہ آتا ہر

ترا عاشق تری محفل میں بتیا بانہ آتا ہر	کہ جیسے شمع کی جانب کوئی پروانہ آتا ہر
جان محفل میں ذکر ساقی مٹانہ آتا ہر	وہیں دست سبوتو کھائے ہو پیمانہ آتا ہر
ہزاروں حشر میں ہمراہ ہیں لاکھوں تمنائیں	بڑے سامان سے تمپر دل دیوانہ آتا ہر
مقرر ہوئی محبوب اس سستی کے پردہ میں	عدم سے جو ادھر آتا ہر بتیا بانہ آتا ہر
نکلتا ہوں سر بازار جب میں صوم ٹرتی ہر	بریر و دیوتا شے کو چلو دیوانہ آتا ہر
تراخ انجمن میں دیکھتے آتا ہر آئینہ	بلا میں لینے تیری گیسو و نکی شانہ آتا ہر
صراحی ہچکیان لیتی ہر شاید ہر خفا ساقی	بھرے آنکھوں میں کی نسو نرم میں پیمانہ آتا ہر
رخ حیران ل صد چاک سے ہر انکی آرش	توں کی نرم میں یہ آئینہ یہ شانہ آتا ہر
سرخوہ بیگانہ خوشیر چمن کو آنکلتا ہر	پسند طبع نازک سبزہ بیگانہ آتا ہر
شہید ناز پر احسان کیا ہر تونے اقبال	سر اپنا نذر دینے کو پے شکرانہ آتا ہر
بجھا دیتا ہر دل میں چکر کچھ شمع محفل کو	اگر اُس شمع رو کی نرم میں پروانہ آتا ہر
نظر آتی ہر جب گردوں پہ ماہ و مہر کی گردش	تو ہکو یاد دور شیشہ و پیمانہ آتا ہر
کیا کرتی ہر شکوہ بے ملون سخت جانی کا	زبان تیغ قاتل کو بھی افسانہ آتا ہر
وہ نیکش میں نہیں چھٹتے قدم تیری کے مرکز بھی	ہمارا کاسہ سر بنکے بان پیمانہ آتا ہر

ہمارے درد دل کے کچھ تو دکھلایا اثر صفدر

ہر نگاشک وہ بھی کج بتیا بانہ آتا ہر

یہ ابے ریافت ہوتا ہر مجھے کلی گواہی سے | زمانہ وصل کا نزدیک ہر فضل الہی سے

<p> پر بخانہ ہر آئینہ تمھاری خوش نگاہی سے صف ترکان ہے بھر کر لشکر جہاں سے کہاں کا قصد تھا پہنچے کہاں گم کردہ ہے فقیر کی نہ مطلب ہے نہ قصد بادشاہی سے نہیں وقت مرثا و کباب مرغ و ماہی سے اگلے ہیں جو ہر ترخ ہلائی کجکلاہی سے رہیں پردہ میں کیا تلوار کے جوہر سیاہی سے دہرا اس رجزِ فرقت میں مرگھر کی سیاہی سے بہت نزدیک ہے سنتے ہیں ہم لہریاں سے خدا ہستی دل اب جو سج جاتا ہے سے کہ گل پھولیں بزمِ شاخ گل ہر خار سیاہی سے مری دیوانگی کچھ کم نہیں ہر بادشاہی سے کہ جاگ اٹھے وہ آوازِ خردس صبح کا ہی سے </p>	<p> فقط زینت نہیں بننے کو گیسو کی سیاہی سے کیا تسخیر تھے کشورِ دل خوش نگاہی سے چلے تھے جانبِ بخانہ ہم کعبہ میں آنکھ سے سطحِ حسن میں ہم ہو گدازادہ کہ شہزادہ بولندت یکسو لگو ہر وہ اہل بد کیا جان تمھارے بائیں نے نوک رکھ لی ہر نگاہی کی ہمارے دلوں کو معلوم رہے اس کے ابرو کا لرزنا کا پتا خورشید نکلا صبح گردن کے اتنی کیوں نظر آتی نہیں ہر منزلِ الفت صفت تھا کہ لکھنی ہر کسی بحرِ لطافت کی پڑے ہر توجہ اس حکایہ دریا میں سار آئی جلو میں نوح طفلان پہ ہر دافعِ جنوں سے شبِ صلت چھری میر گلے پر کیوں چلے </p>
<p> چھپائے کس طرح دلیں ترا داغ الم مقدر خبر مشہور ہو یہ ماہ تک عالم میں ماہی سے </p>	
<p> ہزاروں صدے سہا کرین گے کبھی نہ آہ و بکا کرینگے وہ لاکھ ہم پر جفا کرینگے ہم اسکے بدلے وفا کرین گے </p>	

ابھی ہر عند شباب باقی نہیں ہم ایسے شیخ فانی
 رہیں گے صحبت میں مگر خون کے شراب گلگون پیا کرینگے
 رہیں گے ایدل اسطرح سے ہمیشہ عشق و جنون کے چرچے
 سراے فانی میں ہم ہونگے ہی تماشے ہو کرین گے
 کبھی ہمارے بھی مان کہنا نہیں ہر لازم یہ ناز بیجا
 نہ ایک برسے پہ ہم کو ترسا خدا سے اہمیت گلا کرینگے
 جو جمع ہوتے ہیں اہل مذہب تو مجھ کو حسرت سے کہتے ہیں سب
 جو یہ نہ ہوگا تو رند مشرب اسی کا چرچا کیا کرینگے
 ناز و صدم و طوالت کیسا اگر وہ کافر حرم میں آیا
 تو شیخ صاحب کو دیکھ لینا کبھی نہ یاد خدا کرینگے
 چمن میں بلبل چمک رہے ہیں شگوفہ گل جہک رہے ہیں
 سرور میں ہم بہک رہے ہیں نہ ہاتھ خم سے جدا کرینگے
 بہت سی کی جتنے سیر عالم بس اب ارادہ ہو یہ مہم
 گلی میں اس بت کے بیٹھکر ہم ہمیشہ یاد خدا کرینگے
 اُسے ہر کیا غم بردہ محشر کہ جسکے صفدر علی ہوں یاد
 بیان بھی حامی رہے ہیں اکثر وہاں بھی خبت عطا کرینگے

بنا

نار سے جس راہ وہ دب چلے	آگے آگے فتنہ محشر چلے
-------------------------	-----------------------

<p>باغ میں ساتی ہر لطف بیکشی ہجر میں آئی جو ان پلو کی یاد بی طرح ہر ابرو کا تل پہ بل شیرا دیوانہ جو آ یا شہسہر میں ناگن اُسکی زلف ہوا رتی ہوئی ہو گیا مرہم خیال خط سبز پھر یہ نہ افلاک کا خرمن کمان کون دیتا ہر کسی کا مر کے ساتھ عشق خط میں جان عشا نے وصف ابرو سے نہ باز آئی زبا عمر بھر جلتے رہے ہم شل شمع</p>	<p>جب ہوا ٹھنڈی چلے ساغر چلے کیسے کیسے حلق پر خنجر چلے دیکھیے تلوار یہ کس پر چلے بیڑیاں لے لیکے آہنگر چلے کیسا فسو نگر کا یہاں منتر چلے زخم دل آ لے جو تھے سب بھر چلے جب ہمار سی آہ کی صرصر چلے لوگ مٹی دیکے ہکو گھر چلے خضر کے ہاتھوں یہ رہروم چلے لاکھ میرے حلق پر خنجر چلے نام اس مخمل میں روشن کر چلے</p>
<p>قبر صفدر پر چراغان ہو اگر اگر دش تقدیر سے صرصر چلے</p>	
<p>جب کہیں ہکو وہ اٹھکر چلے لاش میری دفن بھی ہو نہ دی مویو جب تک نہ لکے آفتاب دست پا میں سست ساتی بے</p>	<p>دل یہ تڑپا سینے میں ہم مر چلے قبر تک آکر وہ اپنے گھر چلے بادہ خوار و رات بھر ساغر چلے کام چل جائے اگر ساغر چلے</p>

شہرین گذر میں وحشی جس طرف آکے بیٹھے بزم کو جنت کیسا غرم پیری میں جوانی کی کہان راہ لی پہننے مکان سے گور کی وقت آخر تو اٹھا ہوں کچھ مزہ ہمو ہستی و عدم کی کیا خبر پھر کیا قاتل نے زخمی جب سنا	مجمع طفلان ہو ایتھس چلے جب اٹھے برپا قیامت کر چلے تھک کے بیٹھے صبح کو شب بھر چلے رچکے اس گھر میں بٹاس گھر چلے رک کے ای قاتل ذرا خبر چلے چار دن غربت میں رہ کر مر چلے زخم تن کچھ زخموں کے بھر چلے
--	--

یا در کو مستی میں صفر رتول درہ
جب ملک بس چل سکے ساغر چلے

تھیں ای تو کوئی کیا جانتا ہے مرے درد کو کوئی کیا جانتا ہے وہی رزمہ رونا جانتا ہے مجھے کیا غرض کوئی جاننے سچانے تھکے میں سمجھتا ہوں جانِ عالم تمنا نہیں وصل کی اسکے دل کو ہوا ہوں میں اس کے دل کا پیڑ مٹا ہی جو عشقِ دہان و گزین	بڑے سخت دل ہو خدا جانتا ہے جو صدمہ ہی دل پر خدا جانتا ہے جو گالی کو تیرے دعا جانتا ہے مرے دل کا وہ مدعا جانتا ہے خدا جانے تو محکو کیا جانتا ہے جو فرقت کا تیرے مزا جانتا ہے کہ کوچے کا تیرے پتا جانتا ہے وہی راہ ملک فنا جانتا ہے
--	--

کیوں نہ سجدہ اسکے آگے فرض ہو نہ گام قتل ناتوان ہوں ایک آنسو بھی ڈبو دیکھا مجھے نقد دل لیکر جفا کرتے ہیں خوابان جہان ہوشیار ایدل کہ دنیا ہر طلسم ہے ثبات کیوں لگائی ہر کفن کی قید میت کے ساتھ	نہم تری تلوار کا قاتل نہیں بحر اسباب ہر قطرہ شبنم بھی حق میں سوکھ سیلاب ہر حسن کے بازار میں جنس و فانا یا ب ہر آج جو کچھ دیکھتا ہر کل سب کچھ خواب ہر کیا عدم بھی مثل ہستی عالم اسباب ہر
--	---

شہر گوئی کی مہین فرصت کمان صفہ رنکر
دو گھڑی یہ شغلہ بھی خاطر اجنا ب ہر

عجب چال چلتے ہو عادت نئی ہر حسینو نہیں انکی طبیعت نئی ہر تکلف بھی اک روز جاتا رہیگا حرم سے سو تکدہ آکے دیکھا کبھی یاد گیسو کبھی یاد قیامت زمانے کی آئے نظر خوبصورت جو کی عرض میں کہ تم بید ہن ہر مرے گھر پہ جا جا کے آئے پھر آنا کبھی غیر دش نام بوسہ نہ دینا رودواع سے مخزن دل بھرا ہر	یہ محشر نیا ہر قیامت نئی ہر وفا پر جفا یہ محبت نئی ہر ابھی اُنسے صاحب امت نئی ہر وہاں سے بیان کچھ تو صورت نئی ہر وہ تازہ بلا یہ قیامت نئی ہر ترش شکل تیری شبہت نئی ہر کہا بات یہ فی الحقیقت نئی ہر یہ بھراٹا مکدر کرد ورت نئی ہر سخی آپ میں پر سخاوت نئی ہر یہ دولت تمھاری بدوئی نئی ہر
--	--

<p>سخن فہم دیکھیں تو بتین غزل کی نہ گھبراؤں شہر خوشان میں کیونکہ ترے خط عارض کو پڑھ کر یہ سمجھے قدیمی ہوں میں قیدی دم گلیسو</p>	<p>پرائی زمین پر عمارت نئی ہو کہ بیگانے میں لوگ صحبت نئی ہو معانی سے ہیں عبارت نئی ہو نہ سود انیا ہو نہ وحشت نئی ہو</p>
<p>ازمانے میں جیتے ہیں سب دل لگا کر تمھاری ہی صفدر صحبت نئی ہو</p>	
<p>پھولانہ اگر گل تن افکار سے کوئی اچھی نہیں یہ چال سرگورخیاں قاصد کا پتا ہو نہ کبوتر کا نشان ہو بجلی ہو کہ سیما ہو مضر ہو کہ طوفان قربان دل ابرو پہ قد اجان فرہ پر کیا حال دل زار ہو اس خشم کو روشن اختیار ہو مست اگر زاہدوں کے ہوش ہم دیکھتے ہیں خواب میں وہ عارض ہیں چلتی بھی ہو کتنی بھی کھینچتی بھی ہو ہر دم دل مجھ سے جھگڑتا ہو حسینوں کی طرف سے</p>	<p>بھل پائیگا پھر کیا تری تلوار سے کوئی فتنہ نہ ہو برپا تری رفقار سے کوئی پھر تابی نہیں کوچہ دلدار سے کوئی کیا بڑھکے چلیگا تری تلوار سے کوئی بسمل ہو کوئی تیرے تلوار سے کوئی کتنا نہیں بیمار کی بیمار سے کوئی بچکر نہ گیا خانہ خمار سے کوئی وقف نہیں اس لبت وودیدار سے کوئی سیکھے نئی چالیں تری تلوار سے کوئی کیا بات کرے ایسے طرفدار سے کوئی</p>
<p>جو چاہیے صفدر علی امہ ادا کرینگے</p>	

محروم نہیں حیدر کرار سے کوئی	
<p> نہ شمعوں میں جلوہ نہ پھولوں میں بو ہے دکھاؤ بھی نہ تاج کجائیں زانی دیا ساتھ اس دردِ فرقت میں تو نے ہوا یہ مرے دل میں خونِ منسا مراد دل تو کتنا سمجھے جانتا ہے نہ کھو اسکے دندان سے جو کر تعابل کہا بیہوشی میں نے اُنکو تو بولے میں کیوں شیخ و زاہد کے احسان اُٹھاؤں نہیں ہے مگر سرخ شیشے میں زاہد نہ چھوٹے لمبے کا خنجر سے تیرے وہ کہتے ہیں دکھلا کے دستِ خالی نہ کر دل کو پامال اس طرح ظالم </p>	<p> چمن میں بھی تو انجمن میں بھی تو ہے میں موسیٰ نہیں ہوں یہ کیا گفتگو ہے برے دلت کا آشنا ایک تو ہے کہ ترک تنہا کی اب آرزو ہے مگر اس میں آئینے کو گفتگو ہے ذرا سی تری ای گسہ آہو ہے زبان رو کو صاحب یہ کیا گفتگو ہے مری دستگیری کو کافی سبب ہے بھرا میری توبہ کا اس میں لہو ہے شہیدوں میں تیرے وہی سرِ خرد ہے یہ منہدی نہیں عاشقوں کا لہو ہے کہ مدت سے ایمن تری آرزو ہے </p>
عیان رنگ وحدت ہے عالم میں صفدر	
وہی ہے وہی ہے نہ میں ہوں نہ تو ہے	
<p> کرم سمجھے جو اس سے جفا کی لکھی کیا مدح اس لعلِ رسا کی </p>	<p> بھرا سپر ہم بڑے قدرتِ خدا کی طبیعت ہم بھی رکھتے ہیں ہلا کی </p>

<p>کمان اس بیروت نے دغا کی کہ شوخی کم نہورنگِ حنا کی شکایت کیجیے کس سے صبا کی ہمارے درد کی اچھی دوا کی یہاں بھی ہڑیا رست کر بلا کی عجب قنہ ہے یہ انسانِ خاکی مزاج اُس نے اگر پوچھا دعا کی عجب غم ہو دل درد آشنا کی ہماری خاک سے اندھی اٹھائے خبر چھوٹی بہت ایسی اڑا کی</p>	<p>تری فرقت میں چھوڑا دل بھی ساتھ نہ پلے میرے غم میں دستِ فسوس کبھی اُس گلبدن کی بونہ لائی نک قاتل نے چھڑکا زخمِ دل پر دل صد چاک کو سینے میں دیکھو کیا بیرون کو دو باتیں نہیں کیا احسان کہا حسان کے بدلے خوشی سے بھاگتا ہے صدمہ غم غبارِ دل جو باقی تھا پس گ کب آیا وہاں سے خط لیکر کہو تر</p>
--	--

کردن تعریف کیا میں اُسکی صفدر
وہ اک تصویر ہے ناز و ادا کی

تری آنکھ اگر بہت نازنین مجھ بخود ہی سے بھری رہی
کوئی ہوشیار نہ چھوڑے اسی تاک میں یہ پری رہی
نہ وہ اپنا جوش شباب ہی نہ وہ آنکھ عشوہ گری رہی
مگر آگِ حسرت وصال کی جو بھری تھی دلیں بھری رہی
سرزمِ نرگس یا رے کہیں آنکھ اپنی جو مل گئی

تو نہ آیا ہوش میں دیر تک مجھے ایسی بھیسری رہی
 یہ خیال چشم ہر یار کا کہ ہمیشہ دل کو سندر در رہی
 وہ بنایا شیشہ طلسم کا کہ شعر اب بنگے پری رہی
 ترے بزم حسن میں شمع پر جو نگاہ کی تو سحر تلاک
 عجب آنکھ تھی کہ جلاؤ کی لگراؤ سے بھری رہی
 جو دھری تھی سائے اُرسی عجب ایک فرو خراب تھی
 دم زریب حسن بھلا ہوا تری آنکھ میں نشہ رہی
 گئے باغ میں جو وہ سیر کو تو خواہیں آئین نمی نہی
 کبھی ساتھ خورنے گشت کی کبھی گرواؤں کے پری رہی
 مگر آنکھیں سیل ہو خاک کی طرز غم نہ سکھا گئی
 نہ ملائی آنکھ بھی تیس سے عجب آہو دن کو چری رہی
 رہے جب ملک کہ جہان میں ہم نہ کسی سے ہنرِ رنج کی
 ترے سنگ در پہ دھری جہین تو وہ ساری عمر دھری رہی
 نہ سمجھ تو صندل اسے صنم پس مرگ اوج ملا مجھے
 مری خاک تھی مری خاک تھی تری مانگ میں بھری رہی
 نہ ہمارے اب میں وہ دلوں نے نہ وہ صفہ راہ کی ہیں دنیا
 نہ وہ اپنا ہوش جنوں رہا نہ وہ اسکی جلوی گری ہی

اٹھنی نہ کبھی ہو تری تر چچی نطسہ ایسی
 لین دون کی آسن ت سے شمس قمر ایسی
 کچھ آتے ہی قاصد نے سنائی خبر ایسی
 بر چچی سی لگی تھے ادھر کی نظر ایسی
 نازک ہی یہ نازک کو کوئی دیتا ہر ایدا
 قاصد کو نہ کہنا تھا کہ خط آئے کیا چاک
 دیکھیں جو کلیم آ کے تجھے آنسے یہ پوچھیں
 بلی ہوئی یہ محو کہ نات نہ بڑھایا
 بسمل کی طرح شب کو مین ٹرپا ستر
 وہ پوچھتے مین آئینے مین عکس سے اپنے
 دو ٹکڑے ہوا پانی بھی بسمل نے نہ مانگا
 حسرت ہو کہ پھر زخمی شمشیر نگہ ہوں
 بڑھکر سر مرگان سے گرین پائون پر اسکے
 چمکا دیا برتو نے ترے حسن کے انکو
 بھولوں کے مٹانے کو تو آنا نہیں گل
 شرمائی کیا میرے تن زار کے آگے
 گل سے نہ جدا ہوگی کبھی شل رگ گل

اب کی کہوں انو غیر شمس و قمر ایسی
 پیدا کرین پہلے دہن ایسا کمر ایسی
 سیدھی نہوئی جھک گئی اپنی کمر ایسی
 اب تک تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی
 کس کرنے مرے قتل پہ باندھو کمر ایسی
 دل ٹکڑے ہوا اُسے سنائی خبر ایسی
 آئی تھی کبھی تم کو تجلی نطسہ ایسی
 مجنون نے کہانی کہی دو دو پہر ایسی
 فرقت مین ہوئی شدت درد جگر ایسی
 تم لائے کہاں سے دہن ایسا کمر ایسی
 قاتل تری تلوار ہوئی کارگر ایسی
 حاصل ہوئی ہر لذت زخم جگر ایسی
 ہمت کبھی کرتے نہیں نخت جگر ایسی
 آگے تو نہ تھی صورت شمس و قمر ایسی
 گھبرائی ہوئی کیوں ہر نسیم سحر ایسی
 رو پوش ہوئی ہر جو تمھاری کمر ایسی
 دیکھا جو وہ رخ گر گئی اپنی نظر ایسی

مین زلف و رخ یار کی تعریف کردن کیا
شام ایسی نہ صدف رکھی دیکھی سحر ایسی

<p>مسیحا بین تیغ قتال ہوئی خیال ایک لیلی کا جو آگیا ہوا اتنا دل آویز تیرا مرض جگہ دل میں تیرے تھوڑے کی شفا کیسی ہمساری عشق میں وہ لاغر ہونے کا نقش قدم نمازی ہوئے ہنسنے سے یہ پڑا آئینے میں ترا عکس رخ مرے خون سے دست رنگین بھر چھو اغیر نے جب تری زلف کو ترے رخ پہ ایسی جمی چشم شوق دیا آئینے بوسہ دہن کا بچھے تری شکل پہچان پڑتی نہیں ادا سے جو شمشیر قاتل کھینچی ہوا ایک دہ ہجر میں قتل گاہ</p>	<p>یہاں زندگی مر کے چل ہوئی مری مردم چشم محفل ہوئی کہ کروٹ بدلتی بھی مشکل ہوئی پری اپنے شیشے میں داخل ہوئی دوا اور بھی نہ ہر قاتل ہوئی جہاں گر پڑا محلو منزل ہوئی کہ مسجد بھی مستون کی محفل ہوئی پری یا پری سے مقابل ہوئی غضب آگ میں آگ شامل ہوئی میں سمجھا بلا مجھ سے نازل ہوئی کہ تیل مرے آنکھ کی نل ہوئی مراد آج منہ مانگی حاصل ہوئی یہ دودن میں کیا صورت اید ہوئی تضا بھی شہید دغین اہل ہوئی کہ محو کھنچ کے شمشیر قاتل ہوئی</p>
--	---

<p>مری عمر غفلت میں صفا رکھی میں سوتا رہا طویہ منزل ہوئی</p>	<p>نازنینوں کے بھی دلیں عشق سے رو پاک ہو وہ شفیق المذنبین ات شہ لولاک ہو ہجر کی شب میرے غم سے یہ بھی کیا غناک ہو ہستی دنیا فانی بھی ہر کتنی بے ثبات شاہد گل کے بدین جو معطر ہو لباس ہوں وہیکش رہتہ شاہی میسر ہو مجھے نوبے کچھا ہنسنے دنیا کو کہ ہر جاسے فسا دیکھو لیتا ہوں میں گھر بیٹھے تماشا جہاں تیرے عجز سے کسی جان بچنے کی نہیں زہر و نفوی زاہدان شہر کا ہر ظاہری بھیجتا ہوں لکھنے خط میں نامہ بر پر نامہ بر عرقہ ہستی کو طو کر تا ہوں یہ کیسا شباب تن جو خاک خون میں ہر کچھ غم نہیں ہو پھیلتا ہے بے شتاب ایک کب نور چراغ باغ میں بھاگ رہی ہر گل سب ہوں</p>
<p>دیکھئے جس گل کو گلشن میں گریبان چاک ہو فیض سے جسکے حساب روز محشر پاک ہو صبح تو پیدا ہوئی ہر پر گریبان چاک ہو جو ہوا ہر خاک سے پیدا وہ آخر خاک ہو فی الحقیقت وہ تری اتری ہوئی پوشاک ہو پتھر شاہی سے زیادہ دار بست تاک ہو روز ہنگامہ سا ہنگامہ تہ افلاک ہو عرش پروازی میں یکتا طائر ادراک ہو ایک ہی خونیر ہو یہ ایک ہی سفاک ہو دیکھئے باطن کو انکو دخت زر کی تاک ہو کوچہ محبوب تک بیٹھی ہوئی اک ڈاک ہو توسن عمر روان چالاک سا چالاک ہو سر تو مجھ سہیل کا کٹ کر بستہ فتراک ہو اور زلفون میں مریعہ رو آتشاک ہو آہ فصل خزان رستم کی گویا دھاک ہو</p>	

قتل کر نیکو ہمارے اور سامان کیا فرو
ایک درسی جنبش ابرو میں قصہ پاک ہے

ذکر پر میرے وہ ہنس کر کہتے ہیں یادش بخیر
صفدر رنگین بیان بھی ایک ہی میناک ہے

ایریت ندا میں گچھ پر نیند ار کیسے کیسے
مجبور ہو گئے ہیں تخت ار کیسے کیسے
گر چند گام یوں ہی تم ناز سے جلو گے
کیونکہ نہوں پریشان اُس بی وفا کے کیسو
لازم ہے ابرو بھی کچھ میرے افسوں کی
پڑھتا ہے کب وہ ظالم ہم عاشقوں کے
اسکر رعب قاتل مقل میں جسکے آگے
وہ لعل جانفرا بھی ہے کیا حکیم حافق
بریزے طلا کے کیونکہ زکے ہوں میں
ہر شرط کر کے نامہ گرد کو بھوکھو کدو میں
کیا گلشن جہان کا گرد و غبار رنگ بدلا
ہو مرد رنگ نکا برگ خزان کی صورت
وہ سیر کو جو نکلے دہشتان کسی دن
افسوس کم نہیں ہے کچھ ذکر اُس پر ہی کا

کا فرم ہوے ہنس کر زنا ر کیسے کیسے
نادان شگلے ہیں ہتھیار کیسے کیسے
بر پا کر لی فتنے زنت ار کیسے کیسے
کرتے ہیں پیچ ہمسے ہر بار کیسے کیسے
دیکھو تو موتیوں کے ہیں ہار کیسے کیسے
تاخو اندہ ہر طرف ہیں انبار کیسے کیسے
پانی سے بھی ہیں تیلے خونخوار کیسے کیسے
اچھے کیے ہیں اُسے بیمار کیسے کیسے
شی میں مل گئے ہیں زردار کیسے کیسے
اسنے دیے ہیں جھگو آزار کیسے کیسے
کھٹلا گئے ہیں گل سے زحار کیسے کیسے
تھے جسکے رخ خوشی سے گلنا کیسے کیسے
فتنے ہوئے سر رہ بیدار کیسے کیسے
بیہوش ہو گئے ہیں ہتھیار کیسے کیسے

کافور ہو گئی ہر وہ دخت رز کی گرمی	ہیں مرد پیشوں کے بازار کیسے کیسے
تربت پہ فائق کو برسوں کوئی نہ آیا	مونس تھے کیسے کیسے غمخوار کیسے کیسے
غیر دن اب ہر الفت ہمو بھلا دیا ہر	کچھ یاد ہی کیے تھے اقرار کیسے کیسے
دنیا سے ہر نرالا الفت کا کارخانہ	مجبور ہو گئے ہیں مختار کیسے کیسے
گل جس جگہ اُگے تھے کاٹے دیا گئے ہیں	صرف خزان ہو ہیں گلزار کیسے کیسے

اب لطف زندگانی دنیا میں کیا ہے صدف
اُٹھے جہان سے اپنے غمخوار کیسے کیسے

راز الفت کو کوئی کیا جانے	دل مرا جانے یا خدا جانے
میں نے پوچھا کہ جانتے ہو مجھے	ہنسکے بولے مری بلا جانے
دل بسمل کا حال مجھ سے نہ پوچھو	ناز تیرا تری ادا جانے
ان اشاروں کو ہم سمجھتے ہیں	ایسی باتوں کو کوئی کیا جانے
دل سے دلوں کو راہ حق تو یہی	آشنا حال آشنا جانے
لذت وصل جس نے پائی ہو	دردِ فرقت کا وہ مزا جانے
گل میں بلبل میں کیوں دتر ہو	باغبان جانے یا صبا جانے
جب مزہ آئے دل لگانے کا	دل کی کچھ قدر دربار جانے
موت ہر اسکی زیست سے بہتر	زندگانی کو جو فنا جانے
اُس سنگ مرلے دل لگایا، ہر	کیا ہوا انجام اب خدہ ا جانے

ہر سزاوار آفرین وہ دل ابھی اپنی جسد نہیں اُسکو رخ روشن کو دست نازک کو جس خوشی سے گلا گٹایا ہر عشق اپنا ہر مرشد کامل خط تو دیا ہوں پر نہیں منظور انگشت زلف یار کی لذت ایسے قاتل سے دل لگایا ہر	جو جفا کو تری وفا جانے کب کسی کا وہ مدعا جانے آئینہ جانے یا خفا جانے تیرا خجہ مری قضا جانے رند یا کوئی پارسا جانے قاصد اُس شوخ کا پتا جانے دل مرا جانے یا صبا جانے خون عاشق کو جو خفا جانے
--	---

قدر انداز و ناز کو صفدر
جو کسی کا ہو مبتلا جانے

دل اپنا محبت میں رسوا ہوا ہر نیا فتنہ پہلو میں برپا ہوا ہر گرے کشتے کشتوں پہ سہل پہل شب غم میں یوں مضا بہت تھے شب در در کئے ہیں یو نہ پن میں طلب بزم جانان عشاق کی ہی ترتے رہے در پہ سہل ہزاروں	خدا جانے کبخت کو کیا ہوا ہر کسی پر دل زار شید ہوا ہر جہان تیغ ابر و کا چرچا ہوا ہر مگر دل کا جانا تا شا ہوا ہر رخ و زلف کا جیسے سودا ہوا ہر مقرر کوئی فتنہ برپا ہوا ہر نہ پوچھا یہ اُس نے نہیں کیا ہوا ہر
---	---

<p>مناسب ہر ملک کو بھی پاس محبت جسے تابِ نظارہ ہو آ کے دیکھے عبث جان کو تا ہر الفت میں بد دل مضطرب جو تڑپتا ہی سردم شب وصل لے وہ نشان لگا کر غضب ہو گیا آسنے کا دکھانا ہوئی بیل و گل میں پھر آج بخش پچلے آج گلزار میں دور ساغر سنا ہی یہ پہننے صبا سے چین میں طلبِ جنسِ الفت کی ناختی و اید حقیقت میں یوں قیدی دم گیسو کبھی ہم گئے ہیں دل بیچنے کو نغمِ عاشقی سکے عشقِ دل پر ازیت ہو کیا داغِ فرقت سے دلو</p>	<p>زمانے میں الفت کا شہر ہوا ہی لب بام وہ جلوہ آرا ہوا ہی سمجھے تو کوئی بھی کسی کا ہوا ہی یہ تیرا داد کا نشانہ ہوا ہی سارا مرا آج چمکا ہوا ہی وہ خود اپنا محو تماشا ہوا ہی گلستان کا کچھ رنگ بدلا ہوا ہی ہوا چلتی ہی ابر چھپایا ہوا ہی کوئی بہرِ گلگشت آیا ہوا ہی کہین بیو فاون سے سودا ہوا ہی نہ وحشت ہوئی ہے نہ سودا ہوا ہی تو بازار میں ایک میلا ہوا ہی اٹھایا ہوا ہی بٹھایا ہوا ہی کہ سو بار کا یہ تو کھایا ہوا ہی</p>
<p>نہ تھا آن کو بد نظر قتلِ صفدر کسی کا یہ نقشہ جھایا ہوا ہی</p>	
<p>کیا فصلِ طربِ خیر ہی کیا سرد ہوا ہی</p>	<p>کیا چار طرے ابرو ہو اندھارا اٹھا ہی</p>

مشتو توں کے جگمگت ہو گلگون کا فراہی ہر فنہ عالم کا اک انداز جہ راہی مرغان خوش تنگ کے سس کے ترانے کویل کی کہیں کوک ہر موزوں کا کہیں کیا اندون رون رون ہر نالان چن پر نکھر اہوا جو بن ہر عروسان چن کا جھو لو نہیں حسین جھو تے ہن ناز وادے ساغریے حاضر ہو کہیں سانی گلنم جی بھر کے ہین بادہ گلگون چھکا یا بادل سے نکلتا نہیں خورشید درخشاں کیا کیا ہن تکلف شر بیاختہ بن ہن جائے گا کہاں دست نگارین سے نکلا بیل سے خفا کر دیا بیوجہ گلون کو	گلزار پہ چھائی ہوئی گلفگھو رکھتا ہر شونخی ہر شرارت ہر کرشمہ ہر ادا ہر مستی مین ہر اک نخل چن جھوم رہا ہر دلکش کہیں باغون پیسے کی صدا ہر ہر غنچہ شگفتہ ہر ہر اک بھول کھلا ہر گلشن مین عجب شان خدا جلوہ نما ہر کوئی مہتابان ہر کوئی مہرستا ہر گردش مین کہیں جام میوش رہا ہر سانی ترا احسان ہر غنایت ہر عطا ہر شاید رخ پر نور ترا دیکھ لیا ہر یہ سادی ادا لاکھ بناوٹ سے سوا ہر مٹھی مین ترے قید ترا دزد خا ہر ادنیٰ یہ شگوفہ ترا اے باد صبا ہر
---	--

صفہ رک کا کلام ایسا ہر مقبول خلاق

جنت مین بھی عروں کی زبانوں سے سنا ہر

حور فردوس کو کیا آپ سے نسبت ہوگی لاکھ اچھی کسی محبوب کی صورت ہوگی	نہ یہ شونخی نہ یہ چھیل بل نہ یہ صورت ہوگی پیار آئینا اسی کو جسے الفت ہوگی
--	--

<p>حاجب جلو بان ہر حساب ہستی تیغ ناز اسکی پکٹی ہوئی قفل میں چلی جانم ایک تغافل سے ترے دریا ہوں جاے تو غیر کے گھر وصل کی رات آئے ادھر فرخ ہو نیکو تو سو جان میں حاضر ہوں وصل میں دل بیتاب بہت شاد ہوں کیا کمون حسرت دل پاس دبائع ہو حضرت دل کے رہینگے ہی دو چار نہیں حشر میں شکوہ بیدار کرونگا کیونکر وصل کا ذکر تو کیا رسم محبت کیسی جھگڑے ہو گئے قیامت میں پر نرا دون دیکھ کر یہ دل نادان نہ بچلجائے کہیں کس صفائی سے وہ دل لیکے کھاتے ہیں دار فانی میں رہا ہر نہ رہیگا کوئی</p>	<p>جب یہ اٹھ جائیگا پردہ تو زیارت ہوگی آج پوری سرشتا تو نکی حسرت ہوگی اور جو ظلم کسے گا وہ عنایت ہوگی گردش ایسی بھی کبھی اور شب فرقت ہوگی دست نازک تو تمھارا جو اذیت ہوگی دیکھ اکٹن شب فرقت سے بدلتا ہوگی خیر کچھ عرض کرونگا جو اجازت ہوگی درد و غم ہونگے الم ہوگا مصیبت ہوگی دان بھی اس قاتل عالم کی مرثیہ ہوگی غیر کا نام بھی لوگے تو شکایت ہوگی ایک سے ایک سو احسن میں شور ہوگی یہ جو مچلا تو قیامت میں قیامت ہوگی اس سے کیا بڑھکے زمانے میں شرارت ہوگی ایک تو ہوگا فقط اک تری قدرت ہوگی</p>
--	--

چون سے سوئی گئے آغوشِ لحد میں صفدر

نہ وہاں یاس نہ امید نہ حسرت ہوگی

آدرون سے آشکارا تاروں کے وہ عیان
 قدرت کا اس کے جلوہ دیکھو کمان کمان

اور اتی برگ گل سے ظاہر ہو رنگِ حشر
 ظاہر میں ذکر تیرا باطن میں یاد تیری
 پردہ اٹھاؤ رخ سے کبتک یہ نشترانی
 عاشق ہوئے تو پھر کیا دیر و حرم سے ^{مطلب}
 خلقِ خدا کا مجمع برہم ہو آج قاتل
 تیغ ادا کے ہوئے یسنا تڑپ تڑپ کر
 اس شوخِ دریا سے جب چھٹا ہوا دلو
 مرقعہ پہ چار جانب چھائی ہو یاسِ حسرت
 کیونکہ خوشی ہو سیر گلشن سے فصل گلِ بہن
 ملکِ عدم میں جا کر آرام کچھ نہ پایا
 رازِ نہایت اپنے وقت نہیں ہو کوئی
 اس آفتابِ محشر خلقِ خدا پر مضطر
 ورنہ و نعمِ دالم سے خالی نہیں کبھی دل
 فرقت میں فوجِ غم کا دیکھو چشم کی کیا کیا
 لاکھوں بہن یاسِ حسرت اکٹلی ہو سب
 ہر دم ہند کا تالہ آتی ہو قافلے سے
 تاب تو ان سدھار آب کیار یا بہن

وحدت کا اک سالہ بلبل کی دستاں ہو
 حرفِ دولی کہاں ہو چو دل ہر زبان ہو
 دیدار کا تمھارے مشتاق اک جہاں ہو
 ہر صبح یہ جبین ہو رہے سنگِ آستان ہو
 ہنگامہ قیامت قفل کے دیباں ہو
 ایدل کی نہ کرنا یہ وقت امتحان ہو
 کھٹا ہو مسکرا کر کہنے لیا کسان ہو
 عشاق بے نشان کا دنیا میں یہ نشان ہو
 شاخِ نہالِ غم پر پس دل کا آشیان ہو
 جو دردِ سر بہان تھا ہکو وہی وہاں ہو
 اک دردِ دل ہمارا بدت کا رازِ دان ہو
 یہ روزِ خود نمائی یہ وقت امتحان ہو
 ہر دم بنیا مسافر اس گھر میں میمان ہو
 تالہ یقیبِ لشکر آہِ رسا نشان ہو
 صدے ہزار باہن اک جانِ نیچان ہو
 دل ہو کسی کا تالان یا زنگ کا ردان ہو
 اکٹلی ہو یاسِ پروردگار جانِ ناتوان ہو

	<p>قاصد سے حالِ نہان باد صبا سے مخفی صفدرِ جہان میں کوئی تیرا بھی راز دان ہے</p>	
<p>وفا میں ہم ہیں کامل آرزو جسکا جی چاہے محبت ہو تو روٹھے کو مناعے جسکا جی چاہے نہیں کچھ کام اب ہکو اٹھائے جسکا جی چاہے بلا سے منہ میں آگے سنا جسکا جی چاہے ہمارے قتل کا بیڑا اٹھائے جسکا جی چاہے بلا کر مجھ کو باتو نہیں لگا لے جسکا جی چاہے ہمارا خون منہ دی میں لگا جسکا جی چاہے کہ ان بھو لوں گلدستہ بنا جسکا جی چاہے بلا کر اُسکو محفل میں جلا جسکا جی چاہے پری اب ہم میں سینے سے لگا جسکا جی چاہے کہ اس دم چھپ کے منہ سے منہ لگا جسکا جی چاہے یقین کیا ہے کسکو دم چرا جسکا جی چاہے ندینے ہم بلا سے زہر کھا جسکا جی چاہے نہ آؤ زگائیں اور کو بلا جسکا جی چاہے سز سر جھوٹ ہی باتیں بنا جسکا جی چاہے</p>		<p>جفا منہ نہ پھیرینگے سنا جسکا جی چاہے خفا بیٹھا ہوں میں بھی آرزو جسکا جی چاہے حسینوں کے برابر رکھ دیا ہر نقد دل پہننے زبانِ کس طرح کھولیں یا رکھیں کی محفل میں بیٹھے ہیں بیشنگ پان غیر و کو تو کا ہے کو جین گے ہم مزاج ایسا نہیں بگڑا بھی آغازِ حشر ہے وہ سہل ہو کن زخم تن سے ہر ہنگامِ الفت سے وہ ہے میں عشق نے داغ اتنے میرے سینہ و دلو گداز عشق سے پایا ہر دل شمع کا رتبہ کبھی بن بھن کے یہ کہتے ہوئے آؤ مگر آگے اکیلے گھر میں تنہا میں خبر اتنی نہیں اُنکو بوقتِ نزع مجھ کو دیکھ کر وہ ہنگامِ ہولا لب شیریں کا بوسہ نکلتا ہوں تو کہتے ہیں وہ چیلے سے گئے گھر اب مجھے پیغام بھیجا ہے بگڑ کر کہتے ہیں اظہارِ الفت میں جھگڑتا ہوں</p>

نہیں کچھ غدر مجھ کو حکم میں ہوں تابع فرمان نہیں لکھی ہے کوئی نامناسب بات نامے میں مگر تابو میں آکر کس مکر سے وہ یہ کہتے ہیں خدا کی راہ میں دیکر زکات حسن کا بوسہ میں دلوں میں لیکر حسدوں یہ کہتا ہوں	اٹھالے جسکا جی چاہے بٹھالے جسکا جی چاہے پڑھے خود خواہ اور دل سے پڑھا جسکا جی چاہے ہنسے جسکا جی چاہے چلا جسکا جی چاہے ہمیشہ ہم فقیر و غنی دعا لے جسکا جی چاہے یہ طوطی بولتا لایا ہوں یا جسکا جی چاہے
--	---

بکھی مانند گوسر آبر و صفدر نہ جاسکی
بظاہر خاک میں مجھ کو لے جسکا جی چاہے

کسی گل کو نہیں نسبت تمھارے گلگون سے قد موزوں کو نسبت دیجیے کیا سر موزوں سے ہوا اب بھی جاتی ہے پریشان کوہ دہاؤں سے ہو مشہور عالم میں تیار زلف شبنگون سے جو خم میں پیچ رہے ہوا مان بیدا گردوں سے مغرر کے وصل عاشق و معشوق ہوتا ہے قیامت کو آنے کے کریگا بحث اتر قافل خدا دہر جہان کی خبر کی توفیق لیلی کو ترا بہار الفت ہو دواؤں پر اگر راضی ہر رنگ کی اگر مستی میں ہمو دیکھنا ساقی	کمان ہمسر کوئی سر و گلستان قد موزوں سے نیا مضمون پر اس مصرع میں خالی ہر مضمون سے نبردہ ہی ہو کہو حالت فرہاد و مجنون سے بندھا کیا رنگ مخملیں آج کی کے مضمون سے یہ نسخہ ہاتھ آیا ہے مین ساقی فلاطون سے انا لیلی کی آواز آرہی ہے گور مجنون سے ہمارے خون کا محضر ترسے داماں پر خون سے کہ محل میں ہاں لیکے پر وہ چشم مجنون سے اطبا کیا آتر آئین میساج اوج گردوں سے ایا جشید سے پیمانہ خم ہننے فلاطون سے
--	---

<p>تسنی آواز کو کو قمری قصر فریدون سے مر نزدیک ہ کچھ کم نہیں خستہ تین روں سے دماغ جان معطر ہو شمیمِ رومے لگانوں سے اندھیرا چھا گیا آنکھوں میں یا ذریعہ شگون سے ہمین فرصت کہاں ہر نام فریاد و مجنون سے ہوئی دلوں کو محبت اُسکے حسنِ ذرا افزوں سے ہوا اُمر نے یہ اپنا سامنا بخت ہمایوں سے نری آنکھوں کا افسانہ کہیں بڑھکر نہ سوں سے کہاں امید ہو جو یہ اپنے بخت وارڈن سے</p>	<p>نشانِ نام آور و نکایہ مٹایا دور گردون سے خزانے اہل دست جو زمین میں دفن کرتے ہیں بہارِ عیش سے کیونکر نہ ہول باغِ اپنا ابھی دن تھا ابھی عالم شبِ تاریک کا دیکھا ہمارا کیلی و شیرین کا جلوہ اور لوگوں کو کھن سالی میں کیا ہو کر ترقی ہو گئی حاصل بھگدسِ سب جانان نے اگر استخوان کھائے یہ وہ ہر ذکر جو پر یونکو بھی دیوانہ کرتا ہو ملا اُس سہی قدر سے کسی دن ہو یہ سیدھا</p>
--	---

ترہے فرحتِ طینعت کی بلندی اُسکو کسے ہیں

بڑھایا اس میں کا مرتبہ صفحہ دور گردون سے

<p>اک آگ سی ہو سینے کے اندر لگی ہوئی قاتل جو بھڑکے ترے در پر لگی ہوئی ہر سان پر جو تیغ دد پیکر لگی ہوئی ای تیغ رکھ نہ بال برابر لگی ہوئی شدت سے نہی جو پیاسِ شکر لگی ہوئی لیکن ہر قید پر سسٹن محشر لگی ہوئی</p>	<p>کس شمع و سے لوہے برابر لگی ہوئی کو بچے بن تیرا لاش ہو یہ کس غریب کی قاتل اُسی سے کر مری گردن سے سر جدا اک دارمین گلے کی رگیں سب کی سب کٹیں احسان ترا کہ آبِ دم تیغ سے بھی دنیا میں ظلم کر کے وہ ہوتے تو مطمئن</p>
---	--

<p>ساتی بغیر تو سیکین مست کیا بحال اپنے مریض ہجر کی تم کو ہر کچھ خبر عالم میں کیسے دل میں نہیں ہر ترے جگہ مروہ یہ کسکا گاڑ کے آئے ہو فیروز جیسے کڑی سائی ہو اس بات نے بسبب اک تے ہیں باتے میں وہ گرم ہر خبر قاصد کو کیا روانہ میں برسات میں گرد جو دل ہر حل رہا ہر تمھارے فراق میں میں جان ابھی تیار کروں تیری تیغ پر میں کون ہوں کہاں میں یہ مطلق خبر نہیں بیٹھے ہیں پاس آنکھ ہی ہر وقت سودر</p>	<p>ہے مہر تو لونیکے جو منہ پر لگی ہوئی بچکی ہر چار دن سے برابر لگی ہوئی یہ وہ سڑک ہے جو ہر گھس گھس لگی ہوئی گیس و گھلے میں خاک ہیں منہ پر لگی ہوئی کیا کہے کیسی جوت ہر دل پر لگی ہوئی کیونکر رہے نہ آنکھ سوے در لگی ہوئی منہ کی چھری تو رہتی ہر دن بھر لگی ہوئی اک آگ دیکھتا ہوں میں گھر گھر لگی ہوئی رہ جائے یہ گلے سے جو دم بھر لگی ہوئی اک ٹمکنی ہر جانب دہس لگی ہوئی شاید سوار سی آنکھ ہی ہر باہر لگی ہوئی</p>
---	--

دشوار ہر یار میں بھی اپنی زندگی
لیکن امید وصل ہر صفدر لگی ہوئی

کیمن وہ دردن سے آشکارا کیمن تار و نسیں وہ عیان ہر
وہی تو ہی ایک نور مطلق کہ جکا جلوہ کہاں کہاں ہے
اسی کے چہرے کے نور سے ہیں سہا و خورشید و ماہ روشن
اسی کے ابرو کا ہے یہ پر تو جو اوج گردن پہ کہکشان ہے

شمیمِ نسرين مين رنگ لائے مين تابِ سنبل مين آب گل مين
 اُسی کے نیرنگِ حسن مين یہ عجب تماشا یہ بوستانِ ہر
 عجبِ نرگس عجبِ سوسن عجبِ سبزہ عجبِ لالہ
 چمن جو پھولا ہوا ہر ایسا چمن کا کوئی تو باغِ چمن ہر
 جلی ہر یہ تیغِ ناز کسی کہ صحنِ گلشن ہوا ہر مقتل
 بناس لائے کا ہر جو گلگون تو خوشچکانِ رختِ ارغوان ہر
 عبث نہ کر بحث ہم سے بیل کہ غل ہر برعکسِ مرضی گل
 ترا ہر جس باغِ مینِ نشینِ دہن ہمارا بھی آشیان ہر
 غرورِ نازِ ہر باغِ چمن کا کہو کہ دے سیر کی اجازت
 گلون مين رنگِ ثبات کب ہر ہمار ہر آج کل خزان ہر
 سوے عدم سب مين جانے والے قرار دم بھر نہیں کسی کو
 یہ وہ مکان ہر کہ اس مکان مين جو میزبان ہر وہ بہان ہر
 مکان بنائے تو اس سے حاصل کیا جو زخمِ محضِ باطل
 یہ جہنی کوشش ہر سب عبث ہر یہ جہنی محنت ہر راگِ گان ہر
 سرا یہ دنیا ہر ہم مسافر جو آج آئے مين جائینگے کل
 جو دیکھو بس ایک شب کا وقفہ اس آنے جانیکے درمیان ہر
 تلفت ہوا نقدِ جان جو دم مين تو مال و دود سے کیا ہر حاصل

ہما کا سایہ تھا جسکے سر پر وہ گھل کے اک شبت استخوان ہے
 اٹھا ہے یارب جنازہ کس کا کہ ایک عالم ہے پیچھے پیچھے
 روان جوین بھی ہوں ساتھ نالان جرس یہ ہمراہ کا روئے ہے
 نگاہ رحمت تھی جسکی سب پر وہ بند آنکھیں کیے ہوئے ہے
 جو سب کی کرتا تھا دستگیری وہ پاسے اغیار سے روان ہے
 قدم برف پایا ہے ساتھ یوں نے بیان ہو زنجیر پاتا ہست
 ٹھہر ٹھہر کر ذرا چلین سب کہ ایک دامنہ ناتوان ہے
 بھرے ہیں اہل جہان جو مجھ سے تو اسکی پروا ہے کسکو صدف
 بتوں سے مطلب نہیں ہے مجھ کو خدا مرا مجھ سے مر بان ہے

خط نکلنے پر نہ عاشق کوے جانا نہیں ہے	جب تک نفی فصل گل بلبل گلستا نہیں ہے
ناتوان و زار ہو کر کوے جانا نہیں ہے	مور کے مانند ہم ملک سلیمان میں رہے
ایک عالم کشتہ تیغ ادا ہے یا تھکا	روتر ہنگامے نئے شہر خوشان میں رہے
دیکھ اسی دست جنوں ناچند یہ چال کیا	نار دامن میں اب میسر گریبان میں رہے
اس لب جان بخش کا بوسہ نہ پایا ایک	شیل اسکندر تلاش آب حیوان میں رہے
شوقی لعل لب کہاں سے لے گیا ہلکو کہاں	مدتوں آوارہ ہم شہر بدخشان میں رہے
یا خدا قسمت سب اس دل صدف جاک کی	شانہ ہلکیار کی زلف پریشان میں رہے
نئے آنکھیں بند کر لین گریح سے وصل میں	کدہ شوخی جاکے اب حشیم غزالان میں رہے

<p>محفلِ جانان میں ہونچا دل کا حافظِ ہر خدا اس خونِ تکلیف سے گزری اپنی کوئی رات اس محفل سے نکل کر کیوں نہ آئی اپنی موت دل آہی ہو نہ اس زلفِ مسلسل سے جدا بستیِ تقدیر سے گھبرائے ایدلِ استقدر عمر بھر اس سے کبھی فرقت کبھی صلت ہوئی</p>	<p>بے جگہ کس طرح پروانہ چراغان میں رہے چین سے ہم سایہ نخلِ مغیلاں میں رہے زندگی بیل کی ہر جب تک گلستان میں رہے چاہیے مہرِ دہان مار چچان میں رہے خضرتِ یوسفِ معینہ چاہے زندان میں رہے ہم کبھی دوزخ کبھی گلزارِ رضوان میں رہے</p>
<p>حالِ مذہب آپ کا صفہ رہ نہ کچھ ظاہر ہوا ایک مدتِ صحبتِ کبر و مسلمان میں رہے</p>	
<p>اوقاتِ عیش و غم میں یہیں بسر کرینگے یہ انتظار تیرا رشکِ تمہر کرینگے دنیا کی چار حد میں قبلہ نما کی صورت نمان سدا ہر دنیا ہم لوگ ہیں مسافر فرقت میں زندگانی ہو سخت ہو مشکل کیونکر چچا میں عصیانِ ہمراہ و دولت کا ہیکو یہ رہیگی مجھ سے کجیِ فلک کی آنکھوں کا نور آنسو کھوینگے زخمِ زخم آنکھوں کی گردِ شبنم سے سب کو دکھائیں</p>	<p>کاٹینگے رات رو کر ہنس کر سحر کرینگے راتوں کو جاگ کر ہم برسوں سحر کرینگے ہو گا جہدِ صرودہ ابرو ہم رخ اُدھر کرینگے دو چار روز رہ کر آخر سفر کرینگے سردی کی اس مہم کو اک روز سر کرینگے جاسوس ہیں یہ اسکے اسکو خبر کرینگے جسدِ نہ میری جانبِ بدھی نظر کرینگے یہ طفلِ ناخلف ہیں برباد گھر کرینگے روشن ہوا ادھر کی دنیا ادھر کرینگے</p>

یہ شام کو ہر غائب وہ صبح کو ہر غائب لکھا ہر حال خط میں کچھ داعی دل کا اسکی کر کے مضمون ہمنے رقم کیے ہیں بے آگ ہوئی روشن سبقت شام میں مکتوب کیا لکھینگے اس بحر حسن کو ہم کرتے ہوئے عبادت کہے میں عمر گزری	اس رخ سے سامنا کیا شمس و قمر کرینگے طاؤس بوستان کو ہم نامہ بر کرینگے یجا کے خط کو تر کیا کیا کرینگے جس زہم میں بیان سوز جگر کرینگے رو کر جو دیدہ تر کا غذا کو تر کرینگے اب تہکدے میں چکر خندے بکریں گے
---	---

درپے جاہل شرمین پروا نہیں ہر ہلکے
صغیر مدد ہماری خیر البشر کرینگے

تیمیں آگاہ آنکھیں وہ کہاں ہر خیال خام نیزنگ جہان ہر گل دلیں کا افسانہ کہاں ہر شنائے خجرتاں ہو کیونکر چمن میں طائر رنگ چمن میں بچینگے گورین کیا ظلم سے ہم موجود کو ہر یکسان دیر مسجد مزاکت میں ہیں وہ ایسے یگانہ نہ کیونکر فرج ہوں صبح و شب	نظر میں ہر نظر سے پر نہاں ہر زمین فرضی ہر وہمی آسمان ہر ہماری اور تمھاری دوستان ہر دہان زختم بسمل نیزبان ہر کہ ہر غنچہ ہمارا آشیان ہر یہی زیر زمین بھی آسمان ہر صد انا قوس کی بانگ اذان ہر کہ آنپرناز کی اپنی گران ہر بھری مجھ کو مژدن کی اذان ہر
--	---

<p>یہ رنگ بے ثباتی ہر جان میں چلے جاتے ہیں لیکن سب میں غامض گل آسمانِ داغ ہیں تاکہ میں بلبل کہ ہر گلزار پامال خزان ہر عدمِ دالوں کا بھی کیا کاروان ہر ہمارا جس حین میں آشیان ہر</p>	<p>محلِ عبرت کا ای غافل تماشا گاہ ہستی ہر جوہرِ زید بادہ کش تھا میں کہ میری کس پرتی نہیں با دفنا بھی حسرت دیدار سے رخت چمکتی ہیں کلیان جانتے ہیں تیرے دیوانے ہویشم تو پہنچا جو ساغر ہو تو کچھ جانے جو ارباب تو افسع ہیں صفا شرط ہو کر نکو دل صد چاک کا یہ رنگ ہو آغازِ الفت میں کہاں انسان کہاں عرش برین کی سطر عتی پر اپنی خواہ گاہ یار میں پران بھاتی ہیں تہہ برہم ہوا اگر جی کے بوسے میا سمنے عدم کو جل تو لکھیں بند کرے کچھ نہیں شعاع حسن کی قیمت ہو دل لہو لہو یار</p>
<p>گردنِ سجدے نہ کیونکر جھک کے صفدر مرا کعبہ وہ سنگِ آستان ہر</p>	
<p>دینِ شکر شے ہوتا ہر کلی جہت ہستی ہر گھٹا ستانہ آنی ہر گلگون برستی ہر محد میں لاش میری روح جنت میں ترستی ہر کہ اس پر کہ میں ہمیر فصل گل آواز گستی ہر خبر کیا محاسب تجکے مجھے کس کی مستی ہر خیر چھانہ میں ہوتا تو کب تلوار گستی ہر کہ جیسے صبح دم کوئی کلی گلشن میں ہستی ہر گرم تیرا ہر رند و نیر سیاری اسکی مستی ہر پلنگ اسکا جہان سے جو را کر روز گستی ہر کہ عالمِ نوجوانی کا ہر ساتی جوشِ شہی ہر بہت ہوا رستا ہر بندی ہر نہ پستی ہر خرد گستی ہر منگی عشق کہتا ہر کہ گستی ہر</p>	

<p>شربتِ بندپی ہر بینے اُسکا ہوا شرباتی شبِ وعدہ سہی ایدلِ مگر وہ بت نہ آئیگا</p>	<p>ہر اک تخیالہ ہو ٹھونڈا پیر کھٹ سرخوشی ہو مرے گھر کے چراغوں پر اسی سی بستی ہو</p>
<p>تصویر سے نجا باہر دل صفدر نہ کر دیر ان ارے او بیوفا ظالم یہ اربا تو کئی بستی ہو</p>	
<p>کب کے بننے نظارے گلشنِ ایجاد کے سیکھے ہیں افلاک نے رنگ اس تمامِ ایجاد کے دھیان آ یا ہلکے کی چشمِ دفرگان دیکھ کر ساتھ اُسکے حج اُٹھے قافلے کا قافلہ کھینچی ہو تصویر لکھتا ہر حسنون کے صف روئے گل کہ بننے دیکھا کب جن کی سیر کی عشقِ قیامین ایسے ہو ہم ناتوان جو تماشا دیکھنے آئے تھے سیرِ قتل کا ہنسنے عجز سے کہا ایوانِ کسری دیکھ کر کیا محبت تھی اسیری سے کہ چٹکر دام سے روح کو وقتِ شہادت کیا فرہ حال ہوا ہوں ہالان میرا توں سے بے گاہ خلد نا تہہ جانان کی نہ الفت جائیگی مرے لیے بعد</p>	<p>پر نہ نکلے تھے کہ آئے دم میں حیا د کے ہیں یہ نوسفاک شاگرد ایک ہی شاد کے صفت گنہگاروں کی ہو یہ سانسے جلا د کے دھنگ سکھلا دو جس کو بین اگر فریاد کے رنگ اڑا بہنِ فلم نے خانہ ہزار د کے بر نکلے ہی تو آئے دم میں حیا د کے رنگے بیٹھے جو دم بھر سائے میں شمشاد کے یہ ترس کھایا کہ دامِ نگہ میں جلا د کے رہنے والے کیا ہو اس خانہ برباد کے مر گئے طائر چڑھ کر سانسے حیا د کے گر دیکھتی ہو جو تیغ و بازو جلا د کے اہلِ محشر ہونگے فریادی مری فریاد کے قبر بھی اپنی مٹی کی سایے میں شمشاد کے</p>

<p>غلغلے مدت سنتے ہیں مبارکباد کے کارخانے ہیں یہ عشق خانمان برباد کے آج جو ہر سب نے دیکھے خنجر جلا دے کے اس خطا پر ماتھ کٹوا لے گئے حداد کے پانوں میں میر میں جھنڈا الفت صیاد کے گر پڑے پیشہ یہ کانپیں ماتھ ابھی فراد کے بیشتر طاؤس دیکھے سیلے میں شمشاد کے جستہ ہیں ہنرے واسلے اس اربابا باد کے</p>	<p>آمد انکی ہر ہمارے گھر مگر آتے نہیں کوہ پر فرما دیجان دشت میں مجنون حرا سر جدا جھجھکت جانے تک سے دم بھر میں کیا اسکے دیوانے کی ہلکی کیوں بنائیں شریا دم سے چھو مابھی تو جاتا ہوں سوچ میں عالم دشت میں جانکلوں اگر میں ہو کوہ کیوں دل برداغ سے ناخوش ہو وہ بالابلند مطمن ہوں کس طرح میں آج اگر تو کل میں</p>
--	---

مشکیلین آسان ہوں سب یا علی مرتضیٰ
آسے صفہ رکھ میں میں آئی امداد کے

<p>مرے قاتل نے مجھ کو مار ڈالا تر جھی جنوں سے شنا سائی ہر جیسے شیخ سے واپسی بہمن سے مبارکباد کو ایسا بلبلین مائیگی گلشن سے یہ گل بھولا نیا نظارہ گلہا سوسن سے نہیں ممکن کہ پروا جدا ہو شمع روشن سے چھپا یا تیلیوں نے صف شمر گانگی حلیم سے گروبان سے نہ گل لپٹے نہ کانٹے میر واپس سے</p>	<p>میں پردا کشیدہ ہر اگر شمشیر گردن سے نہ تہخانہ کا بندہ رہنے والا ہونہ کہنے کا بھلا نفس صیاد نے پھولوں سے چھپا یا ہر ہوایں جان بلبل لب می زریک سے آسے جہان جاشے تم ہو گا وہ عشاق کا جمع شب صلت چھپکین نہانہ انکی شرمگین آنکھیں جلوں شل صبا اس باغ میں کو وفا کب ہر</p>
---	---

اسیرانِ نفس کو چین اور صیاد کیا آئے	صد امین ہمسفرون کی چلی آتی ہر گلشن سے
نہ آنے دے جو ہو باغبان کے نہیں دینا	نماشا بلع کا کر لین گے دیواروں کے رزق سے
کہہ دو کہ کسی رکھتے ہیں دلِ مہا بہن جنکے	لگا و چشم آئینہ ہر یکساں دوست دشمن سے
دیا خط یار کا لا کر جو جلو میر قاصد نے	میں سمجھا ہو گل باد صبا لائی ہر گلشن سے
جہن میں اس سی مایہ بہ کی میں شاکر نا	دہن ملتا جو غنچے سے زبان ملتی جو سوسن

خدا آج جہاں حسین کیا لیکھا صفر
صد آئناہ وزاری چلی آتی ہن مذن سے

داع ہاتھ لائے عشقِ خوبان سے	بھول چن لاکھ ہم گلستان سے
میں کہاں جاؤں کہے چائناں سے	عشقِ بلبل کو ہر گلستان سے
دشمنو چلتے ہو جو جانبِ درشت	باندھو دامن ہمارا دامن سے
میں تو زخمی ہوں شیرِ مرگان کا	زخم دھلو آؤں آبِ پیکان سے
کام کیا آئے دیدہ گریبان	جل گیا جسم سوزِ ہجران سے
باغبان مجھ سے تو خفا ہر عبت	لیکھا گیا ترے گلستان سے
زلزل جانان کے دیکھنے والے	کیا دیر میں طولِ شام ہجران سے
تیرے دل جدا نہیں ہوتا	کتنی الفت ہر حیرے پیکان سے
ہو اگر تم کو سیرِ مد لطف نہ	داع دل کم نہیں گلستان سے
خاک ہونے پہ بھی بسانِ غبار	جا پڑتا ہوں اُسکے دامان سے

<p>لاش اجنب سے نہیں اُٹھتی مدد امی زورِ پنجہ و حشت واہ آن پیلوں کا کیا کنسا لب جانان کو دیکھتے ہی خضر قرۃ العین ابر جا کے ہوے</p>	<p>یہ گراں ہو نہیں بارِ عصیان سے تنگ آ کے ہیں ہم گریبان سے حورین آئی ہیں باغِ رضوان سے ہاتھ دھو بیٹھے آبِ جوان سے اشک نکلے جو ختم گریبان سے</p>
<p>ہائے صفدر کی ناتوانی ہے</p>	<p>کچھ نہیں چل سکا گریبان سے</p>
<p>زندگی دور ذرہ کب قابلِ اعتبار ہے بھول سے رو یا رہ پر طرۃ تابدار ہے سیرِ چمن کو جائیں کیا روزِ فراق یا رہ ہے ظاہر و باطن ای جنوں چال سب آشکار ہے حاجت رونی نہیں لالہ رنوں کا کشتہ ہو شب کو جو خشک گل ہوئے سحر دیکھے دل کو تو مجھ سے یلیا پر رہو دیکھتے ذرا کوئے بتائیں دین باغین کو ہزارین بد فرنگی برتا کجا پانی کو شراب پھر ذرا فرقت یارین ہوا بسکدہ وادی جنوں آئی تو بھر چمن قضا دور ہی پر رہ ندا</p>	<p>پیرہن اپنی عمر کا جامہ مستعار ہے سنبل ترکِ باغ میں اہ عجیب بہار ہے شاخ نہال گل ہمیں خنجرِ آبدار ہے سینہ بھی چاک چاک ہے جب بھی تارتا رہ ہے گل جو آگاہی خاک پر شمع سرفراز ہے اسکے گلے کا ہار اب میرے گلے کا ہار ہے تم اسے جانتے ہو کیا فنسہ روزگار ہے جھکو کہیں قرار بھی ادا دل بقرار ہے آنکھیں میں بھر چھٹی ہوئی نشے کا پھر تار ہے آبلہ شیشہ شراب موج شراب خار ہے آنکھوں میں دم اٹک گیا یار کا انتظار ہے</p>

ارض سے تاسا نہیں عشق کا دل جلے کہاں بھیجا تھا پہننے نامہ بر اسکا کہیں تپا نہیں جلوہ یار ہر عیان آئندہ خانہ ہر جہان مرگ کے بعد بھی وہی چاہ ذوق کا ہر خیال وحشی زلف تفتہ زداشت سے شاید آگیا لطف جو عشق نے کیا دل کو کھڑا دیا نامہ لکھا ہر پارے دل سے مگر نہیں ہر صفا اتو رہا کر دہمیں دم کشتو نفس سے تم	لالہ بھی داغدار ہر ماہ بھی داغدار ہر دیکھو تو کو سے یار میں تازہ کوئی فرار ہر ہو یہ نظر جدھر روان شکل وہی دو چار ہر مین ہوں لحد میں درمرا دیدہ آشکبار ہر شہر میں لوٹ مار ہر چار طرف پکار ہر آب و شکر کی چاہ ہر تیغ و گلو کا پیار ہر ہر یہ دلیل نامہ بر خط میں حط عسار ہر بھول کھلے میں باغین جوش پہ کیا بہار ہر
--	--

صفہ رختہ حال کا ظاہر و باطن ایک ہر

سینہ بھی جاک جاک ہر حبیب بھی تازہ ہر

کبھی ہاتھو میں منحہ دی ہر کبھی زلف میں تازہ ہر معطل کے ہو بیٹھے میں کہیں آنا نہ جانا ہر بھنسا یا کس نفس میں بھولا کرو در دروں خدا کا خوف کر پیا سو پہ کیا حسان کھتا ہر نفس د لایا بوستان میں کھل گیا گھبر خدا کی واسطے اس ضعف آنا تو نہ کر لاغر وہ رنجہ ملے غارہ دیکھتے میں آج آئندہ	یہ سب لکے بہانے میں نہ آنا ہر نہ جانا ہر اُسی آستان پہ ہم غریبوں کا ٹھکانا ہر تغافل پیشہ ہر صیاد پانی ہر نہ دانا ہر ثواب ہر ترک کب تلوار کا پانی پلا نا ہر دکھا کر آتش گل اور میرا دل جلا نا ہر ابھی تو ناز اس کے مدھون مجھ کو اٹھا نا ہر ہوار دشمن کہ انکو آگ پانی میں لگانا ہر
--	--

<p> مگر بھوکا ہوا ہے مغز میرا اسکو کھانا ہے غبارِ قیسِ لیلیٰ کی لحد پر شامِ انا ہے دلِ حُر شد سے بتر کمان کوئی خزانہ ہے نئی یہ دستان ہے اور وہ قصہ پُرانا ہے کہ دیوانہ سا ہے کیا اسکی باتوں کا ٹھکانا ہے سمنہ شوق کو میرے وہی تو تازیانا ہے مرے نابوت کے ہمراہ کیوں سارا زانا ہے یہ ساری آفتیں ہیں جسطرفِ قاصدِ انا ہے </p>	<p> نصیحت کیلئے آیا ہے کیا اسِ محض میں نا ص عجب صحر میں جا کر ربطِ حسنِ عشق کا دیکھا تو کل پیشگی میں خواہشِ اسباب ہو سکو نہ سینے ماجرا قیس سینے دردِ دل میرا کہا جالِ دل میں نے جلیسوں سے وہ یہ بولے سحر جو کانِ مک پہنچا ہے میرا نہ بلبل غمِ زاجاب یہ سب گوزمک جا کر پھر آئینگے و نوریل بجلی مار رہن درِ غارِ تگر </p>
--	--

کہ صحر جادوں کمان میں مھوند صولِ فامانی مھند
 جفا کا عید ہے یہ ظلم و بدعت کا زبانا ہے

<p> یہ شانِ کردگار یہ قدرِ خدا کی ہے کیونکر نہ ہو کہ اپنی طبیعتِ بلا کی ہے عادتِ تجھے وفا کی انھیں جو جفا کی ہے تصویرِ صاف صاف کسی مہِ نقا کی ہے ثابت نہیں کہ کونسی ساعتِ قضا کی ہے کونہ ہوا وہ رسمِ بیانِ کب وفا کی ہے معلوم ہو گیا یہ زمینِ کر بلا کی ہے </p>	<p> آمد ہمارے گھر میں کسی مہِ نقا کی ہے ہر شعر میں ثنا کسی زلفِ رسا کی ہے کچھ شکر کی جگہ نہ شکایت کا ہر مقام دیکھا ہے ماہِ چارِ دہم کو سپہرِ پر رستے میں مل رہا کسی دن تجھے وہ کر کشور میں ان حسینوں کی کوئی رہے تو کیا ہوتا ہے روزِ کوچے میں شیرِ جنتِ عام </p>
---	--

تیرے مکان میں میکدہ یا خانقاہ ہو ہر روز میں جو حسن کو تیرے ترنجان انجام کیا ہو مروت و محبت کا دیکھے کیا ہاتھ لال لال میں کیا کالی کالی آنکھ نادان ہو جو تیرے کرے خوب زشت میں آنکھوں میں دیکے سرمہ دہنا دار وہ اُس گلبدن کی کیا پلے آئی ہو تو تن شاید کہ فانی سے وہ یوسف ہو اہر گم جو دیکھتا ہو تیری تجلی کو اے صنم ثابت ہو کہ چشمہ حیدان ہو وہ دہن	جو راہ زندگی ہو وہی پارسا کی ہو تاثر ماہ و شہ پہ ہمارے دعا کی ہو تکلیف ابتدا میں ہمیں انتہا کی ہو سرے کی احتیاج نہ آنکھ حسا کی ہو اچھے بُرے میں ایک یہ خلقت خدا کی ہو کتنے میں ناتوانوں کو حاجت عصا کی ہو آمد کچھ کج اور ہو باد صبا کی ہو آواز دلخراش نہایت دراکی ہو بیاختہ یہ کتا ہو قدرت خدا کی ہو لذت ہر ایک بات میں آبِ بفا کی ہو
---	--

شافع میں مجرموں کے جو محشر میں مصطفیٰ

صفر کو فکر کچھ نہیں روزِ جزا کی ہو

دل خانقاہ میں صحبت زاہدے تنگ ہو آغوش میں مکر وہ بت خانہ جنگ ہو کسکے خیال رخ میں یہ کھایا ہو دلیہ داغ ناز کہ لون کو سخت دلوں سے ہو ربط کیا کوچے میں تم جگہ مجھے دیتے نہیں تو خیر	پیر مغان سے جا کے ملین پہ ترنگ ہو بر چھی نگاہ جسکی ہو مرگان خدنگ ہو تو شعبہ ہو اس میں بچول کی لالہ کارنگ ہو شیشے کے حق میں شو ملاقات سنگ ہو ملک خدا ہو ترنگ نہ بان بائون لنگ ہو
---	---

بیٹا

فرقت میں کاٹے کھاتا ہوں میرا مکان مجھے مرسخ کیا ملائیکا غم بیسے تیرے آنکھ یار ب کمان پھنسنے ہیں کہ ہر آب دانہ بند کھینچی ہو میں نے جیسی تصویر میں شکل یا شامل ہوا مگر کسی عاشق کا خون دل بیٹھے ہیں ہمتو شام سے آمادہ سفر گل نے بزرگ غنچہ سمیٹا ہے پیر ہیں خط سب یہ نہیں یہ رخ صاف برتر ہے دل دیکھ میں جیسوں سے کرتا نہیں طلب گلزار ہجر یار میں صحرائے کم نہیں غیر دن کا ہر جو دخل تو ہم سے نیکی کیا	یار ب دیان مار کہ کام ننگ ہوں اس کا خطاب رستم شمشیر جنگ ہوں کنج قفس سے بھی دل میا دنگ ہوں تصور پر چین نہ ایسی شبیہ فرنگ ہوں کیا شوخ اُسکے ہاتھوں کی نمد کی رنگ ہوں ہو صبح طبل کو بج بکے یہ دنگ ہوں اس درجہ میرے پنجہ وحشت سے ننگ ہوں شہر حلب میں داغِ فوج رنگ ہوں اس درجہ مانگنے سے مجھے عار و ننگ ہوں شمشیر شاخ گل ہوں تو غنچہ تفنگ ہوں بگڑا ہوا کچھ آپ کی صحبت کا رنگ ہوں
---	---

صفہ ردعا بھی کرتے ہوئے ترم آتی ہوں

اتانے ہوں مانگنا مرے نزدیک ننگ ہوں

دل ہمارا مست عشقِ زگرستان ہوں خاک ہو جھلکے کوئی وانا ز معشوقانہ ہوں ہم رہینگے امتحانِ عشق میں ثابت قدم یچلون اپنے دل صد چاک کو میں پیش یا	کیا عرض ساقی سے ہوں کیا خا پیمانہ ہوں شمع کو کب اُتتا ہے سوزشِ پڑا نہ ہوں ہمارا جانا جی کا ننگ ہمت مردانہ ہوں سوک زلف اُبھنے ہیں آنکھ حلیجِ شانہ ہوں
--	---

<p> آشنا مدت کا تھا جو آج وہ بیگانہ ہے بلبلینِ قربان میں کچھ گل ترا دیوانہ ہے صوتِ آغوشِ ساتی وادریں خانہ ہے جو غزل میری ہے وہ گویا جو اسر خانہ ہے شمع کی جس زہم میں روشن دہان پڑا ہے خاصدانِ عطر دان کی آئینہ ہے شانہ ہے شاخ کا جھکنا زمین پر سجدہ شکرانہ ہے کتنے میں سب لیلی و مجنون کا یہ افسانہ ہے خوب گھر کی جا آسائش یہ خلونخانہ ہے شمعِ محفل میں ہے باس زہم سے پروانہ ہے گوشِ زہ پھو لو نکو بلبل کا کمانِ انسانہ ہے ہم میں عاشقِ سطر میں جب طوف پڑا ہے گلشنِ فردوس بہتر مرا کا شانہ ہے قاصدِ محبوب میں بھی نازِ معشوقانہ ہے </p>	<p> ہر نگاہِ حسن میں دل بھی ہمارا ہے قریب قمریانِ عاشق میں تیری سرو بندہ ہے ترا آمد آمد آج ہے کس شاہدِ مینوش کی گوہرِ دندانِ لعل کے لکھے ہیں جو ^{صفت} عاشقِ جاسوزیر کے کیونکے ^{صفت} میں ہے پیرا دواہ کس سال میں ہر زم میں سندنشین باغِ پراحسان کیا آیا جو بہر سیر یار ذکرِ شکرِ عشق کا میرے تمھارے حسن کا کیجئے آرام اگر شوق سے دلیں مرے جلوہ گردہ دلیں شائقِ تماشا چشمِ شوق حال جو میرا ہے کیا جانیں یہ خوب حسین ہو طرداری مبارک شمع کی تم جو حسین جیسے آئے ہیں یہاں میں طلعت کے قدم خطِ مجھے لا کر دیا لیکن شے اغماض سے </p>
--	---

جان دی کن حسرتوں کا صدفِ ریاں
 اور وہاں اتک وی اک نازِ معشوقانہ ہے

یوسف کے رخ میں نور نہ تھا یا ضیاء تھی
 ہر تجھ میں جو ادا ہے وہ انینِ ادا نہ تھی

<p>پھونپھون مازگی کہ چمن میں فضا نہ تھی فصلِ حد سے تم جو حسینوں میں انتخاب ساتی نے کی شراب کے دینے میں کیوں کمی شیریں کی غفلتوں سے گئی کوہکن کی جان کوچہ جو نامہ بر کو نہ اس ترک کا ملا آخر یہاں ہی شبِ فرقت نے جان لی تربت پہ فاتحہ کو وہ آگے زینے لھیب</p>	<p>آنا مگر تھا عیب کہ بوسے وفا نہ تھی یوسف میں حسن تھا مگر ایسی ادا نہ تھی برائی نہ تھی کہ بلع میں ٹھنڈھی ہوا نہ تھی اب کیا کبھی حسینوں میں بوسے وفا نہ تھی ثابت ہوا یہ ہلکو کہ اُسکی قضا نہ تھی ٹپتی ہمارے سر سے یہ ایسی بلا نہ تھی اتنی بھی ہم کو اُسے امید وفا نہ تھی</p>
<p>دینا تھا انکو دل تو کہیں امتحان کے بعد صفہ رترا قصور تھا انکی خطا نہ تھی</p>	
<p>تھا ظاہری لحاظ کبھی دلیں جانہ تھی مدت ہوئی اشرا اکھی نشانِ نسیم کیا اسپین بلگیا کسی عاشق کا خون گرم قیدِ لباس تھی کسے جھٹک رہا خون یا وہ تپاک یا پین اب ایسی کہ درتین چونکا کبھی نہ خواہ تھا دل سے کوئی بت آنا تھا تمکو آپ ہی ہوتا ہر خط سے کیا ہوتے ہیں قتل تو ہزار دن ہی بیگناہ</p>	<p>دیکھا جو خوب انہیں مردتِ درانہ تھی کیا قابلِ قبول ہمارے وعانہ تھی ایسی تو تیز آتشِ رنگِ خانا تھی سر پر کلاہ تن پہ ہمارے قبانا تھی جو ابتدا تھی آپ کی وہ انتہا نہ تھی شاید شکستِ خیشہ دل میں حدانہ تھی میرے مرفق کی تو یہ مناسب دوانہ تھی خونخوار ایسی آپ کی تیغِ جفانہ تھی</p>

کیون تو کر اسے مجھے قتلے ندی بجات | بھاری تو ای جنوں مجھے زنجیر پات بھی

دانا جو تھے جہان میں صفدر وہی ہے
گردش فلک کو کب صفت آسمان بھی

یہ دلوے جنوں کے یہ جوشِ غم نہونگے
چھوڑیں تمہیں گوارا ہے یہ غم نہونگے
جنت میں جا کے کیونکر خوش ہونگے تیرے
مزہ کا غم نہیں ہر لیکن ہر دھیان اتنا
لکھنے کو میرے عصیان کئے ملک تو بولے
یا مال شوق سے کر دل لیکے ہے ظالم
مدرسہ صاحب یہ مسئلہ تو بساؤ
گلزار ابرستہ معشوق جامِ مینا
اسد نے بنایا سایہ ہمیں تمہارا
صحبت ہر آن تو ملی آفاق میں غنیمت
آئی تو گھر میں دنیا پر خوب جا میں
دل لیکے اُس غم کو بچھتا رہے ہیں کیسے
انہی کبھی نہ دیتے اس غمکد میں ہم کو
رفت کے جوش سے ہیں ابر بہارِ گلچین

مٹ جائینگے یہ چرچے جس روز ہم نہونگے
پہلو میں تم نہونگے جس روز ہم نہونگے
یہ رنج و غم نہونگے دردِ عالم نہ ہونگے
ہلیگا جی نہ اُنکا جس روز ہم نہونگے
اُنکی توحید نہیں ہر ہمسے رقم نہونگے
آز روہ کچھ سے تیرے سر کی قسم نہونگے
اُس بُت کا بوسہ لیکر مجرم تو ہم نہونگے
پھر ساری عمر سامان ایسے ہم نہونگے
تم سے جدا حسینوں ہم ایک دم نہونگے
جنت میں یہ نہونگے دوزخ میں ہم نہونگے
ہم کو کبھی مبارک اسکے قدم نہونگے
سمجھے تھے ہم یہ پہلے ایسے ستم نہونگے
پر چلنے وقتِ اُفت اہل عدم نہونگے
اشکو کو میرے گن تو قطرِ دل کم نہونگے

<p>مانی کے ہاتھ دونوں جب تک ظلم نہ ہونگے ہیں کون سرو گلشن سر چکے خم نہ ہونگے</p>	<p>تصور تیغ ابرو ہرگز نہ کچھ سبکی گلگشت کو تو آؤ تسلیسم کو تمھارے</p>
<p>ہیں کشتہ نفاصل راحت ہی ہو مقدر پھٹنے دو صور محشر بیدار ہم نہ ہونگے</p>	
<p>طاقت کہاں کہ لطف تماشا اٹھائیے سر آسکے آستان سے نہ اصلاً اٹھائیے کیون رنج انتظار سیچا اٹھائیے کچھ سے دل میں ہر کہ مصللاً اٹھائیے بستر مری گلی سے خدا را اٹھائیے طوفان رو کے کیوں لب دریا اٹھائیے ہم مجرموں کے قتل کا بیڑا اٹھائیے احسان مر کے بھی نہ کسی کا اٹھائیے رخسے نقاب زلف چلیبا اٹھائیے کیونکر تبوں کے غمرہ بیجا اٹھائیے چلکر حین میں لطف تماشا اٹھائیے آنکھیں نہ نل ز گس شہلا اٹھائیے کشتے کا دھوم سے نہ جنازا اٹھائیے</p>	<p>ہو جائیں آنکھیں بند جو پردہ اٹھائیے افت میں لاکھ طرح کی اپنا اٹھائیے بیماری فراق میں مرنا ہی خوب ہے اب چند روز دیر کی بھی سیر کیجیے جا بیٹھتا ہوں جب تجھے کہتا ہوں وہ منم ہمراہ غیر غسل کو جانتے ہیں تو وہ جائیں باندھی ہو تیغ اگر تو مبارک ہو آپ کو گر طہائیے جو آپ زمین میں تو خوب ہے مدت سے ہم ہیں طالب نظارہ جمال اسر نے ہمیں دل نازک عطا کیا آئی بہار کچھ ہمیں کیا لال لال پھول نیچی نظر سے ہو حین جن کی بہار بدنام سارے خلق میں ہو سے فائدہ</p>

موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہیں | صاحب نقاب چہرہ زریبا اٹھائیے

صفدر کمال ضعف سے طاہر نہیں رہی
کیونکر تبون سے ابل شید اٹھائیے

ملا ہر وہ حسن تم کو جس کا فروغ ہر شام ہر سحر ہر
خدا کی قدرت ہیں دونوں عارض جو یہ ہر خوشید وہ قمر
مقام ڈرنے کا ہر اسی سے خدا سے جو شخص بخیطہ ہر
نہیں ہر ڈرنے کی اُس سے حاجت ذرا بھی جسکو خدا کا در ہر
اُسی کا کوچہ ہر باغ جنت اُسی کا در سجدہ گاہ عالم
دماغ کیونکر نہ عرش پر ہو کس آستانے پہ اپنا سر ہر
کسی کا ٹھہر یہ اے ستمگر جو تیغ ابرو کی یوں چڑھے ٹٹھ
سپرین کرتا ہوں اپنا سینہ یہ دل مرا ہی مرا جگر ہر
عجیب راحت سے سو رہے ہیں ملے ہوئے کشتگان الفت
کسی کی گردن کسی کا بازو کسی کا زانو کسی کا سر ہر
خدا نے اُسکو کیا ہر کیلتا نہیں زمانے میں کوئی ثانی
شبیہ کھینچے گا کیا مصور نہ وہ دہن ہر نہ وہ کمر ہر
جو جو سیر چمن ہو دن کو تو صرف ساغر کشی ہوشب کو
گذر رہی ہر کسی پہ کیسی بھلا تمھیں اسکی کیا خبر ہر

جو خوبروزیت جہان تھے وہ سوئے ملک عدم سدھار
 ہر دونوں عالم کا ایک عالم جو کچھ ادھر تھا وہی ادھر ہے
 مریض فرقت نے پائی صحت طیب آیا کہ موت آئی
 رہی نہ تکلیف کوئی باقی نہ درد دل ہر نہ درد سر ہے
 نہیں بلائے پہ بھی تم آئے کہو تو اسکا فرہ دکھا دین
 ابھی جو چاہیں تو کھینچ لائیں ہمارے نالوں میں یہ اثر ہے
 خدا جو دولت کرے عنایت تو سچہ شکر بھی ہر لازم
 زمین پر دیکھ لو جھکی ہو جو نخل میں شاخ بارور ہے
 ردان کیا ہے مگر یہ ڈر ہے کہین نہ رہتے ہیں کوئی لوٹے
 نہ دھی باری ہے بس راٹامہ نہ طائر سدرہ نامہ بر ہے
 نظر میں حور جنان ہی صفدر پری کو گھر بیٹھے دیکھتے ہیں
 تصور اپنا کہاں کہاں ہے خیال اپنا کہ صر کہ صر ہے

مرے رونے کی اب کوئی حد نہیں ہے	کہ آنکھوں پر اس شوخ کے آستین ہے
سبب کیا جو دل سخت اندر مگن ہے	وہی آسمان ہے وہی یہ زمین ہے
جو مضمون ہے تصور سے کم نہیں ہے	مرا خامہ فکر نقاش چین ہے
نہیں دخت رزہ بھی اک حور عین ہے	مگر مسکدہ بھی بہشت برین ہے
جفا کار ہے دہرین جو حسین ہے	دفا بھی زمانے میں یارب کہین ہے

غرض تیکڑے سے نہ کھئے سے تلب	ترا آستان ہر ہمارے حسین ہر
غم دل ہو باتوں سے کیونکر نہ ظاہر	ہری طرح آوازِ میسری حنین ہر
کیا پیر ہن دست و خشت نے پیر ہے	گر بیان نہ دامن نہ اب آستین ہر
ہر اقرار سے صاف انکار ظاہر	زبان پر ہر بان دلیں اُنکے نہیں ہر
رگ گل سے تشبیہ دی اُس کمر کو	مرا دہن بھی طرفہ باریک مین ہر
جد از م قاتل سے محکوم نہ سمجھو	بدن ہر بیان جان پیری وہن ہر
کیا ہفت کشور کو سنجیدہ دل نے	سیمان کے خاتم کا یہ بھی نگین ہر
بڑھی تہ رنصور سولی پہ کھنجر	کہ سب حق پرستوں میں بالائین ہر
کے کوئی جا کر یہ اُس پنجسہ سے	کہ مل جاؤ اگر دم واپسین ہر
نہیں دیتے جنت تو دوزخ کو بچھو	ہمارا بھی آخسر ٹھکانا کین ہر
بندھے ہم سے ایسے مضامین مرگان	کہ اب اتنے چٹا ہر جو نکتہ چین ہر

وہ حصے میں آئیں تو ہو قتل صفدر

مرے حق میں شمشیر چین حسین ہر

بسل پڑے ہو چین چوبی کے سانے	اک باغ ہر کھلا ہوا قاتل کے سانے
پھولوں کو ایڑھیا مرا کنا سلام تو	پر رو کنا زبان کو خدا دل کے سانے
میں تیرے آگے اور حسین کس حساب میں	تاروں کا نور کیا مہ کا ل کے سانے
جھکڑے میں میر تم ہو طرفدارِ غیر کے	حق کا فروغ خاک ہو باطل کے سانے

آشکدہ بھی گرم بہت ہی پر او صنفہم
 دنیا و دین کے بیچ میں یوں ہر طریق
 اپنا ہر سچ پہ نالہ نہیںوں گا ہر دھواں
 کہتے بھی نہیں بھی شہرک مقام ہر
 مرینکے بعد بھی مجھے تاداع رشک ہر
 آیا قریب یار تو جاتے رہے جو اس
 ہی برق پیش چشم نہ ہر دم چمک کے آ
 بجھ کر یگانا قتل ذرا منہ تو دیکر لے
 آئی بہار پھر مجھے پیدا ہوا جنوں
 ہم بھی قریب درمیں نہ ہمیں کرو حجاب
 انجم دکھائیں اپنی چمک لاکو چرخ پر
 شاید گدا کے بھیس میں عاشق نہ کوئی
 حورین کھڑی ہیں ساعر کو ترنیلے ہو
 پروانہ اضطراب میں کتنا ہی سجا بہ
 لازم ہی اسکی مہر بھی ہو بہت دوستو

ہر سرد پتھری گرمی محفل کے سامنے
 ساحل ہو جیسے بحر کا ساحل کے سامنے
 بادل گھرا ہوا ہر جو محفل کے سامنے
 پر کچھ نہیں یہ دونوں سرور کے سامنے
 غیروں سے آپا دے ہیں مل کے سامنے
 لٹا گیا یہ قافلہ منہ دل کے سامنے
 تیری تپش ہی کیا تپش دے کے سامنے
 تیغ آئے ہر چہرہ قاتل کے سامنے
 پھر اندھوں میں طوق و سلاسل کے سامنے
 دے پردہ آپا کئے ہیں سائل کے سامنے
 ذرے فروغ پائین نہ اس تل کے سامنے
 اس واسطے نہ آئے وہ سائل کے سامنے
 تلوار کے تلے ترے بسمل کے سامنے
 ہی مکننا رشم سے محفل کے سامنے
 محفل لکھو جنوں کا قاتل کے سامنے

ہر بہار گلشن بہتی ہے بے ثبات
 ہر کیا نہ بھول مٹ گئے گل کے سامنے

ہستی کا طلسم کوئی دم ہے	آیا جو عدم سے پھسر عدم ہے
خط میں مرا حال دل رقم ہے	شق اسیلے سینہ قتلہم ہے
ہستی سے عدم نہیں بہت دور	زہر د کو یہ راہ دو قدم ہے
محراب حرم کہ ابرو دوست	وہ چشم کہ آنہوے حرم ہے
وحشت میں ملی ہے ہکودت	جو دلغ ہے جسم پر درم ہے
دریا ہے جہان جناب ہون	ہستی ہے مری تو کوئی دم ہے
مستون پہ عیان ہے حال عالم	ہر جام شراب جام جسم ہے
کس طرح لکھون میں اسکو نام	قرطاس نہیں اگر قلم ہے
اس عمر میں کیا نام ہو جس	قصہ ہے طویل رات کم ہے
اخیار کے حلق پر تری تیغ	اے ترک یہ پیکر حق میں سم ہے
تو حور لقامری لطفہ میں	مخمل تری روضہ ارم ہے
ساتی و شراب و جام گلشن	اے ابر کرم دم کرم ہے
منہدی سے ہو وہ ہاتھ تو سنج	دل خون ہوا تو کسکو غم ہے
مڑتا ہے جو اس کمر پہ عالم	شاید کہ یہ جادہ عدم ہے
کر تا نہیں ایک وعدہ سچا	جھوٹے کی زبان پر قسم ہے
لمجائے وہ میرے دل کو یارب	جنت کہ جہان میں الم ہے
اے جوش جون ابھون منوں	دنیا کا نہ آخرت کا غم ہے

اتنا ہر دراز ہجر کا دن	جتنی کہ شب وصال کم ہر
دیکھا ہر بنوں میں اُسکا جلوہ	صفدر مجھے ہمکہ ہجر میں
<p>صد شبِ فرقت میں گزر جائے ہیں کیسے کس میں بھی کیا وہ میں قتل کر پنگے یا رب نہیں ہوتی میں بسیر ہجر کی راہ میں بیٹھے تھے ذرا پاس کہ پہلو سے اُٹھے ڈ اقرار بھی کرتے نہیں دینے کا تو کیا ذکر چڑھتا ہر نظر پر جو کسی کا رخ روشن مارا ہر کسے تھے کہ ہنس گامہ ہر بریا شرکان کو یہ حسرت ہر دم اشکِ نشانی گل دیکھتے ہیں ہجر میں جس روز شکستہ ہستی کو مٹا دیتے ہیں جو عشقِ دہن میں آہستہ میں پاس وہ جو وقتِ سنور کر</p>	<p>بیوت جو شقائق ہیں مرجاتے ہیں کیسے کشتوں کا لہو دیکھ کے گرجاتے ہیں کیسے اور وصل کے دن جلد گزر جاتے ہیں کیسے پوچھتے تو کوئی آتے ہی گھر جاتے ہیں کیسے دل لیکے وہ عاشق کا گھر جاتے ہیں کیسے خوشید و قمر دلتے اتر جاتے ہیں کیسے یہ لوگ دھڑا دھڑا دھڑا جاتے ہیں کیسے دامنِ مرے مفت گرجاتے ہیں کیسے واع اپنے کیلچے کے ابھر جاتے ہیں کیسے نام آور زمین نام وہ کہہ جاتے ہیں کیسے اگرے ہو کام اپنے سنور جاتے ہیں کیسے</p>
پوچھو دل صفدر یہ کیا حد نہ جاننا کہ	تجھائے ہو یا تمھوں سے جگر جاتے ہیں کیسے
پیار سے ایک نظر دیکھے جانیا والے	نیم بسمل میں ترے ناز اٹھانیا والے

<p> کہر و ہو جائیں ہوا آگ لگانو اے انہیں دو بھی نہیں دل ہاتھ میں لانیو اے خود بھی جلتے ہیں غریبوں کے جلائیو اے ہم بھی کچھ حال ل اپنا ہرگز نہائیو اے دیکھنا ہم کبھی دھو رہے نہیں کھائیو اے کیسے چپ بیٹھے ہیں باتوں کے بنائیو اے سر تسلیم نہیں ہم توجہ کھائیو اے طوق منت کے ہیں وہ آج بڑھائیو اے کہیں دریا بھی ہیں کوڑے میں سمائیو اے آج پھر آئے ہیں یہ سر کے پھرائیو اے سر کے دینے یہ تلے جان جرائیو اے کچھ تو سمجھے ہوئے تھے اگلے زمانہ اے پھول ٹوٹتے ہیں چہرہ کو چھپائیو اے </p>	<p> سوز و دل ہم انھیں نہا میں تہائیو اے خوب و لاکھوں میں عاشق کے تہائیو اے شمع کا حال نہ پہنان ہر نہ پردائے کا سبکی سنتے ہو کسی روز ہمارے بھی سنو ڈر رہے کیا تھے اگر یاد فراموش بدی سامنے آنے کسی کو نہیں یا رکھن جب تک اس تیغ کی محراب نہ پیش نظر بیڑیاں کٹنے کا میرے بھی زمانہ آیا ہو سکیں کس سے بیان و صفاتِ ارم حسن نا صحت کے مجھے کل تنگ کیا تھا کیسا قتل ہونا ترے ہاتھوں سے جو سمجھے دو کوئی خالی نہیں دنیا کی ندرت سے کتاب باغ میں آج ہر کس رشک چمن کی آمد </p>
<p> فاتحہ پڑھنے کو آ تربت صفہ رہ کبھی قندہ حشر کو ٹھوکر سے جگائیو اے </p>	
<p> اب یہ مہی چاہیے ماتھے پر نشان چاہیے بیٹھ رہتے کو زمین کوے جانان چاہیے </p>	<p> وصل میں ایجانِ ارایش کا سامان چاہیے تخت اسکندر نہ اورنگ سلیمان چاہیے </p>

<p> جوش سودا میں خیال رو جانان چاہیے زندگی میں سپرین ہو بعد مرگے کفن سادگی رکھنی ہو تیری لاکھ صوڑ کی بنا سپرین اٹنا کہاں سے لاؤں امیر دست جنوں پیچھے کتبک رہیگا عاشقان زار سے شام کو بے پردہ آئے ہیں بہر شیرام گیسکو پہنچ کی تعریف کرتا ہوں رشتم مولے بازار سے ساتیئے جام و سبو خواہش مشاطہ نکو ہو تو کچھ بچا نہیں مل رہیگا تہ مجھ سے ذرہ تاجینہ کو آدمی حیوان کو الفت بنا لیتے ہیں ہم سرفروشی مہر کے میں عشق کے آسان نہیں ہند و خال ایسا چہرہ ہو حیر کا مقام تنگدستی نے حفاظت کیا فارغ مجھے </p>	<p> رفیعِ حشت کے لیے سیر گلستان چاہیے جو بیان درکار ہو ہکو وہی دان چاہیے کیا تجھے زور مرصع امیری جان چاہیے چاک کر نیو تجھے ہر دم گریبان چاہیے اسی سہا اپنے بیمار دل کا درمان چاہیے اس خجالت نہ نکلے ماہ تابان چاہیے ماتھ میں جاسے قلم شاخِ غزالان چاہیے فصل گل آئی ہو بخواری کا سامان چاہیے باغبان کوئی ہے زریب گلستان چاہیے مہربانی تیری امیر درخشان چاہیے لطفِ صحبت ہر جگہ حاصل ہو انسان چاہیے کو مکن سا کوئی اسپین مرویدان چاہیے حاملِ مصحف کوئی مرویدان چاہیے گھر میں کچھ باقی نہیں کیا مجھ کو دربان چاہیے </p>
<p> ہر انجمن پر حضورِ قیامت میں نجا مومن کو اعتقادِ آل و قرآن چاہیے </p>	
<p> ترا و صل ہو خواہش دل ہی ہو </p>	<p> محبت کا الفت کا حاصل ہی ہو </p>

<p> اسے دیکھا مجھ سے کہتا ہر دل جنازہ مراجب ترسہ ہو چکا کوئی غنچہ دیکھا جو گلشن ہن میں نے سہا جا کس طرح اندوہ فرقت ہو سے غرق دریا الفت میں حسد ہر نوجو فرقت میں گردون پہ دیکھا تری تیغ دیکھی تو بولے یہ بسمل نکلتا ہر دم سنسناتے ہیں اعضا وہ کہتے ہیں شہ دیکھا کرتے ہیں حسینوں میں دیکھا جو سکو تو سمجھے بگولا جو مجھوں نے صرا میں دیکھا </p>	<p> میں بسمل ہوں جسکا وہ قابل ہی ہر قضا نے کہا پہلی منزل ہی ہر تو سمجھا کہ شاید مرادل ہی ہر اگر عاشقی میں ہو شکل ہی ہر صدا دی یہ عبرت ساحل ہی ہر میں سمجھا کہ شمشیر قابل ہی ہر گلے سے لگانے کے قابل ہی ہر محبت کا انجام ابدل ہی ہر اگر ہر تو میرا متقابل ہی ہر اشارے میں سب ماہ کامل ہی ہر تو سمجھا کہ لبلی کی محل ہی ہر </p>
<p> عجب بخودی دل پہ چھائی ہر صفہ خدا سے حقیقت میں داخل ہی ہر </p>	
<p> جفا پر اس کے مکر بندھی ہر مگر وفا کا خیال بھی ہر ہمارے مرنے سے خوش ہو میں مگر انھیں کچھ حال بھی ہر شراب پیتے ہیں مست زاہد مگر انھیں (انفعال بھی) ہر زبان سے کہتے ہیں توبہ توبہ بلند دست سوال بھی ہر </p>	

تدا جو ہر جان ہر قدم پر تو دل مرا پائمال بھی ہو
 فقط ہر مجکو آنھیں سنانا اگر کے چلنے میں چال بھی ہو
 جو چھپکے تم کو یہاں ہی آنا تو آؤ پازیب کیوں آنا رو
 تمھاری دہشت سے بڑھکے یوں یہ گھنگرود کی مجال بھی ہو
 خدا کی قدرت ہو حسن صورت ملی ہو تم کو عجیب دوست
 ہمارے دل کی ہو کیا حقیقت تمھارے آگے یہ پاں بھی ہو
 نہ تو ریشو نہ کو محتسب یوں کہ میکدہ میں ہن جج میکش
 کسی کا دل ٹوٹتا ہو ظالم تجھے کچھ رسکا خیال بھی ہو
 وہ زخم کھائے ہیں تیغِ غم کے کہ دل کا احوال کچھ ہو چھو
 شید بھی ہو ذبیح بھی ہو قلیل بھی ہو حلال بھی ہو
 نہ حورِ رخت کی یہ ادائیں نہ قاتلین یہ بری کے عمر
 کہیں تمھارا جواب بھی ہو کوئی تمھارا مثال بھی ہو
 شکار کرنے یہ کون آیا یہ تیر کس کی کمان سے چھوٹا
 کہ زخم کھانے کو سب میں حاضر بلنگ بھی ہو غزال بھی ہو
 خبر تجھے یا اس کی کب ہو کہ تیرا مشتاق جان بلب ہو
 امید بچنے کی اسکو کب ہو مریض میں کوئی حال بھی ہو
 فراق میں تنگ ہو بہت جی گر ہو اس بات سے تسلی

ہی ہر گردش جو آسمان کی کبھی تو زورِ وصال بھی ہو

خود را حسن پر ہر بجای ہر آسمان پر دماغِ تیسرا
فرو ز دل میں رہے یہ کھٹکا کہ اکدن آخرِ وصال بھی ہو

جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا
کرم سے کیا تکر کو ملا یا جمال بھی ہو جلال بھی ہو

خدا ہر غفار بخشید لگا کچھ اور دل میں سمجھو نہ غلط
نقطہ یہ میکش نہیں ہیں جگر میں کچھ فعال بھی ہو

سار عارض ہر چند روزہ غور آنا نہیں ہوا چھٹا
فلک پہ پہننے قمر کو دیکھا کمال بھی ہو زوال بھی ہو

نہ پوچھو داغوں کا حال ہے سیاہ بھی ہو گیا ہر کوئی
گلی کبوتر تو بین ہزاروں مگر کوئی انہیں خال بھی ہو

نہیں ہر ممکن کہ طائر دل بھنسیں نہ آ کے روزِ سمن
وہ خال شکین اگر چہ دانہ تو زلف پر سچ جال بھی ہو

ہزار فرقت میں دماغ کھاؤں ہزار اندوہ و غم کھاؤں
کلام شکوہ زبان یہ لاؤں مری یہ صفہ بحال بھی ہو

کیجیے آزاد بندے کو خدا کیواستے
مجھ گدا کو بھی لگا رکھو دعا کیواستے

اور کوئی ڈھونڈھے جو رو جفا کیواستے
ہر طرح کے لوگ ہیں سرکار کے دربار میں

پر ہما کے کیوں کسرو اتا ہر سلطانِ براج چھٹ پر اسکو نہ مطلق آشنائی کا ہو پاس ازخیم پینے کے نہ سی جراحِ گہرا سیرِ گادل گر بڑے رستے میں نہ لیرا نہ چین نہ لطف کب یہ میں پہنچے ہیں یہ صفِ خسار کے او تو اگر دیکھتا ہو تو کیو کچھ ہمراہ لے کیوں ناگیں اس کے درجے کے درجہ میں کیس طرح کہے کو آئیں شیخِ تجا نے سے ہم خون دل دیتا ہوں آنکھوں کو گولنگ ہا دلیں جب آجائیں گی اٹھ جائیں گے پتو وہ ہم موجود وہر جھکو دوا اسکی نہیں ہر رفیع درو دنیا میں ودا کا ذکر کیا	ہستخوان اک روز اسکے میں ہا کیو اسطے سیکے بیگانے ہو جس شہنا کیو اسطے رہنے دے باقی کوئی روزن ہو کیو اسطے باندھو لو مضبوط اسے مشکلا کیو اسطے تہمتیں کرتے ہو کیوں مجھ پر خدا کیو اسطے چاہیے کچھ خراج بازار خرا کیو اسطے کون جا پیش سلطان التبا کیو اسطے پانڈن پر گر کر کے دین جب بت خدا کیو اسطے آدمی کیوں باغ میں بھیجو خدا کیو اسطے وقت کب کوئی معین ہر قضا کے واسطے کیوں طیبو نکو پلا تے ہو دوا کیو اسطے درد بھی ڈھونڈھے نہیں ملتا دوا کیو اسطے
---	---

مصطفیٰ کا چاہیے ہر وقت ہر صفدر حال

دلِ محبت کو زبانِ یابی ثنا کے واسطے

ترے ہاتھ میں آرسی یا رکب ہر چلے آدھ چھپکرو ہی وقت اب ہر مریضِ محبت کو آفت کی تپ ہر	کسی کی یہ چشم تماشا طلب ہر کہ رستے پہن سنسان تاریک شب ہر کہ شمعِ سحر کی طرح جان بلب ہر
--	--

<p>تکلم ستم ہر قسم غضب ہر نہ عیش و طرب ہر نہ رنج و تعب ہر ابھی تک سر ساتھ فرقت کی شب ہر مسلمان کو کعبہ مقام ادب ہر اجل بھی جو آتی نہیں کیا سبب ہر کنواں ایک سارا جہان شہب ہر یہ رنگی بچہ بادشاہ حلب ہر کہ مجھوں شکر عشق میں سب عرب ہر ادب سے خموشی بیان مر لب ہر ہمین تو تھو ترار و زو شب ہر بلا کی پر پیرہنت عنب ہر یہ فضل خدا ہر یہ تائید رب ہر کمال بہ چارہ ایک شب ہر</p>	<p>تری ہر ادب قضا ہر عاشق کیا بخودی نے مجھے سب فارغ کھلی قبر میں جا کے جیا نکمہ سمجھا چھو دن بیوہ کیا میں ابرو کو اسکے خفا میں وہ آئے نہیں اس سبب رہے آپ چاہ زخمدان میں کیونکر اُس آئینہ رخ پہ تل کو تو دیکھو خدا نے بنایا ہر تجکو وہ لیل جو آتا ہر منہ میں وہ کہتے ہیں سکو قر کیسکو کہتے ہیں خورشید ہر کیا یقین ہر جو دیکھے ہو دیوانہ زاہد وہ بت طالب وصل ہم سے ہر انسا ترے ماہ عارض سے کیا اسکو نسبت</p>
<p>مین اس شاہ کا دل سے بندہ ہوں صفدر جو امی لقب ہر قریشی نسب ہر</p>	
<p>کیا بات مرے دل و جگر کی آ نکھیں کھل جائیگی سحر کی</p>	<p>سردی کی مسم عشق سر کی اکٹی جو نقاب اس قمر کی</p>

یہ دل کی خبہ ہر وہ جگر کی تقدیر تو دیکھو نامہ بر کی حالت ہر یہ ابدال و جگر کی وہ خیر منار ہے ہین شد کی چار آنکھ نہ ہم سے عمر بھر کی پاؤن کی خبہ نہ ہکو سر کی تھما ہور کہ تو پتھی سحر کی شکل ایک سی ہر ادھر ادھر کی یاد آئی لچک کسی کمر کی ابہ نہیں ہین سحر کی پوچھو نہ خبہ ادھر ادھر کی زخمون میں ہون تبیان لگر کی شب رو کے جو شمع نے سحر کی بیچے اگر آرسی قسم کی کھاتے ہین قسم خون کے سر کی ہر راہ ہی خدا کے لگر کی	یہ خون ہوا وہ خاک جگر ہم رہ گئے یار تک وہ پوچھا بسل کے جو پاس جیسے سہل ہم شہر سے پناہ مانگتے ہین وہ دوسے بنے تو وہ یہ بھیپے اکس در پہ چلے ہین سجدہ کرنے گذری شب وصل ہو گیا حشر پتلی وہ کمر بیان تن زار ہتے ہوئے شاخ گل جو دیکھی طول شب ہجر ہر قیامت اجار نویس کچھ نہیں ہم زخمی کا ترے دماغ ہر اور کیا بہ بھی ہر کشتہ رخ و زلف آس ہر کے لینے فلک سے لول پاؤن سے نکالینگے نہ کاٹے کر پیر دی رسول اکرم
صفدر زہو خشک باغ الفت	

چار دیوار ہے نہ چشمِ ترکی

وہ نفرت سے تیوری چڑھ گئے	مگر دلِ غم دلِ ہم دکھائے گئے
کہیں غصہ سے ہم نہ لگے گئے	مگر نازِ تیرے اٹھائے گئے
گلے سے لہر اب ہر کس کا لحاظ	جو تھے لوگ اپنے پرانے گئے
مردارِ سکوکتے ہیں تہہ پیری	میں روٹھ کر کیا وہ منائے گئے
ہوے صاف ہم سے وہ اب شکر ہے	وہ عشقِ وہ غم کے کھائے گئے
ہو گو کہ دردِ فون آنکھوں کے بند	مگر دلِ میں میرے وہ آئے گئے
کھلا جب کوئی گل تو دل کھل گیا	کہ اندازِ تیرے سے پائے گئے
نیا کام بنے کیا عشقِ میں	کہ آنکھوں کو دل سے لڑائے گئے
بت باتھ کا نون پہ رکھے مگر	ہم احوالِ آنکھوں سنائے گئے
نہ آئے کبھی شے غبار باز	آنکھیں کچھ لگائے بچھائے گئے

سنا ہے یہ جتنے کہ صفدر کے شعر
کہ جلسے میں برون کے گائے گئے

عاشقوں سے تم غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی	آنکلی سوتی ہوئی قسمت کبھی ایسی تو نہ تھی
بوسے وہ ناز سے ٹھکرا کے مری بست کہ	سیرے فافل تجھے غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی
غائبانہ نہیں کچھ سامنے خاطر سب کچھ	تکو منہ دیکھے کی الفت کبھی ایسی تو نہ تھی
دل میں عاشق کے ہی آئے تو سبنا آیا	جانم آگے نزاکت کبھی ایسی تو نہ تھی

<p>ایسے بے آنکے کسی وقت نہیں دل کو قرار اپنے سیلے سے بھی ابودہ جھجکا تاہم بجلیاں کا زونین پنپیں تو گرانی بجلی صاف کہتے ہو کہ آؤنگا نہ مٹی دینے برقی سیلاب سے بھی بڑھکے ٹرپ ہو ابو ابو جان تم جو چو رنگ جو انی چمکا اثر عشق ہوا کچھ تو کہ وہ ملنے لگے</p>	<p>پیار کی چاہ کی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی تیرے دیوانے کو وحشت کبھی ایسی تو نہ تھی جانم کچھ میں شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی خاکساروں کہ درت کبھی ایسی تو نہ تھی دل عقیاب کی لت کبھی ایسی تو نہ تھی میش ازین چاندی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی پیشتر طرز محبت کبھی ایسی تو نہ تھی</p>
--	---

کھل گیا ناز کی بڑھنے کا سبب ہو یہ نیاز
صفدر راس شہوخ کو نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

<p>نغان ہر آہ ہر نالہ ہر بقراری ہو نئی طرح کی ہو پیدائش دل نالان جلا کے خاک کیا ہم کو اور کد ہو کیا ہر جیل کے وعدے اور بھی بچیں جفا کے طرز تمحیص یاد ہو وفا کے ہمیں یہ آنگا ناز سے کہنا کبھی نہ بھولونگا وہ سوسنا تے ہیں آدھی بھی ہم نہیں کہتے برنگ طائر سبل جو میں تر تیا ہوں</p>	<p>شب فراق میں حالت عجب ہماری ہو صدہا ہر وعد کی بجلی کی بقتلاری ہو صفائیوں پر طبیعت بہت تمھاری ہو ترقیوں پر مرے دل کی بقراری ہو چلو وہ چال تمھاری ہو یہ ہماری ہو ملو نہ ہمسے اگر جان تمکو پیاری ہو نہیں کچھ اور یہ الفت کی بات ساری ہو جگر پہ تیر محبت کا زخم کاری ہو</p>
--	---

<p>کلیں کہ چکے غش طور چل چکا ہو جسے وہ بت گیا تو گیا کہ وہ غم گرا تو گرا</p>	<p>کہ سنا سنا ہی دہی اور جاری جاری ہے ہر ایک حال میں شکر جناب جاری ہے</p>
<p>ہر اپنے دلیں تصور سے یار کی تصویر عمل سے شیشے میں ہندو پر ہی آماری ہے</p>	
<p>لگا دی ہر جھڑی دن کی اپنی شکباری نے شبِ فرقت میں خواہشیں گویا آہ زاری ڈوبیا ہر کو آبِ حیا میں شکباری نے جمن میں موم ہر گلشت گلشن کو وہ آئینے ترے کو جے سے سجھے قاصد کی خبر آئی نہاں پردہ میں تجھے یا بے حجاب کے مہرِ فصل ہر حال ہر دم تاکجا دلو سنبھا نہیں چھپایا تو بہت دلیں ترے داغِ محبت کو حسینوئی لگا ہو نہیں بھلا کیا آبرو ہوتی تر پر جان ہی کس آرزو پائے قافل پر سنا ہر صحن گلشن میں بہار آئی خزان گزری عنایت ہوا گر بیخاں کی کیا تعجب ہے خوشا تقدیر سے شک پوچھے اپنے دہن سے</p>	<p>دکھادی ہر چک بھلی کی دلی بیقراری نے چھپر کھٹ کو کیا گوارہ دلی بیقراری نے ٹھایا آگ پر بھلی کو دلی بیقراری نے خبر دی ہر یہ ہکو قاصد باد بہاری نے خبر دی تجھ کو پہلے میر دلی بیقراری نے سکھائی ہر یہ ہکو بیجا بی بادہ خواری نے کیا بیمار سے بدتر تجھے بیمار داری نے کیا لیکن یہ پردہ فاش میری شکباری نے ملا یا خاک میں ہکو ہماری خاکساری نے ایک کیا خاتمہ بالآخر میرا بیقراری نے خبر آتی سی دی ہر ہکو باد بہاری نے کہ پہونچا یا ہر ہکو میکے تک فضل آری نے ہمیں کیا آبرو بخشی ہماری شکباری نے</p>

خدا کی شان دیکھو وہ صنم بھی جسم پر آیا	کیا پتھر کا دل پانی ہماری آہ و زاری نے
کنارہ کر گئے ساتھی خضر نے راہِ تملائی	نقطہ منزل پہ پہنچایا ہمیں تائبہ باری نے
نہ پئی مین جو دینے پر آنکے بھی تو وہ بولے	کیا ہر ناک میں دم آجکی پر ہیز گاری نے

وہ آئے بھی گئے بھی اور نہ کچھ کہنے دیا صدف
دو خورشید باری نے کمالِ بقیاری نے

وہ میرے پہلو سے گھر سدا صفا سے ادھر کی دنیا ادھر کی ہے
قیامت آئی ہر یا الہی یہ آج کیسے سحر ہوئی ہے
مریضِ الفت کی روح تن سے روانہ پچھلے پہر ہوئی ہے
تمام آفاق میں ہر شہرہ تمھیں بھی اسکی جسد ہوئی ہے
نہیں طبیعت میں اب وہ گرمی نہیں وہ آنکھوں میں طر نشوئی
ہمیں یہ ثابت ہوا مقرر تمھیں کسی کی نظر ہوئی ہے
کمانِ ملک گرم و سرد عالم ندے مجھے اب تو ای فلک غنم
سپہرِ نالوں سے جل اٹھا ہر زمین اشکوں سے تر ہوئی ہے
قبول کہنا کر دہارا نہ جاؤ اس وقت تو حشر ارا
کہ دن ہن گرمی کے دھوپ پرتی ہے سور ہو دو پہر ہوئی ہے
کبھی جو دنک میں اُنکے پہنچا تو جھکو دربان دی نیکیں
بلائی نگے وہ ضرور تم کو ذرا تو بھر و جسد ہوئی ہے

کیا ہر جب نامہ چاکِ ظالم نے دل ہوا ہر بیان بھی کڑے
 بکھرا ہر قاصدِ دہان سے پہنچے خبر ہمن پرستہ ہوئی ہر
 خدا نے ایسا جمال روشن کیا ہر اُس مہر کو عنایت
 اٹھی ہر چہرے سے اُسکے کاکل تو شام کو بھی سحر ہوئی ہر
 نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مزاج اُنکا نہ ہم سے بدلا
 اگر چہ سو بار سے زیادہ اذھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہر
 نیا یہ پیری مین ہر تکلف کہ لوگ محبت سے بھلا گئے ہیں
 برہنہ شمشیر ننگے ہم خیمہ جب سے کمر ہوئی ہر
 سمجھے ہر معلوم خاکِ زاہد کہ عاشقی مین ہر کیسی لذت
 یہ پوچھ مجھ سے کہ عمر ساری اسی مین میسری بسر ہوئی ہر
 ہزار ہو انقلابِ عالم نہیں ہر مستون کو کوئی دہشت
 بھری ہوئی ہر جوڑ سے کشتی یہ تیغِ عنصم کی سپر ہوئی ہر
 سپید ہو ہو گئے مین جب سے یس ہے مین صدِ کاتلف
 رہی غفلت کی بند تاجہ اُنکھیں کھو لو سحر ہوئی ہر
 نقابِ چہرے سے اُسکے اٹھی گہ مین محروم دیداب بھی
 نصیب دیکھو ذرا کہ پردہ ہماری گردِ نظر ہوئی ہر
 ہوئی جو آخر شب جوانی تو کیا رہا لطفِ شعرِ خوانی

زبان پر بند اپنی صفدر خوش شمع سحر ہوئی ہے

ہوا کے گیسو و رخسار یار باقی ہے	اگر یہ گردش لیل و نہار باقی ہے
تہ زمین دل مجنون بین خار باقی ہے	کہ عشق لیلیٰ محل سوار باقی ہے
نقط ہماری ہی صورت بدل گئی درد	وہی زمانہ وہی روزگار باقی ہے
عدم کے چلنے کے سامان مجھے مین ب	یہ دیر ہے کہ تیرا انتظا باقی ہے
نہ بند کر ابھی دور شہ اب اے ساتی	کہ بزم میں کوئی ایسہ وار باقی ہے
گردن مواخذہ دست جنوں کیس کا	کہ پیر جن میں نہیں کوئی تار باقی ہے
مزار کو بھی وہ ٹھوکر لگا کے جلتے ہیں	مری طرف سے جو دلیں غبار باقی ہے
بتوں کو دیکھ چکے اب بسر ہو گئے ہیں	وہ اسی عسر جو پروردگار باقی ہے
شائے چرخ نے کیا قصر بادشاہوں کے	نہ کوئی نقش نہ کوئی نگار باقی ہے
کبھی تو قبر پر آفات تھے کو او بر حس	ایسے جسم کی زیر مزار باقی ہے
ہوا کے گیسو مشکین نہیں گئی سے	ختن کو چھان چکے اب تار باقی ہے
ہوا سے زلف نہیں ہے جو رات دن میں	حواس خمسہ میں کیوں انتشار باقی ہے
بنوڑ آگئی ہے خاک مزار سے نرگس	کہ ہم کو حسرت دیدار یار باقی ہے
چھٹے جو تنگی دنیا سے کیا غوشی اسکی	ابھی لمحہ میں عذاب قشار باقی ہے

بغل میں طائر دل لیکے میں جاؤں صفدر

سنا ہر یار کو شوق شکار باقی ہے

چار دن کی چاندنی تھی آشنائی آپ کی	گر گئی اندھیر برپا یونانی آپ کی
ہٹ گئی جس وقت بسنے سے دولا کی آپ کی	کیا کون کیا کچھ فرسے لوٹے نگاہِ سنوں نے
کس نے لکڑی سے منہ مٹی چھرائی آپ کی	ساد سا دھوٹھ پہن کر یوں کدو جان
وصل دیکھا دیکھنی ہر اب جدائی آپ کی	آندِ فصلِ خزان ہر خصیتِ فصلِ بہار
اتو کچھ شکوہ نہیں حسرتِ برائی آپ کی	یاد ہو کتنا کسی کا سر جھکا کر وصل میں
اس صنم مداح ہر سار سخی الی آپ کی	شیخِ کعبہ محتسب پیرِ کلیسا برہمن

رفقہ رفته حضرت صفر رکمان ہو چکا کلام

آسمان پر کل غزلِ زہرہ گائی آپ کی

وہ لیتے ہیں روزِ امتحان کیسے کیسے	ستمِ ستے ہیں نجان کیسے کیسے
نگاہوں میں میں بوستان کیسے کیسے	گلِ اندام دیکھے جوان کیسے کیسے
کیے عشق نے امتحان کیسے کیسے	رہے ہر مصیبت میں ثابت قدم ہم
بنائے تھے ہم نے نشان کیسے کیسے	نہ پایا مکانِ اسکا تھوڑا بھر آیا
تہ آسمان آسمان کیسے کیسے	بناتا ہر روز دود و دل اپنا
کھلے ہم پہ رازِ بہان کیسے کیسے	ٹپے جب سے عشق وہاں و کرہاں
تیر خاک میں بوستان کیسے کیسے	گرے ہیں زمین میں جو گلفامِ لاکھوں
بنائے ہیں ہم نے مکان کیسے کیسے	ہر اک بیتِ ہر نام رہنے کو کافی
کھلے لالہ کو ارغوان کیسے کیسے	مرے خونِ ستہ تیرے دامن پہ قائل

تفس میں پھنسے نغمہ سنجان گلشن مگر میکدہ بھی ہر فرد س ساتی وہ دیتے ہیں دشنام اکھد سہ یہ گلروہن ناخج جوانی پہ نازان کہاں ہیں وہ دوست لقا تھے جو آگے اُچارے گئے آشیان کیسے کیسے ہوے پیرا کر جوان کیسے کیسے لب لعل ہیں درفشان کیسے کیسے ہوے باغ صرف خزان کیسے کیسے رداں ہو گئے کاروان کیسے کیسے
--

کسی طرح ہمدرد کے تصور نہ بدے
بلے یار نے امتحان کیسے کیسے

غضبِ قتل عاشق کے لیے پہلی بھی نہ تھی غضبِ کاسن ہر آتشیں بھی تم پہ مرنی ہیں سو ہو گئے آنکھوں سے بہا جاتا ہر دل اپنا نصیب دشمنان بیت و پالی تھی وہ کیا کرتے نہیں بگ شکنج یہ ہکو روشن صاف ہوتا ہر ملو ملو دے اسکو یا لگاؤ دست رنگین میں یہ بیضا کر لگی ہاتھ کو کیا اس پر برو کے کسی کا پس گیا تو پس گیا دل بکھو کیا پروا گھسا میں جھا گئیں سی ملی تھے جو ہو تو نہیں بلا اندھیر کرتے بغیر غصیب خونریز میں جا رہا	بھاری دھگری کرنے سے اور اڑ چلی نہ تھی گھٹا سر سب سے مٹ گئی پس گئی نہ تھی کہتے پا کھنم میں غصے شاید ملی نہ تھی یہ جی کے بھر دے دل میں کام آگئی نہ تھی تمہارا بانوں کو چھو کر فلک کے سر چڑھی نہ تھی خوشی سے دست بستہ حاضر حد ہوئی نہ تھی برنگ شعلہ طو ر آج ہو چکی ہوئی نہ تھی ترے ہاتھوں تو ایجاں جان اچھی جی نہ تھی چمک کر نیچے رنگین میں بجلی بنگئی نہ تھی ترا سر میری مسمی ترا لا کھا تری نہ تھی
---	--

<p>سحرنگ وصل بن اُنکو ہی چیلے رہے صفدر کبھی غازہ کبھی سسی کبھی سرکہ کبھی منھدی</p>	
<p>جو لپٹائے شہید ناز سے خون جگر منھدی یقین ہے باغ میں کھا بہت خون جگر منھدی کٹی شب کنگھی چوٹی میں لگا ئی تاسر منھدی لگی رہتی ہے دست یار میں دود و بہر منھدی ہمارا خون مل کر تو آئے رنگ پر منھدی تری چھوٹی ہوئی گرا تھو آئے اسے منھدی کے مضمون باندھو نہیں بھی باندھو کم اگر منھدی نہ گلشن میں اب بازار میں ہر خشک منھدی کر میں کھکے تھوڑی سی لیے جانا مہر منھدی ادھر سرکہ ادھر سسی ادھر غازہ ادھر منھدی</p>	<p>ابھی کس شوق سے ملتا وہ شوق قندہ گر منھدی لے کر خون لگی میرے وہ رشک تھر منھدی تو شوق اُنکو بھی اسی تھی سحر گھر صبح آئیگی نہیں منظور میرا قفل اسکو یہ بھی جسلہ ہے اگر درکار شوقی ہو تو یہ تدبیر بہتر ہے لے کر شہید بھی غازہ کے بچانے چیر ہے جو دیکھوں دست رنگین کو طبیعت رنگ پر لے حسینوں کی طبیعت اگنی ہے ایسی زیت پر وہ رنگین طبع ہے کچھ سا تھ خط کے چائے تحفہ کشا کش میں برابر دل کہ چاروں اسکے گاہک ہیں</p>
<p>ہمارا خون لگو پوچھتا ہے کون اسے صفدر مگر شوقی سے کرنی ہے کبھی سپر نظر منھدی</p>	
<p>اٹھی رخ سے جہم سحر ہو گئی نکیلی پلک نیستہ ہو گئی کہ دل کی تڑپ نامہ ہو گئی</p>	<p>کھلی زلف شب جلوہ گر ہو گئی سنان اُنکی تر جھی نظر ہو گئی اُنہی یہ کس کو لکھا خط شوق</p>

<p>وہ سفاک محشر میں آیا تو خلق ہذاکت سے اٹھانہ چوٹی کا دوجہ اٹھی اُنکے رخ سے جو زلف سیا گلستان میں نرگس جو بیمار بہت جلد راہِ عدم طے ہوئی نگاہِ عنایت سے صیاد کی مصیبت سے مرکزِ فراغت ملی شبِ وصل گزری ہو ہم تمام ہذا اپنی آنکھوں میں عالمِ سیاہ عرقِ آگیا چاندنی میں اٹھیں اُگی نغان بے اثر تھی تو تھی</p>	<p>ادھر ہو گئی کچھ ادھر ہو گئی یہ لچکی کہ دہری کر ہو گئی ہماری شبِ عنم سحر ہو گئی یہ کس بد نظر کی نظر ہو گئی ہمیں خضر یاد کر ہو گئی مری بے پری بالی دیر ہو گئی اجل تیغِ عنم کی سپر ہو گئی سپیدی کفن کی سحر ہو گئی جو اُس مہ کی ترجمی نظر ہو گئی قبائل کی شبنم سے تر ہو گئی دعا میری کیوں بے اثر ہو گئی</p>
---	--

کے کوئی صفہ سے سوئے بہت

اٹھو آنکھ کھولو سحر ہو گئی

<p>کچھ اندون یہ عجب دورِ چرخِ پیر ہو خدا کی شان کی اوست میں تیرے دستِ نگر ترے جبینِ قیامت ہی اس عنمِ تشقہ عجیب پیچ میں ای زلفِ پارِ پیچ ترے</p>	<p>امیرِ ہمسے ترے عشق میں فقیر ہو وگر نہ ہمتو زمانے کے دستگیر ہو اسی لکیر پہ میں سیکڑوں فقیر ہو ہزاروں ہمسے تکریم میں اسیر ہو</p>
---	---

لگی نہ ہاتھ فقیری تو بادشاہ بنے	جو پوریانہ ملا صاحب سریر ہوے
کمان کشوں کو ہوا ڈیرہ تیری ناوک کا	کہ سہم سہم کے چلو نین گوشہ گیر ہوے

یہی تو لوگ ہیں دو ایک شاعر صفدر
میان اسیر ہوے حضرت امیر ہوے

امید کمان ہو وہ کبھی شاد کریں گے	ہم خاک بھی ہون گے تو وہ ہر باد کریں گے
ہو روانہ وہ ہوں مجھ کو بہت یاد کریں گے	تیار جو بٹری کوئی خدا د کریں گے
تم دل میں نہ اندیشہ کرو کچھ کہ دم حشر	غیر وں کی ہم اسد سے فریاد کریں گے
افت قد جانان کی یہی ہو تو پس گ	آرام نہ سپاہ شمشاد کریں گے
یہ حال تمہارا ہو تو غربت میں ہو چکر	ایر ایل وطن کیا تمہیں ہم یاد کریں گے
نالوں کے سوا شغل نفس میں نہیں لیکن	ہو جائیں گے چپ خاطر صیاد کریں گے
میں غیر جو چلتے نہیں کہنے پہ تمہارا	ہم کو کہنی صورت نہ ہا د کریں گے
بیخ مرہ یار کی کھینچیں گے جو تصویر	ہاتھ اپنے قلم مانی دہزا د کریں گے
یہ سختی جان ہو تو یقین ہو کہ دم ذبح	شکوہ ملک الموت سے جلا د کریں گے
سو دے میں ترسی لگا پھر رہے ہوں	اب حنائے زنجیر کو آباد کریں گے
عید آتی ہو مشہور جہان ہو خبر قتل	یون اپنے اسیر و لکودہ آزاد کریں گے
وہ بیکس و ناشاد میں دنیا سے جلا ہوں	افسوس مرے حال پہ جلا د کریں گے
جنت میں بھی حسرت تیرے کوچے کی رہیگی	ہم اور فراموش تری یاد د کریں گے

لکھنے جو کوئی صفت چشمِ مین ہم شعر	ہر فہم جنھیں آنکھوں سے وہ صا کرینگے
آیا تری رحمت کا اگر دیر مین نہ کور	بت بھی طلب حسنِ خدا داد کرینگے

بے حل ہوئے مشکلِ زہریلی کوئی صفیر	
ہر امیر مین جسدِ رمزی انداد کرینگے	

ترے گدا کی مشامِ جانِ مین طمع کی بو بھی نہیں گئی ہر
 بری ہر لوثِ جہان سے دہن یہ گردِ چھو بھی نہیں گئی ہر
 نگاہِ عاشق کی اُسکے عارض کے رو برد بھی نہیں گئی ہر
 یہ گردِ دامن کو اُس بری کے ہنوز چھو بھی نہیں گئی ہر
 جو بعدِ مدت کے آگئے ہونہ جاؤ جسدِی ذرا تو ٹھہرو
 ابھی تو نظروں سے دیکھ لینے کی آرزو بھی نہیں گئی ہر
 نہ اتنا بھرون کوٹھہ لگاؤ یہ لوگ صحبت کے کب ہیں قابل
 کہ جسکو کہتے ہیں آدمیت وہ انہیں جو بھی نہیں گئی ہر
 یہ کون کہتا ہر قتلِ عالم سے دستکش ہو گیا وہ قاتل
 دہی ستم پر کر بندھی ہر جھاکِ خو بھی نہیں گئی ہر
 تجھی پہ مڑا ہوں اجداسے مین عو کیسی پوی کہاں کی
 پر اہم شادی کسی سے کیسا یہ گفتگو بھی نہیں گئی ہر
 جو لائے شیر مین کو بیستونِ بر تو ہر زانِ بھر گئے بے کچھ

بحد نہیں کوہکن کی دیکھی کسار جو بھی نہیں گئی ہر
 مرے مقدر نے کیسی مجھ کو دکھائی عالی جنوں کی منزل
 وہاں میں اس عقل جا کے پہنچا جان کہ تو بھی نہیں گئی ہر
 قبائے گل تو ہر چاک لیکن مگر ہر بلبل کا پاس ایسا
 کبھی جہن سے روز گردن تک پہلے رفو بھی نہیں گئی ہر
 وہ شریکین آنکھ اسکی صفدر بجائے اپنے سے نہ کیونکر
 کہ آرسی ہاتھ میں ہر لیسکن وہ رو برو بھی نہیں گئی ہر

کہاں پہنچا نہ تیرا ترک عذر کرتا رہی سے سرو کم نہیں یہ تیرے گیسو کی درازی سے ادا سجدہ ہوا مسجد میں ایسا کب نازی سے انھیں درخت نہیں ہر ایک دم بھی نیبازی سے کرے تو یہ سکندر چاہیے آئینہ سازی سے حیل اسد کاربہ ملا حمان نوازی سے کیا قاتل نے بیڑا پار شمشیر جوازی سے بیابان تک تری زلف سا پہنچی درازی سے بلند کی کونسی بتر ہیسی سرفرازی سے آدم رنجہ کرو جس درگم مہمان نوازی سے	کیا میری کو کشتہ فلک پر نیزہ بازی سے معاذ اسد کرتا طول رکھتی ہر شب بازی سے دریاخانہ ہر ہر وقت اور فرق نیاز اپنا کہاں جو پر کہاں سطح یہ بین شغل محفل کے ہوئے جاتے باہر کیا بھی نجات جینو کی کھلا تخت دل خون جگر بنے تیرے غم کو جھوڑا پنا تھا بحر حادثات دہرے مشکل پیری میں بیڑیاں مجھ کو کی صورت پائے آہن چڑھا جبے از منہ صورتی آواز خلقت کو شرف پیدا کرے کبھے کا سنگ آستان میرا
--	--

<p>توں کے حسن میں اندر کا جلوہ نظر آیا ہمارا دم میں بیڑا پار کر دے بحرِ ہستی سے شکم کرنا نہ بندوں پر اگر تجھ کو سزا ملتی بتان ہند کو کیسا جمال اندر نے بخشا کہیں ملکِ سلیمان ہے بہتر ملک دل میرا</p>	<p>حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشقِ بھاری سے تو قہرِ بریہ از قائل تری تیغِ جھاری سے تری نوحہ بڑھی عورت خدا کی بی نیازی سے کہیں میں حسن میں بہتر حیدرِ طرازی سے ہوا ہے جسے مجھ کو عشقِ سلطانِ حجازی سے</p>
<p>میسرِ وصل تو ہو کو ہوا اس ماہ سے صفہ رزتا ہر گز دلِ جنج کی نیرنگ سازی سے</p>	
<p>آس آنکھ میں سرے کی تحریرِ نظر آئی چہرے پہ ترسے خط کی تحریرِ نطنہ آئی آس فتنہ عالم سے کیون عشق کیا ہنسنے شام شبِ فرقت جب ہنسنے نہ نہ دیکھا محفل بھی حسینوں کی یا کوئی مرقعِ تحفا موسیٰ کی طرح غش میں ہم دیکھے وہ چہرہ کچھ کھا کے مرین چھوین فرقت کی مصیبت سے شب دیکھ کے وہ گیسو زنجیرِ سحرِ ہنسی دور یا پر جو میں پہنچا گیسو کے تصور میں پھرتے ہوئے آنکھ جب میرِ لطیف کو وہ</p>	<p>یاسست کے قبضے میں شمشیرِ نظر آئی یا سورہ یوسف کی تفسیرِ نطنہ آئی دیکھا تو ہمیں اپنی تقصیرِ نطنہ آئی چلتی ہوئی گردن پر شمشیرِ نظر آئی جو شکلِ نطنہ آئی تصویرِ نظر آئی کیا برقِ تجلی کی تنویرِ نطنہ آئی بہتر نہ کوئی اس سے تدبیرِ نطنہ آئی کیا خواب پریشان کی تعبیرِ نظر آئی جو موجِ نظر آئی زنجیرِ نطنہ آئی پھرتی ہوئی کیا مجھ کو نقدِ نطنہ آئی</p>

چپ لگ گئی ہر جگہ اک عالم حیرت ہر دیکھی جو سپر اسکی ہم ابر سب سمجھے سمجھا کہ مری صورت وہ قیدی افست میں حیران مری صورت وہ بھی دم خست میں چاندی کا درق ابرت ہر شاہین تیری اس من کی خرابی کا بھی دھیان ہمیں آیا دیوار سے سر پھڑاموج آگئی حشمت کی اس زلف مسلسل کی دھرت میں کاغذ	کسی یہ مرتع میں تصویر نظر آئی بجلی سی چمکتی وہ شمشیر نظر آئی سونے کی گلے میں جب زنجیر نظر آئی تصویر کے پہلو میں تصویر نظر آئی قشقہ نہیں سونے کی زنجیر نظر آئی ٹوٹی ہوئی جب کوئی تعمیر نظر آئی جسم در جاناں کی زنجیر نظر آئی جو سطر لکھی ہم نے زنجیر نظر آئی
---	--

ہر اک زمین میں ہم سر سبز ہو صفدر
افسوس سخن اپنی جاگسہ نظر آئی

چمن میں عبث جستجو تھی کسی کی کسی گل کو پہنے نہ سونگھا نہ دیکھا اڑائے مرے ہوش نے جو آکر کہوں کہا مجھے کسی ملتی تھی لذت امیر دنگو بھی اسکی محفلیں دیکھا ہر اک بات میں اب تو گالی ہر لب پر مہی ہم میں جو شیر بان پہنے ہیں اب	نہاں جامہ گل میں تو تھی کسی کی سوا تیرے کب آرزو تھی کسی کی مگر اے صبا تجھ میں تو تھی کسی کی زبان پر جو شب گفتگو تھی کسی کی نہ غرت نہ دان آبرو تھی کسی کی نہ بگڑی ہوئی ایسی تو تھی کسی کی کبھی زلف طوق گلو تھی کسی کی
---	--

<p>جو ہی دن کچھ اچھے تھے آخر ہم حسرت بہت بہتے ماہ دو ہفتہ کو دیکھا بھری تھی جو خوشبو سے معراج کی شب نہیں حال اُپر سے وقت میں لیکن نماز نہیں کیوں بھول پڑی نہ ہر دم بجا ہر دور سے میں کشتے ہوں ہر</p>	<p>نہ دل تھا کسی کا نہ تو تھی کسی کی وہ تصویر تو ناگلو تھی کسی کی اگر کا کل مشکبو تھی کسی کی ردا رہن جام سبو تھی کسی کی مجھے یاد وقت و فو تھی کسی کی نظر سیر میں چار سو تھی کسی کی</p>
<p>گلزنگ ہوا دشت جو چھوڑے چھالے کیونکر نہ کر دل میں چینوں کے والے چھوڑا ہر عزیزوں کے نکالا ہر تونے سنتا ہوں کہ گلگشت چمن کو وہ گئے ہیں ہر صبح شب وصل وہ اب ہو ہیں خست بازار میں ہیں کی نہ سازد کی دکانیں فرقت جسے کہتے ہیں وہ ہر سخت مصیبت بے شبہ خطا کی جو دل اس سے لگایا</p>	<p>نہ آتا میں بازارِ محشر میں کیونکر کہ صفدر مجھے جستجو تھی کسی کی</p> <p>کاٹھون نے بھی بھولوئی طرح رنگ نکالے انداز نے اپنے میں اطوار نرالے اب ہنسے غریبوں کی خبر لے تو خدا لے تر گس سے میں ڈرتا ہوں کہیں آنکھ نہ ڈالے آج ابے جو سوقت اجل ہو جو جلا لے یوسف کو اتنی نظر بد سے بچا لے دشمن کو بھی اس قدر اسفت میں نہ ڈالے خود ہنسنے کیا شیشے کو تاجر کے والے</p>
<p>جدر کا بھی کیا نام خدا نام ہر صفدر</p>	

<p>اگر تے ہوئے اس نام نے لاکھوں ہی پہنچا شکوے سب اگلے پچھلے فراموش ہو گئے دیر و حرم سے آج جو روپوش ہو گئے اسد ایسے دل سے فراموش ہو گئے موت آئی اہل درد کو خاموش ہو گئے جتنے چراغ نرم تھے خاموش ہو گئے کیسے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے اک جلوے میں کلیم بھی بیوش ہو گئے بگڑا مزاج رند قوح نوش ہو گئے بارگراں سے آج سبکدوش ہو گئے ہم خالی ہاتھ دیکے ہم آغوش ہو گئے وہ دلوے کہاں ہے وہ جوش ہو گئے</p>	<p>ہوئے حضور بار تو خاموش ہو گئے کس ترک کے غصے سے ڈرے شیخ و برکن اب ہلکے بھول کر بھی وہ کہتے نہیں ہیں یا لو اب تو کان کھڈے ہو سو دھین سے باندھی ہو ایہ بچی گیسوے بار نے اقرار کچھ کیے تھے کبھی ہم سے آپ نے دیکھتے ترا جمال یہ کسراں کو ہر تاب کچھ ہم سے حال حضرت اعظمو چھپے شکر خدا کہ خنجر قاتل سے سہ کٹا قاتل نے بڑھکے تیغ لگائی تو تھی مگر پیری میں نوجوانی کا پوچھو نہ ہم سے حال</p>
<p>صفدر بڑے رفیق تھے ہوش و ہوش و ہوش سب روز سچ دیکھ کے روپوش ہو گئے</p>	
<p>جان آنکھوں میں ہر آب عشق کے بیمار دہلی کعبہ پوشاک کیوں پہنے غرادر دہلی کس قدر جلد ہر نازک شہ رخسار دہلی</p>	<p>کچھ خبر بھی ہر تمھیں اپنے گرفتار دہلی خون ایمان ترے ابرو کیا ای کا فر پڑ گیا نیل تصویر میں بھی بوسہ جو لیا</p>

<p>بدلتے تو رمرے دوست کے تلوار چلی سرگین آنکھوں کی الفت نے دکھایا یہ اثر ہم جو گریبان ہو وہ کھینچ کے تلوار آیا اب رحمت کا غضب کچھ قاتل میں ہے جو دو کر عشاق تو کیا لیتے ہیں گیسو بھی صنم دشتِ وحشت کو دیا ہے مری دشتِ فرخ رحمت اُسکی جو اُلٹ دیا بھی چہرے نقا زادہ دن کو یہ کمان لکی صفائی حاصل</p>	<p>چھٹ گئی سامنے سے بھیر خریداروں کی خون سے لال زربان میں ہو میں تلواروں کی کتنی جاوید ہے کند آسودنے کے تلواروں کی جس طرے دیکھیے بوجھا ہے تلواروں کی دونوں ہاتھوں سے بلائیں سرِ خساروں کی نوک رکھ لی ہے مگر آبلوں کے خاروں کی بیگنہ دورین خوشامد کو گنگاروں کی ایکے صحبت اٹھائی نہیں میخواروں کی</p>
<p>دردِ دل زخمِ جگر سحرِ تباہ رشکِ عدو ہاے کچھ حد نہیں صفدر سرِ آزاروں کی</p>	
<p>ہمارے جو وہ گل سیر کو گلزار میں آئے ہو اے یار میں آیا نہ دلوں میں کبھی عجب راحت ملی کچھ دین دنیا کی نہیں پرا عزمِ جفا کے لگے لاکھ دان میں ہر نیلو یہی وہ درویش اپنی ہی خوش کے عالم میں ہمارے دلوں پر اہل مینا سے تنفر ہو نہیں پروا ہمارے جو کٹ جا تو کٹ جا</p>	<p>ابھی تو جانِ تازہ مرگس بیمار میں آئے ترد بکر خلد سے پھر کچھ دلدار میں آئے جنوں کے سایے میں پہنچے تیری کار میں آئے سر پہنے کا فرہ تب فرقتِ دلدار میں آئے بیابان میں کبھی کبھی گلزار میں آئے یہ وہ یو نہیں خلوت سے جو بازار میں آئے تھکے بازو نہ قاتل کا نہ بل تلوار میں آئے</p>

<p>بہمن عاشق جو ہوت ہوئی لیکن ہی غفلت جنوں کا سنے جو بیاہن تو ہم سیراب کردینگے ہر مشکل سے اسکی تیغ کے سائے میں پہونچے ہیں کسی کی کیا چلیگی اس خرام ناز کے آگے سو میخانہ آتا ہر تو احرار ہر سمجھ کر آ نہ کر اب یہ درد و رجام میں ہر خدا ساقی کسی سے ہو سکے کیا وصف اس گل کی نزاکت کا رسائی اس کے گھر تک خاک ہو پر رہی باقی نہ لایا پھول کوئی میری تربت پر کو کیا پڑا دم آخر وہ پوچھے شک میرا پیسہ دہن سے</p>	<p>ابھی تک نہیں ثابت کہ کس دربار میں آئے یہ سنا تھے آہلون کو وادی پڑا رہیں آئے غضب آئے جو رحم بہم مزاج یار میں آئے پہلے تو موج کا لہک خوش قمار میں آئے کہیں دعبہ نہ تیری جبہ دوڑ میں آئے کہ بادل کیسے کیسے جھوم کر گلزار میں آئے گل تازہ کی خوشبو جسکے باسی یار میں آئے ہوا سے اڑ کے ذرے روزی یار میں آئے کہ لیکر برگ گل مرغ جن منقار میں آئے اکہی رحم آتا تو مزاج یار میں آئے</p>
---	--

عدم سے آگے ہم ہستی میں پہنچنا ہیں کر صفہ
کہ کھلتے ٹھوکرین کس نہ ناہموار میں آئے

<p>خوشی جو شام سے یاد رخ حسین میں رہی پس فنا بھی نہ کجبت کو تشہ ار آیا خدا کے واسطے اتوں نہ کیجیے انکار وہ میر قتل کو اٹھے تو دوست دشمن میں پسند انکو ر بار ذریک رنگ نیسا</p>	<p>ضیافت کی سحر تک مگر چین میں رہی ہر پ وہی ل بیتاب کی زمین میں رہی کہ رات وصل کی تھوڑی نہیں نہیں میں رہی نہ پوچھو بحث جو بان بان نہیں نہیں میں رہی پھٹری نہ پھولوں کی کبست و ناز میں رہی</p>
---	---

<p>کہ مشک کی نہ حقیقت دیا چین میں رہی نہ ڈاک زیرِ نگین حلقہ نگین میں رہی نہ جانیں تو سرِ حنج با زمین میں رہی نظر تلاشِ مسیح فلک نشین میں رہی کشادگی فقط آبِ شعریٰ زمین میں رہی گرجا سے جیاجشمِ شرنگین میں رہی</p>	<p>ہوا کے گیسو مشکینِ نبی عالم میں اتاری تو نے انگوٹھی جو اپنی انگلی سے شبِ فراق پکارا بہت صدا بھی ندی ترے مریض کو فرست کمانِ طیبوں سے جہانِ ننگ میں نگیں جو جس جگہ دیکھو ہزار طرح سے چھپرا وصال میں انگو</p>
<p>بجا ہر دعویٰ سیرِ جہان مجھے صفہ ر کہ شکلِ حورِ مری چشمِ دور میں رہی</p>	
<p>نصا آتی ہر کسی آج کس کا دم نکلتا ہر جہان کوئی حسین دیکھا اس نکام نکلتا ہر کسی پر جان جاتی ہر کسی پر دم نکلتا ہر میں اپنی جان کھوتا ہوں برا کیوں دم نکلتا ہر اسی رشکِ مسحا پر ہمارا دم نکلتا ہر اسی سے زندگی اپنی ہر جہنم نکلتا ہر اسی سفاک عالم پر ہمارا دم نکلتا ہر بجو اے حسرتِ ارمان ہمارا دم نکلتا ہر</p>	<p>اکی خیر کرنا گھر سے وہ برہم نکلتا ہر پڑا ہوں حضرت دلی بدلتا کس مصیبت میں کہوں کس کس کو قابلِ ہر ادا کی قیامت ہر بھوکے دل لگانے پر نہ ہوتا خفا نا صبح زمانے کو جلادیتا ہر جو اک حبش لب سے عجب نیرنگ مرگ و زیست کا عشق باری میں تری تلوار سے ہل گئے ملے کتنے میں ہٹو اے نالہ و افغان ہماری جان جاتی ہر</p>
<p>مبارک حور و غلمانِ شمع و دم کو صفہ ر</p>	

ہمارا تو کسی رشک بری پر دم نکلتا ہے	
<p>عجب انداز سے وہ فتنہ عالم نکلتا ہے ترے محشر خرامی میں عجب عالم نکلتا ہے ہمارے جوش و خروش میں عجب عالم نکلتا ہے ترے کوچے سے رسوا ہوا کہ عالم نکلتا ہے ابھی سے اسکی خون میں نیا عالم نکلتا ہے سب سے عاشق جیٹہ قاتل عالم نکلتا ہے ترے میا ختمہ میں بھی اک عالم نکلتا ہے زمین سے دیکھنے کو جسکے اک عالم نکلتا ہے تمھاری چشم شرم آگین میں جن عالم نکلتا ہے</p>	<p>ہر سی کا حور کا جی ملک کا دم نکلتا ہے اداسے ناز سے چلتا جھکنا جھوننا رکنا گریبان پر زبر پر چاکہ ان سستین مکر سے ہمیں پر کچھ نہیں موقوف یہ بدنامی دلت شباب اس فتنہ کم سن کیا ہو گا خدا جانتا خوشی سے نقد دل شے میں جان بڑھ کر کرتے ہیں ہر سی ہر نہ کا جل ہر نہ نشان ہر نہ منھدی کر قیامت میں کیس پر دہشیر کا عام ہر جہ یہ کیفیت نہوگی آنکھ میں خوران جنت کے</p>
<p>ہزار دن بہ حسین دیکھے مگر اس شوخ میں جھنڈا نرالی آن پیدا ہے نیا عالم نکلتا ہے</p>	
<p>اگمان ہوتا ہے سب کو نیر اعظم نکلتا ہے کہ برج سنبھلے سے نیر اعظم نکلتا ہے کہ جیسے آسمان پر نیر اعظم نکلتا ہے آگن میں آکے جیسے نیر اعظم نکلتا ہے کو اک چھتے میں جب نیر اعظم نکلتا ہے</p>	<p>مرے دماغ دل سوزان میں عالم نکلتا ہے رخ روشن کو زلف و نمین جو دیکھا یہ ہوا تاب سحر کو بام بر میٹھے میں وہ کشاں سے آ کر رقیب رو سیکے گھر وہ جا کر اس طرح نکلا حسینان جان کو کیا فرغ اس کے ہر آگے</p>

<p>مر گلگون سے عالم ہے اس کے رُخ روشن کا شبِ فرقت ہمار گھر سے جا بھر خدا اتو</p>	<p>سحرِ کثوت جیسے نیرِ عظم نکلتا ہے کہ ہنگامِ سحر ہے نیرِ عظم نکلتا ہے</p>
<p>ہماری ایک دو غزلین بھی صنفِ سرِ دج ہوئی ہیں جہانِ مطہر سے چھپ کر نیرِ عظم نکلتا ہے</p>	
<p>بلا لہ چرخ گردان میں کیب عالم نکلتا ہے خدا اگر حسن کو چاہیے چھلکنا تو اضع سے یہاں شبِ بھر دل صد چاکِ پیچ و کھلنا ہے موت کر کیا ہو کج طینت کو صحبتِ سبب بازو کی دلِ عشاق جو اٹھے ہیں انکی خیر بدیاری بڑھاپے میں کبھی پشتِ دنا سیدھی نہیں ہوتی پر زرادانِ عالم کہ سیکھنے کے ہم سہری کیونکر</p>	<p>تری شمشیرِ بینِ سفاک جو دمِ خم نکلتا ہے مہ نو آسمان پر دیکھ لو پرِ حسم نکلتا ہے دیوانِ مثنوی میں زلفِ گیسو کا خم نکلتا ہے کہیں تیر و کج طئے سے کانا کا خم نکلتا ہے کہ پھر شاہ ہے اور زلفِ رسا کا خم نکلتا ہے کہیں عالم میں جو بختک کا بھی خم نکلتا ہے انکلتا ہے جو بھر کسانے سرِ حسم نکلتا ہے</p>
<p>عجبتِ امید ہے قافل سے صفِ درتِ بازی کی کہیں تیغِ نگاہ ناز کا بھی خم نکلتا ہے</p>	
<p>کوئی دسوزِ بیاہ کوئی ہدم نکلتا ہے عجب یہ دمِ دلکش ہے کسی کا طائرِ دل ہو نکلتا حشرِ داران کا دل سے صلِ بین کسی میں کئی ارباب ہے کسی میں کئی حشر ہے</p>	<p>گر کہتے ہیں جسکو یارِ صادق کم نکلتا ہے تبوئے گیسو پر خمِ بین پھس کر کم نکلتا ہے ہماری آنکھ سے آنسو بھی اتو کم نکلتا ہے نہو کوئی ہوس جس دلیلِ ایسا کم نکلتا ہے</p>

<p>دور ضعف سے نالہ بھی اتبو کم نکلتا ہے مگر اس جیلہ گر سے اصل مطلب کم نکلتا ہے جہاں میں اقب اسرار و حد کم نکلتا ہے زبان سے اپنے حرف مدعا بھی کم نکلتا ہے</p>	<p>گئے وہ دن کہ ہم اکلہ سے گردن ہلاتے تھے بظاہر دوستی خاطر تواضع پیار کی باتیں بہت کر کے مین ہر علم و فن کے منتہی لیکن شکایت کا تو کیا نہ کو رسفلس کے آگے</p>
<p>خدا کا شکر سب اہل سخن کہنے میں خوش ہو کر غزل میں تیری صفہ شعرا قص کم نکلتا ہے</p>	
<p>ہزار افسوس دے آج اپنے غم نکلتا ہے بڑے ہنگامے سے اپنا دل پر غم نکلتا ہے کہوں لفظ خوشی نہ سے تو لفظ غم نکلتا ہے خوشی آتی ہے مہین سے رنج و غم نکلتا ہے کہاں آفاق میں کوئی دل بغیم نکلتا ہے خوشی جسکو سمجھتے ہیں وہ آخر غم نکلتا ہے بعد سے بھی ہمارے نالہ پر غم نکلتا ہے کسی کا طائر دل ہوا سیر غم نکلتا ہے</p>	<p>بڑا پلوشین چھوٹا بڑا ہم نکلتا ہے ہزار دن جسرین ہر اہ میں لاکھوں منا میں باب ہر دل یا بوج و غم سے ہر جانان میں وصال یار کا دن ہر شب زلفت کی ہر صورت کوئی آفت رسیدہ ہو کوئی ہر مبتلا غم جہاں کی شادمانی کا مال اچھا نہیں دیکھا اثر رنج دالم کا بعد مردن یہ رہا باقی کوئی دیکھا نہیں آزاد اس دم مصیبت سے</p>
<p>فسانہ ہو حکایت ہو سخن ہو شعر ہو صفدر تیری ہر بات میں پہلو درد و غم نکلتا ہے</p>	
<p>بڑپتے ہیں ہزار دن سیکر ڈن کام نکلتا ہے</p>	<p>قیامت ہر جد مرده قاتل عالم نکلتا ہے</p>

<p>تصدق اس خوشی پر کھڑے دل سیکڑے جان پس دن ایفت ہر کسی رشک مسحا کی غیر زمین نہیں مطلق محبت آزاد کھا قیامت تک جہان میں نام رہا تا ہی موجود کا چنار آگتا نہیں ہر سال اپنی خاک تربت سے تمھاری لہ پیچان پر نہیں دگر سنیے کے</p>	<p>و قفل سے ہمارے کیا خوش و خرم نکلتا ہے کہ اپنی خاک سے بھی نیچے مریم نکلتا ہے نقطہ اک رشتہ الفت ہی مستحکم نکلتا ہے ہمیشہ جام محفل میں ذکر جم نکلتا ہے زمین سے دست حسرت یہ بے ماتم نکلتا ہے وہاں انعی خونخوار سے یہ سم نکلتا ہے</p>
<p>ہر اک آگاہ اسرارِ حقیقت سے نہیں صنفہ ہزار زمین کوئی اس از کا محرم نکلتا ہے</p>	
<p>اگر آغاز الفت کا بغیر انجام ہو جا ہمارا خانہ دل سے اگر نکلے کوئی حسرت کرے وہ آرزو ملنے کی اس شوخ شکر سے تمھاری محفلِ عشرت پر باگردشِ مائیگی کسی پر نشین پر سطحِ مزانہیں اچھا سے ہر کوششِ صلتِ رفیعہ نکوشِ فرقت بہت رہتی ہو محبت زلف کو خیارِ روشن بنائے اس لیے زلفِ نوین اس صبا دچھند کے</p>	<p>تمھارا نام ہو پکار ہمارا کام ہو جا تو فرطِ غم سے پہلو میں عجب کرام ہو جا جہان میں عمر کا جسکے بدالب جام ہو جا کسی کو کامیابی ہو کوئی ناکام ہو جا کہ اپنی جان جا اور کوئی بدنام ہو جا کبھی ایسی بھی یارِ بے گردشِ یام ہو جا عجب کیا ہے یہ کافرِ دخلِ سلام ہو جا کسی کا مرغِ دل شاید اسیرِ دام ہو جا</p>
<p>وہ اپنے حسن پر نازان میں کیا پروا نہیں اسکی</p>	

کوئی رسوا ہو مقدر یا کوئی بدنام ہو جا	
رباعیات	
خلوت میں اُسے نہ انجمن میں دیکھا	صحرا میں نہ دیکھا نہ چمن میں دیکھا
دیکھا جو بغور رہنے اُس یوسف کو	اپنے ہی حجاب پیر بن میں دیکھا
رباعی	
فرقت میں کسے ہمسے کنار اہوا	دل کو بھی کبھی ساتھ گوارا ہوا
اِس فتنہ عالم کو جث لیتے ہو	کیا ہو گا کسی کا جب ہمارا ہوا
رباعی	
دل پہلے تو عیش وصل سے شاد رہا	پھر فرقت دلدار میں برباد رہا
اب رہتے ہیں اس میں غم و اندوہ اُلَم	اُجڑا بھی یہ کبخت تو آبا د رہا
رباعی	
ان ظلم شعارون میں ہر قاتل تھا	دل دیکے بناہ چار دن مشکل تھا
صدے سے الفت میں مگر آہ نہ کی	یہ حوصلہ میرا تھا یہ میرا دل تھا
رباعی	
غفلت میں گزر گئی جوانی افسوس	کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس
وہ دلو لے اب خزان پیری کین	افسوس بہار زندگانی افسوس
رباعی	

گلزارِ جهان کا کیا تماشا دیکھوں	اشکِ شبِ نیم کہ گل کا ہنسنا دیکھوں
نسلِ گل رعنا میں نظر میں شبِ درو	دو روز کی ہو بہار کیا کیا دیکھوں
رباعی	
وہ لطفِ چمن وہ سیرِ گلزارِ کمان	وہ نغمہ وہ محوہ نبرم وہ یارِ کمان
پیری نے تمام کھو دیا حسنِ شباب	وہ نازِ کمان وہ نازِ بردارِ کمان
رباعی	
ہم خوب سمجھتے ہیں تمھاری باتیں	دکھلانے کی ہیں فقط یہ ساری باتیں
منظور ہو جولوہِ نثرانی جسدہ	الہد سے تمھاری پیاری پیاری باتیں
رباعی	
ہو لوگ گزر گئے اُنھیں یاد کریں	یا الفتِ خوبان پرینداؤ کریں
ہر دم ہو بجومِ یاسِ حسرتِ صفہ	فرصت اتنی کمان کہ دلِ شاد کریں
رباعی	
جو مرتبہ دروالم جانتے ہیں	دنیا کی بقا کو کالعدم جانتے ہیں
بیدرد کو درد کی کمان پر لڑتے	جو ذائقہِ اسین ہو وہ ہم جانتے ہیں
رباعی	
اُس رخ سے اُسے نقابِ توبہ توبہ	وہ ہمسے ہوں بے حجابِ توبہ توبہ
یہ آہ و فغان یہ بتیاری ہو عبت	اسمِ دل نہ کرا اضطرابِ توبہ توبہ

	رباعی	
ہر ایک کے دل کو آرزو تیری ہو کبھے میں تلاش چار سو تیری ہو		عالم کو جہان میں جستجو تیری ہو بہ خانے میں ڈھونڈھے ہیں ہندو بنگو
	رباعی	
فردوسی کی روح منکے بلبل ہو جا محفل میں چراغِ انوری گل ہو جا		گلزارِ مضاہین وہ کھیلے گل ہو جا وہ طبعِ رسا سے پڑھے ہسون پھونکو
	رباعی	
وہ ظلم و ستم سننے کی طاقت نہ رہی وہ دل نہ رہا وہ اب طبیعت نہ رہی		اب ہم کو حسینوں سے وہ الفت نہ رہی ہمراہ جوانی کے گئے جوشِ خروش
	رباعی	
منظور تھی جسکی پابداری نہ گئی زینت میں بھی اپنے خاکساری نہ گئی		تھی تو سے تواضع جو ہماری نہ گئی کبستہ دن میں ملا عطر تو مٹی کا ملا
	رباعی	
آئینہ صفت نہیں صفائی ہم سے منہ دیکھے کی ہر یہ آشنائی ہم سے		روشن ہر تمھاری کج ادا کی ہم سے آنکھوں سے نہاں ہو تو دل سے اترے
	رباعی	
مجھ سے نہ ملو ملو تمھارا دل ہو		قدرت تمھیں وصلِ بجزین حاصل ہو

مجمور ہوں مینِ غریب مختار ہوں تم	آسان ہر تمھیں سب مجھے سب مشکل ہے
رباعی	
افسردہ ہر دل کمالِ اس گلشن سے	صرصر کی چلون مینِ چالِ اس گلشن سے
پھولوں سے مجھے خاک ہوا سید وفا	بلبل ہوئی کیا نہالِ اس گلشن سے
رباعی	
آخر ہوئی عمر عشق کرتے کرتے	بیدم ہوئے دم بتوں کا بھرتے بھرتے
مشتوق و نادار نہ پایا صفدر	حسرت سی یہ حسرت رہی مرتے مرتے
رباعی	
دنیا مٹانی ہے زندگانی مٹانی	یہ ساز طرب یہ کامرانی مٹانی
صفدر کبھی فال بھی جو ہنسنے دیکھی	نکلا کلمہ یہی کہ مٹانی مٹانی
رباعی	
اس عمر مینِ ہمنے اک زمانہ دیکھا	گلزارِ جہان کا سب تماشا دیکھا
ہمت مینِ مردت مینِ سخا مینِ صفدر	انواب کو ہر وصف مینِ یکتا دیکھا
رباعی	
مجلس مینِ جو سرکار کا جلوہ آج	در پردہ مرا نصیب چمکا ہر آج
اغراضِ حضور نے بڑھایا صفدر	ذرا ہے قطرِ شہ دریا ہر آج
رباعی	

صفدر کی دعا ہو یا خدا سے متعال	نواب سلامت رہیں با جاہ جلال
ہمین شاہ دوزیر دوزوں مجلس میں شریک	دو دنوں کے محب شاد ہوں دشمن پامال

رباعی

مجلس میں دعاؤں کا یہی خوش رہے	لازم ہو کہ کوئی زبان نہ خاموش رہے
صفدر کی ہر عرض حیدر صفدر سے	صحت نواب سے ہم آغوش رہے

انجمن بر غزل خسرو علیہ الرحمۃ

اللہ رحیم ہو یا حیران ہوں حور و پری	ابروین جو ہر تیغ کے آنکھوں میں ہنسوں گری
خورشید ماتھے سے بھل عارض سے ماہ و شتری	ای چہرہ زیبا سے تو رشک تہان آذری

ہر خند و صفت بیکنم لیکن ازان بالا نری

ہر بات ہو جادو بھری دلکش سرگ شدہ گری	ہر یونکو عجیبے پری حور و کوناز چاکری
گل کیا مقابل سلکین عجبے کریں کیا ہستی	تو از پری جا بگری ذر برگ گل زکتری

دور ہر چہ گویم بہتری حفا عجائب دہری

مستوق عاشق میں بہت جاری ہو کر سمی	رہنے ہیں بیرون ایکجا لیکن نہیں جانی دلی
دنیا میں نہ تباہ کریں اس درجہ بھی ربط دلی	من تو شدم تو دشمنی من تو شدم تو جان شدی

اما کس نگوید بعد ازین من دیگر تو دیگر

ای غیرت شمس و قمر تیرا سراپا دیکھ کر	کتنے میں سب اہل نظر دیکھا نہیں ایسا بشر
کی جتنو شام و سحر عالم کو دیکھا سر بہر	ہرگز نیادہ در نظر صورت زردیت و خیر

	شمسے ندانم یا قمر حور سے ندانم یا پری	
پھر تارِ بامین عمر بھر دیکھا عرب چھانا جسم	آفاقہ لگد دیدہ ام ہر تباں درزیدہ ام	ہر دم تلاشِ حسن کی میں کیا اکدن نہ دم خضر طریقِ عشق ہوں ہر ملک ہر زیر قدم
	بسیارِ جوانِ دیدہ ام لیکن تو چیزِ دیگر	
لکھنچین میں تو سیکڑوں کلین حسین چین	ہو رنگِ نقاشِ چین یا صورتِ یازم بہ بین	آفاق میں شور ہر تیرا قلم حسنِ مستہ بین لیکن تری صنعت کا میں بے انتحانِ فانی بین
	یا صورتِ کشِ اینچین یا ترک کن صورتِ نگری	
اک عاشقِ دارقہ ہر مدت سے تیرا تبتلا	خسر و غریب ست و گداز افتادہ در شہرِ شما	اُس فنّہ آفاق سے اک در صہرے لے کر کہا تا چند یہ جو روحِ جفا ہر جسم بھی لازم ذرا
	باشد کہ از ہر خد اسکو غریبانِ بگری	
مخمس بر اشعارِ اساتذہ فارس		
ز ریاضِ نعمِ بدامن گلِ دافعِ چیدہ باشی	دلِم از فراقِ خوشد تو فراقِ دیدہ باشی	ز نعیمِ خوانِ الفتِ مزہ چشیدہ باشی زیرِ مینِ بسانِ لیلِ زالمِ طہیدہ باشی
	بر بہتِ غبارِ گشتم ز صبا شنیدہ باشی	
کہ کشادہ در تبحرِ تیرا شبِ تار و ابر باران	تو بخواب تا ز بویِ کہ سن از رقیبِ پنهان	مرے بخت نے دکھایا مجھے ترا کو یہ ماں جو ترے مکان میں پہنچا تو برائے لے کے اربا
	کہتے پا تو بوسہ دادم ز خفا شنیدہ باشی	

ترے ناز و دربانہ کوئی میرے لیے پوچھے مراد ہی جانتا ہے جو مگر اٹھائے یوں	وہ نئی نئی ادا یں وہ نئے نئے کرشمے ابہ من بددستی بستر قسم کہ روز سے
از تو دیدہ ام ادا کہ تو ہم ندیدہ باشی	
ہوئی بحث عاشقین بہم ایک دوسرے کہا ہنسکے آرسی نے غلط بین سب کے	تو ہر اک کو تھمایہ دعوی کہ ہمیں ناز دیکھے ابہ من بددستی بستر قسم کہ روز سے
از تو دیدہ ام ادا کہ تو ہم ندیدہ باشی	
نہ وہ نشے کی ترنگین و میکشی کے جلسے سبب ملال کیا ہے جو خوش ہو کچھ ایسے	نہ وہ بھولی بھولی باتیں نہ وہ پیار پیار عمر کے نہ تبسمی نہ رفرس نہ حکایت نہ حوسنے
از زبان بریدہ ناصح سخن شنیدہ باشی	
دل غمزدہ میں اپنے جو ہو کہ غلغلہ ساری بچد اہر ختم اسپرہ و رسم جان نثار کے	وہ کہاں شہیم گل میں صفت و فاشعار کے دل من گیر و بوکن تو اگر دماغ دار کے
گل باغ آشنائی بہ ازین نہ چیدہ باشی	
غم و درد و رنج دارمان گئے عمر بھر نہ کے خوب چشم دلیس دم و پسین نظار کے	جو قصا قریب کی تو نصیب حفتہ جاگے بچہ ناز رفته باشد ز جان نیاز مند کے
اک وقت جان سپردن بستر سیدہ باشی	
وہ عجب مرکز کے دل کد خوشی بھی محکوم جرمی ایسی بدگمانی کہ ہوا ہر اب یہ عالم	نہ خیال ہجر جانان نہ کسی کا تھا مجھے غم دل ہر کر ابہ بنیم پیش جو خود بد انم

	بر بہت گزشتہ باشد تو نیاز دیدہ باشی	
بغداد کہ آئے اس دم بجھے تہ در جانِ تبار وہ خوشی سے مسکرائے تجھے دیکھ کر	جو ہماری طرح تو بھی ہو کسی پہ دلِ غریبان ز جفا عشتبازان شوی کہ زبانِ پشیمان	
	کہ تو ہم ز جو ز جوانِ سستہ کشیدہ باشی	
تری بقیہ یار یونین ہوا ہونِ بختِ عاری نہ کسی سہمی ہر نہ کسی دوستداری	کبھی ناکہ سیر ہو کبھی شب کو آشکباری بغراقِ تہ و زاری ہو صالی بقیہ یاری	
	بہ کجا بریم ایدل کہ تو آئیدہ باشی	
عجب آرزو کہ ہر یہ جانِ رنج و رخت کوئی راغب توکل کوئی خوشگزارِ نعمت	کوئی قتلِ غم ہو کوئی صرفِ عیشِ عشرت منہم و ہمین تھا کہ بہ خلوتِ وصالِ لبت	
	برخ تو دیدہ باشم تو درونِ دیدہ باشی	
وہ جفا شعار اکدن بجھے ملکیا جو تنہا تو یہ حالِ سنے صفدر نہ برا کھانہ اچھا	کہا میں نے دردِ دلِ ہر مرا قابلِ ہلا بجراحتِ دل مانگی نشانہ و گفتہا	
	کہ تو ہم ز خوانِ صلح قدحی کشیدہ باشی	
	سلام	
تلم ہو شاخِ طوبی کا ورقِ مہرِ نور کا عجب معجز نما پر ذکر تھا اسرا کبر کا اکلا مشتاقِ ہر آبِ دمِ شمشیر و خنجر کا	سلامی وصف لکھا چاہیے سبطِ پیر کا شہِ مظلوم کو غم تھا نہ اکبر کا نہ اصغر کا یہ فرماتے تھے شاہِ تشنہ لبِ شوقِ شہاد	

گرے گھڑی سے جب مجروح ہو کر سید و لا تلاطم تھا رجز خوانی عباس نے لاور سے ول شہر میں دو زخم تھے ناسور بڑھ کر پس بجا دل نہ قاتل کا حرم کی آہ و زاری شاہ شاہ دین ہو کر رٹے کس کس شجاعت سے گلو سے شاہ دین تھا بوسہ احمد مرسل کہا زینب سے شہ نے عازم گلزار جنت ہوں	زمین تھرائی برپا ہو گیا ہنگامہ محشر کا ہلاتا تھا زمین کر بلا نعرہ غضنفر کا کبھی فرزند کا غم تھا کبھی مصدمہ برادر کا بگھلتا موم کی صورت جگر ہوتا جو تپہ کا فسانہ رنگیا عالم میں عباس نے لاور کا اُسے خیر سے کاٹا حوصلہ دیکھو سنگر کا نشان ہو گل اس باغ میں قفہ پر دم بھر کا
--	--

نظر شام و سحر پنجتن کی دستگیری پر
ہیں کونین میں کوئی وسیلہ اور صفہ رکا

سلاوی دہر میں شہرہ ہوا تک حسن اکبر کا و کھایا دل دل آزاروں کے پیغمبر کے دلبر کا نظر آیا جو زلفون میں رخ پر نور اکبر کا شہید کر بلا کا غم جو پہنچا چرخ چارم تک ہزار دن اشقا آمادہ انداز سالی میں علم نیکر کہا عباس غازی خوش قسمت تصور کیجی اہل غراوہ وشت غربت میں دور ضعف تن باغ گل خسار پر مردہ	رہیگا تا قیامت ذکر مشکل پیبر کا چڑھایا سر سر نیزہ شہ گاروں کے سرور کا گمان اعدا کو ہلے میں ہوا ماہ منور کا اُداسی چھا گئی رنگ اُد گیا سلطان خاں کا نہ پہچانا کسی نے مرتبہ سبط پیبر کا ملاحزہ کا منصب ہاتھ آیا رتبہ حیدر کا ترپ کر جان ینا شاہ کے ہاتھ پہ صفر کا عجب نقشہ ہوا تھا عابد بیمار و مضر کا
--	---

<p>شناے شاہِ نیردان کیا کسی سے ہو سکے صفدر تھکادو جہانِ افت ہر جوتہ ہر حیدر کا</p>	
<p>بحرانی پیشِ خیر یہ رہتا حسین کا موسی سے بڑھکے کیوں نہ رہتا حسین کا ایساں خضرِ دوزنِ مین پر مینِ مدحِ خوں مشہور ہر جہانِ مین جو محبوبِ کردگار ذره انھیں کے فیض سے ہوتا ہر آفتاب بھائی بھتیجے بھانجے سب گئے شہید مقتلِ مین لاکھ طرح کے قتل سے مگر نوحِ شقی نیرید کا دم بھرتی تھی ادھر فرزندِ فاطمہ تھا پیرِ کائناتِ جانشین قدسی فلک پر رونے مین حورینِ بہشت مین</p>	<p>روضہ ہر تاجِ غرضِ معالی حسین کا ہر نقشِ پا موجبِ پیرِ بیضا حسین کا دم بھرتے مین فلک پر مسیحا حسین کا سو جان سے تھا عاشقِ شیدائے حسین کا ظلِ خدا ہے پاک ہر سایا حسین کا خشکی مین ہر تباہِ سفینا حسین کا راہِ رضا ہے بانوں نہ سر کا حسین کا نعرہ تھا اہلِ دین مین ادھر یا حسین کا رتبہ شکرِ دُن نے نہ جانا حسین کا ماتم کمان کمان نہیں برپا حسین کا</p>
<p>صفدر نہیں ہر شبہ کچھ اسکی نجات مین محشر کے دن ہر جسکو وسیلا حسین کا</p>	
<p>بحرانی خاکِ خون مین ہر لاشا حسین کا بازو مین بیویں کے رس سے بندھے ہوئے وہ بیکسی وہ یاس و حسرت وہ زخمِ تن</p>	<p>سر پہلے مین کاٹ کے اعدا حسین کا اونٹوں پہ سر برہنہ ہر کلبا حسین کا وہ تشنگی وہ دھوپ مین چلنا حسین کا</p>

وہ تیغ آبدار وہ حلقوم نازنین	وہ پائے نحس شمر وہ سینا حسین کا
اک دن یہ ہر کہ جسم مبارک ہر خاک پر	کوئی نہیں ہر پوچھنے والا حسین کا
اک دن وہ بھاکہ آکے گلستانِ خلد	روح الامین جھولانے تھے جھولا حسین کا
اٹھایا شور گھوڑیسیے عباس جب گرسے	مارا ایسا فرات پہ سقا حسین کا
حیدر بہنہ سر پہن گریان نبی کا چاک	لیلے کے نام روتی ہر زہر حسین کا

صمد ر کسی سے کام نہیں کوئی کچھ کہے
سو جان سے ہوں عاشق شیدائ حسین کا

نبی کے ولین بے حسی علی گھر ہو نہیں سکتا	سلامی گھر میں داخل کوئی بے در نہیں سکتا
رومانے میں کوئی حیدر کا ہمسر ہو نہیں سکتا	چمک کر ذرہ خورشید منور ہو نہیں سکتا
فضیلت میں علی کے نکتہ چین کوئی کیا قدر	کلام الدین دخلِ سخنور ہو نہیں سکتا
علی متنازع میں بے شبہ گلزارِ پیمبر میں	شجرِ سب میں مگر کوئی صنوبر ہو نہیں سکتا
کرے کیا فرق کوئی ربّہ شبیر و شبیر کا	دو نیمہ بے پر جہول گوہر ہو نہیں سکتا
کہا حضرت نے فوجِ شام ہم کیا مکدر ہوں	خمار آلودہ رکواہ انور ہو نہیں سکتا
پکارا شمر اے عباس تم بھی ابنِ حیدر ہوں	شرت بھائی کا کچھ بھائی سے کٹر ہو نہیں سکتا
خفا ہو کر کہا غازی نے کیا بکلتا ہوا داری	کبھی تھرہ سمندر کے برابر ہو نہیں سکتا
بہت ساحل پہ شورِ شناریوں کی کہا اگر	یہاں خیمہ تو اسبسطِ پیمبر ہو نہیں سکتا
کہا حضرت ہو خفا رر دو کو گھٹا دریا کے	یعینوں فرق لیکن تم سے کوثر ہو نہیں سکتا

<p>مقابل اس کی کوئی دلاور ہو نہیں سکتا کہ امت میں ہن ہم خون پیمبر ہو نہیں سکتا بڑے یہ سنگدل ہن ہم پتھر ہو نہیں سکتا قدم تسلیم کے جا دے یا ہر ہو نہیں سکتا کٹے سے کبھی قرآن از ہر ہو نہیں سکتا کسی سے صبر یہ اسرا کبر ہو نہیں سکتا آلتا ہی جگر صبر ہی برادر ہو نہیں سکتا یہ خشکی ہر روان تیزی سے خنجر ہو نہیں سکتا سلوک اتنا بھی تجھ سے استمگر ہو نہیں سکتا کروں کیا بے حل وعدہ برابر ہو نہیں سکتا بہن اری یہ کیا تم سے برادر ہو نہیں سکتا رہا قید مخالفت سے میں لاغر ہو نہیں سکتا خجالت کے سبب پچامرا سر ہو نہیں سکتا ترا حکوم فرزند پیمبر ہو نہیں سکتا</p>	<p>خوائے رن میں اکبر پڑھ کے بن سعد چلایا کہا سب نے شائین کس طرح تصویر پیسہ پھر سے سمجھا کے اعدا کو کہا عباس نے سے کہا زینب سے نے گھر لے یا سر کٹے میرا سر شیر نیرے پڑھ پڑھ پڑھ اعجاز ظاہر تھا نہ رو شاہ بقیابانہ اکبر کے بھی لا پر کہا شہ نے تمھیں عباس دین کی ضا کیونکر گلا جب کا تا تھا شاہ کا یہ شمر کتا تھا گلے کی تھی صدرا سدم تو کھوڑا سا بلا پانی لکھا صغرانے اکبر کو نہ جینی سچ میں م بھرت چلے آ دیہان دد کی رخصت لیکے بابائے کہا عابد نعش شہ پڑ دغسل کفن کیونکر گلے میں طوق جو بھاری ہو یہ بارگراں کسو کوئی اتنا نہ تھا جو حاکم فاسق کو سمجھاتا</p>
<p>غم شہ میں مین گریان و شوق گریان ملک صفدر رقم اس سے مرے عصیان کا دفتر ہو نہیں سکتا</p>	
<p>مضمون شریعہ سے میں ل بقرار میں</p>	<p>رطب اللسان طرح شہ نامدار میں</p>

بیٹوں کا داغ بھائی کا ہمدردی کی فکر مرنے چلا ہر شاہ کا فرزند نو جوان تعریف کیا ہوا کبر یوسف جمال کی عباس کا نہ مثل نہ اکبر کا تھا نظیر کھینچی امام دین نے جو مصداق جدی اسد رمی صفائی دست شہ زبان دم یکے مثل برتن صفوں گزر گئے کتے محض شاہ وعدہ طفلی و ناکردن عرضی میں لکھا فاطمہ صغیر اسے شاہ کو چادر ملک نصیب نہ تھی اہل بیت کو ہونخت پر زید لگن میں سر حسین	کیا کیا الم تھے شہ کے دل اعدا رہیں گفتا ہر سرور باغ تنہا ہمارے میں بچھو لا تھا ایک گل چین و زرگار میں یہ فرد سیکردن میں وہ یکتا ہزار میں ہلچل پُرسی سپاہ ضلالت شعار میں سوسو کے سر اڑا دیے ایک ایک اڑ میں جو ہر ہو قضا کے عیان و فقر میں یار بنہ آئے فرق مرے اعتبار میں کب تک گزوں فراق کے دن انتظار میں بیرون کے شمع چھپائی تھی مری غبار میں کیا دخل ہر مشیت پروردگار میں
---	--

صفدر عنایت شہ عالی جناب سے

حسن قبول ہر سخن خاکسار میں

آئی خزان رباض نبی پر بہار میں ہنگام رزم چہرہ روشن حضور کا جاننا زبان دکھاتے تھے مولا جان یونان یونان درہم و برہم بھی فوج شام	کیا کیا ستم ہوئے چین و زرگار میں تا بان تھا مثل نیر اعظم غبار میں جاتا تھا مثل شیر ہر اک کارزار میں طوفان جسطرح مولا طم بجا رہیں
---	---

۱۱

کیا کیا لڑے امام زمن کے رفیق دیار	گرمی میں بھوک پیاس میں نصف انہار
فرمایا شہ نے صبر مناسب ہر ای بہن	چارہ نہیں ہر قدر ت پر در دگار میں
آنسو بہا کے زینب مضطر نے عرض کی	مجبور ہوں کہ دل ہی نہیں اختیار میں
کہتے تھے شاہ دلو قرار آئے کس طرح	ضیغم تریب رہا ہر ہمارا کچھار میں
پانی ملا نہ افسوسہ ناشاد کام کو	کانٹے تھے پیاس سے دہن شیر خوار میں
ہوئے جو ملک شام میں مظلوم کر بلا	تھی قتل شدہ کی عید صغار دیکھار میں
کس بگینی سے کہتے تھے رد و اہل بیت	لایا ہر دور چرخ ہمیں کس دیار میں
زینب پچھاڑیں کھاتی تھی کالی لاشیں	بیتاب و بیقرار تھی زہرا مزار میں

یار بیدار زہرا کہ صفدر ہو درخشاں

ظل حمایت شہ دالالتبار میں

بھڑکی شہ نے کہا سینگئے جانو اے	اک نقطہ رہ گئے ہم دفع اٹھانیا اے
شامی وردمی و کوئی دعواتی و عرب	ایک مظلوم کے تھے لاکھ ستانیا اے
بھوکے پیاسے ہو کشتوں سے جا جا شہید	سر رہ خالق اکبر میں کٹانیا اے
عمر سعد سے عباس دلا در نے کہا	او دل سبط ہمیر کے دکھانیا اے
جیف ہو نہر سے سیرت سب خلق خدا	تشنہ ہوں ساغر کوثر کے پلانیا اے
ایک لک دار میں چورنگ کیا دس لک	کیسے کیسے لڑے حیدر کے گھرانے والے
خروج لشکر سے چلا ہاتھ غیبی نے کہا	دیکھو یوں جاہلین فردوس کے جانیا اے

آتشِ فراق کی سیجیں گے کیونکر شمر بیدار دے کتنی بھی سیکندہ رو کر نہ پدر ہی نہ برادر ہی نہ عمو سر پر شائعِ حشر کو دکھلایں گے کیا رک سیاہ واہ نیزنگِ فلکِ قتلِ خون یوں نہ دہن	خیمہ آل محمد کے جلائیوں اے رحم لازم ہی تیروں کے ستانیوں اے گئے دنیا سے مرے نازاٹھائیوں اے شمعِ قندیلِ امامت کے بجھائیوں اے لبا عجاز سے مردوں کے جلائیوں اے
--	--

شامل حال اگر فضلِ خدا ہی صفہ در
ہم بھی ہیں ردِ غم شیر پہ جانیوں اے

مجرئی میدان ابنِ بوتراب آئی کو ہر ای غر دار وادب کا اب سنبھل چھو ذرا آج ملکِ شام میں ہی صبحِ محشر آشکار اشیقا کہتے تھے ہمیشہ کی کو دیکھ کر کہ بلا میں زلزلہ ہی کا پتی ہی فوجِ شام کہتی تھی صفرا بچہ کتنی ہی چشمِ انتظار حسے اعدائے کہا سید یہ جو دستم کہتے تھے قدسی کہ آنکھیں بند کر کو قدس سیدِ مظلوم پر کیا کیا کیے ظلمِ دستم شاہ کہتے تھے برہنہ سر پہ نیلے این	اج پر برجِ شرف کا آفتاب آئی کو ہر بزمِ مین ذکرِ شہِ عالمِ جناب آئی کو ہر زینبِ ناشاد و مضطر بے نقاب آئی کو ہر اس حسینِ نوجوان پر اثاب آئی کو ہر کہا علمدارِ شہِ گردون رکاب آئی کو ہر کہ بلا سے میری عریٰ کا جواب آئی کو ہر خالوِ اعدا کا تم پر عتاب آئی کو ہر سر برہنہ زینبِ عصمت کا پ آئی کو ہر یہ نہ سمجھے بے خبر روزِ حساب آئی کو ہر ایک دن یہ بھی جائیں انقلاب آئی کو ہر
--	---

<p>فرط غم سے اینہیں تاب تم صفدر خوش گشت دل پر رنج و نام کا سجا بانی کو</p>	
<p>سلامی مدح لکھنا چاہیے نہ سی خصا لوئی مجدو کو عجب رتبہ ملا آنسو بہانے سے چلے میں جان دے اکبر و قاسم جوانی میں علی اکبر کا وہ حسن جوانی وہ رخ روشن زیق قاشہ والا لڑے کس کس شجاعت سے و چشم نگری پا مال ہو یوں ظلم اعدا سے پڑے تھے چار مقتول میں بے گور و کفن لاش شہ مظہر جیسا علی اصغر کو میدان میں جوانان حبشی و فوجرات میں یکتا تھے و فوراً توانی ضعف بیابانی پریشانی خیام شاہ میں برپا تھا اک ہنگامہ محشر اسیرانِ غم زندان میں جب فریاد کرتے تھے</p>	<p>طبیعت بزم میں شوق ہر نازک خیال کوئی جلکہ ہر فاطمہ زہرا کے ولین رو و الوئی نثران ہر عین فصل گل میں شہ کے نوہا کوئی و گلیس و خم خم وہ شان گھونگر و بالوئی جہان میں شہرت کی سرنگی مگر دالوئی تصدق جن پہ تھیں جان لکھیں غرا کوئی ملی تھیں خاک و خونین صورتیں یو جالوئی عجب صورتوں کی گشتی گورے گورے گالوئی شال فاق میں عکس نہیں ان بٹیا لوئی عجب حالت ہوئی تھی نشنگی سے خستہ حالوئی وہ فریاد حرم وہ بیقراری خرد سالوئی پلا رہی تھی عرش کبریا آواز نا لوئی</p>
<p>زمین کیسی ہر شکل ہو دکھا دیتی ہر رنگ اپنا زبان مکتبی نہیں صفدر کی بھی صاحب کمالوئی</p>	
<p>گلشنِ عالم میں سب آئے ہیں جانیکے لیے</p>	<p>چار دن ہر یہ ہوا باغ کھانیکے لیے</p>

چاہیے ذکر شبہ دالار لائے کے لیے جس جگہ ہوتا ہر وصف باو شاہ کر بلا حق تو یہ ہر اٹھان صبر شبہ منظور تھا خار بونک دل میں بھی کیا کیا شہادت کی انگ خوش ہو اکبر دم آخر پدر کو دیکھ کر جانشین ساتی کو شریہ پانی بند تھا اک ذرا نصائح بہر خدا فرما سیئے غازیان فوج دین کہتے تھے کچھ پروہین قید کی تکلیف بھالے کالم بیوں کا غم بیکسی شاہ پر روتا تھا ابرو ہزار ہنستے تھے ظالم تو رو دیتے تھے سجاد	منظر بن سامعین آنسو بہانیکے لیے آتے ہیں قدسی وہاں کھینچ بھانیکے لیے سب غم و رنج و الم تھے آزمائیکے لیے جانے تھے کس کس خوشی سے کٹانیکے لیے برگ گل سے ہلکے بس کٹانیکے لیے اور ادھر آبِ دان تھا اک زمانیکے لیے تھا گلے ہر غمنا دان نشائیکے لیے سر کٹانیکے لیے ہر جان جانیکے لیے ای فلک زینب بھی یہ خدا تھا انیکے لیے آئی تھی قتل میں مہر خاک اڑانیکے لیے اک بہانہ تھا انھیں آنسو بہانیکے لیے
---	---

ہستی مہمزم کا قصہ زمین کچھ اعتبار

ہر یہ نقش عالم فانی بنانے کے لیے

شاہ نے چھوڑا مدینہ غم اٹھانیکے لیے تبلہ کوئین نے کیا کیا سے رنج و الم اکھ رو کو زبان ہر ہر مدح شہستن کس خوشی سے آئے تھے قتل غلامی کھن	کر بلا میں آئے تھے جنگل بنانے کے لیے کار ہا امت عاصی بنانے کے لیے دل و لہ کے واسطے سرتستان کے لیے راہ حق میں نقد جان دل تانے کے لیے
--	--

<p>رہ گئے نام و نشان باقی فسانے کے لیے بیڑیاں لائے سنگرب پٹھانیکے لیے سیکڑوں جسم بھی لکڑی کھانیکے لیے سم گنہگاروں کے عیساں بخشوانیکے لیے</p>	<p>اکبر و عباس کیا کیا جراتیں دکھلا گئے عابد بیمار رو دیکھ کر سو سے فلک تھے ہزاروں صد غم ایک جان ار پر شاہ بیکس اٹھا یا صد مہ سبے انتہا</p>
<p>سیر عالم کر چکے صفہ ر چلو سو سے عدم قافلہ تیار ہو دنیا سے جانے کے لیے</p>	
<p>جو ہو امام دو جہاں مادی خاص عالم بھی باغ جنان بھی بلگیا رہ گیا انکا نام بھی شہر بھی ابن سعد بھی فوج بھی شیرام بھی شیر بھی نکتے کمان بھی نیزہ بھی تھیں بھی شادی کے اہتمام میں تھو کا تھا پیام بھی آتی تھی خلک کی ہولاتی تھیں بن جام بھی بند تھا بن وز سے آب بھی (و طعام بھی دشمن دین کے پاس تھا دانہ بھی اور دم بھی آنکھوں میں اشک لب پرہ یا اس کے تھے کلام بھی یہ وہ زمین ہر جس جگہ کوچ بھی ہر مقام بھی عارض تا بنک بھی گیسو مشکفام بھی</p>	<p>اُس شہ خاص عالم پر مجر ابھی سلام بھی شاہ پر جو قدر اہو انکے عجیب نصیب بھی آنکھوں کے دنوں میں رو سیاہ ہو گئے غارت و تبا ظلم کی انتہا نہ تھی ایک جسد کیوا سٹھ قاسم نامزد کو بیاہ کی کیا خوشی ہوئی ہوتے تھے غازیان دین و خدا میں فر صبر کی انتہا نہ تھی شکر خدا تھا ہر گھڑی حرص جہاں ہو رہا سکر و نکو پھنسا دیا مرچکے جبہ فنیق و یار شہ کا عجیب حال تھا دوست بلا کو دیکھ کر بھائی شہ نے کہا خاک میں نہ ملیا اکبر و جہاں کا حسن</p>

شکر شام سے کہا سبط نبی نے جیت ہو دشت بلا سے شام تک جا پہنکے پیر بیان اہل حرم جو ہر سحر ہوئے غم سے نوحہ گر کہتے تھے یہ امام دین برج و الم کی حد نہیں نام شاہ انس و جان ارض سما میں ہو عیاں	قتل بھی کرتے ہو مجھے جانتے ہو امام بھی چل نہ سکے جو نانو ان صوفی جند گام بھی رونے لگے حال پر کرنی بھی اہل شام بھی تین سے جدا ہو کر کہیں قصہ ہو یہ تمام بھی جن ملک ہیں نوحہ خوان کہیں غامض عام بھی
---	---

صفدر ریح خوان ترا اب یہ امید وار ہو
فردین داکر و کج ہو نام بھی اور کلام بھی

ایم جرجی حسین کی کیا بارگاہ ہو حیران ہوں مجھ دکھائیگا محشر میں کیا نرید اٹھا ہو کر ملا میں یہ طوفان ظلم و جور گیجرا ہو آ کے شام کے لشکر نے شاہ کو جاتا ہو ایک ایک ادھر سے رفیق شاہ اکبر کو دین امام کہ عباس کو رضا کس کس خوشی سے کرتے ہیں لایہ نثار خویش در رفیق جتنے تھے سب قتل ہو چکے میدان میں شاید آججا میں اہل کین و کھلا کے کتھر میں علی صغر کو شاہ دین	جس میں گدا کو مرتبہ بادشاہ ہو خون حسین خون رسالت پناہ ہو خشکی میں اہل بیت کی کشتی تباہ ہو بالہ ہو گر دیچ میں زہر اکا ماہ ہو بلوہ آدھر ہی فوج کا بچہ سپاہ ہو بازو کا ہو یہ دور وہ نور نگاہ ہو میدان قتل فازیو کو عید گاہ ہو تنہا امام رہ گئے اور قتل گاہ ہو انکی زبان پر اشہدان لالہ ہو ششماہہ شیر خوار ہو اور بیگناہ ہو
--	--

<p>ایسا سا ہر تین روز سے حالت تباہ ہر امادہ قتل کرنے پر ہر کہینہ خواہ ہر خوف خدا بھی کچھ سمجھے اور دسیاہ ہر ایسی جیسا رسول کی یہ بوسہ گاہ ہر یہ شہسوار دوش رسالت پناہ ہر غلارتہ کو سوسے خیر روانہ سپاہ ہر نوک سنان پہ فرق شہ دین پناہ ہر آندھی سپاہ چلنی ہر عالم تباہ ہر تین پر نہ پیر تین ہر نہ سہ پر کلاہ ہر بیمار ہر ضعیف ہر حالت تباہ ہر حقا یہی تو بخشش امت کی راہ ہر</p>	<p>اس چھوٹے بھان سے نہ پانی کرو عزیز لڑکر گرے ہن شاہ جو گھوڑی سے خاک پر رور د کے اہل بیت یہ کہتے تھے شہر سے ق خجور کے رگڑے دیتا ہر جس طق خشک پر خالم ہر جکے سینہ زخمی پہ تو سوار آنخ شہید ہو گئے وہ شاہ شہدہ کام ادبوں پہ سر برہنہ ہن سپاہ بیدار گریبان ملک فلک پہ لرزتا ہر آسمان جانتے ہن ملک شام کو سجاد اسطرح شدت ہو تب کی پاؤں میں شہری گلے ہن لیکن ہر ہر قدم پہ یہ زنجیر کی صدا</p>
<p>صفدر چلو حسین کے روضہ پہ ہند ہے سب کچھ دہان طیگا بڑی بارگاہ ہر</p>	
<p>مفتاح ہودہ روضہ دار السلام کی ہر بات ہر حدیث رسول انام کی ہر صبح ہننے رو کے محرم بن شام کی رکنا ہر جو جیل شہید ونگے نام کی</p>	<p>ای بھری جو بیت ہر اپنے سلام کی دل جانتا ہر قدر کلام امام کی ہر وقت یاد آئی جو غربت امام کی کوثر کا جام ساتی کوثر سے پائیکا</p>

حضرت بزرگے بخش امت ہو شہید
 بزم عزائے شاہ کا اندر سے مرتبہ
 حورین بھی رو آئی ہن غلمان بھی شاہ کو
 سرتک دیا نہ بیعت فاسق قبول کی
 آئی ہو کر بلا سے اگر تو ذرا ٹھہر
 تو حورین حسین پر رو لیں غریب کو
 اصغر کے غم میں دلی تھی بانویہ کے بن
 فرمایا شاہ دین نے جو اکبر ہو شہید
 ہر قتل شاہ ترجمہ نزع عظیم کا
 ہر بزم غم میں ہمدی ہادی کا ہر نزد
 کہتے تھے حرکی لاش کو یوں دیکھ کر ملک
 زخیم گلو پہ بالہ کے رومال فاطمہ
 حقا حسین پر ہر شہادت کا خاتمہ
 کہتے تھے شاہ پیاس کا کچھ غم نہیں
 چشم عدو سے کیسے اٹھے پردہ جیا
 بچن کو گو دین لے پھرتے تھے اہ بیت
 دشت بلالین شہیدوں کا نپا اٹھے

واجب ہر سب پر تفریہ داری امام کی
 سرمہ ہر چشم حور کا خاک اس مقام کی
 کچھ کم نہیں بہشت سے مجلس امام کی
 کیا شان ہو حسین علیہ السلام کی
 بو تھجھ میں اسی نیم ہر خون امام کی
 عربت ہر پیش چشم نہیں اس مقام کی
 کم عمر تم گئے ہوئی تاثیر نام کی
 تصویر آج مٹ گئی جیسر الانام کی
 تفسیر کی جری نے خدا کے کلام کی
 تسبیح میں ضرور ہر شرکت امام کی
 تقدیر کیسی تر گئی اس شہد کام کی
 آقائے کیا ہر صافی ہر غرت غلام کی
 جلسے نبی پر حق نے ہوت تمام کی
 لذت ابھی سے لب پر ہو کر شر کے جام کی
 چھیننی رواہن عورت خیر الانام کی
 جلتی تھیں چار سمت فتاتین خیام کی
 فر باد سنے زنیب ناشاد کام کی

<p> بولے عدو کہ اسین جگہ کب کلام کی ہا صبح اتنی جمع ہوئی فوج شام کی اس بہت انتہا تھی کہ کچھ اردحام کی جاری ہو نہ کیا ہو بہت ایک جام کی یا شاہ دین قبول ہو تو بہ غلام کی تہلائی راہ خضر نے دارالسلام کی اس دم کہ تھی زبا کو نہ طاقت کلام کی غل تھا کہ آج فتح ہوئی میر شام کی ہر عید قتل بسط رسول انام کی سونے سے ڈھال کچ تو بھر غلام کی دن رنگینا کچھ کہ لڑائی نام کی عشرت ہی ہر باد شہ تشنہ کام کی زنیب ہی نو اسی ہر جسہ الانام کی نہ یاد تھی ہر ایک طرف وادہا کی ملنے لگی فترت رسول انام کی دہشت نہیں ہر گرمی روز قیام کی </p>	<p> شہ نے کہا میں مصحف ناطق کا ہوں سپر میدان شہر تھا شب عاشور وشت ظلم لشکر میں شاہ دین کے بہتر جوان تھے کل کہتے تھے شاہ پانی دوا صغر کو ظالم حرنے یہ ہاتھ باندھ کے حقیر سے عرض کی عفو و فور شہ نے کیا دواہ رکے کرم بھولی دغا بخش است نہ شاہ کو نیردن پہ شہیدوں کو افونہ بہ ملیت کپڑے بدلے آئین تماشے کو مردوزن دربار میں نیرید سے یہ شہ نے کہا چن چکے مارے ہننے رفیقان شاہ دین دست و گلور میں خک رس سے بندھے ہو سرنگے ہو جو سامنے تیرے کھڑی ہوئی لکھا ہواٹ کے آئے جو شیر بہا بن ملیت فریاد کی جو بیو دل سر کھول کھول کر صفد رجو سر پہ جد غمد گسا یہ ہو سلام سپر عبادتین رہا مضر و جودل سے </p>
<p> خبر تھی سجدہ حق میں بخیر سے نہ قاتل </p>	

ستم اعدا کاشہ کی بکسی شہور ہوا تک
جو پہونچے کربلا میں شاہ زیب کے کنارہ کر
کہا شہ نے سفر پر ختم اب پاں نہ جائینگے
انکلتا تھا ادھر ایک یگانہ غازی لشکر سے
نہایت شاہ کو صدمہ ہوا مرنے سے اکبر کے
بدن مجروح آنکھوں میں اندھیرا کی شدت
کہا شہ نے کہ ماں پر فاطمہ نانہی میسرا
اور اسوچو و لوہین کیا جو اب اسوچو دو گے
ہزاروں ختم تن پر اور شہ دور و زپا سے
یعنیوں نے ستم کیا کیا کیے سجاد بکس پر
لو جو راہ میں عابد کے چھا لوں ٹکلتا تھا
شہید دن جو سرگرد شہر تھے سناؤں
کہا اہل حرم جب یار شام میں پہونچے
طلب پائی کیا پایا سو یہ تیر کی ہوئی بارش
دیا پائی نہ جس فخر سلیمانکو یعنیوں نے
سلام شاہ کیا موزوں کیا ہونے صفدر

ہوا ہرقی بھی شہید کہیں غلامین باطل سے
نہایت بغیراری دکھو اس سخت منزل سے
کینے کے سر اسنی نسل میں سبک تیغ قاتل سے
اُدھر لاکھوں تھے لیکن بھاگ جلتے تھے
جو ان بیٹے کا پوچھے داغ کوئی بابا کے دل سے
اٹھائی لاشیں کبر ضعیف میں حق نے مشکل سے
نہیں آگاہ کیا اترو تم میرے فضائل سے
کرد انکا شرمین فریاد جب میں غا دل سے
اوپت پیاس کی کو منصفو پوچھو تو بسمل سے
جگر تار کوئی بیمار کو طوق سلاسل سے
بیابان تک غصا فریادی زبان زنتل سے
شاروں سے یہ بہتر تھے وہ ہر مکاراہ کاں سے
کہاں میں اتارا کرتے تھے ہلکو جو محمل سے
عجیب فان اٹھا ظلم کا دریا ساحل سے
غزیرا گشتی جب کی پدیر کی نہ سائل سے
جو منصف ہیں کینے کم نہیں ہر تو بھی بے

اگر مشکلتا ہوں حقرت مشکلتا صفدر

تو ہو آسان سے آسان جو مشکل مشکل سے	
<p>بحرئی جنگ کے میدان میں جو اکبر آئے شہ نے فرمایا مرا فاتحہ دینا زینب رو کے صغرائے کہا پھر گئی قسمت کیسی دی حد احرنے کہ کیوں ای عمر سعد لعین غل ہو اشام میں ناموس پیر میں یہی لاشِ شیر یہ ہر رات عسناداری کو</p>	<p>غل ہوا فوجِ عدو میں کہ پیر آئے سر و پانی جو کین تم کو میسر آئے پھر کے شیر نہ بھائی علی اکبر آئے بھوکا پیاسا رہے سمان جو کھڑے آئے جب حرم اوٹوں پہ بے تفتیح و چار آئے فاطمہ آئینِ عسلی آئے پیر آئے</p>
یہی صفدر کی تنہاے دلی ہی یاد	استانِ بوی شیر میسر آئے
<p>قطعہ تاریخ وفاتِ برادرِ مہاجرِ محمدِ کلک حسن خان بہادرِ خلعت غفرانِ مآب جنابِ نواب محمد سعید خان صاحب بہادرِ جنتِ آمِ گاہ</p>	
<p>واہ امی حنج ستم پیشہ ہو کیا دہرِ مژا نظر آتے ہیں عجب طرح کے تیرے حرکات کون لالہ ہر نہیں رنگ فنا کا جس میں اہل و نیاہین جو مقتول تو دنیا متقل شام کو چلتی تھی جس بزم میں عشقِ شہزاد حالیِ دولت کا جو دیکھو تو ہوا کا جھوٹا منفعل جسے کہ ہرگز شہلاے چمن</p>	<p>کیسے ایجا دسٹم روز کیس کرتا ہر تو درد کے حسین نکلے ہیں ہزاروں پہلو کونسا بھول کر حسین نہیں مٹ جانے کی بو تیرے شیریں گردن پہ خنجر ہر گلو صبح دیکھا تو شکستہ تھے خم و جام و سبو وقفہ زیست کو پوچھو تو جناب لب جو آنکھیں انکھوں سے جو دیکھو تو وہ درد میں لہو</p>

کیا کمون حادثہ مجھ پر ان روزوں شعل جان کلب حسن خان نکاح بھائی میرا بابے فسوس دی اُسکو قضا نے مہلت جوش غم نے یہ کیا ہر دے دلو پانی عمر کیا تھی ابھی تیس تیس برس کا سن تھا دن یہ مریکے نہ تھے روئے گئے ہو چھپتے	کون تقصیر تھی میری جو ہوا چرخ عدو بُٹھٹ گیا مجھ سے علی ایسکے جوانی کی نو پردہ خاک میں پوشیدہ ہوا آئینہ رو ضبط کرتا ہوں مگر تھم نہیں سکے آنسو کھا گئی کسی نظر جل گیا کسکا جادو ہیں مٹا لاؤں مگر کچھ نہیں چلتا قابو
نزع کے وقت یہ تاریخ کہی صفدر نے آہ اے کلب حسن ڈھریلے تم بازو	
تاریخ مہمند نشینی جناب نواب محمد کلب علی خان صاحب بہادر فرمانروا رامپور	
مسند پہ جو بیٹھا وہ مسہرچ کمال صفدر نے جلوس کی یہ تاریخ کہی	باغرت و شان و جاہ و اقبال جلال ہر بخت ہوئی عروس صبح اقبال
قطعہ درہنیت تشریف آوری نواب محمد کلب علی خان بہا از سفسہ حجاز	
ازنی کے روز سے جو لوگ ہیں سعادتمند خیال جاہ و تجمل میں کب یہ رہتا ہی کرین جو دولت دنیا میں فکر دولت دین خد اتو تاج حکومت سے سرفراز کرے	وہی ہیں حکم خدا اور رسول کے پابند کہ عیش میں ہو مشقت پہ نواب پسند کہان میں ایسے جو اندر زیر چرخ بلند جھکیں یہ سجدہ میں محراب کعبہ کے ہند

یہ شرط عشقی خدا پر کو دل سے محو رہے
ہزار بعد اسافت ہو کیچنے لچا سگئے
وہی ہر عشق ترقی ہو جسکو روز بروز
یہ حال حضرت نواب کا ہمارے ہی
جناب کلب علیخان بہادر دیشان
ہزار شغل جہان بانی و جہان داری
حصول حج زیارت پہ بندہ گئی جو کر
ندیم سب حکما ساتھ ہمیشین علما
دیار ہند سے تاملک شیرب و بطحا
ٹٹاے گنج یہ کے مین اور دینے مین
طریق آمد و شد جب تلک رہا درپیش
شریف کعبہ تو کیا ساکسا کنان حرم
اسی طرح سے مدینے مین بھی لٹکا گنج
ہوئی قبول زیارت یہ حج ہو مقبول
کمان تلک کوئی نواب کی کرے تعریف
و عاکا وقت ہر صفہ رخدا کر یہ دعا
بڑھے جیات ترقی ہو عمر و دولت کو

خیال دولت و زرافت زن فرزند
کشش و کھسکے اگر الفت خدا کی کند
وہی ہر شوق جو ہر دم ہوا ایک ستارہ چند
سیا سے شوکت و رفعت کے آفتاب بلند
کہ جسکے فیض کی کھاتے ہیں بحر و کان سو گند
ہزار فخر نظام امور و دفع گزند
وہ قطب دین ہوئے سیار عمر کے مانند
بڑی ترکہ سے یاکا یک اٹھی عنان ہند
کمان کمان ہوئی آنسے خلق فائدہ مند
کہ مصطفیٰ ہوئے راضی خدا ہوا آخر سند
در خستہ آنہ عالی ہوا نہ دم بھر تہ بند
امیر ہو گئے دست سخا ہوا یہ بلند
تمام شہر مین باقی رہا نہ حاجت مند
کہ جد و دین مین خدا و رسول کو ہر پسند
کہ ہر کمال مین مین بیشال و بے مانند
کہ یا کریم تجھے اپنے دست کی سو گند
رہے ستارہ اقبال شل مہر بلند

قطعه تہنیت خلعت پوشی جناب نواب محمد مشتاق علیخان صاحب بہادر

حضورِ محلی کو خلعت مبارک	ریاست مبارک حکومت مبارک
ند اہل تہنیت غیب کی آمد ہی ہو	یہ شوکت یہ ثروت یہ خیریت مبارک
یہی آجکل جو ہر اک کی زبان پر	مبارک سلامت سلامت مبارک
ملا قیصر بند سے جاہ و منصب	ترقی اقبال و دولت مبارک
پھرے فرق اقدس پہ حقیر جان	قدم کو ہو تخت حکومت مبارک
تہنیت کی حاتم کی کسری کی صورت	شجاعت سخاوت عدالت مبارک
یہ دن عید کے دن بھی زیادہ	ہو انوارِ ہون کو یہ سرت مبارک
اس یوان میں ہر روز ہو جشن	یہ سامان یہ جلسہ یہ صحبت مبارک
ہو اورنگ فرماؤ اہل کو شاہ	قدم سے ترے زیرِ نیت مبارک
رہے عمر بھر سکھ حکمرانی	یہ قبل ریاست یہ رایت مبارک
رعایا رہے سایہ عاطفت میں	محبوب کو ہو عیش و عشرت مبارک
خوشی خرمی تہنیت دوستوں کو	جو دشمن ہوں انکو نجات مبارک
کسی کا شگفتہ ہو دل مثل غنچہ	اگل نو دیدہ کی نگہ مبارک
خیابان عشرت میں لا کی صورت	کسی دل کو ہو دغِ حشر مبارک
رہے جام سے جب تک نامِ حم کا	ہو سرکار کو جشن عشرت مبارک
سکندر سے جب تک ہوا مینہ باقی	ہو آفاق پر فتح و نصرت مبارک

<p>مرے شاہ کو اوج نعت مبارک کہ نواب کو خشن صحبت مبارک شب روز ہکوا طاعت مبارک</p>	<p>برہن ہر وہ جب تک آسمان پر خداوند عالم سے صفدر دعا ہو نہ چھوٹے کبھی دامن فیض ہم سے</p>
<p>قطعہ درینیت مندر نشینی اعلیٰ حضرت قد ر قدرت جناب نواب محمد حامد علی خان صاحب بہادر دم ملکیم اقبالہم</p>	
<p>عنایت ساتی کو شکر کی ہو لطف پیمر ہو ترا سر روز روز عید عشرت میں ہر ملکہ ہو سکندر کی طرح تخت حکومت ہفت کشور ہو سیلمان کی طرح سارا جہان تیرا مسخر ہو طے رتبہ تجھے دنیا میں جو ہر تر سے برتر ہو عدو کو تیرے روز عید شام صبح محشر ہو شم الہم خلق سے تیرے شہا عالم معطر ہو یقین یہ کہ خار خشک تن سے گل تر ہو گل مقصود گلزار جہان میں تازہ و تر ہو نہال دولت و اقبال تیرا بار آور ہو</p>	<p>مرے نواب تجھ پر رحمت سایہ گستر ہو شب قدر و شب معراج ہو شب سعاد میں رہے شل فرید و فرق پر تاج جہان بانی اکسی قاتل قاتلات قبضے میں ترے کئے زیادہ ہو تیری دست و دو بالا ہو تیری حشمت محب کو تیرے شام محشر صبح عید ہو یار نسیم عدل سے تیرے جہان سر منبر ہو یار چمن میں صورت باد بہاری تو اگر جائے نہال آرزو یار مراد و نیک عمر لائے ریاض دہر میں شاہد گل جلوہ گر جب تک</p>
	<p>رہے مدح دوران شرف ہو مدح کو بچے سے ہمیشہ نرم عالم میں ترا مدح صفدر ہو</p>

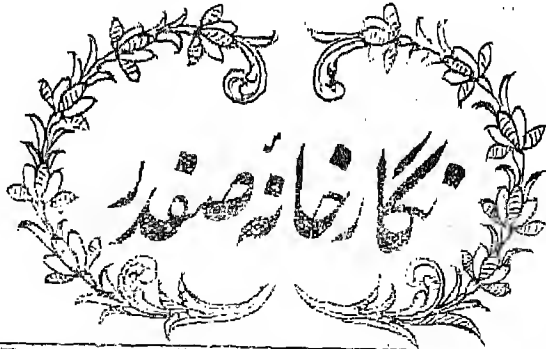
قطعہ در بیان محفلِ رقص و سرود

<p> ہوا سے عیش سے محفل بھی رات کو گلزار کھڑے تھے ناپنے گانے کو سیکڑوں پرست کہیں بناؤ کیے زنبڑیوں کا جھڑٹھا وہ لیکے ہاتھ میں پشوار ناز سے چلنا وہ تھاپ طلبوں کی سارنگیوں کا وہ لہرا سر ملی آنکی وہ آوازین تان لیتی ہیں کسی کی تیرنگہ سے ہوا کوئی بسمل تیار ہی تھی کوئی اپنے جھنس کا بھاؤ کہیں بھاگ کہیں پورا کہیں سوٹھ کہیں بھاگ کہیں سنگٹہ کہیں کامود کہیں تنگ کہیں دیس بھا کہیں کھاج کہیں کتھک کہیں کشمیری تھے کہیں نقال کہیں لاپ لگ تان اوج کا چرچا تھا بجا رہے تھے کسی سمت اہل کسب کمال کہیں بجاتے تھے بیٹھے ہو نوازندے عجیب طرح کا ہنگامہ تھا عجیب محفل </p>	<p> اسجوم لالہ رنخون کا دکھار ہا تھا ہمار ہر ایک نشہ کسب و کمال سے شہار وہ آنکے گھنگرودنکی رقص میں عجب کھار وہ ناز کی سے لچکنا کر دم رفتار لگک وہ یائین کی ہوئی تھی آسمان کے پار وہ لفظ لفظ پہ گانے تہلنے میں تکرار چلی کسی کی کہیں تیغ ابرو خمدار دکھا رہی تھی کوئی اپنی گرمی بازار کہیں شہانہ کہیں کاٹھرا کہیں تھی بہار کہیں خندورہ کہیں سادنی کہیں تھالار کہیں پچ تھی کلنگڑا کہیں کہیں گندھا کھڑے تھے مجھے کو پشوارین پہنے ستار کہیں تھانا پنے میں تال سم کہیں ٹھنکار سرود میں سُر آئینہ سر سنگار ستار نفیری بانسری انوزہ چنگ سہتار تھاناج گانے کا غل گند فلک کے پار </p>
---	---

خیالِ طولِ سخن ہو گرنہ اور صفہ ہزار شعر بھی کہنا مجھے نہ تھا دشوار	
نامہ	
<p>مرے دربارِ محرم و نگار ریاضِ لطافت کے سرور و ناز ہمیشہ صحیح و سلامت رہو اگر سن سکو تم بیانِ فراق ہو اتنے رخصت میں جسمِ اودھ کہ یکبارگی ابر غم چھا گیا لگی کوئٹہ نے برقِ رنج و لال میری چشم تھی غیرتِ آبشار کبھی کم ہوا جو شرفِ اگر ادھر آگیا لب پہ شور و فغان ہوئی عقل یہ دیکھ کر کتنے سنج اگر یوں ہی روتے رہے عمر بھر ادھر شوق نہ نہشکے وہی یہ صفا رہے جو جنت میں ثابت قدم</p>	<p>انیس دل و مونس جانِ زار سرورِ دل و راحت جسمِ جان سلامت رہو تا قیامت رہو سنائون تمھیں ستانِ فراق اٹھا اس قدر دردِ آہِ جگر اندھیرا سا پیش نظر آگیا مصیبت میں یادِ ایا علیؑ وصال مرا اگر یہ تھا رشکِ ابر بہار تو آہِ شراب تھی نوحہ گر ادھر دہر میں غل اٹھا الامان کہا خیر ہر کس لیے ہر یہ رنج نہ ہو گا کبھی آنکے دل میں اثر کہ نہ تھار کہنے پہ اس کے نہ جا ہم مقصود سے محروم رہتے ہر کس</p>

یہ سنتے ہی پھر آگیا ہوش میں	لکھی یہ غزل میں نے محسوس میں
غزل	
قسمت سے کیا ہوں وہ گلبدن کمان پر عاشق ہو تو پھر کیا دیر درحرم سے مطلب راز نہاں سے اپنے وقت نہیں ہی کوئی لاکھوں میں یا میں حشر اک لہر نہیں ہیں	بلبل چمن سے چھٹ کر گم کردہ آشیان پر ہر صبح یہ جبین پر وہ سنگ آستان پر اک درد دل ہمارا مدت کا راز دان پر صد ہزار باہن اک جان ناتوان پر
قاصد سے حال نہاں باد صبا مخفی صفیرِ جہان میں کوئی تیرا بھی ازوان ہے	
اتنی دکھا محکو دیدار یار خدا نے دعا کی مری مستجاب نظر جب پڑی تیری تصویر پر اُسے دیکھ کر خوب رویا کیا کیے گوہر اشک اس پر نشان اگرچہ ہوا اُسے کا اختتام لکھو نگاہ میں کچھ اور بھی حالِ زار	کہ ہو دل کو پہلو میں صبر و قرار کہ تصویر ونگی ہاتھ آئی کتاب گئیں صورتیں سب کی دل اتر بہت داغ دل اپنے دھویا کیا پھر اگر تصویر کے بار بار مگر شوق دل رہ گیا نامتام ملا درد و غم سے جو دل کو قرار
اشعارِ تفریق	
میں صحبت دلدار میں اک دوز گیا تھا	دل سینے میں بیتا تجا مدت سے جدا تھا

بیاختہ اُسوقت کہا آ کے کسی نے غل تھا کہ خدا جانے یہ دیوانہ ہر کسکا ہر گام زمین پلٹی تھی زیادہ و نعمان سے	دیکھا عجب اک سانحہ جو ہوش ربا تھا کل راہ میں اک خاک بسر ہو کھولا تھا زنجیر کی جھنکار سے اک حشر پاتا تھا
اُس فتنہ عالم نے کہا سوچکے دل میں وہ صفہ روارفتہ ہر ہمنے بھی سنا تھا	
دیگر	
پھر ہوا ہر فصل گل میں جوش و شہد سبہ ہر ٹھنڈی ہوا ہر بار ہر گلزار ہر	پھر کسی پر یہ دل پر اضطراب آنے کو ہر ساقیا جام و صراحی لاسحاب نیکو ہر
دیگر	
دل کو ہمارے صفہ ربا کی جستجو ہر	دیر و حرم میں عاشق جسکو پکارتے ہیں
دیگر	
کتے نہیں مضمین کوئی سست غزل میں	رہتا نہیں کاشا کبھی گلشن میں ہمارے
دیگر	
دل کھینچا جاتا تھا دیوانوں کا اک کھٹا	یہ تو فریاد کسی تازہ گرفتار کی تھی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو نون عالم سے محبت کے میں نیز نگہ جدا
یہ مرقع ہر الگ مستحب پر از رنگ جدا
اس فانی کا ہر الگ رنگ تنہا ہر رنگ جدا
یہ جدا اور یہ رنگ اور یہ رنگ جدا

ہر کسی سے نہ جہان میں یہ حقیقت پوچھو
صاحب درد سے اس درد کی لذت پوچھو

اسکا ہمد ہم پریشان کوئی حیران کوئی
سہل بھرا ہر کوئی مبسر و سلیمان کوئی
چاک دہن ہر کوئی چاک گریبان کوئی
غرق دریا ہر کوئی قیدی زندان کوئی

کون نیز رنگ جہان فزونگر سے ہے
رحمت حق ہو تو ہنگامہ محشر سے ہے

اس تمنا کرنے ویران کیے گلشن کیا کیا
پہرے پہرے کے اس غار نے دہن کیا کیا
پھونکے اس برق شر بار نے خرم کیا کیا
نوجوانوں کے لے خاک میں جو کیا کیا

غائب و روشن

خانہ برو دش ہو عا شق شیدا لاکھون اہل ناموس ہو عا شق مین رسوا لاکھون	
یہ وہ صحرایہ کہ ہر گام پہ مین شمار آسمین یہ وہ جادہ ہو کہ دشوار جز قرار آسمین	یہ وہ دریا ہو کہ ہر موج جز تلوار آسمین مست کا کام نہیں چاہیے شیار آسمین
جس سے ہو جائے ملاقات ملاقات رہے دام سے حید نکل جائے تو کیا بات رہے	
ساری باتوں کی خبر چاہیے عاشق کے لیے حفظ ہر شام دس چاہیے عاشق کے لیے	درے درے پہ نظر چاہیے عاشق کے لیے جستجو آٹھ پہ چاہیے عاشق کے لیے
رنگ الفت نہ کسی طرح بدلنے پاسے آکے شیشے مین بری بھرنہ نکلنے پاسے	
دلین آتا ہو طلسم ایک بناؤں تازہ باغ سبر اپنی محبت کا دکھاؤں تازہ	دہستان عشق کی یاروں کو سناؤں تازہ جس سے آجائے ہنسی گل وہ کھلاؤں تازہ
سب ہوں مشتاق نیا رنگ ہویدا ہو جا بھیرنگ جائے فوگر کا تماشا ہو جا	
اندون ایک پریش سے ملاقات ہوئی صحبت عیش و طرب گرم جو ذرا ہوئی	دونوں جانب سے ہڑھار بڑھاتا ہوئی جس سے ہڑھکنہ کوئی باہودہ بات ہوئی
اشب بسر ہوئی تھی باہم گل و شبنم کی طرح	

	دن کو اک جان دو قالب تو ام کی طرح	
دل سے آتش بد مخمور کا دیوانہ ہوا ہوش مطلق نہ رہا سب سے مین مگانہ ہوا	شمع رخسار پہ سو جان سے پروانہ ہوا دل ہوا چاک تو ان گیسو دن کا شانہ ہوا	
	ریشک عذرا تھا جو وہ وہن مفتون مین وہ اگر غیرت یللی تھا تو مجنون مین تھا	
سیکڑوں ناز اُدھر تھے تو اُدھر لاکہ ثنا شمع دہروانہ صفت و لون طر سوز و گدا	اُس پر پردہ بچھے فخر اُسے مجھ پر ناز ساتھ ہر دقت کا جسطرح کویت کی نماز	
	جہذا ربط کیے شد دل و جان مین تو مین و تو گم شد ہر دو بیان مین و تو	
جو مری چالی ہی اُس ت کم سن کا چلن دلین کچھ بچ نہ پیشانی انور پہ شکن	ایک دل ایک زبان ایک سخن ایک ہن جملہ تسلیم و رضا تابع فرمان ہمہ تن	
	مین جو کچھ بات کہوں وہ بھی ہی بات دن کہوں دن کہے گرت کہوں رات کہے	
نلک تفرقہ پرداز کو بھالے نہ یہ طور تقنہ پرداز دن کا متحد مین ہی اُسکے دور	چار ہی روز مین کچھ رنگ ہوا اور اسے مہر و الفت نہ ہی ہو گیا آٹھہ جو ر	
	وہ مروت وہ عنایت وہ مدارات گئی رفعتہ رفتہ وہ محبت وہ ملاقات گئی	

دل جہاں چاہا وہ جا جا کے دیا رہنے لگے	دور لے لے کر ایسے کامکان بنے لگے
نہیں معلوم کہ چھپ چھپ کے کہاں بنے لگے	صورت راز زمان ہمسے ہاں بنے لگے
شکل ملنے کی گئی قانع ایسا ہوئے	
دن کو منجاب ہوئے رات کو خوش ہوئے	
آدمی روز پتا نہ بنے لگا کر بھیجیا	کبھی قاصد کبھی خود پہنچے کبوتر بھیجیا
اک نہ اک تحفہ شب در در برابر بھیجیا	کبھی پوشاک کی کشتی کبھی زیور بھیجیا
جب گیا کوئی یہ معلوم ہوا گھر میں نہیں	
جسے جس وقت پکارا یہ سنا گھر میں نہیں	
عقل حیران کہ اُسی سبب اسکا کیا ہو	دل پریشان کہ اُسی سبب اسکا کیا ہو
غم فراوان کہ اُسی سبب اسکا کیا ہو	ہوشیں پران کہ اُسی سبب اسکا کیا ہو
باہمہ لطف و کرم قہر و غضب راجہ علاج	
ہر دم آزر دلی غیر سبب راجہ علاج	
جس قدر فرقت و لدا رکھ دے گدرا	اضطرابِ دل بقیاب ہوا اور سوا
صبر کا فور ہوا ہوش ہوئے سر سے ہوا	رفتہ رفتہ ہوئے آثار جنوں کے پیدا
اشک بہ بہ کے چلے گوشہ دامن کی طرف	
ہاتھ رو رہ کے لگے آنکھیں گریبان کی طرف	
فکر تھی دلیں اُسی وہی بن ہوں کام	مشکلین غیر دن کی آسان جو کرتا کام

کیا ہوا آج مجھے ہر یہ تعجب کا مقام	ون کو فریاد و نغان نیند ہی را تو کو حرام
چارہ گرد کا جو ہو اسے چاراندے	غری ہوئے ہوئے تنکے کا سہارا نہ ملے
آخر کار ہوئی راہ ناماعقل ادیب	زن سحرالہ جو ہمالیے میں ہستی تھی مرید
اسکو بلوا کے کما میں یہ احوال عجیب	ہنسکے بولی کہ میں آئی ہو بیدار نصیب
سحر سے راض کو دم بھر میں ہمارتی ہوں	شکل آسان ہی دیکھ تو میں کیا کرتی ہوں
خلد سے حور کو باتو نہیں لگالاتی ہوں	پردہ قات سے پر یوں کو اڑلاتی ہوں
چرخ سے تور کے متاب سہا لاتی ہوں	کام بگڑے ہو دم بھر میں بنا لاتی ہوں
شام کو شام سحر کو نہ سحر گنتی ہوں	بلکہ اڑتے ہوئے طائر کے میں گنتی ہوں
مجھ سے یہ کیلے روان جانب بازار ہوئی	جوڑی والی دھنی مستعد کار ہوئی
جوڑیاں لیکے دہان جانے کو تیار ہوئی	گھر میں اسکے گئی دور زمین نثار ہوئی
راز دان بنکے یہ باتو نہیں لگا یا اسکو	کہ بغیر اسکے کبھی چین نہ آیا اسکو
رات بھر بیٹھ کے پاس اسکے کہانی کہنا	سانے عشق و محبت کے زبانی کہنا
چپکے چپکے کبھی اسرار نہانی کہنا	داستان کوئی نئی کوئی پرانی کہنا

<p>مذکرے ہر وجہت کے سناٹا اُسکو نازد و اغماز کے انداز سکھانا اُسکو</p>	
<p>وقت پا کر یہ کہا اُس سے کہ ایجان جان جنسے پہلے تھی ملاقات وہی تجھے خواہاں</p>	<p>یہی دن سن میں جوانی کے نکلا اور مان اور رعنا نہیں فاق میں کیا کوئی جوان</p>
<p>جنس اچھی ہو تو میں اُسکے خریدار بہت تم سلامت رہو دنیا میں طلبگار بہت</p>	
<p>اُنکو تم سے جو سروکار نہیں اور سہی جی بھلنے کو وہ گلزار نہیں اور سہی</p>	<p>وہ اگر خطاب دیدار نہیں اور سہی سیر کرنے کو وہ بازار نہیں اور سہی</p>
<p>زیب بازو ہر جو مرغوب تو زیور لاکھوں زینت گوش ہر مطلوب تو گوہر لاکھوں</p>	
<p>صاحب ذوق بھلا رہتے ہیں بانبندین بچے سے فرماؤ تو لادین کوئی مایہ بین</p>	<p>جی اگر ہر توجہاں ہر پیشہ شل جھوٹ نہیں جس سے بہتر نہو دنیا میں کوئی اور حسین</p>
<p>ایک ہولا کہ جوانوں میں طرحہ اچھی ہو رشتہ یوسف بھی ہو عاشق بھی ردا بھی ہو</p>	
<p>ہوگی مرضی تو ابھی جان نرا دنگی میں جن کے موتی کوئی بازار سے لاد دنگی میں</p>	<p>ارغی افلاک کے قلابے ملا دنگی میں یوں نہیں پیشتر آنکھوں سے دکھا دنگی میں</p>
<p>گرم بے دیکھے نہ بازار تماشا کرنا</p>	

	دیکھ لینا تو سمجھ بوجھ کے سودا کرنا	
دل میں پیدا ہوا اُس شمع بجلی کے گداز سائے آکے مرے دور سے دی یہ آواز		اس قدر چرب زبانی سے مزار غن قیاز پالی مرضی تو بہ تعجیل چلی شعبہ باز
	لو مبارک ہو ثبرا کام کیا داہ ری میں بت کو کہنے سے چڑا لائی ہوں اندر سی میں	
اب کوئی روپ بنا دیہ شہاست بدلو چاہیے نقل مکان بھی یہ عمارت بدلو	غیر کی شکل بنو اپنی یہ صدمت بدلو کہو کیا دو گے مجھے شرط تو حضرت بدلو	
	باغ سے جاے خزان باد بہاری آئے جس مکان میں کو اُس گل کی سواری آئے	
مژدہ یہ سُنکے سوے بن گئے لوگ روان عیش و عشرت کے میاں ہو سارے سامان	صحن گلزار میں تھا ایک تکلف کا مکان درو دیوار سے تھا جلوہ فردوس عیان	
	مثل آئینہ کدورت سے زمین پاک ہوئی قرش زرین جو بچھا غیرت افلاک ہوئی	
مثل فردوس جو گلشن تر و تازہ پایا شیشہ آلات نے کچھ رنگ عجب دکھلایا	خوب اسباب تکلف سے آئے سجورایا ریشمی نے شب منتاب کو بھی شرمایا	
	شمع کا دودھ ہوا پر جو اٹھا نور ہوا سنگ و رنگ بھی خوشی سے یہ بڑھا طور ہوا	

ڈالیان پھولوں کی آتی تھیں نظر چار طرف	نیشیان عطر کی موجود تھیں ہر چار طرف
عینبر و مشک ختن عود اگر چار طرف	جا بجا خواں گزنگ نقل و شمر چار طرف
بار پھولوں کے کہیں ساقی گلہام کہیں	
بادۂ ناب کہیں شیشے کہیں جام کہیں	
اُس طرف نہدی لگی رنگ جوانی چمکا	کھانہ بل دوش پہ لہرائے لگی زلف سا
بدلی پوشاک نئی پھولوں کا زیور پہنا	سرمہ آنکھوں میں لگا پان کا لاکھا بھٹی جا
طرز بیداد نئی کا کل خمدار نے کی	
اکہ قیامت تھی کہ بازیاب کی جھنکار کی	
اور ادھر کو ہو بھروپ کے سامان تمام	وہ بھرا روپ کنجا بھی کرے جس کو سلام
زلف کی طرح سے رخسار ہو سنبل نام	زیب تن صبح نے گویا کہ کیا جامہ شام
بال سر کے ہوئے بل کھل کے وہ گھونگر دال	
وہ تو کیا جس سے نہ بیجا نہیں برابر دال	
ول میں پوشاک بدلنے کا پھر کیا جو خیال	انگر کھا پنا کہ جنگ تھا اور جس کمال
صاف ظاہر ہوا باندھا جو کر سے رد مال	عشق پیچہ کوئی پٹا ہوا ہر گرد نہال
پا بجامہ کہ جو پٹا ہوا زانو سے رہے	
بانگی ٹوپی جو ملی گوشہ ابرو سے رہے	
الغرض شام نے جلوہ جو دکھایا ہکو	مردہ وصل مقدر نے سنایا ہکو

اضطراب دل مضطر نے سستا باہم کو	اشوق گلشن کی طرت کھینچ کے لا باہم کو
ہنٹھین جاسکے فروکش ہو دالانوں میں	بشورے نظم و نسق کے ہو دربانوں میں
میں تو مسند پہ یہاں شکل بد لکر بیٹھا	زن محتالہ گئی سوئے چن شل جبا
نہیں معلوم وہاں کونسا افسون بکھو لگا	طرقتہ العین میں آئی نہ ہو کی ویر ذرا
اُس پریر کو مجھ سے میں بٹھا کر لائی	انگشت گل کی طرح صاف اُڑا کر لائی
در پہ اک دفعہ ہوئی بخت کا اختر چمکا	رن پھر سے عاشق شید اکا مقدر چمکا
ظلمت بھر گئی ماہ منور چمکا	بخت بیدار ہوئے طالع صفدر چمکا
آئی اُس فننہ عالم کی سواری آئی	یا گلستا نکی طرف باد بھاری آئی
تا در باغ گیا شوق میں سُکھ پر خبر	اُس پریر کو مسند پہ بٹھایا لا کر
چشم ددل زنون ہو مچو جمال دلبر	زن محتالہ کو خوش ہو کے ویا خلعت نہ
پاکے انعام وہ خوش ہو گئی گھر کی طرف	متوجہ بن ہوا اُس بہ انور کی طرف
اُس نے وہ شکل وہ پردشاک جو بائی دیکھی	دیر تک شرم و تکلف سے کوئی بات نہ کی
میں نے پوچھا کہ ہوئی آپ کو خیر کیسی	کسا حیران ہوں کہ تقدیر کہاں لے آئی

بندہ پرور مجھے کیوں یاد کیا کام ہو کیا یہ تو کیسے کہ اس آغاز کا انجام ہو کیا	
کون ہیں آپ بیان کیجئے کچھ نام نشان پوچھا کس کا ہے گلشن یہ چمن رشک جان	کہا مشہور معون میں عاشق خوبان جان کہا میں نے کہ اسے جانیے آپا پنا مکان
باغ سبز اس گل رعنا کو دکھائے ہیں اور ہی نام و نشان اپنے تہائے ہیں	
دل بیتاب کو پھر ضبط کا یار نہ رہا بے حجابانہ اسے ہاتھ پکڑ کر کھینچا	نشہ بخودی شوق نے مخمور کیا لاکھ انکار کیا ایک نہ مانا کھنسا
کس کشاکش سے مسہری میں ٹٹایا ہیں خوب جی کھول کے سینے سے لگایا ہیں	
شوق اور صدف و قُودھ پیارا دھڑا دھڑا خواہش و میل دھڑھکیں نے پرآہ اُدھر	ایک ہی حالت دلخواہ اُدھر خواہ اُدھر طلب بوسہ رخسار اُدھر واہ اُدھر
زلف کے چھوئے پہ کھینچا مگر ان کے ساتھ لب پہ لب ہوئے پر رکتا مگر انداز کے ساتھ	
مستی شوق میں پھر خوب چلے جام پہ جام اُٹھ گیا سارا تکلف نہ ہا شرم کا کام	شکل گل نشہ موسے ہو چرے گلغام دہری کی کبھی باتیں کبھی بخشش کے کلام
کچھ کا کچھ منہ سے کہا نشہ کی طغیانی میں	

انگلی شمشیر بنی عالم عریانی بن	
ولین پھر دونوں طرف جوش تبت اٹھا	زندگانی کا مزہ کیا شب بے صلت اٹھا
لطف اس بات جو اٹھا وہ بشرکت اٹھا	روح کو واقعہ میوہ جنت اٹھا
پھر وہی رنگ جا صورت اصلی کی طرح دو در تھے کہ ہم ہو گئے اصلی کی طرح	
دوبچے صحبت عشرت کا گیا رنگ بدل عالم خواب میں بھی دونوں ہی دست و پا	عیش و صلت میں پرائند کے جھوک کوں نخل نہ جیسا کا کوئی موقع نہ تکلف کا محل
زانو دین میں کشت پھر زانو اسکے طوق گردن میں کھلے وہ گیسو اسکے	
وہ ادھر نیند میں غافل میں ادھر خواب میں صبح کے بعد نصیب ہونے لگی شیکست	جس طرح نشہ بن بیوش ہونے دو باورہ پیر کہ نمایاں ہوئے آثار قیامت سر دست
شور محشر ہوئے کانوں کو بھر کی آواز بن گئی دل کو چھری مرغ سحر کی آواز	
خواب راحت سے کھلی آنکھ جو ہنگام سحر بستر خواب میں اٹھ کھل گیا مسدیر	جلوہ گر تخت فلک پر ہوا شاہ خاوار سائے وہ بھی عجب حال سے بیٹھے اگر
نشے میں چور سے ہوش رہا کے باعث سر نہ اٹھتا تھا نور اشرف دیا کے باعث	

اُس طرف نصرت بدستِ استغنی اعضا شکنی	اِس طرف چہرہ مسرت سے عقیقِ یمنی
اِس طرف شرم و جیاہیِ نظر کم سخن	اِس طرف دلیں خوشی بپہنچتی ہر زنی
جو میلے خوبا نکالے کوئی حسرت نہ رہی	رنجِ فرقت کی مقدر سے شکایت نہ رہی
پھر جو منظور ہوا آپ کو طہا ہر کرنا	عسل کے واسطے حمام کو قصد نہ گیا
سائے اُسکے نمائے سے یہ مطلب تھا مرا	صاف ہو صورتِ اصلی نہ رہے کچھ پروا
مجھ کو پہچان کے وہ شوقِ پشیمان ہو جا	جو صلہ پھر نہ رہے تابعِ فرمان ہو جا
انقرضِ غسل کی جس وقت کہ نوبت آئی	جسمِ شفاف ہوا چہرے پر رنگت آئی
اُس پر یرو کو نظر جب مری صورت آئی	رنگِ نق ہو گیا پوش اڑ گئے چہر آئی
وجہ تنبیہ ہوا رعب ہمارا اُسکو	جز اطاعت نہ رہا پھر کوئی چارہ اُسکو
شفعل ہو کے گرا پاؤں پہ بھولا لگ تاز	ایسے مغرور کو مطلق نہ باحسن پہ ناز
اشکِ نکھوٹِ سردانِ شمعِ صفتِ دین گداز	جوڑ کر ہاتھ کہا غفوکا دامنِ ہر دراز
واہ کیا بات تمھاری تمھیں پہچان گئے	ایک ہو ایک ہو تم جان گئے جان گئے
بخشد و بہر خد اہو گی نہ اب ایسی خطا	کہا میں نے کسی نادان کو فقرہ یہ سننا

اب یقین تیری کسی بات کا جکونہ رہا	کہا ہم جھوٹ نہیں بولتے لاجول ولا
تیری جاہت کی قسم تیری وفا کی سوگند	اپنے غم کے کی قسم اپنی ادا کی سوگند
مُسکرایا جو میں بیباختہ شکر یہ قسم	کہا سچ کہتے ہیں واقف ہر خدا عالم
قول بدلے تو قلم ہو یہ زبان مثل شلم	شک اگر ہو تو ابھی چلکے اٹھا لو میں علم
ہا نہ پر سورہ جن سورہ رحمان کھدو	لاؤ لاؤ مرے سر پر ابھی قرآن کھدو
شریف مرتبہ حضرت حوالی قسم	دامن طیبہ مادر عیسیٰ کی قسم
یا کد امانی بلقیس وزیرینا کی قسم	سب سے بڑھ کر ہر بہین فاطمہ ہر کی قسم
بانوے سید مظلوم کی عصمت کی قسم	حضرت زینب و کثرت کی عفت کی قسم
علم جعفر تیار کی سوگند ہمیں	شان عباس علیہ السلام کی سوگند ہمیں
تربت جند کوار کی سوگند ہمیں	روضہ امجد مختار کی سوگند ہمیں
لوش عصیان سے بچاؤنگے برابر دین	کنوین میں ڈوب مرین جو جو بھی تردا
ایسی قسم سوچ مرے دلو ہو اٹھائیں	کہا میں نے کس اس بات تک مجھے زنا نہیں
گئی دشت دل بقیانے پائی تسکین	بھرو ہی باغ وہی پھول وہی میں گلچین

<p>بخت اسی طرح سے بیگانے بیگانے کے پھر دن مرے جیسے پھر سارے دن کے پھر</p>	
<p>نئے انداز کا دوسوخت سنایا صفدر عشق بزمی کا عجب رنگ جایا صفدر</p>	<p>جلوہ حسن سخن خوب دکھایا صفدر دل غشاق کو دیوانہ بنایا صفدر</p>
<p>ہر جو نفہم اُسے ذائقہ کیسا اٹھیکا صاحب نفہم کو البتہ مزا اٹھیکا</p>	
<p>قطعہ تاریخ نتیجہ طبع وفاد جناب فشتی امیر احمد صاحب شاد حضرت مصنف</p>	
<p>آج کل طبع شیخ صفدر نے سر بنا تو ہوا ایسے فقیر</p>	<p>کی جو موزون حکایت شیریں نام رکھا شکایت شیریں</p>
<p>قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شیخ امیر احمد صاحب تسلیم لکھنوی</p>	
<p>زہے فکر بلند رشک سبحان شرافت مفتخر از گوہر اُد بہ لطف و خلق در آفاق نامی جنابش قبلہ ہمت بلند ان چو استادان بہ موزونی فسانہ بہ تکلیف اجا طبع کامل بہ اندک مدت آن نظم گرامی</p>	<p>رئیس نامور صفدر علی خان امارت خانہ زاد چاکر اُو چو اجداد خود از اقران گرامی در شش امید گاہ مستمند ان بہ نظم و نثر ممتاز ز زبانی سودا سوخت گوی گشت مائل ز فکر شش یافتہ حسن تمامی</p>

<p> بختی شهرت انگیز جان شد بجان شتاق شد هر کس که شنید خطش مانند خط گلزاران سوادش موج دودش کافور نقاب از رو معنی چون کشادم طلم آرزویش نظر شد نزاکت یافتیم شوخی هم آغوش نمایان از بیان نازک خیال لغات متاع الفاظ و معانی درین بیابانی شوق جمالش نوشتیم مصرعی تسلیم به دست پسند خاطر پیر و جوان شد بطرز خواب آخر طبع گردید طرب بخش دل ریحان نگار بیافش جلوه بخش عارفان تنهارا مبارکباد دادم من از دل دل زجیت بنیخشد بلاغت با فصاحت دشمن با دشمن تصدق بر ادا بندی زلال خبر داند از غیب اللسانی خیال آمد به تاریخ سالش مقفی شکوه پیر حمی دست </p>	<p> بختی شهرت انگیز جان شد بجان شتاق شد هر کس که شنید خطش مانند خط گلزاران سوادش موج دودش کافور نقاب از رو معنی چون کشادم طلم آرزویش نظر شد نزاکت یافتیم شوخی هم آغوش نمایان از بیان نازک خیال لغات متاع الفاظ و معانی درین بیابانی شوق جمالش نوشتیم مصرعی تسلیم به دست </p>
---	--



بسم اللہ الرحمن الرحیم



یار ب مرا ریاض طبیعت نہال ہو	زنگ بہار زہن رسا بہتال ہو
جو گل کھیلے وہ غازہ روے جمال ہو	سنبھل بڑھے تو طرہ تاج کمال ہو

یکتا ہو زنگ و بو میں ریاض سخن مرا	
پھولے پھلے بہار و خزان میں چین مرا	

جاری ہیں قیرے فیض کے چشمہ ہزارا	ابر کرم سے گل کو عطار نگ و ہو کیا
قمری کو نغمہ لبلیں شہید اکو زمر ما	پروانے کو جو سوڑ دیا شمع کو فضا

بخشا فروغ ماہ کو تنویر ہمسر کو	
وسعت ملی زمین کو بلندی سپہر کو	

پروردگار دے وہ طبیعت سا مجھے	قدسی کلام سنکے کہیں مرجا مجھے
بحر محیط علم سے کراشنا مجھے	مضمون عطا ہوں شل درجے بجا مجھے

شہرہ ہو میری نظم فصاحت نظام کا چرچا ہو خاص و عام میں حسن کلام کا	
ہر شہرے لفظ ہو ہر لفظ انتخاب معنی دکھائیں جلوہ متاب آفتاب	ہر شبہ ہمیشہ ہو ہر بیت لاجواب ہندش میں صاف سدا گہر ہو آفتاب
مضمون ہر ایک تاج سرافخا رہو جو حرف نکلے کلاک سے وہ یادگار ہو	
درگاہ حق میں تیری دعا ہو گئی قبول مداحوں میں نام زمزم کے ہوا شمول	آواز غیب آئی کہ صفدر نمونہ مطلب برآیاد کی تمنا ہوئی حصول
وقف نہ کر غنا کیت قلم اٹھا وہ سامنے ہر منزل مقصد قدم اٹھا	
دریا سے بڑھکے میری طبیعت ہوئی روان اے غنایب نطق یہ ہر وقت امتحان	شکر بدایب ہوا دل میں شادمان دل مضطرب ہر شوق سے کئی نہیں بان
اہل سخن کو زور طبیعت دکھا آج نغمے نئے ترانہ رنگین سنا دے آج	
بزم غزائیں رنگ بہار چین دکھا عرش برین پہ قدسیوں کے انجمن دکھا	اے نخل بند طبع ریاض سخن دکھا اے طائر خیال پری کا چلن دکھا
اے یکہ تازہ فکر بسرعت روانہ ہو	

	ای شہسوار ذہن و چہرہ زمانہ ہو	
سرورِ ریاضِ خلد برین ہر علم مرا ہستی کے انجمن میں غنیمت ہر دم مرا		فرمانِ رواے ملک سخن ہر قسم مرا روشن ہر شل نہیر اعظم حشم مرا
	مانند شمعِ رونی بزمِ جان ہو نہیں طرزِ بیان میں پیشرو نکا نشان ہو نہیں	
رشتکِ عروسِ باغ ہر حسنِ زبان مرا شاخِ نہالِ سدہ پہ ہر اشیان مرا		بلبل کے زخمِ سوہی بیان مرا مکمل نہیں نظیرِ آسان مرا
	میں آپا ملکِ نظم میں اپنا مثال ہوں مانند ہر روزِ جزا لازوال ہوں	
فرمانِ رواے شعر ہوں سلطانِ نظم ہوں روزِ ازل سے شیرِ نیتانِ نظم ہوں		باغِ جہان میں بلبلِ پستانِ نظم ہوں روحِ کلامِ قلبِ سخن جانِ نظم ہوں
	روشن ہر شلِ شمس و قمرِ مرتبہ مرا پہونچا ہر شرق و غربِ ملکِ بدبہ مرا	
لائے میں رنگِ جامِ گل میں شمیم ہوں دشتِ ختن میں مشکِ بین میں دیم ہوں		گلزار میں بہارِ چمن میں نسیم ہوں معدن میں لعلِ بحر میں درِ نسیم ہوں
	یہ سب اثر ہر رحمت پر در و کار کا کیا نطق کیا بیان ہر اس خاکسار کا	

بس از زبان شیر کو تعلق نہیں روا راہی ہر ایک روز سوئے عالم بقا	کیا اصل کیا وجود ہر اک مشت خاک کا آواز غیب آئی ہر ہر دم فنا فنا
جانا ہر ایسی راہ کہ جس کا نشان نہیں منزل نہیں مقام نہیں کاروان نہیں	
ملک عدم کا قافلہ ہر دم روانہ ہے دنیا سے بے بقا کا عجب کارخانہ ہے	ہر دیجات تیرا جل کا نشانہ ہے پیش نظر جو آج ہر کل وہ فنا نہ ہے
آفاق میں اجل سے کسی کو منفر نہیں آبادہ رحیل ہیں لیکن خبر نہیں	
یہ دہر بے ثبات نہیں قابل قیام وہ کام کر زمانے میں رہا جس سے نام	اندیشے کی جگہ یہ ہر عبرت کا مقام پھر کیا کریگا موت کا جب آگیا پیام
ہنگام نزع صدائے فرقت اٹھائیگا اعمال کے سوانہ کوئی ساتھ جائیگا	
کیا حال ہوگا روح کا ہنگام انتقال اندیشہ عذاب گناہوں کا انفعال	رنج عیال فرقت اجاب کا ملال بعد فنا لحد میں نیکرین کے سوال
کنج مزار میں بھی نہ آرام پائیگی زیر زمین مصیبتیں کیا کیا اٹھائیگی	
وہ چھوڑنا جہان کا وہ تکلیف جانگزی	وہ اضطراب قلب وہ حسرت وہ مکیسی

وہ خوف باز پرس وہ وحشت جواب کی	وہ یاس وہ ہراس وہ عبرت وہ بے بسی
ہم نہیں رفیق نہیں آشنا نہیں	دان کو کی دستگیر سدا سے خدا نہیں
اکدم کی زینست پر عبث اتنا غور ہے	اک روز سب کو چھوڑ کے جانا غور ہے
دار فنا سے ملک بقا کتنی دور ہے	جو دور سمجھے فہم کا اُسکے قصور ہے
کتاب ہے روز ہا تلف غیبی فنا فنا	ایسا کنان منزل ہستی فنا فنا
کیا کیا دورنگی چمن روزگار ہے	فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہے
بزم جہان میں شادی و غم بھگتا رہے	عبرت کی جا یہ ہستی ناپائیدار ہے
اندیشہ خزان ہے تو نطفہ بہار کیا	اس چلتی پھرتی چھاؤں کا ہر اعتبار کیا
فانی میں سب قیام کسی کو بیان نہیں	جو صاحب علم تھے اب اس کا نشان نہیں
دستِ قضا سے شاہ و گدا کو امان نہیں	وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزان نہیں
جو آج سرفراز ہو کل پائمالی ہے	جسکو کمال ہے اُسے اک دن زوال ہے
غرم سفر ہے یاس نہیں راہِ آہ	منزل کڑی ہے دوش پہ بارگناہ آہ
افراطِ معصیت سے ہر نامہ سیاہ آہ	لیکن عبث ہے حسرت و فسوس و آہ آہ

	پیش خدا وسیلہ ہیں نچستن کا ہر روبو جزا و ریہ حسین و حسن کا ہر	
کیا خوف ہو کہ شافع محشر ہیں مصطفیٰ محشر میں ہو گا سایہ دامن قبول کا	حلال مشکلات دو عالم ہیں مرتضا پشت و پناہ امت عاصی ہیں مجتبا	
	کیا کیا قلع اٹھائے شبہ مشرقین نے دی جان بہر بخش امت حسین نے	
کیا جانے کوئی منصب اعلا حسین کا از فرش تا بعرش ہر جلو حسین کا	پیش خدا بلند ہر رتبا حسین کا کافی ہر عاصیوں کو وسیلا حسین کا	
	سردیکے اسکی راہ میں سردار ہو گئے سرکار زو ابجلال کے مختار ہو گئے	
برج شرف کے نیر اعظم حسین ہیں رونق فراے کعبہ و زمزم حسین ہیں	مسند نشین بزم دو عالم حسین ہیں درگاہ کبریا میں معظم حسین ہیں	
	ممکن نہیں کہ وصف تہہ دوسر لکھوں اب سرگذشت معسر کہ کر بلا لکھوں	
جب آسمان پہ جلوہ نور بر سر ہوا تخت خلک پہ مہر میں جلوہ گر ہوا	پنہاں ہوئے نجوم روانہ قمر ہوا شورش آدھر صلوٰۃ کا نعرہ ادھر ہوا	
	سب نے حضور قلب سے ذکر خدا کیا	

	یعنی فریضہ سحری کو ادا کیا	
وہ صبح کا ٹھور دہسیران پرفضا وہ شاخ گل پہ نغمہ مرغان خوشنوا	وہ یاد کسریا میں درختوں کا جھومنا وہ سبزہ زار وہ گل خود در دہزار ہوا	
	مہکا ہوا اتحاد امن صحرا نسیم سے میدان تھا رشک غنبر سارا نسیم سے	
جلوے عجیب تھے چمن روزگار کے نغمے تھے قمریوں کے ترانے ہزار کے	جو بن نئے نئے تھے عروس بہار کے کیا کیا تھے رنگ قدرت پروردگار کے	
	مست مے نشاط جوانان باغ تھے بوسے گل دشمن سے معطر دماغ تھے	
سوج نسیم صبح میں پھولوں کی وہ مہک وہ لالہ زار سبزہ صحرا کی وہ لہک	عکس شعاع ہر شے شبنم کی وہ جھلک کوئی کی کو کس بلبل شیدا کی وہ چپک	
	وہ بھولا شفیق کا وہ جو بن بہار کا انقشہ کھنچا تھا صنعت پروردگار کا	
پھولے تھے دشت میں گل خود در چمن چمن خچون میں وہ مہک کہ خدا نافہ ختن	گلزار و لالہ نرگس و نسیم و نشتر تھی شاخ گل پہ بلبل خوش بچہ نعرہ زن	
	ہر باغ میں بہار ریاض جنان کی تھی پر گلشن حسین میں آمد خزان کی تھی	

آبادہ جہاد ہوا و شکر خدا	ناگاہ آئی ہاتھ غیبی کی یہ صبرا
کھائی ہوا سے سرد تو خوش ہو گئے یہ کہا	سُکری ہوئے سوار ہوا نان بہ لقا
غم کیوں نہ دور ہو دل عرفان شہت سے	
بھوکے ہوا کے آتے ہیں باغ بہشت سے	
چہرے جگہ صولت شیر خدا عیان	جرات میں شک سام و زبیاں تھیں چوں
نیرے تھے سب کے ہاتھ نہیں مانند کمان	ترکشن کر میں برین زرہ و و شہر کمان
یوں دبدم تہ تی تھیں تیغین بنام میں	
جس طرح اضطراب ہوا ہی کو دم میں	
بولی زبان تیغ کہ آیا ہر وقت ضرب	آئی جو زر مگاہ سے آواز کوس حرب
شوق و غامین کوئی نہ تھا غازیوں کو کرب	گھوڑے کی طرح نہ دہلا تھے شرق و غرب
مست شراب شوق شہادت کمال تھے	
بہرے خوشی سے صورت یا قوت لال تھے	
نور شہید کا پنا تھا فلک تھر تھراتے تھے	گھوڑے اٹھا اٹھا کے جو شیر ملا تے تھے
اعداء پر ضرب تیغ کے سکے بھجواتے تھے	شان و شکوہ و شوکت جرات دکھاتے تھے
عمر ابد سے مرتبہ مرگ فوق تھا	
جنت کا شوق چشمہ کو شرکا ذوق تھا	
ہم سے کریں گے اہل ستم کیا برابری	تلواریں تول تول کے کتے تھے شب جری

وہ تاج نرید ہین ہم فوج حیدری	ترک فلک کو جسے نہیں تاب ہمسری
بیجا یہ زغم ہین سپہ نابکار کے	جو سہر نہیں کھلے ہین ابھی ذوالفقار کے
یہ بھوک اور یہ پیاس ہمارا شعار ہے	فاقہ نہیں ہے نعمت پروردگار ہے
سرد چین کی بے ثمری سے ہمار ہے	رخت حیات پیر ہین مستعار ہے
سربھی کٹے تو فرق نہ آئے حواس ہین	کیا خوشنما ہے یاد خدا بھوک پیاس ہین
فاتے ہین تشنگی ہین ٹینگے سپاہ سے	ہین سیر ذکر آشتدان لا الہ سے
سیراب ہو چکے ہین مے عشق شاہ سے	قرب خدا ملیگا اسی بارگاہ سے
کیونکر جدا ہون ہم شہ بیکیں کے ساتھ سے	پیتے ہین جام ساقی کو شرکے ہاتھ سے
جعفر تھے حرباً قرب ہین جعفر کے یادگار	شان محمدی تھی محمد سے آشکار
قاسم کے رچہ شادی کے سہر کی تھی ہمار	اکبر تھے ہم شجیہ رسول فلک وقار
تھکا یہ نشان علیؑ ولی کے نشان کا	لہرار ہا تھا سر پہ پھر برا نشان کا
عباس نامور کا رہے رعب احتشام	ہلچل تھی فوج شام ملین لڑائی خاص نام
کہتے تھے کسں باج ہو شکر شہ انام	دیکر نشان بلند کیا غازیونین نام

	فوج خدا کے آج علمدار ہونگے ہم شانے گنا کے جعفر طیار ہونگے ہم	
اکبر کا وہ شباب جوانی کی وہ تنگ چہرہ دفر شوق شہادت سے سرخ رنگ	بازو میں در لب پہ منسجی لمین شوق جنگ قوت میں شیر دشت و غار و درین سنگ	
	جلوہ تھا گیسو و نمین رخ لا جواب کا لابرج سنبہ میں خور آفتاب کا	
قاسم کا وہ جمال وہ گیسو شکبار سینے پہ پرتو در و دندان تھا آشکار	وہ حسن بیتال وہ رخسار تابدار جس طرح سے موزیب گلو موتیوں کا ہار	
	رخسار پر جو خال قضا را چمک گیا پہلو میں آفتاب کے تارا چمک گیا	
آبادہ قتال تھے زینب کے نونہال وہ سن وہ دل وہ حوصلہ وہ عجب جلال	جرات میں لا جواب شجاعت میں بیتال تلوار میں کھینچ کھینچ کتے تھے نرسال	
	جانبا زیاں کھائے گئے گو بھو پیاسے میں فدیہ حسین کے میں علی کے نواسے میں	
حاضر تھے در بہب یہ گل گلشن سبب نشریف لائیمہ عصمت سے یوں خواب	تھا انتظار آمد شاہِ فلک رکاب نکلے خیام خنج سے جس طرح آفتاب	
	آئے جو آپ حیدر صغیر کی شان سے	

	نور شید نے سلام کیا آسمان سے	
صفت بستہ جو کھڑے تھے نقیان خوشنوا	اسلم کو خمیدہ ہوئے صورت ہلال	بولا قدم کو چوم کے اقبال لازوال
	خلاق کائنات کا فضل و کرم رہے انصرت ہو ہم کاب طفہ ہم مقدم رہے	
وان ابن سعد فوج کا لیتا تھا جائزہ	سرگرم اہتمام تھا وہ بانی جفا	بکھر افسران فوج ستمگر سے یہ کہا
	فرصت ملی نہ فاطمہ کے نور عین کو خاطر نیرید کی ہر تومار و حشین کو	
تلوارین کھینچ کھینچکے بولے وہ شقیہ	خنجر سے آج کاٹین گے شیر کا گلا	مشہور ہر شجاعت عباس با وفا
	کیا ذکر فوج شاہ مین برنا و پیر کا اصغر ملک بھی آج نشانہ ہر تیر کا	
یہ سنکے ابن سعد ہوا دلین شان	اسوار جوق جوق کیے نہر پردان	خود دہ شیر ہاتھ مین لیکر بڑھا کمان
	بکھر تو لگاے تیر یہ فوج شریلے طوفان اٹھایا بارش باران تیر نے	

فوج خدا میں تیسہ جو آئے ہزار ہا	مخرج ہو گئے رنق اس شہ ہر
سینہ کسی کا خانہ زبور نہ گیا	سیردن کسی کے جبہ روشن سے خون بہا
انجام کار عازم پیکار ہو گئے	
سب جان نثار جنگ پہ تیار ہو گئے	
جس وقت مستعد ہو غازی جہاد پر	برق غضب گری سہ اہل غناد پر
سرگرم تھے وہ فتنہ عالم فساد پر	آنکلی نطنہ عنایت رب العباد پر
انفرون میں مرتبے جوشہاد کے ٹنگے	
آنکھوں کے سامنے در فردوس کھل گئے	
ہر اک کے دل میں گلشن جنت کی تھی اُمنگ	فوج شہم سے آئی جو آواز طبل جنگ
چہرے ہوئے دفر شجاعت سرخ رنگ	کہتے تھے اب دغا میں مناسب نہیں رنگ
کثرت پہ ظالموں کو نہایت غرور ہی	
چلکر سپاہ شام سے ٹرنا ضرور ہی	
انقص ہو کے شاد سے رخصت رفتی یار	شیرانہ معرکے میں گئے بہر کارزار
فوج شہم سے ٹرنا تھا ایک ایک جان نثار	دس دس ہزار گرتے تھے اسپر شہم شمار
اس درجہ مجمع سپہ بد خصال تھا	
ایک خیال کا بھی گذرنا محال تھا	
پہونچا غبار دشت جو تاج آسمان	پیش نگاہ سد سکندہ ہوئی عیان

تاریک مثل پرودہ ظلمت ہوا جہان	انصاف انہار پر کھا شب تار کا لگان
دشت بے درو صحن قیامت سے کم نہ تھا	ینا سے چرخ شیشہ ساعت سے کم نہ تھا
اُس گردین امام زمین کے رفیق دیار	مانند مہر و ماہ درخشان تھے بار بار
اسطرح جلوہ گر تھے زمین پر وہ نامدار	جس طرح آسمان پہ ستارے ہوں آشکار
آلودہ تھے نہ چہرہ گلگون غبار میں	محضر لکھا تھا خون کا خط غبار میں
ہر گام پر تھی برق سمند کی جست و خیز	مثل زبان شعلہ آتش بھی تیغ تیز
خبر شرفشان تھے شاہین بھین برق زبر	صحرا سے زم نگاہ تھا میداں رستخیز
بچنے بہارِ دے زمین پر تھے بل گئے	اُس نہ طبق سے ہفت طبق جا کے مل گئے
دریا خون کا دشت و غامین ہوا یہ جوش	پچھلی کی طرح تیرتے پھرتے تھے دوج جوش
بسمل کی ہچکیوں کا اٹھا ہر طرف خروش	مثل نشانہ اُڑتے تھے اہل ستم کے ہوش
طاری تھا رعب فوج خدا ز زم گاہ میں	ہلچل تھی اُنکے ہاتھ سے ساری سپاہ میں
آتی تھی ذرے ذرے سے آوازِ الامان	کتنا تھا قطرہ قطرہ کہ طوفان ہوا عیان
ہر نجم فلک پہ تھے صفت چشم خون نشان	ساکن تھا مثل قطب تھیرے آسمان

روز و غاموٹہ روز شمار تھا اعداسے دین پہ تہر خدا آشکار تھا	
بد نظر تھا غازیون کو خلد کا سفر ان سب کا دل میں فاطمہ کے نگینا تھا	جاتے تھے فوج فوج جہنم کو اہل شر فوج یزید کو بھی تناسے مال دزر
کیا کیا لڑے جہاد میں کیا کام کر گئے کون د مکان میں شتر تک نام کر گئے	
اعداد پہ حلقہ در ہوسے مانند شیر مست دام اجل میں ہو گئے پابند حق پرست	ہر چند ایک ایک نے لشکر کو دی شکست عبرت کی جا ہی سستی فانی کا بندوبست
گلزار فاطمہ پہ خزان رن میں آگئی کیا بیکسی حسین کے لشکر پہ چھا گئی	
بکھر مسلم غریب کے دلبر ہوسے شہید شادی کی صبح قاسم مصطر ہو شہید	حر مر گئے تو شاہ کے یاد رہے شہید زینب کے دونوں ماہ منور ہو شہید
عباس ابن ساقی کو شہر بھی مر گئے اکبر بھی مر گئے علی اصغر بھی مر گئے	
آئی خزان ریاض رسالت پناہ میں عالم سیاہ تھا شہ دین کی نگاہ میں	باقی رہا نہ طفل تلک فوج شاہ میں بس لڑے تھے خاک پہ بے تعلق گاہ میں
ٹوٹے ہوئے تھے بھول چن میں پڑے ہوئے	

شیر شل سرد تھے انہیں کھڑے ہو	
اکبر کی لاش کو کبھی چھاتی لگاتے تھے قاسم کو دیکھ کر کبھی آنسو بہاتے تھے	عباس نامدار کبھی یاد آتے تھے اصغر کی جھوٹی سی کبھی تربت بناتے تھے
بھائی کے قتل ہونے کا صدمہ کمال تھا فرزند کے فراق میں جینا محال تھا	
رخصت کو آئے نیمہ میں پھر شاہ بحر و بر دنیا سے بے ثبات سے اب ہم را سفر	فرمایا اہل بیت کو حسرت سے دیکھ کر تم سب عنایت احدی پر رکھو نظر
اب اہل بیت سے نہ تجھے گھر سے کام ہے پیا سے گلے کو برش خنجر سے کام ہے	
یہ سنے اہل بیت تو رو دتے تھے زار زار کیا فائدہ فغان سے کرو صبر اختیار	سمجھاتے تھے ہر ایک کو شاہ فلک وقار لازم ہے وقت رنج و الم شکر کردگار
لو الوداع سے ہے رخصت حسین کی دنیا سے غریق ہے رحلت حسین کی	
یہ کہلے اہل بیت سے رخصت ہوا ام کس شان سے سوار ہو شاہ نشہ کام	حاضر تھا در پہ نیمے کے سپ سب کجام میکال و جبریل تھے سہ گرم تہام
برج شرف سے رن کو سواری روان گو یا چمن سے باد بہاری روان ہوئی	

کس طعراق سے فرس باد پا چلا	استانہ نخل باد صبا جھوٹا چلا
حسن خرام ناز دکھانا ہوا چلا	مانند راہوار شبہ لاف چلا
بڑھکر سبکدلی مین نسیم سحر سے تھا	دو چار گام آکے یہ بیک نظر سے تھا
یکنا دلا جواب تھا راہوار بیتال	گلگون نزار دھور شمالی پری جمال
عالی و مانع زہرہ جبین غبرین اہل	انازک مزاج تیز طبیعت ملک خصال
چہرہ عروس نوکا سرا پا تھا نور کا	پچھل بل پر روشنی جھکڑا تھا اور کا
گیتی نور دبا دیہ پیا صبا شتاب	میتاب بیقرار سبکدلی نور کا ب
تیزی مین باد تند روانی مین موج آب	لاکھون مین بے نظیر نزار زمین انتخاب
نخل براق یہ ہمہ تن بے شمال ہر	بالا ردی مین رہبر بیک خیال ہر
ابسا بلند حوصلہ دکھا نہیں فرس	اڑ جائے آسمان سے جو رکب کھے نہ بس
اُسکی رکاب تک جو کسی کو ہود سترس	بانی رہے نہ سیردو عالم کی پھر ہو بس
میتاب تھا وہ برق جہا تاب کی طرح	مضطر تھا بیقرار تھا سیلاب کی طرح
سرعت مین برق جست مین بیک نظارہ تھا	شعلہ زمین پر تھا فلک پر ستارہ تھا

آتش تھا صاعقہ تھا ہوا تھا شرارہ تھا	زہرہ جمال تھر تھا ماہ پارہ تھا
آیا صفت نبردین اس زرق برق سے	جسطح آفتاب نمایاں ہو شرق سے
پہنچے جو زرمگاہ میں شاہ فلک مقام	چار و نظرت تھا فوج شکر کا ازوہام
اعدادین سے آپ نے فرمائے یہ کلام	منصف ہوا اپنے دلیمن درا اگر گروہ شام
تم جسکے کلمہ گو ہو میں اسکا نواسا ہوں	سمان ہوں غریب بن بھوکا ہو نیا سا ہوں
آگے مرے شہید ہو سب رفیق و یار	باقی رہے نہ اکبر و عباس دیوتار
مرنے کی آرزو ہر شہادت کا انتظار	ہو جلد راہ خالق اکبر میں سرشار
کچھ اور مدعا نہیں حجت تمام کی	اب مانویا نہ مانو نصیحت امام کی
سنگریہ گفتگو پس سعد نے کہا	ہم خوب جانتے ہیں جو رتبہ ہو آپ کا
لیکن قبول ہوگی نہ اب کوئی التجا	حاکم کے دشمنوں پہ نہ رحم نہیں دا
بہتر یہی ہو کیجیے بیعت یرید کی	لازم ہو ہر بشر پہ اطاعت یرید کی
جب یہ سنا خوش ہو شاہ نامدار	تلوارین کھینچ کھینچائے ستم شعار
حضرت بھی اسطرت ہو سرگرم کارزار	دیکھا نگاہ تھر سے پھر سو ذوالفقار

منیض دم سچ تھا چشم امام مین اکسار جان آگئی جسم حسام مین	
نکلی چمک کے میان سے اس جہاں سے	جیسے عروس نوکل آئے حجاب سے
یا برق شعلہ نوٹھی کہ نکلی سحاب سے	یا ہو گئی شعاع جدا آفتاب سے
کس بل دکھائے فوج کو چمکی رُکی چلی گھونگٹ اُٹ کے ناز و آدا پیری چلی	
آبادہ و غا ہدی مصمام حیدری	جلوہ نہا تھی چار طرف نشان قیفری
ضو مین قمر فروغ مین خورشید خاوری	صورت مین جو رخ مین ملک ناز مین پری
چلنے مین شعلہ بار بھی تھی ابدار بھی باد سموم بھی تھی نسیم ہمار بھی	
خیم دم مین لا جواب تھی کس بل مین بتیا	آتش مزاج شعلہ نشان صاعقہ خصل
سفاک وقت جنگ سر افکن دم جہاں	پیغام مرگ حکم قضا تہر ذرا بحلال
پنہاں کبھی نظر سے کبھی آشکار تھی آلو ار کیا تھی قدرت پروردگار تھی	
چلتی تھی رن مین چار طرف تیغ و زور ہاں	ہر سمت شعلہ ریز تھی ہر سو شرفشان
زیر زمین گئی کبھی بالائے آسمان	ارض و سما سے آتی تھی آواز الامان
دہشت سے وحش و طیر بیا بان چھپ کر	

	سببت سے جا کے شیر پستان میں چھپ رہا	
آیا پیام مرگ جدھر رن میں آگئی	بیدم ہوا جسے جھٹک اپنی دکھا گئی	
ہستی سے نقش کفر و ضلالت مٹا گئی	طوفان اٹھا ہر خون کے دریا بہا گئی	
	آدہ جدال تھی گرم قتال تھی	
	گو یا نمونہ غضب زور الجلال تھی	
چم خم دکھا رہی تھی عجب ٹکٹے منگ سے	جلوہ نما تھی ایک پری لاکو رنگ سے	
کھینچ کھینچے جان لیتی تھی کس کس انگ سے	آتی تھی آفرین کی صدا طبل جنگ سے	
	کس کرد فر سے فوج پہ جاتی تھی بار بار	
	سفا کیا ان غضب کی دکھاتی تھی بار بار	
جہکی تو مثل برق چمکتی چلی گئی	بھکی تو مثل شاخ بچکتی چلی گئی	
مہکی تو مثل غنچہ مہکتی چلی گئی	بھڑکی تو مثل شعلہ بھڑکتی چلی گئی	
	اُس تیغ ابدار کا جس جا گزر ہوا	
	اک ضرب میں زمانہ اودھڑا دھڑ ہوا	
گرم دغا تھی مستعد کا رزار تھی	سیما ب دار مضطرب و بیتقرار تھی	
سرکش تھی سرفراز تھی عالی وقار تھی	نصرت تھی دم کے ساتھ ظفر ہیکلار تھی	
	سجھ نہی تھی قطع نہی بانگیں نیا	
	دم خم نیا تھا چال نہی تھی چلن نیا	

تاگن کی طرح فوج پہ لہرا کے پھر گئی	اٹکھیلیاں نئی نئی دکھلا کے پھر گئی
دریا خونیں لاکھوں نہلا کے پھر گئی	دل میں شالہ ہم دگمان کے پھر گئی
کھینچنے کا اشتیاق تھا چلنے کا شوق تھا چورنگ کی پس بھی صفائی کا ذوق تھا	
چمکی بڑھی رُکی ادھر آئی ادھر چلی	ہلچل پڑی سپاہ عدو میں جدھر چلی
جس صف پہ جس پر پہ چلی بھٹیسہ چلی	خون نیرائی خون کئے خون میں تر چلی
آیا جو سامنے وہ عدم کو روانہ تھا یہ جان لے رہی تھی قضا کا بہانہ تھا	
سجے اگر وہ آئی تو زن سے نکل گئی	روئیں تنوکی روح بدن سے نکل گئی
زخمون کے گل کھلا کے وہ رن سے نکل گئی	باد بہار تھی کہ چمن سے نکل گئی
چلنے میں دونوں باکون وہ سفاک کشتی تھی تھی ابرو بہار جھما جھم برستی تھی	
وہ تیغ اور وہ دست امامِ فلکِ قار	لاشوں سے کوسوں پاٹ دیا دشت کا زار
ہلچل تھی زرنہ تھا قیامت تھی آشکار	ناگاہ الامان کی ہوئی ہر طرف پکار
اک شور تھا کہ شافع محشر کا واسطہ اتر شہدہ کام ساتی کو شر کا واسطہ	
آئی نند اسے غیب کہ اس فد یہ خدا	دودن کی بھوک پیاس میں چنگم جبا

اب ذوالفقار روک لو بس ہو چکی دغا	امتا کے بخشہ اینکا وعدہ کرو دغا
جس دم ہوا یہ حکم شہ نامدار کو	لبیک کہنے روک لیا ذوالفقار کو
رگتے ہی ذوالفقار پھرے ننگے نامان	ہسنگامہ نشور ہوا زیر آسمان
پھر بہر کارزار ہوئی فوج کلین روان	پھر طبل جنگ بجائے پھر کھل گئے نشان
پھر ہر طرف سے سیکڑوں خونخوار آگئے	پھر مثل ابر تیرہ و تار یک جھاگئے
اتنا امام اور سنگر ہزار ہا	اک بے گناہ ظالم خود سہ ہزار ہا
اک نیچان کے واسطے خنجر ہزار ہا	اک دل نگا مستعد شد ہزار ہا
یہ ظلم و جور فاطمہ کے نور عین پر	ہرگز کسی کو جسم نہ آیا حسین پر
سرگرم قتل شاہ ہوئی فوج روم شاہ	لاکھوں جفا شعار تھے اور ایک تشنہ کام
چاروں طرف سے چلنے لگے نیزہ و حسام	مخرج ہو گیا ہمہ تن پیکر امام
تیر ستم گذر گئے بازو کو توڑ کر	توک ستمان نکل گئی پہلو کو توڑ کر
اک بانی ستم نے لگایا جبین یہ تیر	اُس زخم جاں سنان ہوا صد نہ کثرت
دہ تیر کھینچتے تھے امام فلک سریہ	ناگہ حرا
	سرے پار ہوا نیزہ شیر

	چہرے پہ اشک شمع کے مانند وصل ہے نزدیک تھا کہ ننھ سے کلیجہا نکل پڑے	
کیا سنگدل تھے وہ ستم ایجاد ہاے ہاے وہ تشنہ لب وہ خنجر فولاد ہاے ہاے	تیر و سنان لگاتے تھے جلا دہاے ہاے دل بند مصطفیٰ پہ یہ بیدار ہاے ہاے	
	لاکھوں میں ایک بیکس تنہا ہزار حریف وہ فاطمہ کے نازوں کا بالائے ہزار حریف	
ای حاضرین بزم اب آیا ہر وہ مقام نزدیک ہی سیاہ ہو کر زمین تمام	سننے ہی جسکو خاک آڑا کینے خاص عام نزدیک ہی کہ درہم درہم ہوں صحن عام	
	گھوڑے سے خاک و خونین شہنشاہ دین گرا تقدیل کعبہ گل ہوئی عرش برین گرا	
بیٹھا زمین پہ قبلہ آفاق قہسلہ رو تھی سب کو قتل سید بیکس کی آرزو	سردار فوج جمع ہوئے آکے چار سو لاکھوں سنان و خنجر و شمشیر اک گلو	
	اسلام ابن سعد شکر نے گھو دیا ایمان کا نام شمر لعین نے ڈبو دیا	
ناگاہ وقت عصر قیامت ہوئی بپا بہر جم نے دورانہ کیا غوث کبیر یا	خنجر کمر سے کھینچ کے شمر لعین بڑھا غیر زہد شیر حق کا گلا کاٹنے لگا	
	جنش ہوئی فلک کو زمین بھر بھرا گئی	

	آندھی سیاہ دشت مصیبت میں آگئی	
ہنگام نزع بخشش امت کی بھی دعا دنیاسے مہراج شرف کوچ کر گیا	خبر تھا خلق پاک پہ لب پر ہوا خدا القصد تن سے فرق ہمارک جدا ہوا	
	آئی صدا شہید امام زمن ہوا عالم میں آج خاتمہِ پنجستن ہوا	
دشتِ بلا میں کانپ ہی تھی ہر ایک لاش آتی تھی ہر طرف سے یہ آواز و خراش	لاشوں کی ابن سعد شمر کو بھی تلاش نزدیک تھا کہ کوہِ وزیرین ہو پاش پاش	
	سرورِ ریاض ختم رسالت مگوں ہوا ماتم سے رد سے چرخِ برین نیلگوں ہوا	
شیر خدا تھے مضطرب الحائلِ نوحہ گر بھائی کے رنج و غم میں جسن تھے برہنہ سر	تھے بقرارِ دستہ جگر سید البشر جاری تھے اشکِ فاطمہ کے روپاک پیر	
	صدہ تھکا، حساب شکایتِ ذرا نہ تھی جز شکر حق لکھ سے زبانِ آشنانہ تھی	
زینبِ قریب مرگ تھی کلثومِ بقرار پادِ پرینِ بانی سکینہ تھی اشکار	ماتم سے اہلیت کے محشر تھا آشکار سریشی تھی بانو سے شاہِ فلکِ قار	
	سینہ زلی سے چار طرف شور و شین تھا ارض و سما میں ماتم قتلِ حسین تھا	

نہنم سے اُسکیا رتھا چرخ برین ملک نعم سے جگر کیا با تھا مہر سبین ملک	نرط الم سے خاک بسر تھی زمین ملک سدرہ پہ پتھرا سے تھوڑی روح الامین ملک
لرزان تھا عرش گاؤ زمین تھوڑی تھی جن د ملک کے رونے کی آواز آتی تھی	
فوج شتمین بچتے تھے نقار بھٹھنہ تھی بسکہ ظالمون کو نکال دزر	دیتا تھا ایک دو ستر کو فتح کی خبر فارت کو آئے خیمہ عصمت میں اہل شہر
اسباب لوٹا آگ لگالی خیام میں اہل حرم کو قید کیا از وحام میں	
صفدر بس اب خموش کہ حد در کمال ہے بزم غزائین کثرت رنج و ملال ہے	شرح مصائب شہ والا محال ہے اہل دلا کو وجد محبوب کو حال ہے
خلاق کائنات سے اب ہے دعا ہی خواہش ہی مراد ہی التجا ہی	
جب تک کہ مہر دنی چرخ برین رہے جب تک رواج دین شہر سلین رہے	جب تک گلون سے زینت رک زمین رہے جب تک جہان میں بزم عم شاہ دین رہے
نواہید نادر کار تہہ دو چہند ہو اقبال مثل شہرہ تحسین بلند ہو	



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشان جسکے لاکھوں پہنچ دے نشان
وہی ہر عمل کی شئی تدبیر
علیہم خیر غریب علیہم
غنی کبیر عظیم جلیل
تجھے خود پسندی سزاوار
ہر بے انتہا بادشاہی تری
تری ذات ہر وجہ لاشریک
نہ آغاز نہ اور نہ انجام ہی
کسی کا تجھے خوف اصلا نہیں
یہ ہر غیر ممکن سدا سر محال

لکھوں حمد پروردگار جان
وہی بندہ پروردہی دستگیر
سمیع بغیر غفور الرحیم
حیث مجیب حقیق وکیل
ترا نام جبار و قہار ہی
تجھی کو ہر زبا خدائی تری
نہ کوئی ہو اہر ہو گا شریک
فنا سب میں باقی ترا نام ہی
کسی چیز کی تجھ کو پروا نہیں
ترے کنہ قدرت کو پہنچے خیال

ترے نور وحدت سے کیا کیا بنا	زمین آسمان کوہ و صحرا بس
عبان ہر ہر اک شرمین جلو اترا	کن آنکھوں سے دیکھوں تباہ شاترا
نہو کس طرح مغفرت کا بقیہ بن	ترے ذات ہر ارحم الراحمین
نہان قطرے قطرے میں پھر عیان	عیان درے درے پھر بے نشان
دو عالم کو اک دم میں پیدا کیا	تماشاے قدرت ہویدا کیا
نقطہ لفظ کن سے جان بنگیا	زمین بن گئی آسمان بن گیا
عبان صورت کھکشان ہو گئی	گلون سے زمین بوستان ہو گئی
نہ غور و تامل زیادہ کیا	وہی ہو گیا جو ارادہ کیا
اُسی سے بن گردش میں لپٹ نہا	اُسی کے ہن قدر کے جلو سے نہا
اُسی کی تجلی ہو دیکھو جان	عیان میں نہان ہر نہان میں عیا
ظور اُسکا ماہی سے ناماہ ہو	جدھر دیکھو اُسہی اُسہی ہو
اُسی کی ہر اک لب پہ ہر گفتگو	اُسی کی ہر اک دلیں ہر آرزو
اُسی سے درخشاں ہیں سس قر	اُسی سے نمایاں ہیں شام و سحر
اُسی سے ہر شرم کی نشو و نما	اُسی سے بقا ہر اُسی سے فنا
اُسی سے مناسب ہر امید و بیم	وہی منتقسم ہو وہی ہر کریم
وہ ہر شرمین ہر پھر نہیں ہو کہین	وہ سب کچھ ہو دیکھو تو پھر کچھ نہیں
اُسی نے بنائے ہیں جو ر و تصور	اُسی کا ہر ارض و سما میں ظور

نباتات و بحر و بر و ذی حیات	ہمسی کے مین پر تو اسی کے صفات
ملانگ بشر جن و غلمان و حور	نہین ہر کوئی اُسکی رحمت دور
ازل سے مین سب اُسکے در فقیر	غنی و گدا و صغیر و کبیر
سب اُسکے مین مخلوق خالق پر وہ	سب اُسکے مین مزدق باق پر وہ
سب اُسکے مین محتاج وہ بے نیاز	سب اُسکے مین بیکدہ بندہ نواز
ہر اول وہی اور آخر وہی	ہر باطن وہی اور ظاہر وہی
ہمیشہ رہی ہر رسیگی نمود	اُسی کو سزا و اجر ہر بہت و بود
وہ خالق وہ برزاق و کئے نوا	وہ مالک وہ مختار وہ بے نیاز
جہان مین عبث ہر نعم پیش و پس	ہر اندر مین اور باقی ہوس
و یا رتبہ اوج افلاک کو	کہا فرشتہ اس سطح خاک کو
خیا مر کو تاب اختر کو دی	ترپ برق کو آب گوہر کو دی
شفق کو دیا رخوائی لباس	فلک کو ملا آسمانی لباس
ہوئی زیب و زینت گلو کو عطا	ترائے ہوسے بلبلون کو عطا
کیا نر کو عالم مین حاجت و	جو اہر کو بخشا عجب مرتبہ
کسی کو کیا تاج شاہی عطا	کسی کو گدائی کا کاسہ ملا
سکندر ز ہوا مالک و بحر و ہر	سلیمان کو بخشا عجب کر و ہر
کسی کو جہان مین تو انگر کیا	کسی کو قناعت کا خلعت دیا

کسی کو کیا وصل جانے شاد	مقدر سے کوئی رہا نامراد
کسی کو دیا شوق ناز و ادا	کسی کو ملا ذوق مر و وفا
کسی کو دیا اسنے حسن و جمال	کسی کو تمنا سے لطف وصال
کسی کو نہیں وصل چون و چرا	وہ مالک ہے جو اسنے چاہا کیا
کوئی باہر ہر کوئی بے ہنر	مگر اسکی رحمت ہے ہر ایک پر
وہ چاہے تو قطرے کو دیا کرے	سمندر کو چاہے تو قطر کرے
بشر کو دیے گوش و چشم و دین	دہن سے کیے لاکھ پید آسین
بہار چمن ز نسبت انجمن	سخن ہر سخن ہر سخن
بیان مراتب انبیاء و ائمہ و اولیاء و علمائے	
ہدایت کو بھیجے بہت نبیا	جد آگاہ ہر اک کو رتبہ ملا
خلافت کا آدم کو منصب دیا	گر وہ ملائک سے سجدہ کیا
ملا طوق لعنت کا ابلیس کو	عنایت ہوا علم اور یس کو
ہوئی تدریج کی التجا استجاب	گنہگار و مشرک سے غرق آب
یہ تھا فضل پروردگار جلیل	ہوئی رشک گلزار نار جلیل
ملی چشم نو بہار یعقوب کو	عنایت کیا صبر ایوب کو
اگر خضر کو آب حیوان ملا	تو داؤد کو لوح و لکش دیا
دیا ماہ کفنان کو حسن و جمال	برہیا سلیمان کا جاہ و جلال

نظر آئے انوار رب کریم
 کہ تم کیلے مردوں کو زندہ کیا
 شفیع قیامت حبیب خدا
 ہوئے اُن سے پر نور ہفت آسمان
 گرے قصر کسریٰ کے سب کنگرے
 ہوئے بت پرست و منافق ہلاک
 شانام ہستی سے اصنام کا
 رہی جس جگہ حق پرستی رہی
 ملا کس پیر کو یہ اختصاص
 کہ جسے حق نے تاج شفاعت دیا
 بنا کس کا حلقہ لکھ لا مکان
 کیا اک اشاریے شوق القمر
 کہاں ہر کہاں ہر کہاں ہر کہاں
 امیر عرب شاہ مردان علی
 وہی ہن زمانے کے مشکلاشا
 کہ عصمت کا انبر ہوا خاتمہ
 یہی شغل تھا آپ کا عمر بھر

ہوئے طور سینا پہ موسیٰ کلیم
 سیجا کو بخشا عجیب معجزا
 محمد ہوئے خاتم الانبیاء
 ہوا اُن کے مقدم سے روشن جہاں
 ہوئے سرو فارس کے آشکدے
 ہوا دہر کفر و ضلالت سے پاک
 بجا عام نعتارہ اسلام کا
 نہ گھر مشرکوں کے نہ بستی رہی
 ازل سے ہوا کون مجو بیاض
 ہوئی کیسکو مہر نبوت عطا
 میسر ہوئی کیسکو سیر جنان
 یہ ادنیٰ ہوا عجز زخیر البشر
 کسی نے نہ سایے کا پایا نشان
 ہوئے آپ کے جانشین و وصی
 کہا حق نے زرد ولایت عطا
 ملین نہ وجہ نیست نبی فاطمہ
 رہیں محو یادِ حسنہ عمر بھر

عنایت کے حق نے دونوں عین	کہ ہر نام جنگا حسن اور حسین
خلف تھے کہ دو گو ہر بے بہا	شہادت کا دونوں کو رہتہ ملا
ہوے سلسلہ وار پھر تو امام	رہے دین و دنیا میں سب نیک نام
ہر اک رہنا سے زمانہ ہوا	ہر اک معرفت میں یگانہ ہوا
زہے شان اصحاب خیر الورا	کہ اوصاف میں جنگے بے انتہا
ہزاروں ہوے اولیا کرام	بہت آنسے جاری رہا فیض عام
کیے خلق ارباب علم و فہم	ہوے عالم دین و رکن رکین
بہت اہل دل اور موجد ہو	بہت علم عرفان کے موجد ہو
بہت جام وحدت مدہوش تھے	غم دین و دنیا فراموش تھے
ہوا مختصر حال سب کا رستم	رہا سب پر خالق کا فضل و کرم
مگر چشم انصاف سے دیکھے	وہ کیسا ہر جس نے یہ رتبے دیے
اسی سے منور ہیں و نون بہا	وہی ہر بیان اور وہی ہر دہان
اسی کا عیان ہر طرف نور ہے	مگر لاکھ پردوں میں مستور ہے
سوا سب سے ہی بد حجاب و لی	جان اٹھو گیا یہ حضوری ہولی
نہ جانے کسی وقت اُس کا خیال	اگر دل میں ہر اشتباہ وصال
ولا منزل دوست کیا دور ہے	کہ جو نیدہ یا بسند و مشور ہے
پرستش کے قابل نہیں ہر کوئی	وہی ہر وہی ہر وہی ہر وہی

بیان فصل بہار و فضاے سخن گلزارِ زمزمہ سنجی مرغان خوشنوا و
حمد و ثنائے خانی یکتا

نظر آئے حسن عروس بہار	پلا ساقیا ساغر مشکبار
بنارے مضامین کا گلستہ آج	شگفتہ بواہی خاطر خستہ آج
کھیلین لالہ و رنگ و نثرن	نگاہوں میں پھر جا رنگ چین
بہار طبیعت سے گلشن بنے	ورق آج گلچین کا دامن بنے
معانی بیان ہونے دھنگ سے	مضامین رقم ہون عجیب رنگ سے
شمس چمن لائے باد صبا	حیدران گلشن دکھائیں ادا
ہر اک غیرت گل ہو غنچہ دہن	مہیا ہو بزم عروس چمن
کٹے حوصلہ سر و شمشاد کا	بڑھے اوج طبع خدا داد کا
سینیں یہ مضامین تو گل پھول تیا	نوا سنجان بلبلین بھول جائیں
بک کر کہاں سے کہاں آگیا	آئی ہو اس بیخودی کا بُرا
ذرا دیکھو گلشن میں منع خدا	نہیں آدمی کو تعالیٰ روا
جہان میں اُسی کے ہیں نقش و نگا	گل و غنچہ دسرو وابر بہار
جدھر دیکھو ہر اک شگونہ بہا	تماشے ہیں گلشن میں بے انتہا
چمن میں شگفتہ ہوے گل ہزار	جہان میں وزان کی نسیم بہا
عطا کی تڑپ لب لبس نزار کو	دیا حسن گل کو خلش خار کو

اگر آنکھ فرگس کو حیران ملی	تو سنبل کو زلف پریشان ملی
کیا بلبلوں کو چکنا عطا	گل و یاسمن کو مکنا عطا
جو سبرے کو آسنے دیا خوابناز	تو سوسن کو بخشی زبان دراز
طے راستی سر و آزاد کو	دیافتہ محبوب شمشاد کو
اگر بوے گل کو طافت ملی	تو شاخ سمن کو نزاکت ملی
محافظ کیے برگ ادھر اور ادھر	کہ کچکے نہیں شاخ گل کی کمر
جو آب روان کو روانی ملی	تو سبرے کو پوشاک صافی ملی
اگرچہ دیے دل پہ لاکے داغ	اگر خار کے غم سے بخشا فراغ
جو غنچوں کو شوق تبسم دیا	تو بلبل کو صفت ترنم دیا
ملی چال کبک درسی کو اگر	تو نغمے میں طوطی کے بخشا اثر
نہیں بے سبب یہ بہار و خزاں	اُسی کی بین در پردہ نیلگیان
جو انان گلشن پر دستہ بین	حبیبان گلزارِ خرسند بین
لچکتی ہر شاخ گل تر نہیں	اگر تھے ہیں سر و دمنوبر بین
زمین پر گل دلاہ و درخوان	فلک پر شفق پھولنے کا گمان
کہیں ہر گلستان میں ابر بہار	کہیں ہی روان چادرِ بشار
نسیم سحر کی وہ اٹکھیلیاں	وہ مرغان گلشن کی خوش فعلیاں
کہیں رقص طائوس مستانہ ہر	کہیں عشقِ بلبل کا افسانہ ہر

کہیں نہ ہر عروس چمن کا سنگار	کہیں لطف موج نسیم ہمار
کہیں عندلیبوں کی نوحہ گری	کہیں شاہد گل کی جلوہ گری
صنوبر پہ قمری کی حق سرہ	کہیں نغمہ طوطی خوش گلو
کہیں جوہی کی بھیننی بھیننی شمیم	کہیں صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
کسی سمت چنبے کی ستارہ بو	کہیں یاسمن کی عروسانہ بو
وہ مکی ہوئی جا بجا کا منی	وہ شامانہ خوشبو مدنیان کی
کہیں کیوڑا ہر کہیں کستلی	کہیں مالتی ہر کہیں سیوتی
لب نہر شبو کی شب کو نفا	کہیں موگرا ہر کہیں موتیا
کہیں زریب گلشن گل چاندنی	کہیں زمیت باغ سورج کھی
سراپا ہر شبک لباس عروس	کہیں شوخی رنگ تاج خروس
کہیں ہر گل اشرفی کی نفا	کہیں تختہ صدف برگ کا خوشنما
نہالان نوخیز ہن صفت بھفت	کسی سمت لالہ ہر ساغر بھفت
درخون کا وہ لہلہانا کہیں	گلوں کا وہ جوہر کھانا کہیں
بہار چمن چھوٹی چھوٹی کہیں	معطر ہر سنبل کی چوٹی کہیں
وہ پھلی ہوئی بویریاں کہیں	وہ پٹا ہوا عشق بچان کہیں
حصار گلستان ہر کیلا کہیں	مکنا ہر گلشن بین بیا کہیں
شگفتہ کہیں تختہ زعفران	چمن میں خاک کی کہیں ٹھیان

دوختان سایہ نلکن میوہ دار	سراسر لکھن سراسر بہار
کین کین گلستانین نہرین دان	کسی جاہن فوارے گوہر نشان
کسی سمت عالم ہر گلزار کا	جد اسب سے جون ہر شمار کا
کسی سمت گلشن میں آمونکا بو	دکھاتا ہر بار عالم کچھ اور
وہ انگور جلوہ نماتا کپر	ستارے ہوں جسطح افلاک پر
کین سیب خنک خوش اتفاق	کہ سیب زرخندان ہو جیسے فدا
کین ہر شریفہ کین ہر انار	کین زینت بلع ہر کو کنار
کین جلوہ گر ہر رختونین ام	تماشائی ہن جنکے سب خاص عام
کین ناشیاتی ہر جامن کین	دکھاتی ہر رنگ اپنا آمن کین
اگر کوہ صحرائی دیکھو بہار	شگفتہ ہن گلہاسے خود و نرا
جد اسب کی خوشبو جد اسب کا رنگ	جد اسب کی خلقت جد اسب کے چنگ
بہت دیکھے گلشن بہت لالہ زراں	نظر آئے لاکھوں گل نو بہار
نہ وہ خود نمائی نہ وہ رنگ بد	اسی کی مگر سب کو ہر جستجو
ہر اک رنگ سے بلبلی بوستان	اسی کی بیان کرتی ہر بوستان
مگر شیفے کو چاہیے گوش ہوش	نہین ذکر سے کوئی اسکے خوش
طلب کر اسی سے گل آرزو	اسی کی ہر قبلی ہیک چار سو
اسی سے ہر تازہ نہال مراد	اسی کا تجسس اسی کی ہر یاد

<p>گلِ دغچہ سے اُسکی صنعت عیان لگایا ہوا دستِ قدرت کا ہر ہر اک گل سے آتی ہے خوشبو حق رہے رات دن محو یاد خدا عنایت کیے حق نے اپنے حقائق ہمیشہ رہے فرق تسلیم جنم وہ معبودِ برحق ہے بندہ نواز کہاں نکلت گل کہاں نوکِ خار</p>	<p>دہی اس گلستان کا ہر باغبان یہ گلشن جو اس زینتِ زینت کا ہر ہمیشہ رہے چشمِ دلِ سسوق بشر کو مناسب ہے سب سے سدا بنایا اسے اثرِ کائنات نہ بھولو کبھی اُسکا فضل و کرم اُڑ کو اُسکے آگے جبینِ نیاز کہاں مین کہاں حمد پروردگار</p>
<p>بیانِ موسمِ برسات سرسبزی و شادابی نباتاتِ حالِ نازنین سراپا صفات و حمد و ثناء خالقِ کائنات</p>	
<p>تجھے کچھ بھی برسات کی ہے خبر چھلکتا ہوا آج ساغرِ پلا گھٹا آئی ہے دل بڑھا ہوا مے ظاہر و صاف ہے سدا آج مہیا ہو سامانِ برسات کا سب کو کی طرف دستِ نازک بڑھا دکھامی پرستون کو دریا دلی</p>	<p>کدھر ہے تو ایسا قی عشوہ گر اٹھی ہے پیاروں سے کالی گھٹا یہ موسمِ یہ سامانِ یہ ٹھنڈی ہوا فضا بادہ خوار و نکود کھلا آج یہ موسمِ یہ مہمانِ برسات کا دکھا سا قیما پیاری پیاری رہے نام تیرا سخاوت تری</p>

یہی ہر تنہا ہی آرزو	کہ ٹوٹے کہین جلد ہر سب
دکھا عارض دخت رز کی بہا	دل مضطرب ہر بہت بقرار
رخ ہر پر ہر گھٹا کا حجاب	دکھا جام میں جلوہ آفتاب
دکھائی ہر برسات عالم کچھ اور	چلے دور پر بادہ خوار وین دور
صد ارعد کی ابر میں ہوا دھڑ	اٹھے بزم میں شور فلق اُدھر
اُدھر برق تابان کو مضطرب	اُدھر سیر دکھلائے موج شراب
ہوس آج کوئی نہ ساقی رہے	سہو میں نہ اک بوند باقی رہے
یہاں اس قدر بادہ تند و تیز	کہ میکش کرین نشے میں جست و خیز
وہ ہو گیا ہر جس میں مستی نہ ہو	وہ تلواریں کیا ہر جو کستی نہ ہو
مگر مستی معرفت ہو ضرور	رہے جس کا روبرو ابد تک سرو
یہ مینچو ابر ہر بادہ خوار راست	ازل سے ہر دل جام و حد
ہر اک سمت پہنچتی ہر ٹھنڈی ہوا	ذرا دیکھو ہر سات کی بھی فضا
وہ سہرے کی صحرا میں شا دیاں	وہ برقِ دُخشان کی تیا بیاں
وہ بادل کا آنا گر جتا ہوا	وہ لغت سارہ رعد بخت ہوا
وہ سادوں کی گھنگھریاں گھٹا	ٹپ برق کی رعد کی دھندلا
تلے میں برسے پہ بادل کہین	بھرے آبِ حیات بھل کھل کہین
وہ گلشن میں بنی پرتا بہا	وہ بادل میں قوس قزح کی بہا

وہ بارش میں پروائیوں کی فضا	وہ ہر سات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
وہ بیتابی برق کسار پر	وہ آنا گھٹاؤں کا گلزار پر
وہ بھولوں کی بادِ صبا میں مک	وہ سبزے کی صحرائیں کسوں تک
وہ تاروں کا کم کم چلنا کہیں	وہ تھم تھم کے بجلی دگنا کہیں
آقمر کا وہ چھٹا نکلنا کہیں	ہوا کا وہ تھمنا وہ چلنا کبھی
برستے ہیں بادل جھماکے کہیں	دکھاتی ہر برق اپنا عالم کہیں
وہ داد کی آواز گلزار میں	وہ جگنو چکنا شب تار میں
کہیں کالی کالی گھٹاؤں کا زور	کہیں ابر باران میں رونکا شو
اٹکے جس سے میساختہ دلمیں ک	کسی سمت آموں میں گول کی کوک
پہیے کی دلکش صدائی کہاں	کہیں نغمہ بلبس بوستان
چراگاہ میں کثرت وحش و طیر	دھونڈھا بادل میں بگڑائی سیر
وہ شادابی کوہ و صحرا کہیں	وہ طیفانی آب دریا کہیں
ہوا سے وہ موجوں کی بیتا بیان	وہ دریا میں سرخاب مرغابیان
جباؤں کا بننا بگڑنا کہیں	تلاطم سے گرداب پڑنا کہیں
وہ کھلنا کنول سطح آب پر	وہ جھیلوں میں لطف گل نیلوفر
حسینوں کے وہ جھولنے کی ہوا	چمن میں خرامان کہیں گلخدا
شفق میں کہیں چڑیوں کی فضا	کہیں دلرباؤں کی ناز وادا

کسی سے وہ دستِ خاکی غضب
 کسی آفتِ جان کی جٹی بھوین
 کسی سرد قد کی کمرین پچک
 سراپا کوئی صورتِ نازِ ہر
 کسی کی شبیلی وہ چوٹِ غضب
 خرا مان کوئی شیل کبک و بجا
 دکھانی ہر کوئی رخِ تابناک
 کوئی سیر گل و بختی ہر کھڑی
 کوئی گل بد امان کوئی گل سر
 کوئی محوِ نطفارہ آبشار
 کوئی خوش گلو گاہی ہر ملا
 کوئی دیس گاتی ہر کوئی بہا
 کسی سمت ہر ناچ کی دھوم
 دمِ رقصِ جھیل بل کھانا کبھی
 وہ گانا حسینو نکا پیا خیال
 وہ گھونگھٹ میں خیارِ زیبا کی شان
 وہ عشوہ وہ اندازِ وہ باغبین

کسی کی وہ نازک کھلائی غضب
 کسی شوخ کی تا کر کا کلین
 کسی زلف کی بھینی بھینی مہک
 کسی کا جبرائیل اندازِ ہر
 جوانی کا آٹھنا وہ چوٹِ غضب
 کسی میں سراپا عشوہ گری
 کھڑی ایندنی ہر کوئی زیرِ تاک
 بناتی ہر بھوٹوئی کوئی چھری
 سپینے کوئی بارِ موبان پر
 کوئی برق کو دیکھ کر بقرار
 بجاتی ہر گلشن میں کوئی تار
 کوئی کامل فنِ سنائی ہر راگ
 کہیں بہ جبینوں کا ہر زخم
 بسانا کبھی سکرانا کبھی
 وہ دود و قدم درِ باکی کی چال
 سردوش زلفِ چلیپا کی شان
 تبسم سے وہ گنج لب پر شکن

کسی کا کبھی دیکھنا مار سے	کبھی مسکرانا اک انداز سے
کسی کی وہ زلف رسا خم بزم	کسی کی وہ رفتار دود و قدم
اٹھا کر وہ پشت از چلنا کہیں	ٹھہرنا اگر ناسنبھلنا کہیں
جینوں کے جھگڑے کے جھگڑے کہیں	ہزاروں خرامان ہین نہ ہرہ چین
کہیں چشم مخور جا دو بھری	کہیں مہ جینوں کی جلوہ گری
بڑھاتی ہر جھولے ہین ٹنڈی کوئی	کوئی چپکی بیٹھی ہر سہمی ہوئی
الگ سے دو چار ہرہ چین	پکاتی ہین پکوان بیٹھی کہیں
نباتات انواع و اقسام کے	گلستان و صحرائیں پیدا ہوئے
طرب خیز موسم ہر برسات کا	دکھاتا ہر عالم طلسمات کا
جان میں ہر اک شے کو دیکھا بغور	سوا اسکے صانع نہیں کوئی اور
وہی ہر خداوند ہفت آسمان	اُسی سے منور ہین دونوں جہاں
اُسی کی طلب میں روان آب ہر	اُسی کے لیے برق بیتاب ہر
اُسی سے وزان ہر نسیم بہار	اُسی سے روان چادر آبشار
اُسی سے ہر نیرنگی و دوجہان	اُسی سے ہر فوس تریخ کا سامان
زمین آب رحمت سے سیراب ہر	جان فیض قدرت سے شاداب ہر
جیات دور و زہ ہر شل جاب	سراسر یہ بحر جان ہر سراب
کرو فکر سامان ملک عہد رم	دور و زہ ہر دنیا کا جاہ و حشم

<p>لے خاک میں جب تک مشیت خاک نہ بھول اسکو دم بھر جو عاقل ہو تو جہان تک ہو ممکن کرو یک سولی اسی کا تجسس اسی کی طلب خوشا چشم جو چشم ہو حق نما اخطا پوش ہو وہ عطا پاش</p>	<p>تعلق سے دامن ہو پہلے ہی پاک جہان میں عبث انا غافل ہو تو نہ باقی رہے دل میں حرد و غمی اسی کا تصور رہے روز و شب خوشا دل کہ جو دل ہو محو خدا عبث جرم کی فکر یادش ہو</p>
<p>حکایتِ معراج خیر الورا در سیدن مقام سدرۃ المنتهی و دیدن اشتران بے انتہا تماشا سے قدر خدا بعدہ حمد جناب کبریا</p>	
<p>کہ حاصل ہو کیفیت سرمدی اُترے یہ طبیعت کہ معراج ہو کہ آئے نظر سدرۃ المنتهی بتائیں مضامین مجھے جبریل بس اب کھول دے فضلِ صدق کا بطور کے پیچھے ہوں جاگزک نظر آئے مستی میں عالم اک اور کہ نشے میں بھی لب پر تکبیر ہو جو لغزش بھی ہو تو گردن کے بھول</p>	<p>پاسا قیاسا غمہ بخودی ترقیِ ذہن رسا آج ہو دکھا استفادہ راجِ فکر رسا ہمیشہ رہے فضلِ ربِ جلیل نقابِ رخِ دختہ رزائے یمنِ احتیاج کبابِ سک چلے اس قدر دور پر آج ددر سے معرفت کی یہ تاثیر ہو نہیں سجدہ حق سے بہتر عمل</p>

<p> ذرا ہوش میں آکر بخود نہ ہو جو معراج کی شب رسول خدا نظر آئی وہاں قدرت کردگار نہ کچھ ابتدا تھی نہ کچھ انتہا مسلسل چلی جاتی تھی وہ قطار تھے صندوقِ دود و ہر اکاوش پر تلبیدین بھی تفلوں کے بہرہ بخشین پیمر نے روحِ الایمن سے کہا کہان سے چلی آئی ہو یہ قطار یہ صندوق کیسے بن کیا انہیں یہ بولے بہت سوچ کر جبرئیل مجھے جب سے خالق نے پیدا کیا نہیں انکی کچھ ابتدا انتہا یہ کی مین نے خالق سے عرض مجھے اسمین جی رہا ہے شام و سحر حبیبِ خدا جب یہاں آئیگا یہ رازِ نہان اب بتائیں حضور </p>	<p> بس اب قصہ قدرت حق لکھو ہوئے وار دس درتہ المثنیٰ چلی جاتی تھی آشترو کی قطار ہوئے محو حیرت رسول خدا کوئی ساربان نہ تھا نہ کوئی سوا مگر سب مقفل تھے وہ سرسبز اگر ساتھ کوئی محافظ نہیں بتاؤ انھی ہو یہ کیا ماجرا کہان جاتے ہیں آشترو بشار خدا جانے کیا مدعا نہیں ہو تر ہے شان پروردگار جلیل ہمیشہ یحییٰ انکو دیکھا کیا نہیں کوئی واقعہ سوا خدا کہان جاتی ہو آشترو کی قطار ہوا حکم چندے ابھی صبر کر تو یہ رازِ سرسبزہ کھل جائیگا تماشاے قدرت دکھائیں حضور </p>
---	---

یہ سُنکر رسول خدا نے کہا	ذرا کو تو فضل ایک صندوق کا
حبیبِ الہی کے ارشاد سے	جو کھولا وہ صندوقِ جبریل نے
کھلا رازِ قدرت جو ستور تھا	وہ صندوق بیفون سے معمور تھا
ہر اک بیفون پر فضل تھا اور کلید	ہوئی اور حیرت پر حیرت مزید
کہا اُسکو بھی کھول کر دیکھیے	حقیقت ہو کیا اک نظر دیکھیے
وہ فضل سرِ بیضہ حبیبِ داہوا	تماشا کے قدرت ہویدا ہوا
نظر آیا اک اور عالمِ دہان	اسی طرح دیکھے زمین آسمان
فلک پر اسی طرح تھی کمکشیان	اسی طرح قوس قزح کا سمان
ستارے یوہن زیرِ افلاک تھے	اسی طرح گلِ زینتِ خاک تھے
یونہیں رات بھر چاندنی کی فضا	یونہیں مہتابا نیکی دن کو ضیا
اسی طرح فصل بہار و خزان	اسی طرح گردشِ مین تھا آسمان
ردان تھی کہیں چادرِ اُشبہار	وزان تھی چمن مین نسیم بہار
کہیں سبزہ صحرائین کو سون تلک	کہیں بچو نوکی بھینی بھینی ملک
یوہن مود کرتے تھے پانی کی جھوم	گھٹائیں یوہن آتی تھیں جھوم جھوم
سمندر مین دیکھی جہاز و نی سیر	کہیں دیکھے انسان کہیں وحش و طیر
یہی کوہ و صحرا یہی بحس و در	یہی قصر و ایوان یہی بام و در
اسی طرح آبادی و درگاہ	یوہن جا بجا دیکھے شہر و دیار

ہر اک شہرین خلق کی دھوم مچا	نرن و مرو کا ہر طرف از دو حام
کہیں بزم شادی کہیں بزم غم	کسی کو مسرت کسی کو الم
کہیں دورین ساعہ مشکبو	کہیں دیکھے لبریز جام و سبو
یہ بین ہر جگہ محفل انبساط	اسی طرح ہر پاتھی بزم نشاط
کہیں دیکھے سیلے برآپن کہیں	سینین عشقبازی کی باتین کہیں
کہیں مدرسوں میں اس کی دھوم	مرفیون کا دارالشفائین ہجوم
کہیں مسجدین خانقاہین کہیں	کہیں سجدین عابدین کی جبین
کہیں بزم عیش و نشاط و سرو	کہیں جوش باتم سے شور و نشو
غرض دیکھتے سیرست و بلند	ہر اک چیز قدرت کی کرتے پسند
گئے ایک جگہ جو رسالت آب	نظر آیا دان جمیع شیخ و شاب
جو دیکھا تو دان بزم میلاد ہر	ہر اک فکر دنیا سے آزاد ہر
زبان پر ہر سبک ہی تذکرا	کہ ہر آج معراج خیر الورا
ہوئے سینکے حیران رسول خدا	کہنا اس کی قدرت ہر بے انتہا
یہ کمر رکھا سجدہ حق میں سر	کیا شکر خلاق جن و بشر
چلے دان سے ہمراہ روح الایمان	گئے تھے جہان سے پھر آئے دہان
نہو شمر قدرت حق بیان	لکھون عمر بھر گزنی داستان
بہت ایسے عالم بہت روزگار	ہمیشہ بنائے بگاڑ سے ہزار

<p>اُسی کی رہی غم سہر بھر جستجو اطاعت کرو تو اُسی کی کرو وہ راضی اگر ہو تو راضی جہاں چلو اُسکی راہ طلب میں چلو ہمیشہ زمانے میں رہنا نہیں غیبت ہر یہ چند روزہ حیات جو کچھ ہو سکے راہ خالق میں دو فقط زندگی تک میں سب آشنا جیو تو تصور میں اُسکے جیو نہ مڑ کر بھی دیکھو کسی کی طرف</p>	<p>اُسی کا تجسس کرو کو بکو عبادت کرو تو اُسی کی کرو وہ ناراض ہو تو ٹھکانا کہاں ہمہ تن اُسی کی طرف ہو رہو کفن مرگ کا کس نے پہنا نہیں جہان میں کسے ہر قیام و ثبات بھٹلا کچھ تو راہ سفر لے چلو پس مرگ ہو گا خدا ہی خدا مرد تو تصور میں اُسکے مرو اڑے خاک بھی تو اُسی کیطرت</p>
<p>استدراک موسیٰ از خلقت ارض سما بجناب کبریا وحسب علم بر سر چاہ رسیدن و سنگ نیرہ دران انداختن از نماشا قدرت آگاہ شدن</p>	
<p>پلاسا قیما آج صبا سے تو را اٹھا دے نقاب رخ تابناک دکھا سیر وادی ایمن مجھے پسوخ طہر سینا پہ بلع سلیم</p>	<p>دکھا چشم و دل کو تجسلی طور زمانہ ہر شتاق دیدار پاک نظر آئین حبت کے گلشن مجھے کہ دیکھوں تجسلی رب کریم</p>

وہی شوق نقشہ جانے لگے	صدائیں ترانی کی آنے لگے
وہی ہوتا وہی التجا	وہی کوہ سینا وہی ہوضیا
یہ لذت بڑھے جلوہ یار سے	کہ آنکھیں نہون سیر دیدار سے
اسبیطج پھر طور جلنے لگے	اسبیطج آنکھوں کا سر نہ بنے
ثرپ کر گرے دل پہ وہ صاف	کہ جس کا ربے عمر بھر ذائقہ
بڑھے نشہ معرفت اسقدر	نہو دل کو دونوں جہان کی خبر
وہ متی ہو جس میں ہوں شہار	نہ بھولوں کبھی یاد پروردگار
مگر کس زبان سے ہو حمد خدا	صفات حمیدہ میں بے اتہا
ہمیشہ سے ہر اس کی خلقت پو	عیان ہر تماشائے قدرت پو
خدا جانے یہ مکشائے کب سے ہی	زمین کب سے ہر آسمان کب سے ہی
یہ شمس و قمر کب سے پیدا ہوئے	یہ شام و سحر کب ہویدا ہوئے
ہوئی کب سے کون مکانی نمود	ہوا کب سے عرض و سما کا وجود
کسی کو نہیں علم اس کے سوا	وہ خالق ہر بے شبہ ہر خیر کا
ادب سے بدرگاہ پروردگار	گذا ارش یہ موسیٰ کی ایک بار
ہوئے خلق کب آسمان زمین	ہوا جلوہ گر کب یہ عرش برین
ہوئی کب طلسم جہان کی بنا	ہوں مشتاق میں اسکے ادراک کا
ہوا حکم چندے کر و قطع راہ	لیگا فلان دشت میں ایک چاہ

اٹھانا کوئی سنگریزہ وہاں
 مفصل ملیگا نہیں ان جواب
 غرض دان سے موسیٰ علیہ السلام
 لے راہ میں کوہ و صحرا کہیں
 بہاروں میں دیکھے کہیں سے غار
 کہیں جھاڑیاں دیکھیں جنگل کہیں
 کہیں کالی سیلی اٹھیں آندھیاں
 لے وحشت افزا بیابان کہیں
 کہیں بن میں بن مانسون کا ہجوم
 کسی جامی موج ریگ روان
 کہیں سایہ معدوم کو سون تلک
 نہ آئی نظر ورنہ شکل آب
 نظر آئے غول بیابان کہیں
 بہت جا بجا دیکھے بہت بلند
 مصائب اٹھا کر ہوئی قطع را
 نظر آیا اک سنگریزہ وہاں
 ند اچاہے سے آئی حیرت فرا

اسے ڈالنا چاہ کے دریاں
 عیان ہوگی قدر اٹھیکا جاب
 چلے اس طرف کو بہ شوق تمام
 نظر آئے پر شور دریا کہیں
 نہ ہو جنہیں تمیز لیل و نہار
 نظر آئے پر خوت بادل کہیں
 کہ جسے ہوتا ریک سارا جان
 نظر آئے خار غیسلان کہیں
 کسی جاترائی میں شیر کی دھوم
 کہیں اڑ رہے دیکھے آتش فشاں
 کہیں دیکھے انبار خار و خشک
 جسے آب سمجھے وہ نکلا سرب
 نہ دیکھی مگر شکل انسان کہیں
 بہت منزلوں میں اٹھائی گزند
 وہاں آئے جس وشت تھیں وہ چاہ
 وہ پھینکا جو آسجہ کے درمیان
 کہ ہر آئے ہو کون مطلب ہر کیا

<p> بتایا کہ موسیٰ مرانا م ہے کہا ہوں فرستادہ کب سربا ند آئی پھر چاہ سے ناگمان یوحنین حق کا مرسل اسی نام کا یوحنین ڈالکر سنگریزہ یہاں یہاں تک کہ آدم کا کنواں بھر چکا ہو تم کو سب سے موسیٰ ذی کتاب بہت آپ کو سنکے عبرت ہوئی خداوند عالم کو سجدہ کیا کہا قدرت حق ہی لا انتہا سرا سر معطل ہے عقل بشر رہے محو حیرت جہاں انبیا وہی سمجھے جو آئنے سمجھا دیا لکرا اس قدر جاننا ہے ضرور جدھر دیکھو مرضی رب العلما ادا ہونہ شکر خدایہ جہاں یہ کیا لطف کہ ہے کہ انسان کیا </p>	<p> کہا کون موسیٰ ہو کیا کام ہے پڑھا اپنا آدم ملک سلسلا اس طرح اک شخص آتا ہے بیان بتاتا ہے آدم ملک سلسلا مفصل بتاتا ہے نام و نشان نہیں سنگریزہ دنگی کچھ انتہا کس آدم کی اولاد میں ہو جانا تماشا سے قدر تیسے حیرت ہوئی رہے دیر تک محو حمد و ثنا نہیں اسکی کچھ ابتدا انتہا بشر کیا نہیں عقل کل کو خبر تو ہم کیا ہماری حقیقت ہے کیا وہی دیکھتے ہیں جو دکھلا دیا اسی کا ہے دونوں جہاں نہیں ظہور آدم رنج کر و شل قبیلہ نما سراپا اگر موسیٰ تن ہوزبان پھر اسپر ہو انور ایمان عطا </p>
---	---

<p>کیا خلق است میں محبوب کی کوئی اسکی توحید میں شک نہیں سراسر یہ بندہ نوازی ہوئی بہ کثرت ہوا مال و دولت عطا بڑی بات یہ ہے کہ صحت ملی بڑھا روز بندے کا جاہ و شہ بڑا آئین مری آرزو میں بہت نہ آیا کبھی پاس بیچ و الم ازل سے ابد تک گنیں تو ہر کم کر و روز شب یاد پر در گام رہا ہی ہمیشہ رہے گا وہی</p>	<p>یہ سب سے زیادہ عنایت ہوئی کیا مرحمت دل کو علم و یقین جہان میں عطا سر فرازی ہوئی ہوئی بزم عالم میں غرت عطا ہیا زمانے کی نعمت ملی ہمیشہ رہا اسکا فضل و کرم عطا لیکن اسیرانہ خوین بہت رکھا ہر مصیبت میں ثابت قدم کرین شکر کس کس عنایت کا ہم قیمت ہے یہ عہد ناپائدار رہا ہر نہ بانی رہے گا کوئی</p>
<p>حکایت عرض نمودن فطرس بخیاب کبریا پر اک دورہ و طواف عرش علا حسب حکم معبود رفتن فطرس براہ منزل مقصود و بعد عازر سید بن معرفت عجز و قصور و بند</p>	
<p>کہ کلفے ہیں اوصاف عرش خدا کردن نظم شیشے کا نسخہ جو کر عنایت سے تیری چکے لگوں</p>	<p>پلا سا قیام کو شربلا مضامین لکھوں نشے میں جھوکر پلا کج اتنی پہنکے لگوں</p>

بجائے گز کہ سینت حنبت نہ گنا	اٹھا جامِ شیشے کی گردن جھکا
گھٹے بیکراری بڑھے انبساط	انظر آئے حور دن کی ہریم نشاط
وہ مضمون عالی ہوں طبع رسا	ملا ایک کہیں سسٹے مسئلِ علا
بلندی پرواز دکھلا دے کج	خبر کر ہی و عرش کی لادے آج
یہ رفعت دکھا آج یک خیال	کہ آسان نظر آئے کارِ محال
بہک کر چلا بیخودی مین کہان	بس ایسا ہوا ہوس آگے ہولامکا
مناسب نہیں اتنی بالادوی	کر و اہل تہذیب کی پیروی
مقامِ ادب ہر یہ منکر رسا	ہوس ہو تو عرش برین کم ہو کیا
ہلکے نوج کیا اسکی طبع سلیم	خدا جسکو فرمائے عرشِ عظیم
گردن اسکی دست کا یونکر بیان	تقابل نہیں جیسے کون دکان
وہ گنبد کی رفعت وہ برج کی شان	جانِ فعل کل کا نہ ہو بچے گمان
ستونِ لعلِ الماس کے بچساب	ہر اک کنگرہ غیرتِ آفتاب
جدھر دیکھو سامانِ دھرتی نور کے	گلشنِ نور کے بام و در نور کے
حجابِ اسیمِ قدرت کے بے انتہا	سراسر عیان صنعتِ کسریا
وہ تابندہ قدرت کے نقشِ درگاہ	کہ ہوں لعلِ دیاتوتِ انہرِ رخسار
نہ وان دھوپ ہر اور نہ وان چاند	نبلی ہر چارون طرف نور کی
نہ شام دسویں نہ شمس و قمر	مشابہ ہر کچھ کچھ جنات کی سحر

ہر اک سمت قدرت کی نہرین دان	گل و غنچہ رشکِ یاضِ جنان
کین طائرانِ خوش الحان کی دھوم	وہ مرغانِ نغمہ سرا کا ہجوم
نہ پانی کی خواہش نہ دانے کی فکر	ہر اک کی زبان پر اُسکی ہر ذکر
یہی اُسکی تعریف محدود ہے	تجلی کہ خاصِ معبود ہے
لکھا ہے کہ پائے بین ستر ہزار	محافظِ ہر اک کے ملائک ہیں چار
جدا گانہ ہیں اُن ملائک کے نام	ہر اک اُنہیں فطرس بھی مشہور عام
خدا نے عطا کی ہے طاقت بہت	ہر پرداز کی اُسکو کثرت بہت
وہ اُڑنے میں ہر سب سے چالاک تر	بہت مستعد ہے بہت تیز تر
ہر اک پل میں کرتا ہے وہ تیز گام	ہزار دن برس کی مسافت تمام
بہت ناز ہے اُسکو پرداز پر	روش اُسکی ہے ایک انداز پر
ادب سے ہوا ملتبس ایکبار	کہ ہے آرزو میری پروردگار
ترے عرشِ عظیم کا دورا کرو	تری صنعتوں کا تماشا کرو
میں دیکھوں تو ہر کس قدر سکا دو	گردن سیرِ عرش معلیٰ بغور
ہوا حکمِ خلاقِ ارض و سما	کہ ممکن نہیں سیرِ عرشِ علا
ترے بالِ دہر میں یہ قوت کہاں	تجھے اتنی اُڑنے کی قدرت کہاں
بصد التجا اُسے پھر عرض کی	ہوا حکمِ ربِ خیر تیری خوشی
چلا سنے مسلمانِ معبود کو	روانہ ہوا راہِ مقصود کو

<p>نہ آگے بڑھا اس سے بیک خیال ہوئی کس قدر طریہ راہ دراز</p>	<p>اُڑا چھ مینے علی الاتصال یہ کی عرض خالق سے ایسے نیا</p>
قطعہ	
<p>ہر اک پائے سے دوسرا جتنی دور ہوئی ہر چارم ابھی راہ طر ہوا فرط پر داز سے مضمل یہ منزل کر ٹی کس قدر طر ہوئی کہ اب مرحلہ نصف طر ہو گیا نہ مطلق رہا پھر وہ جوش خروش بڑی یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی تو ہر بندہ پر در غفور الرحیم نہ اپنی جگہ پھر کے آئنی تاب نہ جاے اقامت نہ پائے گریز پریشان نہو آنکھ کو بند کر مسافت وہ اک دم بین طر ہوئی کیا سجدہ شکر خالق ادا خدا جانے کیا وہ ہو گا مبین</p>	<p>ہوا حکم پر در دگا ر غفور وہاں تک پہنچنا تو معلوم ہر وہ بھر چھ مینے اُڑا متصل خداوند عالم سے پھر عرض کی ہوا پھر یہ فرمان رب العلا یہ سنکر ہوا ہو گئے اس کے ہوش بہت منفعل ہو کے پھر عرض کی نہایت ہر اب میری حالت سقیم نہ اب دو قدم آگے جاؤ گی تاب نہیں کوئی چارہ سوا گریز ہوا حکم خلاق جن و بشر عرض آنکھ فطرت سے جب بند کی جہان سے اُڑا تھا وہیں آگیا مکان جسکا ایسا ہو عرض بر</p>

<p>نشان اُسکی قدرت کے ہیں بشار کسی کو بھی یکتائی زیبا نہیں اگر آپ ہر وحدہ لا شریک رہے اُسکی توحید کا اعتقاد عبادت کریں اُسکی شام و سحر اگر سلسلہ اُس سے باقی رکھو پس مرگ پھرتے جانا تو کیا کسی کو نہیں ہر ثبات و قرار افنا سب کو ہوتا ہر انجام کار کسی کی ہوئی ہر سر امین سہ ہو قبضے میں جسکے جات و مآ غضب ہر غضب ہر غضب</p>	<p>وہ چاہے تو ایسے بنائے ہزار کوئی اُسکا عالم میں ہمتا نہیں وہ ہر مصیبت میں سب کا شریک تہ بھو لو کبھی دل سے خالق کی یاد ہوے اسلئے خلق جن و بشہ سوا مصیبت کے جو چاہو کر د کر و زندگانی میں یاد حسد دور و زہ ہر یان کی خزان ہما ہر اک شہر بیان کی ہر ناپائدار نہ آفاق میں دل لگائے بشر محل تعجب ہر حیرت کی بات بشر اُس سے غافل رہے روز و شب</p>
<p>حکایت استفسار فرمودن رب جلیل از حضرت غریب در بارہ قبض روح خلق خدا در رسم آمدنش بر کسے شاہ و گد اعرض نمودن ترجمہ خود بر احوال طفل تختہ نشین و بار دیگر از سیر ارم محروم ماندن شدہ اولین و باز حکم خدا اگر دیدن آن طفل را کہ بر تختہ دیدی در جم نمودی</p>	

ہمین شد او ناشاد بود

مجھے ساقیادخت رز کی قسم
 سے معرفت کا طلبگار ہوں
 مگر پاس اسکا بھی ساتی رہے
 زمانہ ہوا مجکو چھوڑے ہوئے
 وگرنہ مجھے خم کے خم بھی تھے کم
 مری جان وہ صہبا گل رنگ دے
 خبر جان و تن کی نہ مطلق رہے
 سے صاف و طاہر کا دریا بہا
 بڑھ کر ہر اک سمت بہتی پھرے
 بنا کر تصور ارم کی مثال
 میں نازک طبیعت ہونالی داغ
 وہ گلشن کہ جبین ہو سیر خان
 لب نہر ہو ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
 وہاں تھے اگر گوہر آبدار
 بنائے تھے آسنے ستون بلور
 وہاں تھے جو فوارہ و آبشار
 دکھا دے تماشا بے باغ ارم
 پلا مجکو جینی سرا دار ہوں
 تیز بہ و نیک باقی رہے
 خم و شیشہ و جام توڑے ہوئے
 سب کے سب وہی کے لیتا تھا دم
 کہ جو نشہ شوق میں رنگ دے
 رہے تو فقط الفت ہی رہے
 ملا طم اٹھا جوش طوفان دکھا
 صراحتی ہوں ہر طرف تھمتھے
 مگر ہونہ شداد کا سا خیال
 دکھا بڑھکے باغ ارم سے بھی داغ
 وہ گلشن زمین جسکی ہوا آسمان
 ہر اک سمت ہو بھینی بھینی نسیم
 تجلی قدرت ہو یاں آشکار
 سراپا نظر آئے یاں قہر نور
 یہاں قطرے قطرے بہتوی نشا

زور و سیم کے گنگرے تھے وہاں	سربام شمس و قمر چون یہاں
وہاں تھی اگر نگشت بوستان	یہاں ہر طرف ہوشیسم جہان
وہاں تھیں اگر دختران جہین	یہاں آئین حوران خلد برین
بہت طول دینے سے کیا فائدہ	اٹھا و قسطنطنیہ اب لکھو مدعا
جناب خداوند آفاق نے	کہا ایک دن قابض روح سے
خلاق کی روحیں بہت قبض کن	کسی پر تمہیں جسم آیا کہین
یہ کی عرض سب کچھ ہر شے تھے	فقط دو جگہ جسم آیا مجھے
ہوا حکم پر در و کار جہان	منفصل کر دے حقیقت بیان
گزارش کی اس خالق دوسرا	سمندر میں جاتا تھا اک قافلہ
تضار اتجاہی میں آیا جہاز	نہ شاہ و گدایں رہا اقباز
پھنسے سب بیان محیط الم	سرون پر گرانگمان کوہ غم
اٹھا ہر طرف شور آہ و نغان	ہوسے صان آثار محشر عیان
کوئی نوحہ نہ تھا کوئی بقرار	کوئی مضطرب تھا کوئی شکبار
تلاطم سے تنگے ہوئے سب جدا	مسافر ہوئے غرق بحر فنا
اجل سے کسی کو نہ مہلت ملی	مگر اک زن حاملہ رہ گئی
اکیلے وہ تنگے پہنچی بچو اس	بچہ یاس و حسرت نہ تھا کوئی پاس
وہ تنگہ کئی روز بہت رہا	دل اسکا غم و رنج ستار ہا

ڈری سہمی گھبرائی روئی کبھی
 دین درد زہ اسکو پیدا ہوا
 نہ مادر نہ خواہر نہ ہمد کوئی
 وہ رہ رہ کے تکلیف اُنس دکی
 ہوا سے وہ تختے کا ہلنا کبھی
 وہ ہر سمت باد مخالف کا زور
 تلاطم سے پانی اچھلنا کہیں
 بجز ذات معبود کوئی نہ تھکا
 عرض راز قدرت ہویدا ہوا
 رہے شان پروردگار کریم
 تسلی ہوئی طفل کو دیکھ کر
 وہ تختہ گیانہا بھی تھوڑی دوا
 ہوا مجھ کو حکم خدا سے جہاں
 بجایا فرمان رب العلاء
 وہاں جسم آیا مجھے دیکھ کر
 مگر دل میں پھر سوچ کر یہ کہا
 دوبارہ پھر اے خالق بحر و بر

نہ آرام پایا نہ سوئی کبھی
 یہ اک اور صدمے پہ صدمہ ہوا
 نہ مونس نہ دایہ نہ محرم کوئی
 وہ چاروں طرف حسرت و تکیسی
 وہ موجوں سے موجوں کا ہلنا کبھی
 مگر مجھ کے پانی اگلنے کا شور
 وہ گرداب بھر جھکنا کہیں
 جو اُس درد و غم میں اُسے کھینچتا
 اُسی حال میں طفل پیدا ہوا
 صدف سے نکل آیا ورنہ تھیم
 ربا دل میں خونِ ہلاکت مگر
 نہ ٹھہرا تھا اسکا دل نا صبور
 کرو قبض روح زنِ خستہ جان
 وہ بیجاں جوئی طفل تنہا رہا
 کہ بے شیر کیونکر جیے گا پسہ
 مجھے حکم معبود میں دخل کیا
 تا سفت ہوا حال شد ادھر

کیا تو نے اسکو یہ رتبہ عطا
 فردن و بدیم اسکی سلطنت ہوئی
 پڑھا اسقدر اسکا جاہ و چشم
 گھڑتا تھا ہر دم بعیش و نشاط
 مہارمانے کا اسباب تھا
 شب روز تھا عیش و عشرت کا
 ملی تھیں جہانکی اسے نعمتیں
 یہ کجخت کے دلین آیا خیال
 کیے جمع سامان سب انتخاب
 رہا ایک مدت اسی فکر میں
 بلائے ہر اک جاسے اہل کمال
 زمین و یکھکر اک جگہ پر نضا
 ہر اک فن کے صنلے و اہل ہنر
 لگاتے تھے انہیں زر و رسم کی
 طلائی جھپٹیں تھیں مرصع نگار
 عوض سنگریز و گنے درخوشاب
 زر و رسم کے کنگرے دس ہزار

کہ تھا قاف سے قاف تک پیرا
 ہر اقلیم بخت حکومت ہوئی
 مسخر ہوا سب جہان یک قلم
 نہ تھی فکر کوئی بجز انبساط
 ہر اک قصر میں فرش سنجاب تھا
 کبھی شور قفل کبھی دور جام
 اٹھاتا تھا ہر جزیر کی لذتیں
 کہ خلیہ برین کی بناؤں مثال
 زر و رسم و لعل و گہر لا جواب
 اسی مشغلے میں اسی ذکر میں
 جو صنعت گری میں تھے سب پیشاں
 رکھی آسنے باغ ارم کی ہوا
 تھے سرگرم تعمیر شام و صبح
 چٹائی وہ سب مشک و عنبر تھی
 سنوں میں ہوا رکے بشمار
 پڑے تھے ہر اک نہر میں بچا
 چمک چکی یاسان بھی میں نہا

عوض خاک کے زعفران و عبیر	ہر اک سمت تھی نگہت و پذیر
وہ کو سون ملک مشک عنبر کی بو	گل و یاسمن کی مہک چار سو
درختوں پہ نغمہ سرا جانور	گلستان میں لطف نسیم سحر
کہیں طائر و نہی نوا سنجیان	کہیں عندلیب و نہی خوش فعیان
ہوین منتخب دختران جہان	رکھا قصر میں شل حور جنان
جو غلمان بنانے کا آیا خیال	کیے جمع طفلان صاحب جمال
بلندی و وسعت کا کیا ہو بیاں	نہ تھا مثل اُس کا تہ آسمان
ہوا پان سو سال میں اختتام	زرد مال بھی ہو گیا سب تمام
خبر شکے نیساری باغ کی	بہت اُس کے دل کو مسرت ہوئی
عجب کرو فرسے بجاہ و چشم	روانہ ہوا سوے باغ ارم
در باغ تک بھی وہ پہونچا نہ	کہ آیا مجھے حکم رب العلا
روانہ کرو اُس کو سوے عدم	نہ دیکھے تماشاے باغ ارم
یہ سنتے ہی حکم خداے جہان	بسرعت ہوا اس طرف میں روان
قدم پشت زین سے اتارا نہ تھا	کہ پہونچا میں سر پر شال قضا
نہ دی ہمت سیرنا کام کو	کیا قبض روح بد انجام کو
میت میں قبری مجھے دخل کیا	اگر اُسکی حسرت پہ جسم آگیا
بنانے میں کی صرف عمر غریبہ	جہان میں نہ باقی رکھی کوئی چیز

کے صرف الماس و لعل و گہر
 ہوا حکم خلاق جن و بشر
 وہی طفل ناشاد شداد تھا
 سمجھتا تھا تو جسکا جینا محال
 جہان میں کیا مالک تخت و تاج
 یسائیک عطا کی اُسے برتری
 سراسر جو کفرانِ نعمت کیسا
 یہ سنکر ہوئے قابضِ روح رنگ
 یہ کی عرض ای قدر ذوالجلال
 جسے چاہے دم میں کرے سرفراز
 جسے چاہے نازل ہو سپرِ خدا
 تو خالق ہی مالک ہی مختار ہی
 جہان قابضِ روح کا ہو یہ حال
 کوئی چشم حق بین دیکھے اگر
 وہی ہر زمانے کا حاجت روا
 گدا کو وہ چاہے تو سلطان کرے
 وہ چاہے تو ذرے سے ہو آفتاب

تماشا نہ دیکھا مگر اک نظر
 تجھے رسم آیا تھا جس طفل پر
 کیا ہنسنے عالم کا شہر مازوا
 دیا ہنسنے اُسکو یہ جاہ و جلال
 بہت شاہ دیتے تھے اُسکو خراج
 کہ کرنے لگا دعویٰ ہمسری
 اُسی کی دو عالم میں پائی سزا
 ہوا خوف سے زرد چہر کا رنگ
 تجھے سب ہیں آسان کا رسا
 غنی ہی تری ذات اور بے نیاز
 جسے چاہے تو بخش دے جیسا
 تجھی کو خدائی سزا اور ہی
 دیان کیا ہی عقل بشر کی مجال
 تو آئے تماشا کے قدرتِ نظر
 وہی ہر زمانے کا مشککشا
 اگر مور ہو تو سلیمان کرے
 وہ چاہے تو قطرہ ہو درخوش آب

وہ ادنیٰ کو چاہے تو اعلیٰ کرے ہر اک سکی رحمت سے ہر فیضیا کرے جسکا خالق ستارا بلند اگر بندہ پرور ہو ایسا تو ہو اسی سے ہر عرض و سما کی نمود ہر اک شے سے ظاہر ہے شانِ خدا نہو اسکی وحدت کا کیونکر یقین کر و یاد میں صرف عمر غزیر زبان کو نہ مہلت ملے ذکر سے اسی کی ہو اہو اسی کی ہوس ہمیشہ رہو طالب کبریا	جو اعلیٰ کو چاہے تو ادنیٰ کرے برابر میں دان ذرہ و آفتاب وہ آفاق میں کیوں نہوار جبند جو خلاق اکبر ہو ایسا تو ہو سمندر ہر اک قطرہ بحسب وجود اسی سے ملا ہر نشانِ خدا کوئی اسکا ہمتا و ہمسر نہیں کہ خالی نہیں ذکر سے کوئی چیز نہ خالی رہے دل کبھی ذکر سے نہ بھولو کسی حال میں اک نفس زبان پر ہو ہر دم خدا ہی خدا
حکایت جناب سلیمان علیہ السلام و انکار سیمرخ از قضا و قدر بدربار عام نشان دادن حضرت از وصل شاسنزدی مشرق باشاسنزدہ مغرب و کوشش سیمرخ در عدم وصال اوصا ہر دو بحکم قادر ذوالجلال و نہان گردید کہ سیمرخ از نفع اعلیٰ	دکھا سیر تخت ہوا سا قبا ہر اک نقطہ مہر سلیمان بنے
شہر ابا طہور اہل سا قبا بیاض و رنق مہر تابان بنے	

معا فی بن جلوه ہو بقیس کا	مضامین دکھائیں پری کی ادا
جو مصرع ہو عالم میں پا رواج	ہر اک بیت بیت مقدس ہو آج
کہ جس پر نقد ہوں جن دہری	وہ بندش میں پیدا ہو جلوه گری
دل مضطرب میں بھری ہوا سنگ	چلے خوب دور سے شعلہ رنگ
سیاحت کروں پردہ قات کی	یہ تاثیر ہو بادہ صاف کی
نیر بلندی دہشتی رہے	سراسر نہ دل محو مستی رہے
نہ بھولوں کبھی یاد پر دردگار	وہ محو کہ جہین رہوں ہوشیار
لکھوں داستان قضا و قدر	بلا بادہ معرفت اس قدر
تھے اک روز مصروف دربار عالم	جناب سلیمان علیہ السلام
کھڑے دست بستہ نبی جان تھے	مودب چپ راست انسان تھے
بہت صاحب مملکت تاجدار	بہت تھے امیران عالی وقار
جو انان نامی وصولت اثر	ہزاروں غلامان زرین کمر
تھے بے انتہا حاجب و چوہدر	ہزاروں کمر بستہ خد متکذار
دور دیہ تھے صف بستہ پیش فضا	چرند و پرند و دوحش و طیور
وہ سیرت وہ صورت وہ حسن جمال	وہ شوکت و عظمت وہ عجب حال
عیان شان معبود تھی سرسبز	خد اس نے دیا تھا عجب کرد و سر
نظر آتی تھی قدرت کبریا	لکھوں قصور و ایوان کی تعریف کیا

<p> ازل سے ابد تک نمون یہ تمام بیان آب کرتے تھے حمد خدا نہیں اُسکی قدرت کی کچھ انتہا جو ہوتا ہے حکم قضا و قدر کسی سے ہو سبز و کبھی ہو کین کہ امیر بادشاہِ جان حق شناس مرے دلو تصدیق کامل نہیں حقیقت ذرا اُسکی سمجھائیے جان میں ہو آئندہ جسکا ظہور مشیت ہے حکم خداے جان وہ بے شبہ عالم میں پیش آئیگا کسی پر عیان اُسکی حکمت ہو کیا کہ جسکا کسی وقت ہوگا ظہور نہیں اُنکے وہم و گمان میں نمود اُسے دیگا حلاق عالم پسر بلکی اُسے دختر لالہ فام ملائیگا اُنکو خداے جان </p>	<p> رستم ہوں اگر وصف دربارِ عالم اُٹھاؤں قلم اب سوے دعا پس حمد حلاق عالم کہا ظہور اُسکا دیکھا اُسی کا اثر کوئی کام قدرت سے باہر نہیں ہر کی مُسکے سیرِ غ نے التماس قضا و قدر کا میں قائل نہیں مشیت ہے کیا خیر فرمائیے کوئی حال ایسا بتائیں حضور کہا اُس سے حضرت نے اے دیو گمان جو کچھ اُس نے روزِ ازل لکھ دیا کسی سے بیان اُسکی قدرت ہو کیا یہ اک مختصر حال سن نے ضرور نہیں اُنکا عالم میں اب تک وجود ہر مغرب میں اک شاہ والا گھر جو مشرق میں ہر شاہ عالی مقام وہ جب دختر و طفل موعودے جان </p>
--	--

زہے قدرتِ قادرِ ذوالجلال
 بہت گرچہ مغربِ مشرق ہر دور
 اسی دن سے سیمرخ کو تھا خیال
 ہوئی خلق جب دخترِ گلزار
 اڑا کر اسے قافِ مین لے گیا
 دیا کچھ دنوں شیرِ جوان اسے
 پس شیرِ میوے کھلاتا رہا
 غرض رفتہ رفتہ جوان ہوئی
 یہ بڑھکر ہوئی آفتِ روزگار
 وہ دکن رہ جو بنِ حسنِ جمال
 نہ مطلق خبر تھی کہ دنیا ہو گیا
 ہوئی جیسے وہ ماہِ پارہ جو ان
 اسے رہنے دوساکنِ اشیان
 وہی تھا زمانہ وہی ماہ و سال
 ہوا افضلِ خاق سے وہ نوجوان
 رہے مرتِ تعلیمِ اہلِ کمال
 ہر اک علمِ مین وہ یگانہ ہوا
 لکھا ہر مقدر مین اُنکے وصال
 مگر جہشت ہر ہوگا ضرور
 وہ مشرق مین جاتا تھا ہرہ و سا
 اٹھا لایا بچوں مین مثلِ شکار
 وہاں اشیانہ بنا کر رکھا
 نہ دکھائی پر شکلِ انسان اسے
 تر و تازہ پھل روزلاتا رہا
 سراپا وہ جانِ جہان ہو گئی
 حبیبانِ عالم ہوں جہرِ شمار
 مگر تھی طبیعت مین وحشتِ کمال
 نہ کھاتی تھی باغِ جہان کی ہوا
 نر و مادہ دونوں رہے پاس
 سنو شاہِ مغرب کی اب داستان
 دیا حق نے فرزندِ صاحبِ جمال
 سراپا شجاعتِ سعادت نشان
 ہوا تھوڑے عرصے مین دہشتِ مال
 عرضِ انتخابِ زمانہ ہوا

ازل سے ملا تھا دل بقرار	طبیعت میں تھا ذوق شیر و شکار
وہ کیلا شکارِ غزالان کبھی	کیے صید شیرِ نستان کبھی
نہ چھوڑا شکارِ جسدِ بزرگ	مگر دل سے تھا صیدِ ماہی پسند
وہ کشتی میں اک دن ہوا جلوہ گر	رفیقِ اکے بیٹھے ادھر اور ادھر
سمندر میں کشتی روانہ ہوئی	نسیمِ سحرِ تازیانہ ہوئی
یہ ایک جہادِ مخالفِ چلی	آڑا کر اسے قاتلِ مین لگی
سمندر میں کشتی بھی نکل سجا	ملا طم سے آخرِ چوئی غرقِ آب
مصاحب ہو غرقِ بحرِ فنا	یہ بیچارہ اک تختے پر رہ گیا
کئی دن برابر وہ تختہ ہوا	کنارے پر اک روز لائی ہوا
نظر آیا اک دشتِ وحشتِ فرا	اتر کر ادھر شاہزادہ چلا
قضا و قدر سے وہ پہنچا وہاں	کہ سیمرخ کا تھا جہانِ شیا
تھک کر یا سائے میں دمِ ذرا	ہوا کھائی ٹھنڈی افاقہ ہوا
شہنشاہِ مشرق کی نورِ نظر	اسی شیانے میں تھی جلوہ گر
نفا دشت کی دیکھتی تھی کھڑی	سوے شاہزادہ نظر جا پڑی
محبت سے دیکھا بہت دیر تک	رہی محو حیرت نہ جھپکی پلک
دل مضطرب کا بڑھا اضطراب	طبیعت میں پیدا ہوا اضطراب
ادھر شاہزادے نے دیکھا ذرا	کہ ہر محوِ نظارہ اک مہ لفت

وہ تیر فتنہ کار گر ہو گیا	محبت کا دل پر اثر ہو گیا
دل اُس کی فتنہ جان پہنچا ہوا	سہرا پایہ محو تماشا ہوا
ہوئی دل میں تاثیر دونوں طرف	لگا عشق کا تیر دونوں طرف
یہ بسمل وہ بیدل یہ بجان تھا	یہ بچو وہ مضطر یہ جبران تھا
ادھر ٹپکے دلیں نئے ہزار	ادھر تیر الفت ہوا لکے بار
ادھر خیمِ حریت سے ندی بھی	ادھر شکلِ زگس بندھی کٹکلی
گئی اُسکی فریادِ افلاک پر	گرے اسکے آنسو اگر خاک پر
ادھر ویدم تھا اُسے مضطر	ادھر ہجر میں اُسکا دل بقرار
ادھر شربتِ وصل کی آرزو	ادھر لب بہ لب ہوئی جستی
گیا یہ بصد شوق سو حبیب	اشارے سے اُسنے بلایا قریب
یہ فرشِ زمین پر وہ افلاک پر	وہ تھیں آشیانے میں یہ خاک پر
سخن رہ گئے لب پہ آج بکے	بہت کچھ اشارے کنا بے ہو
پریشان ہوا شاہزادہ کمال	نہ سمجھی کوئی باتِ وحشیِ خصال
آج جھپ جاتا شہزادہ نامور	نر و مادہِ جنوت اُسے ادھر
یہ آہٹھتا پھر تیر آشیان	جب انہیں سے کوئی نہوتا و بان
دکھائی تھی ہر در جلوہ گری	نئے رنگ سے پھر دہر شک پری
محبت کی الفت کی گھاتیں بہن	کئی دن اشار و نمین باتیں بہن

غرض رفته رفته ہوئی آشنا
 کہا شاہزادے نے اسی مہ لقا
 یہ سنکر ہوا اسکو صد کمال
 اسی روز سیمرخ بہر شکار
 اٹھا لایا نیچے مین اک نیل گاؤ
 غرض کھاکے دونوں زیر نہال
 وہ جسم ہوئے سیر ہو کر دل
 نہیں کوئی تدبیر اسکے سوا
 جب آئینگا سیمرخ ہنگام شام
 یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا
 ہوا شب کو سیمرخ کا جب نرو
 کہا اُس نے گھبرا کے اسی مہ لقا
 کہا شاہزادی نے اسی مردان
 مجھے اسپن حیرت ہر جلدی تبا
 وہ بولی یہ شے عجیب غریب
 گیا سنکے سیمرخ زیر نہال
 بہت خوش ہوئی کھال کو کھیکر

سمجھنے لگی بات کچھ کچھ ذرا
 بلا لے مجھے یا مرے پاس آ
 رہا شاہزادی کے دلمین خیال
 گیا آشیان سے سوئے کو ہزار
 کہا اپنی مادہ سے ہی بھر کے کھاؤ
 وہیں چھوڑ دی نیل گاؤ کی کھال
 کہا شاہزادی نے اسی نوجوان
 تو اس پوست گاؤ دین بیٹھ جا
 منگا لوں گی اس پوست کو لا کلام
 سر شام اُس پوست میں چھپ جا
 بہت شاہزادی کو پایا ملول
 مگر رہی کیوں آج باعث ہی کیا
 پڑی ہو یہ کیا شہوتہ آسمان
 کہا اُس نے ہی پوست نیل گاؤ
 ذرا اسکو لے آؤ میرے قریب
 سوئے آشیانہ اٹھا لایا کھال
 رکھا آشیانہ مین پیش نظر

<p> نکل آیا شہزادہ نامور ہوئی ہم بغل آکے وہ ہر تھا ہوئی فرط الفت سے وہ بچھا دلوں سے ملے دل بدل سے بدل کہ دونوں کے دل ہو گئے بقرار شراب محبت سے دونوں چھلکے ادا ہو گئی وصل کی رسم و راہ ہوئیں ہجر کی دوسرے کلفین بسر کرتے تھے وہ بعیش تمام یہ اُس پوست میں جلے کے زینا قیام نکلتا تھا کبر کے وقت سحر اسی طرح گزرے کئی سال جب تولد ہوئی دخترِ حبیبین سدا ب جناب سلیمان کا حال ظہورِ مشیت کے دن آگئے ہوا اپنے دعوے میں من کا مینا کہان اب وہ دخترِ کمان وہ سپر </p>	<p> لگے جب نرودادہ وقت سحر بڑھا شوق میں جانبِ دلربا رخِ صبر سے اٹھ گئی یانِ نقاب لبوں سے ملے لب دہن دہن یہاں تک بڑھا طعنت بوسِ کنا اٹھائے نرے شربتِ وصل کے ہوئے مشکل جزا ہم مرد ماہ دلوں میں نہ باقی رہیں حشرین غرض روز و شب خرم و شاد کام جب آئے نرودادہ ہنگامِ شام بسر کر کے تنہائی میں رات بھر وہ رہتے تھے دن بھر بعیش و طر دیا حق تعالیٰ نے طفلِ حسین اسے چھوڑ دہمراہ اہلِ عیال کہا ہنسکے اک روزِ سیرنج سے یہ کی عرضِ سیرنج نے اسی جناب گبا سر بسر وہ زمانہ گزر </p>
--	--

<p> اٹھ جاؤ را دیکھو شانِ خدا کہ سلطان مغرب بھی حاضر ہوا سر اسیمہ دربار میں آگیا کہ اے مرسلِ حقِ رسالتِ آب ستم دیدہ بیکسِ دل نگارِ مین جہان میں غریبوں کا فریاد رس کیا عرضِ دونوں نے دردِ دلی ہوئی سب حقیقتِ مفصلِ بیان ابھی شاہزادی کو ملاقات تھی غرض داخلِ آشیا نہ ہوا تو اس پوستِ مین پیٹھے آرام سے کیا ہر جنابِ سلیمان نے یاد سوئے تختِ گاہِ سلیمان چلا کہ پہونچا یہ دربارِ مین ایکبار وہ پشتارہ پیشِ نظر رکھ دیا کہ ہو قدرتِ حقِ تعالیٰ عیان کہا اسطرح دیکھ کر آپ نے </p>	<p> تبسم کیا آپ نے اور کہا ابھی تھا زبان پر یہی تذکرا اسی وقت مشرق کا فرما ہوا یہ کی عرضِ دونوں نے پیشِ جناب عجب مجھ سے مین گرفتار مین خدا نے کیا آپ کو دادرس کہا آپ نے کچھ کہو تو سہی سنی دختر و طفل کی داستان کہا شے سیمرخ سے آپ نے یہ سنکر آدھ روہ روانہ ہوا پہونچکر کہا اُس گل اندام سے مرے دل کی برائیگی اب مراد وہ بیٹھی تو بیکرِ مثال ہوا جنابِ سلیمان کو تھا انتظار ادب سے قریب آ کے بھر اکیا کہا کھول دے اب یہ رازِ نمان وہ پشتارہ کھولا جو منقار سے </p>
--	--

نکل شاہ مغرب کی نور نظر	نکل شاہ مشرق کی نعت جگر
وہ مہتاب یہ غیرت آفتاب	یہ سنکر نکل آئے درون شتاب
سلیمان کے قدموں پر سر کھیا	مودب کھڑے ہو کے مجرا کیا
وہ کم سن ہن گجبر آہونگے بلاؤ	دیا حکم بچوں کو بھی ساتھ لاؤ
آٹھا لائے بچوں کو بھی سائے	وہ جا کر اسی پوست کاؤ سے
کہا دیکھو خاق کے افضال کو	کہا بیا رحفرت نے اطفال کو
تماشاے شان خدا دیکھ لے	ہوا پھر یہ ارشاد سیمخ سے
مشیت سے خالی نہیں کوئی شے	افضا و قدر کا نمونہ یہ ہے
ندامت سے تھما سر تھما ماحی	ہوا بسکہ سیمخ کو انفعال
خجالت زدہ ایک سمت آگیا	لگا ہون میں سب کے جور سوا ہوا
نہ پایا کسی نے پھر اسکا نشان	ہوا چشم انسان سے ایسا نہان
ہزار دن تماشاے ہن دیکھو اثر	یہ ادنیٰ ہر ذکر تضاد و قدر
وہ ہوگا وہ ہوگا وہ ہوگا ضرور	مشیت میں جس چیز کا ہر قدر
ابد تک نہ آئیکا آسین خلل	جو کچھ لکھ دیا اُسے روز ازل
سہ موترقی تنزل نہیں	مشیت میں اُسکے بدل نہیں
رکھو اُسکے فضل و کرم پھر	کر و بندگی اُسکی شام و سحر
رہے اُسکی الفت سے ہر ذرہ	اُسی کی عبادت کر و متصل

<p> سوا اُسکے سب کی طلب چھوڑ دو نہ کھاتے پھر دھوکین در بدر کردا سوا ترک جو ہو سو ہو اُسی سے رکھو عمر بھر اعتقاد عجب اُسکی قدرت عجیبان ہی جب ایسا ہی خالق تو پر ہوا کیا بڑی اُسکی سرکار ہی کیا نہیں مسرت ہو یا رنج ہستی رہے </p>	<p> ادھر توڑ درشتہ ادھر جوڑ دو اُسی کے رکھو آستانے پہ سر دوئی چھوڑ کر اک طرف ہو رہو اُسی کی دم واپسین بھی ہو یا جو شکل سے مشکل ہو آسان ہی یہ دنیا ہی کیا مال دنیا ہی کیا کسی کی مگر چشم دنیا نہیں ہر اک حال میں حق پرتی رہے </p>
<p> بیان بے ثباتی دہرنا پائدار و عبرت احوال گذشتگان روزگار بوقلمونی گلستان جہان و نیرنگی بہار و خزان انجام ہرزہ حیات فنا و ذات جناب باری را بقا </p>	
<p> پلا سا قیادادہ مشکبو حیاتِ دورِ ذرہ کا کیا اعتبار وہ می ہو جو ناقص کو کامل کرے وہ می ہو کہ جس سے ہو ترک طلب وہ می ہو کہ جس سے نمودل آس وہ می ہو کہ جس سے نمودر دسر </p>	<p> سلامت رہین تیرے جام و سہو دکھا دے لالہ گون کی بہار وہ می ہو جو شونکو بسمل کرے تعلق کے ہو چھوٹنے کا سبب وہ می ہو کہ جس سے نہ غم آئے پاس رہے بخود ہی میں بھی خبرِ نظر </p>

<p>وہ مری ہو کہ جس سے طلاق ہو وہ مری ہو کہ جس سے نہ بیکے خیال دور زنگی زمانے کی ہر آشکار کہان ہم کہان بھرے لادہ نام بھر و سانہیں صبح کو شام کا زمانے کی ہر شے ہر نقش بر آب یہ ہو بخود ہی بادہ صاف میں خرابات میں جوش مستی رہے ہمین کیا رہے بانہ عالم رہے بدلتا ہر روز رنگ آسمان زمین اسکی رہتی ہر امید وار عیان میں زمانے کی نیرنگیان کبھی جلوہ گر انجسم دکھلستان خرابات دنیا ہر عبرت کدہ کسی کو جہان میں نہیں ہر بقا یہ دنیا سے فانی ہر زمان سرا مسافر بیان جتہ را کینکے</p>	<p>سخن میں فصاحت بلا بڑھے دکھائے عروس سخن کا جمال چلے دور پر دور لیل و نہار پلا آج اتنی کہ رہ جائے نام ملا دے مرے سمجھو منجھ جام کا نقطہ ہلکو کافی ہر دور شراب ہکتا پھر دن روز انصاف میں گھٹا میکہ سے پر ہستی رہے تراجم سلاست تراجم رہے مٹاتا ہر نام آوروں کے نشان کہ ہر دم طے ہجرت تازہ شکار نمودہ ہر جفا بہار و خزان کبھی خاک ہر پردہ آسمان تماشاے عالم ہر حیرت کدہ ہر اک شے فنا ہر فنا ہر فنا جو آیا بیان چارون رہ گیا یہ وہن رفتہ رفتہ چلے جائینگے</p>
---	--

<p>فقط رات کی رات لیتے ہیں ہم یہ جاگھر بنانے کے قابل نہیں جو آیا وہ صدے اٹھا کر گیا جو عاقل ہیں وہ دل لگاتے نہیں جو عالم ہیں اگر یگانہ ہوا ہو اہو گا کوئی زمانے میں شاید رہے ہم تو اگر ہمیشہ ملول کبھی بھول کر مثل گل جو ہنسا نہر اس جہان سے یہ حاصل ہوا ہوا وہوس کے پھنسنے میں نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا</p>	<p>سرا ہر یہ دنیا مسافر ہیں ہم نرا دل لگانے کے قابل نہیں بہت اشک حسرت بہا کر گیا غم و رنج ہستی اٹھا تے نہیں وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا ہزاروں چلے جاتے ہیں مرا ریاض جہان سے ہوا یہ حصول وہ روتا ہوا اس چمن سے گیا کہ دور روز جینا بھی مشکل ہوا رہے مبتلا دور ایام میں رہے گا فقط ایک نام خدا</p>
احوالِ انبیا	
<p>زمانے میں آئے بہت انبیا شناور ہوئے بحرِ توحید کے شبِ دروز جاری یا فیضِ عام ہدایت رہی سب کو بد نظر زمانے سے کفر و فحشا لٹ گئے</p>	<p>بڑھا اُسے اسلام کا سلسلہ طلبگار تھے حق کی تائید کے بجز دعوتِ حق نہ تھا کوئی کام گذرتی تھی طاعت میں شام و صبح بڑھے اہل ایمان مشافق گئے</p>

<p>رہی جس جگہ وحدت حق رہی ہوئے رفتہ رفتہ حبیب خدا گئے دار فانی سے سو جہان تو ممکن نہیں ہر کسی کو قیام سوا اسکے فانی ہر ہر ایک شہر</p>	<p>دہلی مشرکون میں مطلق رہی شفیع امم کا یہ رتبہ بڑھا کسی کو فضلے نہ چھوڑا یہاں نہ باقی رہے جبہ عالی مقام بقا ہر تو اک ذات واحد کو ہر</p>
احوالِ یادشاہان	
<p>کہان آج ہر آنکا جاہ و جلال کہان ہر سلیمان کا تخت ہوا زلزلے سے کیا ہو گیا جامِ جسم ہوا خاک گردش سے انداک کی سکندر جہان سے گیا خالی ہوا نہ بہمن رہا اور نہ افراسیاب کہان ہر وہ دارا کا بلبلِ نشان کہان ہر وہ تغلق کی نوح کثیر فسانہ ہوا حال چنگیز خان نہ تادر کی باقی رہی نادری نہ چھوڑی باقی کسی کو نہ میں</p>	<p>سنا ہو گا شاہانِ بافی کا حال کہ صحرے سکندر کا تاج دلا کہان ہر فریدوں کا جاہ و چشم بڑی حکمرانی تھی ضحاک کی نہ جمشید کچلے گیا اپنے ساتھ ہوا دور گردوں سے انقلاب ہر عمر تکرہ طاق نوشیروان کہان ہر وہ محمود کی دار و گیر کہان اب ہر تیمور صاحبِ قرآن نہ سنجر کی باقی رہی سنجر جہان میں ہو تبصر کہ خاقانی</p>

<p>ہمیشہ فلک پر تھا خاک مزاج کبھی جھکے سر پر تھا چتر زری کسی کی نہ تھی اصل جھکے حضور جہان کے فرے سب فراموش ہیں کسی کی حکومت نہ سطوت رہی اگر دیکھو انصاف سے اک نظر</p>	<p>تہ خاک غافل وہ سوئے ہیں آج لحد میں ہوئی خاک سے ہمسری سے خاک میں وہ سر پر غرور عز و سجد سے ہم آغوش ہیں رہی تو فقط یاس و حسرت رہی کھلونے تھے شی کے یہ سر بسر</p>
احوال علما	
<p>بہت دار فانی میں فاضل ہے کیسے مسئلہ یا ر منقول کے کسی کی ہوئی ضمیر میں عمر صرف کسی کو رہا شغل تفسیر کا کسی کو تھا علم ادب میں کمال معانی میں کوئی جو شاق تھا وظائف کوئی پڑھ کے عامل ہوا معطل رہے سب کے علم و کمال نہ کام آئی تحریر و تقریر کچھ لحد میں پڑے سوئے ہیں بنجر</p>	<p>بہت علم منطق میں کامل ہے ہوئے نشی علم معقول کے کسی نے پڑھا نحو کو حرت و حرث کوئی فقہ دان و محدث ہوا کوئی علم اخلاق میں ہمیشہ ال تو علم بیان میں کوئی طاق تھا کوئی نقش نگینے میں کامل ہوا ہوا عاقبت خاک سب کا مال فضا کی نکالی نہ تدبیر کچھ ہوئے سارے بیکار علم و ہنر</p>

ہر اک علم میں تجھے بہت شہسوار	رہے محو حیرت وہ انجام کار
احوال حکما	
<p> جہان میں جو خلق کیا کیا حکیم نہ تھا مثل حکمت میں لقمان کا ہزار صاحبِ فہم بقراط تھا اور سطو جہان میں یگانہ ہوا ہر اک فن میں بولہر تھا انتخاب کوئی نہضِ نبی میں مشاق تھا کوئی تھا نہایت قیافہ شناس کسی کو پسند آیا علم نجوم کوئی جو تشخیص امراض تھا ریاضی کوئی پُرھکے لائق ہوا نہ کام آیا اشرافیون کا کمال کیے عمر بھر سب نے کیا کیا علاج نہ کچھ بس چلا حکمتیں کہیں ہزار </p>	<p> عنایت ہوئی انکو عقلِ سلیم فلاطون زمانے میں کامل ہوا محیط کمالات سقراط تھا بلیناس فخر زمانہ ہوا ہر اک علم میں بولہر تھا انتخاب کوئی فن تشریح میں طاق تھا کسی کا گیا آسمان تک قیاس کسی کو ہوئی علم ہیئت میں معلوم کسی کو مطب کار ہوا شغلا طبیعی کوئی پُرھکے فائق ہوا ہوا خوابِ مشایون کا خیال نہ کچھ ہو سکا پر قضا کا علاج ہوئے استخوان خاکِ انجام کار </p>
احوال ہیلوانان	
ہزاروں نمودار تھے ہیلوان	ہوئے رفتہ رفتہ عدم کو رد

نہ باقی بہن زلِ نریمانِ سام	تہ آسمان رہ گیا سب کا نام
فسانہ ہوا رستم داستان	فرامرز و سہراب و بزرگمان
قباز و فرہر و اسفندیار	ہوے اور بھی پہلوانِ بشمار
کوئی شیردل تھا کوئی پلین	کوئی تیغزن تھا کوئی صفت شکن
کوئی نشہ زور طاقت سے	سبھ تھا تھا کوہِ گران کو بھی پست
کسی کو رہا ذوقِ تیردکان	کسی کو تھا مرغوبِ گرز گران
کسی نے کیا دیو کا سامنا	کوئی شیر نر سے مقابل ہوا
مگر چل سکا کچھ قضا سے نہ زور	ہوے بعد مردن ہم آغوشِ گور
جو دیتے رہے لشکر و لشکرست	اجل کا نہ کچھ کر سکے بند بست
جہان میں بُری دجوم رستم کی بھی	قضا سے نہ کچھ چل سکی رستمی
جو زور آزمائی میں بھی بی مثال	لحد میں ہوئی انکو جیشِ محال
جب آکے قضا سر پہ زلِ ہوئی	تو کروٹ بدلتی بھی شکل ہوئی
احوالِ حسینان	
بہت بہ حسینِ زیبِ عالم ہوئے	بہت اپنے عشاقِ بیدم ہوئے
کسی کا وہ جو بن وہ جسِ جمال	کسی کو تھا ناز و ادا میں کمال
کسی پر جوانی کی آمد غضب	کسی گل کا وہ سرِ ساقِ غضب
کسی کی وہ آنکھیں لیا چاں میں	کوئی مستِ بادہ عجب حال میں

<p>کسی کو تھما بنے بنائیکاشوق کسی کی دہ زلف رسا تا کر اشاروں سے دہ دل اٹھانا غضب کوئی باوہ حسن سے بخیر کسی کو سٹے لالہ گون کا سرد کوئی مہر طلعت کوئی بہت طے خاک بین سب وہ رشک قمر کمان آئینہ شاد بسل ہنار کوئی شکل آئینہ حیران گیس نہ کچھ یاد آیا جب آئی قضا ہر خاک سوتے ہیں وہ گلبدن کمان ہر وہ اچان شارونکی صوم سر قسبہ آنسو بہانا نہیں دہ الفت کمان دہ رفاقت کمان بحد پر وہ آئے نہیں بھو لکر</p>	<p>کسی کو تھما دے جلانیکا شوق کسی کے دہ رخسار رشک قمر کسی کا وہ آنکھیں لڑنا غضب کسی آفت جان کی بچی نطفہ کسی کو تھما ناز و ادا پر غصہ و کوئی نازنین کوئی جاد و ادا تھانے نہ چھوڑا کسی کو مگر کمان دہ رخ و گیسو تا بہار کوئی شل گیسو پریشان گیس نقطہ زندگی تک تھے ناز و ادا اگر ان تھی جنھیں نگہت با سمن کمان ہر وہ اب عاشقوں کا جو م کوئی فائز کو بھی آنا نہیں پس مرگ پھر وہ محبت کمان تصدق جو ہوئے تھے شام دگر</p>
احوال نوجوانان	
گئے منزل دہر سے نامراد	ہزاروں جوانان عالی نژاد

عجب لوستے تھے عجب جوش تھے	شراب جوانی سے دہوش تھے
کوئی مچھ ہنگامہ انبساط	کوئی روز و شب مرثیہ نہ نشاط
دکھاتا تھا اپنی جوانی کوئی	ہوا رسم الفت کا بانی کوئی
کوئی شمع رویوں کا پروانہ تھا	کوئی حسن پر اپنے دیوانہ تھا
کوئی ہجر جانان میں تھا بقرار	کوئی رات بھر بار سے ہلکار
کسی کا کوئی محدودیدار تھا	مے حسن سے کوئی سرشار تھا
کسی کو بھی مرغوب سیر حین	کوئی محو نظارہ گلبدن
کسی کو بھی معر اور دی پسند	رہا کوئی طوق و سلاسل بند
کسی کا ہوا دل لگانے میں خون	کسی پر رہا سایہ افکن جنون
کسی کو ہوا داغ حسرت نصیب	کسی کو ہوا عیش و عشرت نصیب
وہ جی بھجی گنج لب پر شکن	کسی میں جوانی کا اک بانگین
ہر اک بات میں اک نئی آن بان	وہ رخسار پر سبزہ خط کی شان
کسی کو تھا زور آزمائی کا شوق	کسی کو تھا نیچے کلائی کا شوق
کوئی شہسوار ہی میں تھا ہیشاں	کسی کو تھا صید افگنی میں کمال
کہ چھو سا جہان میں نہیں دوسرا	یہ سر میں ہر اک کے بھری تھی ہوا
ہوا ہو گئی سب بہار شباب	حقیقت میں عہد جوانی تھا خواہ
نہ اب ہم فیرون کے وہ تھے	نہ مانند بلبل رہنے چھچھے

ہوئی مثل شمع محدود سب خاموش	نہ باتی رہا کچھ جوانی کا جوش
احوالِ حین	
<p>کبھی فصل گل ہو کبھی ہر خزان کبھی ہر طرف شور ہو کبھی گل کبھی خار و خس میں بیان چمن کبھی برگ و گل نذر باد خزان کبھی صحن گلشن میں انبار خار کبھی شور کرتے ہیں بیاں چند و بوم کبھی جاسے عبرت ہو حالِ چمن کبھی سرنگوں سے دآزاو ہو کبھی نعرہ چند ہو چار سو کبھی شور کرتے ہیں زراع و زغن کبھی باد صحرے اڑتی ہو خاک دور و زہ ہو باغِ جہان کی بہار برنگ گل و غنچہ خندان نہ ہو بہار اپنی عالم میں دکھلا گئے ہوئی باد صحرے ہوا سے چمن</p>	<p>تجیرِ نفسا ہو طلسمِ جہان کبھی چشمِ بلبل میں ہو چاک گل کبھی ہو بہارِ گل و یا سمن کبھی نفتِ بلبل بوستان کبھی شاہِ گل کے جلو ہزار کبھی طائرانِ خوش الحان کی دھوم کبھی جھوٹے ہیں نہالِ چمن کبھی زینتِ باغِ شمشاد ہو کبھی قمریوں کی ہر حق سرہ کبھی طوطی خوشنوا خند و زن کبھی سایہ افکن ہو گلشنِ مین نہ بلبل کو وقفہ نہ گل کو قرار کبھی زندگانی یہ نازان نہ ہو بہت پھول کھل چکے ہر جہاں خزان نے نشانِ نفا چمن</p>

<p> بہارِ چین کو ہر آئینہ خفا مناسب ہر فصلِ خزان کی بھی یاد عدم کی مسافر ہر فصلِ بہار نہ غنچوں کو کھلنے کی فرصت ملی بہار گل تازہ ہر ایک رات نہ پائی کسی گل میں بوسے وفا یہ کہنی ہر بادیدہ اشکبار یہاں اشیانہ بنانا نہ تھا ہوئی اک خوشی سیکڑنِ غم ہو نہ حسرت بر آئی دل زار کی سبب اسکا ظاہر ہر گریان نہو تبسمِ قلم کی مہلت کسے اگر لاکھ جلوے دکھائے تو کیا خوشی اس گلستان میں بیوہ ہر کیا آکے بادِ خزان نے سلام کہ اکبار دل سے بھٹا پا مجھے تیرے گل کا ہوا رنگ زرد </p>	<p> ترانوں میں بلبل کی ہر یہ صدا عبثِ نغمہ سنجان گلشن میں شاد نہیں بے سبب گریہ آہِ بار گلون کو نہ ہنسنے کی مہلت ملی بقا رنگ کو ہر نہ ہو کوشاہت ریاضِ جہان کا تماشا کیا عجب یاس سے بلبل بے قرار کبھی ایسے گلشن میں آنا نہ تھا یہاں آکے کیا شاد و خرم ہو جفا گل کی دیکھی خلشِ خار کی کہا گل نے شکر پریشان نہ ہو یہاں عیش و عشرت کی فرصت کسے ہم اک دم کو گلشن میں آئے تو کیا فنا سر یہ ہر وقت موجود ہر زبا پر تھا گل کے ابھی یہ کلام کہا ایسے الفت میں پیوہ ہو بھری دلیے بلبل نے اکٹہ سر </p>
--	--

<p> ابھی دل میں دنوں کے اک خوف تھا تھا کا نصرت ہوا چار سو کسی کو نہیں ہر قیام و شبات جہان میں فقط شب کی شب ہر قیام فنا ہر زمانے میں سب کے لیے ہمیشہ رہیگا ہمیشہ سے ہر زمانہ ہر حادثہ وہی ہر قدیم نہ تھا کچھ بھی پہلے مگر تھا وہی کوئی اُسکا عالم میں مائی نہیں نہ باقی رہیگا کوئی ذبیحات نہ ہمسری اُسکا نہ ہمتا کوئی یہ ہر وحدت حق کی کافی دلیل وہی و دونوں عالم کا عبود ہر گل و شمس و نجم و قمر دیکھے اسی کی ہر اک گل میں ہر رنگ ہو وہ شمع تجلی ہر بر تو ہر سبب ہمیشہ اسی سے رہے لو لگی </p>	<p> کہ با و فٹ کا طمانچہ لگا نہ گل تھا نہ بلبل نہ وہ گفتگو نباتات ہوں خواہ ہوں ذبیحات رہا ہر نہ کوئی رہے گما مدام بقا ہر فقط ذات رب کے لیے وہ باقی ہر فانی ہر ہر ایک شہر مسافر ہیں ہم سب ہی ہر مقیم نہ ہو گا کوئی اک رہیگا وہی کسی کو بقا جاودانی نہیں ہمیشہ رہیگی فقط اُسکی ذات نہ اب تک ہوا ہر نہ ہو گا کوئی زمانے میں ہر چیز ہر تبدیل وہی دین و دنیا کا مقصود ہر ہزاردن میں جلوے جدھر بھیجے اسی کی عنادل کو ہر جستجو حقیقت میں اُس نور کی نور میں نہ ہو بزم عالم میں و بستگی </p>
---	--

سراسر یہ دنیا ہے خوابِ خیال	بجز یاس و حسرت نہیں کچھ مال
شبِ زندگانی بسر ہو گئی	میں غافل رہا اور حسرت ہو گئی
سحر بھی ہوئی اور نہ چو لکا ذرا	غضب ہی اسی طرح سوتا رہا
بجاسر یہ جو وقت کو میں حیل	کھلی آنکھ جب رہ گیا دن قلیل
میں اُس وقت مر رہا م تھا	سفر کا جہان سے سراخام تھا
جلی چھوڑ کر جسمِ روح روئی	اٹھا ہر طرف شور آہ و فغان
ہوئے جمع بیگانہ و آشنا	ہجوم غریزہ و اقارب ہوا
ہوا پھر یہ منظورِ اجاب کو	پے دفنِ جلدی اسے لے چلو
غرض جہاں سامانِ جب ہو چکا	جنازہ مرا لے چلے آشنا
جیسے کہا تھا چھپکے چلو	جہان میں عیان رہ گیا ہی نہ
نہ افشا کرو اسکا حال تباہ	عدم کو چلا ہی بہت رو سیاہ
تعرض رفتہ رفتہ حد تک گئے	گر بارِ عصیان سے سب تھک گئے
لحد میں آتا رہا جنازہ مرا	ہر اک دیکھتا تھا تماشا مرا
غریزہ و اقارب نے تنگھے دیے	دعائے کی مشغرت کے لیے
لحد میں مری آنکھِ جدم کھلی	نظر آئی چاروں طرف تیرگی
ہر اک سمتِ حسرتِ ہر اک سمتِ یاس	نہ مونس نہ ہدم نہ غمخوارِ یاس
چپ در اس ہمایہ لاکھوں گز	نہیں ایک کی دوسرے کو خبر

دہ رنج و تعب دہ لحد کا عذاب دہ تنہائی قفس دہ بے بسی دہ خوف مکافات اعمال بد کہن سے نہ مطلق ہوا کا گذر خدا ہی خدا ہی خدا ہی خدا یگانہ سدا اسکے کوئی نہیں پس مرگ خالق کو جانا تو کیا رہا دولت دین سے میں مرا بہت دست افسوس میں درمیں کروں کس سے غماز حال خراب وہی ہو غریبوں کا قریب درس وہی ہو سیاہوں کا پروردگار	نیکرین کے دہ سوال و جواب ندامت گناہوں کی دہ بیکسی وہ چار دم لٹھنے فشار لحد نہ خورشید کی فونہ نور قمر نہ خویش اقرار نہ یار آشنا ہو ادل کو اس وقت حق یقین مگر حیف ہے مر کے مانا تو کیا کبھی زندگی میں کی اسکی یاد سراپا ہوں عصیان بہر طور میں قیامت تلک ہی یہی اضطراب سدا اسکے کوئی نہیں داد و دل وہی عاصیوں کا ہر آمرزگار
---	---

غدر و جراثیم و مناجات بجناب قاضی الحاجات

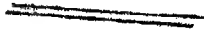
یہی آرزو ہے التجا طے نارد و رخ سے یار بنجا ہوے آکے ہستی میں کیا قصور بحان سے چلا ہوں بہت رویا	یہی جستجو ہے مدعا حیات دور و زہ ہے آخر مات تو ستارہ میں سدا با تصور اٹھائے ہوئے سر پہ پار گناہ
--	---

<p>اگر تیری رحمت ہو قصہ ہر پاک ترا بحر رحمت ہے بے انتہا مرے جرم عصیان کی کچھ حد نہیں بجز ریاض و محنت نہیں کوئی سا کیا تو نے دنیا میں سب کچھ عطا تاشائے قدرت نہ دیکھا کبھی جہان میں رہا صفت عصیان ام کیا ایسا کیا کام جیسے ہونا ز کئی عمر غفلت میں صبح و ساء اگر تیری رحمت ہو پیرا ہی پا رہا سزائے خطایا ہو فضل و کرم جب آئیگی محشر میں نوبت مری عنایت کا تیرے طلبگار ہوں</p>	<p>حقیقت ہے انسان کی شستاک گناہوں کی میر حقیقت ہے کیا تیرے لطف احسان کی کچھ حد نہیں ریاض جہان چلا خالی ہاتھ ہوا کچھ نہ کچھ سے سوائے خطا حقیقت نہ سمجھا نہ سمجھا کبھی بجز رو سیاہی نہ تھا کوئی کام مگر ہے ترا دست رحمت دراز ہوا کچھ نہ حق عبادت ادا وگرنہ جو منظور پروردگار بہر حال ہے شوق تسلیم خم عیان ہوگی شان رحیمی تری گنگار ہوں میں گنگار ہوں</p>
خاتمہ کتاب	
<p>نہ دو طول صفہ رکرو قصداً ازل سے ابتداء تک لکھے گر قلم صفات اس کے لکھنا کچھ آسان ہیں</p>	<p>کہاں تم کہاں حمد پر درو گاہ نوشتمہ حمد خالق رستم جو طرے ہو سکے یہ وہ میدان نہیں</p>

<p>طبیعت کو گرا زما یا تو کیا کرے قطرہ کیونکر صمد کا و ^{صفت} لکھیں حمد خلاق جن و بشر زبان و تسلیم کو یہ قدرت کہاں رستم ہوں اگر دفتہ بشمار کسی سے بھی ممکن نہیں کسی حمد ذریعہ مگر معرفت کا یہ ہر یہ ہر عرض اہل سخن سے مری کسی جا اگر دیکھیں سو و خطا لکھی ہر عجب حال میں تنویر فصاحت بلاغت کا کیا تذکرا دکھائی نہ تھی قابلیت سمجھے مے معرفت کا تھا ہر دم سرور نہ تھی اُن دنوں حکو دلی خبر میں دل سے اگسا بچھو دل جدا فصاحت بلاغت جو منظور ہو سدا اسکے ہر قسم کا ہر کلام</p>	<p>فروغ مضامین دکھایا تو کیا ہو ذرے سے کیا ہر نور کا و ^{صفت} یہ دشوار ہر بلکہ دشوار تر کرین حمد خلاق عالم بیان نہ ہوں ختم اوصاف پروردگار اسی کو سزاوار ہر اپنی حمد بہا نہ فقط نفع نہت کا یہ ہر گذارش ہر باب فن سے مری کرین چشم پوشی بہ لطفت و عطا تینر بہ و نیک مطلق نہ تھی زبان پر جو آیا وہ موزون کیا کہ منظور تھا ذکر و حدت سمجھے نہ پاس آنے پاتا تھا کبر و غرور نہ دل کو تھی نہ ہمار میری خبر نظر میں تھا ہر دم خدا ہی خدا تو حاضر ہر دیو ان کو دیکھو سلاست قنات ہر جہر تمام</p>
---	---

صلہ آسکا مدوح دیگا مجھے	جو خوش ہوگا سب کچھ ملیگا مجھے
زمانے کا ہر دینے والا وہی	جہان میں سب ادنیٰ میں اعلیٰ وہی
کسی سے طلب ہو جو اسکے سوا تو ہفدر خطا ہی خطا ہی خطا	
قطعات تاریخ طبع	
قطعة تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر	
رہے بندش ہے مضمون ہ آئینہ ہے یہ جوین	زبان اچھی بیان اچھا عجب حسن طبیعت ہے
امیر اسکی کہی تاریخ میں نے بھی بہت سچی	کہ حقا جو حکایت ہے وہ اکسیر ہدایت ہے
قطعة تاریخ از جناب مولانا طور الحق صاحب	
شعری شد نظم چون سلک گہر	در شنائے خالق رب جلیل
بے تکلف گفت ہائے سال طبع	بے نظیر و بیشال و بے عدیل
قطعة تاریخ از جناب منشی گوہر پشا و صاحب صبا	
خشت و جاہ جلال میں سے نواب ہیں	حضرت ہفدر علی خان بہادر شمل
باسل پرستم شکار عاتل نعمان شعار	عادل کسری و ثمار باذل حاتم عمل
میدہ دولت کے باغ ایاالت کے نخل	نخل ریاست کی شاخ شاخ امارت کے پھل

<p>ثنوی تازہ ایک آپ نے تصنیف کی طبع صبا سے ہوا جلہ نما سال طبع</p>	<p>معرفت اسکے ہر اک شعر کا ہر حاصل دراہ چھی خوب یہ ثنوی ہے بدل</p>
	<p>قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خان صاحب فیروز</p>
<p>چھپ گئی فصل حد سے ثنوی وہ لا جواب فکر جب فیروز سال طبع کی بجھو ہوئی</p>	<p>جسکے ہر مصرع میں حسن بیان معرفت غیب سے آواز آئی بوستان معرفت</p>





تعبیدہ اول در حمد خداوند کون و مکان خالق زمین و آسمان
مسمی بہ انوار وحدت

<p>آب کوثر سے میں صوفوں پہلے خلسے کی زباں شہر جبریل چشم حور ہوں کلک دوت احتیاج صوف بھی ہر دشنامی کے لیے حاجت شجر بھی ہوگی مجھے وقت رسم بہر نقاشی سپید و بھی مجھے درکار ہے چاہیے وقت کتابت ماہی قرطاس گیر گوشت قرطاس لکریوں نہیں کرتے دست جھکنا حق ہر ملاش کار و کاغذ تراش</p>	<p>پھر لکھوں حمد خداوند زمین و آسمان ہاتھ میں جاوے درق ہوں برگ شجارِ جنان ماہ سے کہہ دو کہ لائے پارہ جیب کتمان لائے رضوان سرخی رخسار حورانِ جنان جلوہ گر اگر بیاض صبح جنت ہو یہاں جلد آئے عالم بالاسے حوت آسمان کس لیے تعارض جزا پنج پر ہر راہگان کیا نہیں کافی ہر میری تیزی طبع روان</p>
---	---

آب ز فرم آئے کہے سے وضو کیا سطر
 پھر طلب تائید کی اس کے فرض عین
 ہو چکین جہدم مہیا سب یہاں رسم
 خامہ سیری انگلیوں میں دیکھ کر عیسیٰ کہیں
 تہ بہ تہ تراویح کا غنہ دیکھ کر بولیں ملک
 کیلے بسم اللہ اس کی حمد لکھتا ہر مسلم
 صا خالق کا نشان ظاہر ہو مخلوقات
 اس کی قدرت پر گواہی دی رہے ہیں روز و
 قدرت کامل سے کیا بے مادہ پیدا کیے
 کیا بنا دست و پا و چشم و گوش و جان و تن
 ہر وہی خالق وہی رازق وہی حی و قدیم
 ہر وہی دانا وہی مینا وہی رب کریم
 و کرا اسکا ہر ہر اک وقت میں پیغام نجات
 ہر کلام پاک اسکا روح جسم ہر کلام
 حمد خالق کیا حیات بے بقا میں ہو سکے
 یک نہ رہ دادی قدرت میں سیاری زمین
 سنبہ و گل ہیں دلیل صنعت پروردگار

پھر مہل چاہیے وقت رقم فرش مکان
 آئیہ نصر من اللہ چاہیے درد زبان
 پھر ظلم کا غنہ پر شل ابر ہو گوہر فشان
 پنجہ خورشید میں یہ جلوہ گر ہو ککشان
 بے تکلف رحل پر قرآن کا جوتا ہو گمان
 کیلے کن پیدا کیے جسے زمین و آسمان
 جو ر و غلمان غلہ و دوزخ ایش و افسان
 عرش و کرسی مرد و مہ لوح و قلم و ریا و کان
 چار عنصر خاک باد و آتش و آب و روان
 شکر خلاق دو عالم کیس باں سے ہو بیان
 ہر وہی قادر وہی عادل ہی ترہیب و ان
 ہر وہی مالک ہی بخشنہ و تاب و توان
 یاد اس کی ہر ہر اک شکل میں تعوید امان
 یہ گھر ہر سب قہد یہ مغر ہر سب استخوان
 رات کم سے کم زیادہ سے زیادہ دستا
 ایک قطرہ بحر صنعت میں جاب آسمان
 باغ سے ظاہر ہوا اسکا ہر کوئی باغبان

کاسہ گر کے پیسے سے چاک پر بنتے ہیں نظر
 چشم دل بیٹا اگر ہر رنگ قدرت دیکھ لے
 دور سے دیکھتے قطرے قطر میں نہان پتھر شکار
 ہر جہت میں ہر وہی موجود لیکن بے جہت
 چشم جو سب کو ہر یوسف کا پتا مٹا نہیں
 بحر و بر میں ہر وہی ہر روز نو اسکی تلاش
 کون ہر شتاق جو آس کا زلزلے میں نہیں
 جلوہ حق دیکھنے کو چشم بیٹا چاہیے
 چشم نے ہائی ہر بنائی جو اسکے فیض سے
 تہذیب و خلق دو عالم دل سے کیونکر ہو سکے
 اب لکھوں کچھ شعرا سے جنہیں ناز و نیاز
 دیدہ یعقوب میں وہ حسن رو ماہ مصر
 جلوہ حسن جتنی صاف آتا ہر نظر
 تاختہ کو ہر جو اسکے قدموں کا خیال
 دیکھ کر گلشن میں کیوں تھکان ہر طاقتور
 صاف چلتا ہے میں پردے در پردہ نہیں
 جس کو ہر گرد باو دشت کی گردش پسند

دور روز و شب نہیں کرتا ہر خود یہ آسان
 یہ قمریہ مہر یہ قوس قزح یہ ککشان
 تپتے تپتے بوٹی بوٹی سے عیان پتھر نشان
 ہر مکان میں ہر گراؤ اسکی تجسس میں جان
 رنگ کی صورت ہر نالان کار و زکا کاروان
 آب دریا میں روان ہر رنگ صحرائیں دل
 وعدہ دیدار پر مڑتا ہر یہ سارا جہان
 دور نہ کب فانوس میں ہر شمع کا شعلہ ہوا
 گیارہ میں جلد جاتی ہر نگہ تا آسمان
 کوزہ کھنڈ میں گنجائش دریا کمان
 ہونٹم تحریر حسن عشق و دونوں توان
 طور پر ہر نگر تجلی چشم موسیٰ میں عیان
 روئے گل کو دیکھ کر بلبل چکرتی ہر فغان
 جان دل سے ہو گئی شیدائے سروست
 گر نہیں ابرسمہ وہ گیسو عنبر نشان
 شمع کے پردے میں اسکی بے نیازی ہر عیان
 بلی محل نشین کا کچھ تو پایا ہر نشان

عشق شیرین چھوڑ شیرین آفرین پر جان
چاہیے نل کو کہ اس سے سلسلہ پیا کرے
عاریت کچھ نور آئے اپنے چہرے کا دیا
اپنے پر تو سے ند تبادہ اگر حسن و جمال
رہبر عشق حقیقی ہر بیان عشق مجاز
چشم عالم سے نہاں ہر ہر ہستی آشکار
حق ہو یہ دعویٰ مرا کافی میں اس کے دو گوا
اسکی ہستی کو دی ہو بچے جو ہستی سے
جاگ اے غافل کہ دنیا کا نہیں کچھ اعتبار
روح کو این جسم خاکی میں نہیں ہرگز قیام
نقش اطل ہر جان اول فنا آخر فنا
سمجھے کیا راحت کو در اول اگر غم دست
جب ہو ایسی بے ثباتی فکر یعنی ہر فرد
جستجو ایسے مکان معرفت کی جا ہیے
نور کے پر کو ہوں آئین نور کے دیوار و در
فرش کی جا آئین آئین قدس کی فرش
رہے آئین آئین نعل آئین آہ اول

کہ کہن سے روز گشتی تھی پریشے کی زبان
دام آفت ہر دمن کا گیسو سے غبر نشان
ہو گئے اسوجہ بوسہ غریزہ کاروان
قابل نظارہ کب ہونے حسنین جان
کون جا سکتا ہر اوج بام پر بے مرد ہا
جلوہ گر ہر طرف ہر نشان نے نشان
اک حسنین کا دہن اور دوسرے ہو بیان
دیر انہی ہر کہ پر وہ ہر خودی کا در بیان
غفلت دنیا فانی کو سمجھ خواب گران
چارون کو مل گیا ہر یہ کر دیہ کا مکان
نما کجا پائے پوش خضر عمر جاودان
ہر صباح عبد پر شام محرم کا گمان
چارون کیواسے سر پر نہ بے بار گران
جس مکان میں پر وہ چشم ملک ہو سائبان
جلوہ برق بجلی جسکی غصہ سے ہر بیان
کر سی در عرش کا پایہ نظر آئے وہاں
سامعین جا کے باہر بخود ہی آرام جان

کچھ بھی حاصل ہو اگر تجکو تصوف کا مزہ
 ایک ہن چہم موحیدین اگر گل ہن ہزار
 ایک لہ ایک نر گل ایک سنبل ایک گل
 ایک اصل نسرین ہر ایک فرع با سمن
 چشم وحدت میں اگر ہر ایک ہن خشک تر
 باغ میں گلہار غنا دیکھ کر ثابت ہوا
 خاک باد و آب آتش میں نہیں کچھ تفرقہ
 قاضی مفتی شیخ دوا عط و میخوار و درند
 ایک محفل ایک صحبت ایک فائوس ایک شمع
 ایک شیشہ ایک تل ایک ساغر ایک عمر
 ایک طوفان ایک نظرہ ایک گرداب ایک موج
 ایک مہر ایک ذرہ ایک جادہ ایک راہ
 ایک منہ ایک نقطہ ایک معنی ایک لفظ
 گوش سامع چاہیے دونوں کی گرفتار ایک
 جب ہو کئی تو پھر کشی دو کی خاطر نہیں
 شکست گر ہو آئینہ خلسے میں چل کر دیکھ لو
 راہ نامہوار جب چھوٹی کمان پست و بلند

بے تکلف ہو مرے خوان سخن پر ہیماں
 کون کتنا ہو کہ رنگارنگ ہو یہ بوستان
 ایک سوسن ایک نسیرن ایک سمن لہ زوآن
 ایک برک ضمیران ہر ایک شاخ زعفران
 سنبڑہ بیگانہ ہو یا سنبڑہ آب روان
 ہر خزان میں نو بہار ان نو بہار زینان
 ایک طینت ایک خلقت ایک قاب ایک جان
 فور سے دیکھو تو سب میں ایک جلوہ ہر عیان
 ایک طنبور ایک غمہ ایک مطرب نغمہ خوان
 ایک ساتی ایک شاہد ایک ہرم میکشان
 ایک کشتی ایک ساحل ایک بحر بیکران
 ایک محفل ایک ناقہ ایک میر کاروان
 جو بیان ہو وہ زبان ہر جز بان ہو وہ بیابان
 خواہ غنیجے کا دہن ہو خواہ سوسن کی زبان
 ایک ہن خوشید ذرہ ایک متاب و کنا
 ایک صورت کی نظراتی میں سو شکیلین و بان
 عالم عرفان میں یکسان ہن زمین آسمان

اُس میں کو ترک کر حسین حدیقہ میں ہوں چا
ایسی محفل میں جا حسین کہ دو حسین جلین
و یکم ابدل سحر بالادوی اچھی نہیں
ہوش میں گفتگو سے بخودی لازم نہیں
چھوڑا پھر یہ سخن جو مدعی عرفان کے ہوں
جان اتنا قائل توجہ رب کو ہر نجات
کفر مطلق و ہر باطل حلول و اتحاد
دور باطل ہر سلسل کی حقیقت کچھ نہیں
ہر طرح بیفائدہ ہر بحث جبر و اختیار
چار جانب ٹھوکرین کھانے سے کچھ حاصل نہیں
باعث ایجاد علم منہج جو دو کرم
نہر سچ رسالت شمع نبرم معرفت
مبیط روح الامین محبوب بالعالین
حامی و نمونہ ارامت تاجدار شش جنت
واہ کیا رعب نبوت ہر کہ جسکے خوف سے
بھر نیلے گرمی بستر دی بانی رہی
معنی لولاک سے یہ صاف روشن ہو گیا

اُس نکل سے بھاگ ہو جب کہ جزو کاشان
ایسے گلشن سے خدر کر پھل ہوں حسین تو امان
کس طرف کا قصد تھا جو سے آنکلا کمان
یہ وہ محفل ہر جہاں انسان کی کشتی ہر زبان
صاحب لولاک کا تو ماغر قنا ہر بیان
اور کو چہ نہیں ہر چلنے والوں کو امان
محض جیاجی مذہب میں حکموں کا بیان
ہن سر سر کذب احکام نجوم آسمان
مصلحت اسکی ہر ظاہر نقیض اسکا جھٹکا
راہ سیدھی ہر طریق بادشاہ ہر سلمان
منفخر جو آدم سرور کون و مکان
قبلہ اہل حقیقت کعبہ کرد بیان
زیب بخش صدر تمکین خسرو عثمان
شافع روز قیامت مالک نار و جہان
تر لے میں آنچک ہر مرتعہ نوشیروان
آپ کے بھی گئے بھی ہر سیر لامکان
وہ نہوتے تو کبھی پیدا نہوتے آسمان

<p>یہ شرف بہ مرتبہ اور انبیاء کا ہر کمان چشم نابینا میں ہو سر نہ جو خاک ہستان وصف خود کرتا ہو قرآن میں احد اودھان کھول درگاہ انہی میں تضرع سے رہاں یا خدا اے پاک بہر جہد عالی مکان نار و نرج سے ربائی ہوئے باغ جنان</p>	<p>مجمع اعجاز ہر ذوات مقدس آپ کی نقش پاؤں تک گن لے شب تاریک میں بندہ عاجز سے کیا نصرت پیمبر ہو سکے اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دست دعا یا خدا اے پاک بہر شافع روز جزا اس سراپا جرم پر بخشش میں ہو فضل و کرم</p>
	<p>عیش عشرت میں ہمیشہ زندگانی ہو بس جملہ کمروہات و پیاسے مٹے بھگو زمان</p>
<p>قصیدہ دوم در نعت سرور کائنات باعث ایجاد موجبات مسمی بہ مہر نبوت</p>	
<p>سمیع صفت جلے مجھے گل ہو چراغ شاعری کس کو نصیب ہو مرام نہہ ستخنو ری پائی ہر ایک بیت نے نعت قمر قہری کون ہو ہمزبان مرا کون کرے برابر سب ہو میرے اسی بھگو ملی ہمبیری جسکی طرف پڑی مری ایک نگاہ سرسری مجھ سے بہر پیر سیکھی ہی کیمیا گری</p>	<p>بزم سخن میں ہمزبان خاک ہو چچا فوری خاق علم سے مجھے روز ازل سبق ملا ملک کلام میں مجھے پایہ خسروی ملا و روز بان ہو ذکر حق مصحف رب ہوں مرا خلقت علم جب ہوئی ملک کلام جب قطرہ آب بحر ہو ذرہ خاک مسہر ہو سیم قرطاس مہر کون نہ بنا صبح و شام</p>

افضل خدا سے ہر گھڑی طبع سا کے ساتھ ہیں
 نودعی زبان ہوئیں المعنی زمین ہوئیں
 صفحہ مرے بیاض کا صفحہ آفتاب ہو
 منطق معنی و بیان سب ہمیں ہی زبان پر
 علم و حدیث میں کمال نقہ میں ہیں بیتا
 کاشف راز حق ہوئیں عوی کشف ہو مجھے
 نقطہ ہر ایک ہر مرقم جو امع الکلم
 معنی صاف کارے سامنے ہو رہ آئندہ
 خانہ فکر ہر مرامک سخن میں بادشاہ
 عامل اگر کوئی کہے محکو تو کچھ عجب نہیں
 باغ سخن کی سیر سے دولت سرمدی ہی
 شے کے مرے کلام کو کہتے ہیں جنکو فہم ہو
 طبع سا ازل سے ہو بحر ہر میں آشنا
 افضل کمال کم نہیں جاہ و جلال کم نہیں
 خسر و خوش بیان ہو نہیں سمجھی نکتہ دان ہو
 ذہن کو وہ ضیائی جسکی چمک کے روبرو
 خضر رہ کلیم ہوں پیش رو سلیم ہوں

پانچ حواس باطنی پانچ حواس ظاہری
 نسخہ نویس ہر مرامک حکیم آذری
 نقطہ مرے قلم کے میں دہرہ و ماہ و مشتری
 کند و ہر سیرے نام پر خاتم نام آوری
 علم ادب میں بوعلی علم لغت میں جوہری
 کس کے گردن مقابلہ دہرہ نہیں بخشہری
 نکتہ ہر ایک ہر مرقم شرح اصول اکبری
 جسکی چمک سے آب آب آئندہ سکندری
 صفحہ تخت سلطنت دائرہ تاج قیصری
 بندش صاف شیشہ ہر منی روشن ک پر ہی
 ہر گل جعفری ہر یان رشک ملا جعفری
 معجزہ کلیم ہر بابہ فسون سامری
 بط کو نہیں ہر حاجت کسب فن شناسوری
 ایمین بھی جواب میں گرجہ رنگ شامری
 اور سے اور ہو گیا مرتبہ سخوری
 دو دسیاہ بیگیا شطہ شمع نورری
 جو کلیم بنیاد منہ کرتی ہر ناز شاہری

میرے بچھڑا فکر میں رود کی ایک موج ہے
 جامی دانی و کمال قاسم و قطرت و ظہیر
 عرفی و فیضی و منبر شوکت و بیدل خرب
 صاحب حافظ و غنی طالب دانش و جید
 شاعر انتخاب ہون نامتو لا جواب ہوں
 حق کے تلامذہ جو میں انہیں و جید عصر ہوں
 ایسے سخن اگر کہے میں نے تو کیا مضائقہ
 سامنے اہل فہم کے پڑھ کے اُسطح کے شعر
 ہے یہ عجیب جرات کا میں کہاں کہ صر گیا
 اس شبہ دین پناہ کا وصف میں اب تم کو
 مطلع اس آیت کا زیب رقم ہوا اگر قلم
 جلد چلا دے سابقہ بارہ صاف کوثری
 پڑھ کے کلام نعت جو تہ سید نکو سناؤ نہیں
 مدح ہر چکے دست کی بخشش وہی صلہ مجھے
 نعت ہی شروع ہے نرم میں آمین سامعین
 احمد عثمان ستان باعث خلقت جان
 خاص جناب کبریا نغمہ گروہ انیس

میرے بیاض شعر کا جڑ ہے ایک عنصری
 شرم سے سب میں سرنگون خاک کر نیکی ہمیں
 فانیہ تنگ ہوا اگر مجھ سے کرین برابر
 کہدو کہ مجھ سے یکے لین رسم و رہنمائی
 سبزہ پائمال ہو مجھ سے کرے جو ہمیں
 ملتی سمجھے نبی کے بعد ہوتی اگر ہمیں
 اہل سخن کی رسم ہر لاف و گزاف شاعری
 میں نے بھی کچھ دکھا دیا بد پے سخنوری
 طبع سا دکھا دے اب شوکت مدح گنہگار
 جسے خدا ختم کی روز ازل ہمیں
 جس کو سپہر بھی کہے مطلع مہرناوری
 عرش برین پہ جا فکر تادم مدح گستری
 سب یہ کہیں کہ مر جا چاہیے ایسی شاعری
 میں ہوں گناہ سے بری کچھ گناہ ہوں
 حورین دان میں خلہ سے چرخ آئے شری
 فخر زمین و آسمان افسر زلف سروری
 آیہ رحمت خدا شافع روزدادہ ری

زیر نگین ہیں و جهان تاج حکم آسمان
 رب کا شریک ہے عدم آپکا سایہ ہے عدم
 جا کے جو لامکان ہیں سونے فلک نگاہ کی
 اس شہ خاص عالم کا خوان کرم ہے فلک
 نام شرف ناسا کا عہد میں اُسکے اٹھ گیا
 دود میں اُسکے ہندو زخیر ز ذلیل ہے
 عدل سے اُسکے یک قلم ظلم کا نام مٹ گیا
 شائع حشر کا کرم خلق سے کیسے کہدیا
 خلق و کرم کا صفت جو کلک دوانے لکھا
 عارض تابناک پر گیسو مشکبار ہے
 رفعت تعرجا ہے غیرت اوج لامکان
 اُسکے محب کو خسرین خون حساب کچھ نہیں
 اُسکے محیط فیض سے آب بقا جو مل گیا
 کون نہیں ہے بہرہ ور کون نہیں ہے فیضیاب
 وہاں سے اوج گنبد مرقد نحر انبیا
 اُسکی نگاہ قمر کو دیکھیں اُردہ اک نظر
 لک عرب ہند تک تیغ جہاد کھینچ گئی

چرخ ہرین پہ کیوں نور جوت قمر قمری
 غور سے دیکھو مرتد کس سے ہوئی برابری
 آیا جناب سائفر گنبد چرخ چسبری
 مہر ہے ایک فلکی ماہ ہے ایک شتری
 ذرہ آفتاب میں مٹ گئی جنگ زور گری
 توڑ دیا بزمک نے رشتہ مرادری
 عشوہ و غمزہ حسین بھول گئے شگری
 خشکی زہد پر ہوئی دامن ترکو برتری
 انگشت مشک سیمن ہے ایں بڑے عنبری
 پنجہ آفتاب میں دامن ابر آوری
 ہر وہ بلند آستان رشک سپہر خیری
 لاکھ گناہ ہوں گمراہ گناہ سے بری
 انول جات ظفر ہے تادم درد آخری
 عادت آفتاب ہے شیوہ ذرہ پردری
 ایک گلے ہے ہر رنگ گنبد چرخ اختری
 انگلیں تہی کی بھو بھارتی سگری
 چھٹی بے نعت قتل ہے برین جاکے کاغذی

ہر صفت اُن کے جنگ میں کسٹون کے
 ساتھ تھے جو رفیقِ یارِ سب و جرتی جان
 دواہ رانے زور و چار چار لاکھ پست
 تار یونکو دم و غا برق صفت جلا دیا
 راہِ خدا سے جو پھر اخلق پہ تیغ پھر گئی
 عالمِ دین میں جا بجا رکنِ برکین ہزار ہا
 شور اذان کا پانچ وقت و عظمِ نبین کی یہ
 دینِ مبین میں حشر تک آنے کے خلل نہ را
 روزِ ازل تھا آپ پر صنعت حق کا خاتمہ
 نورِ جنابِ کبریا آپ میں جلوہ گر ہوا
 نورِ پھر اکہاں پھر دین پہونجا تھا جہاں
 صفہ را بہتصار کر طولِ سخن کہان تک
 چار کردگو جب تک گھیرے سے یہ آسمان
 پہونچو جن جن میں جب تک لاد و گر گن سمن
 اہر ہمار جب تک باغِ جا کو زرب دے
 شاہِ گل ہو جب تک تختِ چمن پہ جلوہ گر
 نرم جہا نہیں جب تک جامِ نامِ جم ہے

طنطنہ جہاد تھا بمعنہ ہمیشہ سی
 رخ سے ہر اک کے آشکار و بہرِ غضنفر سی
 کسی کمون بہاوری کسی کمونِ لاوری
 چاہ میں آگ بن گئی آبِ حسامِ حیدری
 آیا جو راہِ راست پر تپ سے دہریا بری
 آج ملک ہر موجزنِ قلم فیض گسری
 شہرہ ہر آج تک ہی زیرِ سپہرِ خبری
 شرعِ نبین سے باندھ دے طرفہ سدِ سکندری
 ایسے ذاتِ پاک پر ختم ہوئی ہمیری
 پنج میں چند روزِ رتھا ایک حجابِ ظاہری
 دائرہ ازل ہوا حلقہ دورِ آخری
 مانگِ خدا سے دعا بعدِ نیاز گسری
 جب تک آسمان پہر جلوہ مہر خاوری
 خرچ پہ جب تک ہن زہرہ و ماہ و شتری
 گنت گل ہو جب تک رشکِ شمیمِ عنبری
 بلبسِ نارِ جب تک گل کی سے سنگری
 جب تک گئے سے ہو تذکرہ سکندری

زیر فلک ہر جنگ شام و سحر کا سلسلہ	شمس و قمر میں جنگ رونق چرخ چبری
زمین ہی کا جنگ چار طرف ہو غلغلہ	دیر میں جنگ بے شرو و تیغ چندی
صحت و عافیت رہے غرت و منتزلت رہے	دولت و قربت میں دو محبت رسائی یاد رہی
بیل نما زندگی عیش و طرب میں صرف ہو	ابر عطا حق سے جو کشت مراد دل ہری

حامی نزع نفی شافع حشر مصطفیٰ	سایہ جعفر و تقی لطف نفی و عسکری
------------------------------	---------------------------------

قصیدہ سوم در نقبت علی شیر نیردان مشککشائے ہر دو جہان کسی نادر علی

کوین میں بخشی ہر خدا نے مجھے توفیر	ہستی میں ہوں جہد تو بلندی میں تکیہ
لکھا جو سراج مرا حال متسلم نے	تقدیر نے خوش ہو کے کہا داہری تحریر
سرکار کرامت سے ملا منصب عالی	اقلیم سعادت میں عنایت ہوئی جاگیر
کیا کیا بہن شرف نش جہت ہر میں حاصل	علم و عمل و خلق و کرم عزت و توفیر
رکھوں جو قدم سنگ پہ ہو جاوہ ہارس	گر ہاتھ میں ہوں خاک تو بجا وہ اکسیر
کہد و یہ مصور سے مرا رتبہ ہر اعلیٰ	دنیا کے مریخ میں نہ کھینچے مری تصور
دی رتبہ میں ایسا ہوں کہ کھنچی دوازل کھنکا	فرد سر دفتر مری لوح خط تقدیر
سایہ کھنچ ساتھ ہوں شانوں سے اتر کر	معلوم فرشتوں کو اگر ہو مری توفیر
سزا بقدم غم ہوں جرات ہو سراپا	شمس ہو نہیں سوس بدن جو ہر شمشیر
موسیٰ مری پیشانی پر نور جو دیکھیں	قرابین کہ بیشک یہ علی کی ہر تنویر

ہنگامِ تکلم ہر دہنِ مسرسلیمان
شامل ہیں ہا شبہِ مرے خاک کا دوس
میخانہ حکمت میں فلاطون سے آگے
اسد سے شرفِ دیکھ کے مادِ مضاف کو
روشن ہو مری روشنیِ شمع سے عالم
بیوجہ مرے گرد اجابت نہیں پھرتی
اسرے پہلے ورقِ عرش تو مانگے
ابر و کی طرح ہوں جو تواضع سے خمیدہ
بجلیہ شرف تو نے کیے خلق پہ ظاہر
وہ آئندہ ہر زمِ سخن میں مری تقریر
کیا مرتبہ بخشا ہر مرے علم نے مجھ کو
مردوں کو بس کھیل طرح کرتی ہو زندہ
خاقی نے نبی کو دیے علمِ بحرِ شعور
تو بہ میں میر نہیں شاعر ہوں و لیکن
بساختہ تحسین کی صداغیب سے آئی
پاکیزہ مرے شعر اگر کان میں پہنچیں
غیر سے مرے دوچار ہونے میں مقرر

پھر کیوں مجھے آسان ہوا اتفاق کی تسخیر
مس کو زرخاں جو بنا دیتی ہو اکسیر
اک عمر سے ہر گوشہ نشین جنمِ تشویر
منہ دیکھتے ہیں لوگ مرا صورتِ شمشیر
ہر قاف سے تافات ہر ابر مری تنویر
نقطہ ہر دعا حلت پر گار ہر تاثیر
سننا ہوں کہ کھینچ گیا مصور مری تصویر
اٹکھوں پہ بٹھائے ہیں مجھے صاحبِ قہر
اب اور کوئی نغمہ سننا بلبلِ تقریر
دیکھے تو ابھی بول اٹھے طوطی تصویر
دل ہو مرا قرآن زبان ہر مری تفسیر
اعجاز کا اعجاز ہر نصیر کی تقریر
قسمت سے ملی روزِ ازل مجھ کو یہ جاگیر
اعجازِ مضامین میں کرامت مری تقریر
دیکھے مری تحریر کو گر کا تب تقدیر
بیوقت ہوا وقتِ مودن کے تکبیر
داعظ سرِ منبر جو کیا کرتے ہیں نصیر

پر نور زمانہ ہر مرے فیض سخن سے
 قائل ہیں مگر کہنے ہیں سب صاحبانِ نصرت
 اور و لکا سخن خاک ملے میرے سخن سے
 کیا ہجے سے مقابل ہو وہ میدانِ سخن میں
 کیا مرتبہ پایا ہر دوات اور قلم نے
 ہنگامِ رقم رشک سے کٹ جائے حاسد
 دیوان میں نقشے جو مضامین کے کھینچے ہیں
 ان کے سوا اور سوغو جو ہر ذالی
 خاکِ قدم احمد و جید رہن ہیں جب سے
 آنکھیں رہ مولائینِ حریٰ فرش میں ہر دم
 اے طہر سا اور شہنا مطلع روشن
 کی مدحت جید رہن کوئی بیت جو تحریر
 جس دن ورقِ صبح پر کھینچی تھی تصویر
 معلوم ہر سب کو کہ وہ ہتمامِ خدا کر
 وہ نور بنی ہر جوئی نور خندہ امین
 منظور ہو جو اسکو وہ منظور خندہ امین
 ادنیٰ کو عنایت جو اگر رتبہ اعمال

ہوں دشمنی بیچ سے خورشیدِ جہانگیر
 دیکھی دشمنی ہینے یہ تحریر یہ نصیر
 داؤد کا احمان نہیں آوازِ عصا بند
 ہر علم عدو قبضہ نامرد میں شمشیر
 وہ نورِ جہان ہر اسے کہنے میں جہانگیر
 تحریر کی تحریر ہر شمشیر کی شمشیر
 اور راق ہیں سب صورت اور ان تصاویر
 کیسی مجھے لائی ہو رہت ہے نقد پر
 جن کرتے ہیں تعظیم ملک کرتے ہیں توقیر
 گویا مجھے نخل سے غی خواب کی نصیر
 جسکو کہ مسحا کہیں خورشید کی تصویر
 گھرا چنا ہوا گلشنِ فردوس میں نصیر
 تھا بال ملک مودتِ ملی نصیر
 معنی میں جو بسکونِ نوبین کچھ نصیر
 پھر تو م نصیری کی عبت کرتے ہیں کعبہ
 ہتے ہی زبانِ صاف بدل جاتی نقد پر
 نور ہو چوک کر ابھی خورشیدِ جہانگیر

وہ تہ سے جس وقت بلند و نگو کرے پست
وہ چاہے تو گرمی کو بنادے ابھی سردی
وہ چاہے تو سرما کو کرے موسم گرما
دریا پر جو وہ بحر کرم شہر بسائے
ہو شب کو اگر نور نشان وہ کف روشن
کیا عدل ہو جو دائہ شبنم پوشکستہ
یہ خوف ہو گوشے سے نکلتی نیند ظالم
سب کام میں یوں مرضی خالق کے موافق
ایسے میں زمانے میں کہاں موحیات
کیا ساتی کو شر کا ہر بیخاںہ اُلفت
اب دلیں ہر کچھ شکر لکھوں ہو کے مخاطب
مضمون جو کہ خلق حسن کے ہوئے تحریر
وسعت سے ہو وسعت ترے دریا گرم میں
ہر چند ترے لطف و غضب نون ہیں یکساں
آیا جو غضب پر تو کیا داخل و زرخ
کیا دور عدالت ہو کہ میدان میں دم خنگ
اگر وقت دعا لب پہ ترا نام نہ آئے

ابحکم صفت قطرہ شبنم ہوں زمین گیر
پیدا کر دے نار کرے برف کی تاثیر
آتشکدہ گیسو بنے خطہ کشمیر
موتی کے محل بدلے جابو کے ہوں تعمیر
خورشید کرے ماہ سے در یوزہ تنویر
گردن صفت آس کرے نار شکیں
ہر چلہ نشین توس کی محراب میں ہر حق
جس طرح ہو مقصود دلی کلک سے تحریر
سر سجدے میں ہو یا مبارک سے کھینچے تیر
مست سے وحدت کے لیے در دی کسیر
جسکو کہیں سب اہل نظر نور کی تصویر
مشہور بیاض اپنی حسینی ہوئی تفسیر
چھوٹا سا جاب ایک ہر حسین ظلمت پر
لیکن اسے تقدیم ہو اور اسکو ہی تاخیر
دیکھا نظر لطف سے دی خلد میں جاگیر
وونکر سے برابر ہو ترا کشتہ شمشیر
کہے میں مناجات نہ رہے ہو تحریر
یہ سفاعت کی ہر تبریر

قدسی ہوئے کیا شاد جو نقاش ازل نے
جس زہم میں روشن ہو چراغ رخ انور
یوں نقش ہر ہر دلیں ترادغ بخت
مشہور ہو جو عرش خداوند دوز عالم
جانی ہو واجب شر و فحش کی چین میں
درد کی ترے در کی اگر آنکھ ملائے
اسد رجزانہ ہو جان عمد میں تیرے
یہ کاتب اعمال بھی دشمن ہیں عدد کے
کوثر مودودات اور تسلیم سب شجر خلعت
سرگرم کتابت ہوں ملائک بھی ابد تک
تعریف شجاعت کی تو جرات نہیں پرتی
کیونکر سر میدان ہو کوئی معرکہ آرا
ہر سورہ و الفتح اسی تیغ کا تعنا
کیا کام کے بدر میں خنق میں حدیں
حاجت نہیں کچھ اسکی نکلنے کی دعا میں
دم دیکے یہیتی ہر شکار و کی جانیں
نقاش بنائے اگر اس تیغ کا نقشہ

کھینچی درق عرش برین پر تری تصویر
اعلیٰ ہواؤں میں زہم میں پڑے خط تقدیر
آپنے میں ضبط کھینچے عکس کی تصویر
شامادہ ترے ردھہ انور کی ہر تصویر
کائنات سے بھی گل بھونے میں اور تماشہ
خورشید کا حباب کی طرح رنگ ہو تبصر
ہفتے میں کوئی رزہ بھی باقی نہ رہا پیر
نامے میں لکھیں اُسکے جو ہر دہ سے تقصیر
ادراق یہ ساقون حقائق فلک پر
ممکن نہیں ہرگز کہ ترے وصف ہوں گے
منظور ہو اب خاص مجھے مدحت شمشیر
اسرے وہ شیر جری پاسے جو شمشیر
انصر من اسد سر قبضہ ہو خسر
آوازہ اس تیغ و دیکر کا جاگیر
چل جائے اگر ذکر تو آفاق ہو نیچہ
وہ ہوتی ہیں فی انارہ ہوتی ہو جنگیر
ہو جائیں ابھی ہاتھ ظلم کھینچے ہی تصویر

بیکر

نور شید قیامت کی طرح فوج عدو پر
 یوں کاٹتی ہے برق کو یہ تیغ درپیکر
 سفاک ہے قتال ہے خونخوار ہے خونریز
 اشرار کی کیونکر نہ جلیں خرمین ہستی
 اس مجمع روانہ ہے ہوا سر میں بھری
 ثابت نہیں ہوتا کہ چھلدا ہے یہ کیا ہے
 جو تیز طبیعت میں ہے ہر آنکی زبان پر
 گلشن میں اگر ستر گل ہے یہ روانہ ہو
 بالائے ہوا جت میں آیا جو پسینا
 پڑتے ہیں سر خاک جو نقش قدم اسکے
 اس صحر چالاک سے سب گرد ہیں ہوا
 بالائے خاک ہے کبھی یہ زیر زمین ہے
 پیشکش جت دہر کو کر کے پھر آئے
 سیلاب سے سیلاب سے بجلی سے ہوا سے
 اب طول و پید کو مناسب نہیں صفدر
 اس درین خفرت کی صفت لکھی ہم مشکل
 کسی ہے یہ طاقت کہ لکھے مدحت مولے

کس شان سے جانی ہر دکھاتی ہوئی تیور
 جس طرح سر شمع جہ اگر تہی ہو گلیسہ
 پیغام اجل تو خدا کی ہے یہ تصویر
 برق غضب خالق اکبر ہے یہ شمشیر
 رہو اس بیکرد کی صفت کیجیے تحریر
 ہر صر کا یہ نقشہ ہے کہ بجلی کی ہے تصویر
 تاوگ یہ روانی میں تیز تیزی میں ہے شمشیر
 ہر گ گل ترکانہ ذرا رنگ ہو نصیر
 کیا کا خدا بری پہ کچھی ہتھ کی تصویر
 اڑاڑ کے وہ بجاتے ہیں نجم فلک پر
 پرواز کو غفا کے نہ ہو پھینکے عصافیر
 جانے میں توقع ہے نہ آنے میں ہوتا خیر
 پہونچے بھی نہ انسان کی ہر تافک پر
 یہ سب سوا ہے اسے کیا کیجیے تعبیر
 ہوتی ہے گران سب کو جو بڑھتی ہے تغیر
 شاید کہ قیامت کی آدھر جیسے ہو تحریر
 پر روز قیامت پہ شفاعت کی ہے تدبیر

مقصود دلی ساتی کو ترسے طلب کر	و آفت میں ترسے حال خود شاہ جہانگیر
یا شیر خدا واسطہ با دستِ سجاد	یا شیر خدا واسطہ شیر و شیر
عقبیٰ میں عنایت ہو مجھے دولتِ عقبیٰ	دنیائے نون صد مدد دینا سے میں لگیر
مخلج نون دولت و شمت سے لبستر	فردا سے قیامت کو طے خلد میں جاگیر

محشر میں ہمیر کی شفاعت ہو میر	المرشد سے جرم و خطا کی مجھے تفسیر
-------------------------------	-----------------------------------

قصیدہ چارم در منقبت امام حسن مقبول لرگاہ دولتمن سہمی بطریق حسن

نقشِ باطل ہر طلسم ہستی نابا مدار	ہر نصرت میں خزانگی اس گستاخی بہا
جائے عبرت ہر سراسر یہ جان بے بقا	اس کا حاصل حشر و فوس ہر انجام کار
روزِ شب ہی میں لاکھوں خانے سوہم	غیر ذات حق کسی شکر کو نہیں دم بھر قرار
اس تماشا گاہ میں چشمِ بصیرت چاہیے	ہر جگہ ہر شو میں ہر رنگِ تدبیر آشکار
صنعتِ خلاق عالم خشک ترسے ہر جان	آج صحرِ خشک میں گلِ موجزن بے بچار
عالم اسباب میں تو دم پین شاہِ دی و دم	گلشنِ ایجاد میں حیلِ گل کے ساتھ خار
عالم فانی میں ہم آئے ہیں دم بھر کے لیے	ترندگی اپنی جابا سا ہر پاشل شرار
پیش آئی ہر ہر اک کو منزلِ ملک عدم	شیخ ہو یا برہمن یا تحسب یا بادہ خواہ
کوئی بچکر جائے اس سفاک عالم سے کہاں	سرو ہر دم ہر قضا مانند تیغِ ابد ار
روح ہنگام فنا کا شانہ تن چھوڑ کر	حائز بے آشیان کھرج ہوگی عین سار

رنگ عبرت چھارہ ہاں ہر طرف گلزار میں
 دیکھنا کیا ہوں کہ سارے باغ ہر مائیکہ
 فاختہ سکتے ہیں بلبل دم خود طوطی خوش
 دماغ حشر دل پہ لکے ہے سبزہ سزگون
 اک طرف پردہ ہر باغونین کوئل کی صدا
 چشم عبرت ہیں خون دل بہانی ہر حسنا
 پاؤں گل شمشاد ہر شمشاد پر قمری نموش
 تپتے حریت سے کف افسوس ملتے ہیں کہیں
 انقلاب ہمیشی موہوم پر ہنستے ہیں گل
 دیکھ کر یہ کثرت رنج و الم گلزار میں
 بھر کے آہ سرودہ بولا کہ ظاہر ہے سبب
 فصل گل میں چل رہی ہے چار سو باد فنا
 ایک قباد و بہمن و اسکندر و دارا و جسم
 کل تلک کتنے تھے بہت اقلیم پر جو دسرس
 کیا ہوا تخت سلیمان کیا ہوا خسر کا تاج
 طاق سے کسری کو جم کو جام کیا لگیا
 حیف ہے مال ہو وہ کاسہ سرای فلک

جوش و خشت میں جو کی اک رذر سیر لہ زار
 گل گریبان چاک ہیں وہی ہر شبنم زار زار
 محو حیرت نرگس شہلا ہر گریبان آبشار
 بار غم سے اٹھ نہیں سکتی ہر شاخ میوہ دا
 اک طرف گلشن میں عبرت خبر ہے صو زار
 دوستی ہر خاک پر سنبل کی زلف مشکبار
 کثرت افسردگی سے سزگون ہیں برگ با
 ہر شجر و نخل ماتم ابر گلشن اشکبار
 بے ثباتی دیکھ کر وہی ہر شبنم زار زار
 باغبان سے میں نے پوچھا ماجرا ہے غنیا
 بے ثباتی ریاض ہستی نا پائدار
 اس ریاض بے بقا میں چار دن کی ہمار
 اٹھ گئے اس عالم فانی سے کیا کیا نامدا
 آج وہ کچھ عہد میں سوتے ہیں بے اختیار
 کیا ہوا اختر فریدون کیا ہوا اسفندیار
 رنگے دنیا میں سب دنیا کے یہ نقش و نگار
 تمنا کبھی جلوہ نما جس سر پہ تاج افتخار

طوطیا ہے چشم سے بڑھکر بھی جنکی خاک پا
 نیند آتی تھی نہ جھکو فاقسم و سحاب پر
 آج اکی تر تبوں پر شایانہ تک نہیں
 صفحہ ہستی سے کیا کیا مٹ گئے نام و نشان
 جب کسی کی شمع عشرت بزم میں روشن ہوئی
 دے گئے ہیں دماغ حسرت کیسے کیسے جبین
 خاک میں لاوہ میں آج آنکے سو عمر میں
 ارکلی وہ نازک ماعی کیا ہوئی بعد فسا
 شل گل جو خدہ ہر آنچے شل بلبل نعرہ زن
 مرقعوں میں آنکے اہتا رکفن تک بھی نہیں
 چھپ گئے افسوس کیا کیا مطلقہ خاک میں
 خواب میں بھی اپنا نظر آتی نہیں وہ صورتیں
 ہو گئے آنکھوں سے اوچھل بے باران عدم
 کسکو کسکو یاد کیجے کسکو کسکو روئے
 جسکے اول بھی عدم ہو ادر آخر بھی عدم
 کس طرح طوطی یارب مشرک ملک عدم
 دیکھتے ہیں نہ تماشے جو کبھی کیجئے نہ تھے

کو بکو صحرایہ پھرتی ہر اب انکا غبار
 خاک پر وہ سو رہے ہیں بختیڑ پر مزار
 گرد سر پہرنا تھا جنکے چتر زرین بار بار
 کبھی کبھی شوکتین دکھلا گئے عالی وقار
 جنبش باد فضا سے گل ہوئی انجام کار
 ٹکے میں خاک میں کیا کیا حسین گلغذا
 غیرت شہل تھی کل جنکی زلف مشکبار
 جھکو ہوئی تھی جن میں گمت گل ناگوار
 سوتے ہیں خاموش وہ کچھ لحد میں غمخوار
 جھکے زریب جسم رہتا تھا لباس زرنگار
 شکل اسکند زخمی جنکی سیکڑی آئینہ وار
 درخت دعا غرض دیکھئے تھے جنکی ہم میل و نسا
 جھکو بے دیکھئے ہیں دم بھر نہ آتا تھا قرار
 روز جاتے ہیں عدم کو بخشین زمین چار
 اس حیات چند روزہ کا بھلا کیا اعتبار
 بختیڑ گم کردہ رہے تو شہید یار و دیار
 دیکھئے کیا کیا دکھائے انقلاب روزگار

اس تصویر میں سویا خواہین دیکھا یہ حال
 ہر بشر کو پیش آتی ہے یہ راہ ناگر بر
 انکسے کیا فائدہ حسین بشر مجبور ہو
 چاہے وہ کام کرنا جس سے رہ جائے
 نوکرا جاتا ہی اکثر جام سے جشید کا
 ہر کلام اچھا تر لیکن اسے ضایع نہ کر
 سبدا پیغمبر قسم کو شر دخت حسن
 خواب راحت سے ہوا پیدا جب تہ سحر
 وصف میں کس شاہ کے ایسا کوئی مطلع لیکن
 بخشش امت کا ہر تیری شفاعت پیردا
 ایک دیر سے دست فیض میں ساقونک
 داسم خلد و جنم حاکم ارض و سما
 جہان ان ملک سب میں شرفان پذیر
 جب شے خلق حسن کا ذکر ہوتا ہی کہیں
 بے طلب پاپن سا کل تیرے سے ہر در
 انکھ کھولے غنچہ ربے میں تار رات بھر
 روز میدان ہمنان جعفر غازی لقب

ایک مرد پیر مجھے کہ رہے ہیں خضر وار
 ایک دن ہر اک کو ہوتا ہی لحد سے ہکنا
 روز و شب اسکے تصور میں عیش ہی بقرار
 آوی دنیا میں کچھ تو چھوڑ جا یا دگار
 نام اسکندریہ اب تک آئے سے برقرار
 فرض ہی تجھ شمس خسرو عالی وقار
 نیر دین شمع بزم بادشاہ دو الفقار
 انکھ کھلنے ہی خیال آیا یہ دل میں ایک
 ہو جو دیوان سخن میں انتخاب روزگار
 عروہ الوفاقے دین اس کا تیرے تار تار
 ایک قطرہ تیرے بحر جود میں ساقون بچار
 واہ کیا پایا ہی سرکار خدا میں اختیار
 تھے سلیمان بھی مگر ایسا کمان تھا اقتدار
 دو دھڑاٹھکے بنجاتا ہی ابر مشکبار
 جنبش لب کی نہ کچھ حاجت نہ رنج انتظار
 اس تمنائیں کہ سر نہ ہوترے در کا غبار
 وقت جولان ہر کا بخر و دل دل سو

آستان پاک پر جوین اگر بہرہ یاب
 واہ کیا تاثیر ہو مج سیم نصیف کی
 تیرے کوچے میں قدم کھنچو حالِ مزاج
 تیرے باغِ خلق سے شاید ہوئی ہر مستفیض
 اعتبارِ خاندانِ حشمت و اقبال و جاہ
 نرم عالی میں اگر ہو جا میں کا گزر
 نہر کو تیرے رخِ روشن سے کچھ نسبت نہیں
 عدل تیرا سا جگہ جگہ کو جلا دیکھ تسلیم
 سنگ اگر شیشے کے چہر پر کڑی ڈالے نظر
 تیری میزانِ عدالت میں اگر عالم تلے
 رونقِ اسلام تیرے عہد میں لسی ہوئی
 مرکبِ ذری کا جو ہوتا ہی پاتا ہی سنا
 تیری تعریف شجاعت گر کوئی کاتب لکھے
 جتنے ہیں حرفِ مرکب بیان کھنچے میں جدا
 اس قدر اوصاف میں اتنے مدح میں شریک
 ایک ساحل تو ازل ہی دو سطر ساحل ہے
 عہد میں تیرے کہیں تکلیف اب باقی نہیں

ساکنان ہر بلد باشندگانِ بردبار
 کشمکشِ گردون پہ ہزاروں شاخِ میوہ دار
 نقشِ پاؤں کا بنے گردون پہ تاجِ افتخار
 جامہ گل میں جو بنیم نے طاعنِ بہار
 افتخارِ دودمانِ شوکت و غرور و تار
 پھول کر گل سے کہے اب ایک سے تین نہیں
 اس میں دس سین نظر آتا ہی فرقِ نور و نار
 پاسے رہو کے اگر چاہے کو توڑے تو خار
 تیرے رعبِ لبت سے کاتبِ جا میں کو ہوا
 سال بھر نکلیں براہِ درون میں بلبلِ نسا
 پاسے بت پر اب ہر سجدہ برہمن کو ننگِ غا
 خطِ کتبِ خوابان کے میں ذریخہ کے حق میں
 ہاتھ میں نیچاے خارِ صاف تیغِ آبدار
 حلقہِ قرطاس پر مانند امواجِ بحار
 ہوسکے ہرگز شمار انکا نہ مار و ز شمار
 کس قدر رکھتا ہی وسعتِ ظہرِ غرور و تار
 تندہی عام صحتِ برکسی سے ہلکار

اور سے در سے کو ہر تیرے زایہ نکایہ آؤ
 جو ترے پیر و بن انہیں صاف پر تو ہی ترا
 آستان پاک پر گردن ہو تیرا محب
 خستہ تاب آسائش و آرام سے سوتا رہے
 مدحت شمشیر میں قاصر ہر خاصے کی زبان
 روز میدان اسکے کھینچنے کی کوئی حاجت نہیں
 معرکے میں جب چلی اک خستہ ربا کر دیا
 روز میدان اک جھلک سُن ق و ش کی دیا
 بادۂ خون عدد پیکر عجب انداز سے
 یہ برش یہ آب یہ دم خم یہ جو ہر یہ چمک
 بے تکلف یقی ہر بوسے وہاں زخم کے
 ہو گئے بسمل ہزاروں اُڑ گئے لاکھوں کے سر
 مومنوں کے ہاتھ میں وزوفا ہوتی ہر پھول
 ناشنا سا پیشکش کرتے ہیں نقد جان و دل
 بشمار اوصاف ہن کس کس کو ظاہر کیجیے
 روز و اول سے ہی تغا ہر اس شمشیر کا
 کس نے بان و صف ہو سب پیکر قتار کا

کاروان جابدھر تعظیم کو اُسٹھے غبار
 جیسے ذرات زمین نور شید کے آئینہ دار
 عرش سے قندیل اگر کیوں نہ شمع فرار
 پرستش اعمال کی دہشت نہ تکلیف و شاک
 نیر شل برق رخشان شل گوہر آبدار
 ذکر چلچالے اگر نصرت ہودم میں آشکار
 صاف آئی ہر نظر شان جلال کردگار
 کوئی بسمل ہر کوئی تیناب کوئی بقرار
 جھومتی ہر نشہ جرات میں شل بادہ خواہ
 ہر یہ تیغ حیدری یا قدرت پروردگار
 بے تامل ہوتی ہر اعدا دین سے ہکنار
 چل گئے جب دار اس سفاک کے دو میں چار
 کافروں کے دل میں جھپتی ہر بزرگ نوک خار
 واہ کیا پایا ہر بار زار نصیب امن اعتبار
 پاک طینت صاف ہاتھوں مستقل عال و قار
 لا فتا الا علی لا سیف الا زوال افتخار
 ہر براق مصطفیٰ کی نسل سے یہ راہدار

سب ازل سے اسکے ہیں از قہہ مقرر
کیا چھلا دایہ کین اک تم تھک رہی نہیں
ایک دن دیکھا تھا کا وہ اس صبا زنتار کا
جلد ایسی جیسے رنگ رو شیریں ہو فدا
شوخی زنتار پر پس گئے پر یوں دل
برق و باد اور دھو شیدہ سہیل مانتا
خاتمہ سرعت کا ہر اس اپ خوش زنتار
غرم را کب سے پہنچ جاتا ہر پہلے زرم میں
مگر کسے افلاک کو آئے تعلق پر اگر
غرض کو نہیں کو یہ بے تکلف طر کرے
کیا کروں تعبیر اسکو کس نسبت و ان سے
کیا کیت فکر اسکی وصف موزون کر کے
بہ قصیدہ ختم کر صفہ روعا کا دلت ہر
جنتک عالم میں ہر دین نی کا غافل
جنتک ہر گردش گردون دن کا سلسلہ
جنتک میں بلبلین گلزار میں گل پر فدا
ماز پر و زمین جنتک خزانہ ہر مول

موج دریا کو گل ریگ روان باد بہار
شش دل قیاس شش نبض عاشق تیرا
اودھو نہ مٹی پھرتی ہر تیک کہ شش میں نہا
بال ایسے جیسے زنت صاحب مہل نشا
جب ادا و ناز سے رکھے قدم زمین جا
عالم بجا دین سب میں اسی کے یادگار
اگے جانا ہی اسے اپنے فکر کا ناگوار
باک ٹھکانا کبھی کرتا نہیں یہ منتظر
داخل تحت اشری جو گردھاٹے انکار
جنتک باشت بھر بھی راہ میں اٹھے غبار
سیل ہر باب ہر شعلہ ہر بجلی ہر شرار
جو سمنہ با دیا جو انتخاب روزگار
عرض کر خلاق عالم سے کہ اس پروردگار
جنتک شہور ہر حیدر سے نام و زلفقار
جنتک خان میں ہر انقلاب روزگار
جنتک میں فرمان سر و لب جو پرتار
مکملش عالم میں اے جنتک فصل بہار

عاشق و معشوق میں ہو جتنا کہ دل میں عاشق و معشوق جتنا کہ جتنا کہ ہون فرط وحشت گریبان تار تار سایہ رحمت سے سر پر ہو تاج افتخار گرمی صبر قیامت سے بچے جسم نزار میں ہمہ تن مصیبت تو دادِ افرنگار یاد میں تیر سے بس ہو زندگی بیل و نہار	مشتبازی میں ہو جتنا کہ عہد و پیمان کا یہ تو دردِ فطرت میں جتنا کہ بحرِ انصیب جتنا کہ نیرین خوش جنوں چاک چاک درہ التاج شرف ہو غلّ پترِ منفرت روزِ محشر ہوں پناہ احمد مختار میں میں سراپا ہوں تو خالقِ نکتہ دار شل غنیمتِ باغ عالم میں نہ ہو دہشتگر
--	---

جتنا کہ دنیا میں ہو شعر و سخن کا تذکرہ

یہ قصیدہ دہلی رہے نرم جہان میں یادگار

قصیدہ نجم و رنقبت رام حسین نورنگا شہنشاہ مشرقین مسی
بہ جام شہادت

کیا ہی بگڑا ہی مزاج فلک کا دون پرورد نہیں معلوم کہ ہر چرخ کو کیا مد نظر دکو ہلا میں کمان کس سے ملین جائیں کہ در بدر خاک بسیر ہوئے ہیں ارباب ہنر دم بخود بیٹھے ہیں وہ سر کو جو کھٹکشت شل مقراض زبان چلی ہو انکی فر فر	آج کل حال زمانے کا ہوا ہی ابتر روزِ راک شہدہ تازہ بپا کرتا ہی صحبتِ علم و ہنر اب کین باقی نہ رہی فلک شہدہ پردار کی نیزگی سے غیرتِ نغمہ بلبیل تھے ترانے جنگ بات کر نیکانہ تھا خلکو سلیقہ مطلق
---	---

ایک گوش میں فلک کی صفت تیغِ صیل
وہ سما نہیں نظر و نہیں کسی کے افسوس
چشمِ عالم سے نہاں کچھ یوں اہل کمال
نامِ عالم میں کہیں شرم و خیا کا نہ رہا
اب کہاں نعرۂ کبیر کہاں شور اذان
ہو اگر قصدِ حرمِ دیر کا رستہ تباہ کن
چار سو گرم ہر آفاق میں بازارِ قریب
ایک پیسے کے عوض کھلتے ہیں چھوٹی بین
آبِ رحمت کی دعا اگر کوئی بھانٹے
حسرتِ خضر اگر آبِ بقا بھی مل جائے
قصرِ دیوان میں جو دن رات بسر کرتے
فرش تھے قائم و سجاد سے بہتر جگہ
رہ گئے عالم فانی میں فسانے اُنکے
بحری ٹوٹی پسند آئی ہر ایک عالم کو
کرسی و میز کا اس درجہ بڑھا ہوا پایا
عطرِ کبر و نہیں لگانا ہر خلافتِ مذہب
اند رسرینِ دین کی نہیں گلزارِ دین

زنگِ کلفت میں چھپر اہل ہنر کے چہر
شیر بھی بھاگتے تھے دیکھ کے جھکے نہ رہے
ابر ناریک میں چھپ جاتا ہر سطحِ قمر
پیشانی بھرتی میں عصمت و عفت گھر گھر
زنگِ ناتوس کی آئی ہر صدا آتھی پہر
منزلِ دہر میں پیش آنے میں ایسے بہر
جنسِ ایمان کو عبث بھیجے میں سوداگر
پیشینِ قرآن کا جامہ تو نہ آئے باور
کشتِ امید پہ افلاک سے برسین بھر
نخلِ امید نہو حشر ملک بار آور
اب کرایکا میسر نہیں آنکو چھپر
بورے اب وہ بچھلتے ہیں بجا ہنر
آٹھ گئے قیصر و خاقان و جم و اسکندر
بھول کر بھی کوئی بنیاد نہیں نامِ افسر
تختِ طاؤس بھی پائین لگاؤں بھوک
سرگردانی کا سبب بنے ہیں شکِ عہد
نخلِ خوشبو جو حسین و نگانے میں شجر

نئے انسان ہیں نئے علم نئی صحبت ہے نہ ہرگون کا ادب ہے نہ عزیزوں کا لحاظ	کیا کرے وہ جو نہ ان ہفتوں کا ہوگر نوجوان اچکل اس رجب ہو میں خود
دیکھو ہر باہر کش رات کو شاہد بازی چاند و خانوں میں شب و روز پر رہتے ہیں	نہ انھیں باپ کا اندیشہ نہ خوف مادر امر ازادوں کی یونٹنی ہر اوقات بسر
شرم تافہی سے کسی کو ہر نہ نفی سے حیا نہم برعکس ہے تہمیر غلط عقل خلاف	خیم کے خم پیتے ہیں میخانوں میں بیخوف و خطر منفعت جسکو سمجھتے ہیں اسی میں ہر ضرر
مازمین بھول گئے عشوہ داند ازادان نہ وہ چھل بل نہ وہ شوخی نہ وہ طنز رقبا	آکھ عشاق سے ملنے ہی طلب گے ہیں نہ وہ انداز نہ وہ عشوہ گری کے تیور
نظر آتی نہیں وہ چشم فسون ساز کبھی کیا ہوئے ہر نقاہ جبین گلزار	بھرتی ہے آنکھوں میں وہ زلف ساتا کمر شدیان بیچی ہیں جگلوئیں جو بنکر دہر
چشم و چشم ہر حسین کہ نہیں شرم و حیا فلک نغمہ انداز کی اک گردش میں	زلف وہ زلف ہے جس سے کہ پریشان ہو دقتہ بزم خرابات ہوئی زیر و زبر
گردش جام کمان صحبت اجاب کمان نشہ مری ترنگین ہیں نہ شور قلعہ	درمک کی طرح بند ہیں میخانوں کے در باوہ خوار و کن نہ جگھٹ ہیں نہ دور ساغر
اب ہر اس دور میں یہ حال تنک طرفوں کا دن کو بدست پھر اکڑے ہیں بازائیں	آپ کو بھول گئے باوہ نخوت پیکر شب کو ہیوشن پھر رہتے ہیں مکائی کے گھر
قیمت لعل بدیشان ہر نہ قدر الماس	سگریر و سگریر دن تر ہر عقیق احمر

اشک خون بنکے گرا چشمِ جهان سے یا قوت
 کوئی فیروز سے کویتا نہیں رنگار کے ل
 جمعہ سے موتی میں حسینو کو پسند خاطر
 قابلِ رحم ہر احوال جو اناں چمن
 بلبلین بھول گئیں زمرہ سخی اپنی
 نہ کیمن نعرہ قمری میں مذاق الفت
 نہ کیمن نرگس شہلا نہ بہارِ سو سن
 نغمہ سچاں چمن اڑ گئے گلزاروں سے
 حسرت و یاس و ملال و فلق و برج و الم
 بلبلین شل صبا ہو گئیں گلشن سے ہوا
 گردِ شش چشم غزالان چمن بھول گئے
 ہنس آکھوں سے شان ہو گیا مثل غفا
 جیل بہرے سوا شیرہ بد سے فروں
 نعین کھا کے ہوئی گر پوسکین فرہ
 دیکھتا کوئی نہیں رقصِ جینان جہان
 دیکھ کر ابلق ایام کی فتنہ سازی
 کیوں ہوا حال نرملے کا درگون باز

سبزہ فصلِ خزان سے ہر زمرہ کشتہ
 ایلوگن شیشے کو دیتے ہیں شرفِ تلم بہ
 باہر سے نہیں اب بطنِ صدف سے گوہر
 کوئی شہزادہ خزان سے ہر کوئی خاکِ سہر
 ناز پرورد چمن ہو گئے حسرت پرورد
 نہ کیمن شور غزال میں محبت کا اثر
 نہ کیمن نگہ گل ہر نہ کیمن بادِ سحر
 چلیں شد لال میں باغ کی دیوانہ
 باغ عالم سے ملے ہو کو یہ دوچار شہر
 کلچری بٹھتی ہر شاخ گل نسرین پر
 نو مری زعم میں اپنے ہر پرستی پڑھ کر
 زرع کی دم میں نکل آباہی غلاب کا پر
 بار سے بوم سوا چند ہما سے بہتر
 ہو گئے شیر زبان نافہ کشی سے لاغر
 تاجے پہرنے میں اب شہر میں مگر گھربہ
 خاندانِ چشم سے باہر نہیں جالی ہر نظر
 وہی دن میں ہی مائیں میں ہی شام دیکھ

شکل آئینہ مجھے آنکھ پر حیرت ہے
 گردشِ چرخ سے دونوں بین یہ کو حیرت
 پہلے عالمِ فانی سے مخالفت کیا کیا
 استخوانِ خاک ہو خاک بھی برباد ہوئی
 بین زمانے سے خفا مجھ سے زمانہ ہزار
 بات وہ بات ہر حسرت میں ہو کچھ تاثر
 فائدہ ہند سے کیا جب کوئی سنتا ہی نہیں
 اس تصور میں بادیر ملک میں غلامش
 انقلابِ فداک پیر حسین آج نیا
 کو کچھ تو گندے ہیں عالم میں قایم کیا کیا
 جگہ گدے کا ملک الموت ادب کرتے تھے
 نیچے فرق شہ دین تخت کے اوپر یوزیر
 چھوڑ اس فکر کو لکھ مدح شہنشاہِ زمین
 دل کی یہ رک پسنڈ آئی نہایت بجا
 آبِ زور سے لکھوں اب مطلعِ روشنِ بیا
 سابقا جلد بلا بادۂ صاف کو شر
 وہ شہ جن بشر کوں حیلِ مظلوم

جو تماشے نہیں دیکھے تھے وہ آتے ہیں نظر
 دل کو کچھ میرے خبر نہ مجھے دلی خبر
 سوزِ دل رنج و الم کثرتِ غم دایع جگر
 ہوا فداک سے ممکن نہیں مگر کبھی مفر
 مجھے عالمِ گرگان میں ہوں گرانِ عالم پر
 رنگ وہ رنگ ہے جس رنگ کا دل پر ہوش
 شمع کی طرح سر بزمِ خموشی بہتہ
 دل بیتاب نے گھبر کے کہا اس فطر
 سیکڑوں رنگ بدلتا ہے یہ چرخِ اخضر
 یاد رکھو کہ قتلِ شہ نامِ آدر
 شام و کوئی نہ پھر انکے حرمِ خاک ہر
 گردشِ چرخ کا کتنے میں اسے زیرِ وزیر
 جسکا ادنیٰ ہر حملہ گلشنِ جنت کا شہ
 دفعۂ مدحتِ شہیر ہوئی مدِ نطر
 جسکے آگے ہو تجلِ مطلعِ مہرِ حناور
 شوقِ کتنا ہے کہ لکھ مدح شہ جن و شہ
 فدائے حناقی کو نین شہید اکبر

صابر و شاکر و غازی و امام برحق
 نیز رنج شرف لعل نور شدید نجف
 حاکم کون و مکان باد شیر ہر دو چمان
 و اہ کیا مہمہ و رہار حسد امین پایا
 کام وہ کام کیا جو نہ کسی سے ہوگا
 حسین ہو یا جناب حدیثی لہر وہ دل
 کیون نہ ہو کہ یہ بیٹے ہیں اسے کس کے
 سیکڑ دن رنج دالم صدئہ نعمت لیکن
 سر دیا حاکم ظالم کی اطاعت نہ ہوئی
 شہ مظلوم بہ گدے ہیں مصائب کیا کیا
 تصد جیب آپ کے ادھاکے گئے کا کرے
 بہر بخشش بہن کافی ہر دلا شہ دین
 اور طوفان سے لین کوئی بچا ہوا لا
 کون ہر خلق میں مصروف عبادت ایسا
 ذکر حق یا د خدا بخشش امت کی دعا
 دل وہ دل ہر بے جس دلیں تصور اسے
 تھا یہ اعجاز بس قفل کہ ہنگام نماز

قرۃ العین نبی راحت جان حیدر
 رونق دین بسین زینت و زیب منہر
 قاسم مار و جان مالک حوض کوثر
 دے کے سر ہو گئے سرکار کے منظور
 کیون نہ ہو مہمہ درگاہ خدا میں ہر نہر
 جو نہ راہ میں بہو دے ہو سر پہر
 خلف شیر خدا تخت دل پٹیہر
 مغفرت امت عاصی کی رہی مد نظر
 کرتے فرزند نبی بیعت فاسق کو نہر
 سوز دل داغ جگر و دم ضعف بھر
 پہلے تبار دے ہیں ریگ کے ذرے گنگر
 خوف محشر سے نہو ادل غلگن مضطر
 کشتی امت عاصی کے ہی جن منگر
 کبھی غافل ہوے یا د خدا سے دم بھر
 تھے ہی شغل اہم دو جان آٹھ پہر
 آنکھ وہ آنکھ ہر جس آنکھ کی قی پر جو نظر
 نیز سے پر کعبہ کو بھرجاتا تھارقی طہر

<p>بندگی ایسی بوقاق کی عبادت یہی صبر و شکر و ادب و جود و سخا خلق و کرم نہ کیا شکوہ بجز شکر کسی آفت میں بہترین خبر تھے سزا بقدم خلق و کرم دشمنوں سے تھے مدارات جھوٹے کرم صبر ایوب ملا خلق حشون زور علی ختم تھا حضرت پشیر بہ عدل انصاف نام تک ظلم و ستم کا کہیں باقی نہ رہا سنگ بکھے جو کڑی آنکھ سے شیشے کی پٹری آئینہ شکل کم و بیش اگر دکھلائے میںد میں سبر و خواہدہ کے آئے جوں کوئی چپ کر ہو اگر مرکب بخوار ی شمع کر سکتی نہیں گر میان پرہیز سے کبھی دیکھی نہ سنی ہو گی سنی تو ایسی وقت بخش کبھی اس بہت کرم کے آگے ہوا مولیٰ کی سخاوت سے یہ عالم سمور قادر بنے سین پاتا تھا کہیں عالم میں</p>	<p>موم آخر بھی رہا سجدہ معبود میں حالت ہو گیا ان سب کا شہ والا پر رہی ہر حال میں خانی کی عتلا پہ نظر جامہ صبر و صفات طبع ہوا تھا شہ پر تھے سراسر شہ دین رحمت حق کا منظر علم اور بس ملا سجدہ چیمپ اب کہاں ایسے زمانے میں عدل گستر کچھ بزرگوں میں شہ سے کچھ خوف و خطر آتش عدل سے جل کر ہو دین خاکستر خود سے زبر زین کا پٹا تھے اسکنہ راشید شاد پہ گلشن میں چڑھے باد سحر طوق بخوار بنے حلقہ دور ساغر شعلہ آتش سوزان کو ہر پٹے سے خدر مال کیا چیز ہر امت کے لیے دید پاس نہ ہوا ہر کی حقیقت تھی نہ کچھ مال تھانہ منفلسی کتنی ہر سر پٹ کے بین جلان ہر آکے مولیٰ کے میان کرتا تھا اوقات بسر</p>
---	--

شہ نے بخشا تھا اسے سبز و شاد لکھن
 دیکھ کر جو دعو چاک ہوا بھل کا دل
 فیض سے جبکہ نہ محروم رہے شاہ و گدا
 لکھنی ہر جرات ابن شہ مردان مجسکو
 دیکھنے سام وزیر بان جو دغا مولی
 شاہ کو تیغ بکھت دیکھ کے ہنگام دغا
 روز میدان شہر والا نے ستم گارو کو
 چشم شیرین تمہا رب کسی ایسا
 کیا ہو شیر زبان صفت تیغ اسیل
 حق نے بخشے ہیں اسے جو ہر ذاتی کیا کیا
 نوح اعدا کی صفین درہم و برہم کر دین
 سرکشوں کے کبھی سرین گئی مثل نوحوت
 جب ذرا شکل بری تیغ نے جھل جھل
 خوفشان دیکھ کے تنوار کو کتنی بھی تضا
 تھلا کا پڑ گیا بھل تھی تلاسم برپا
 تیران اپنی دکھا فکر سایک خیال
 تور کے سانچے میں ڈھالا ہر سرایا

اور مجھے پھر تاہم جو افان میں چرخ اخضر
 بڑھ گیا انکی سخاوت سے سخاوت کا جگر
 اٹھ گئے عالم فانی ست وہ عالم پرور
 تیزی طبع دکھا تیغ زبان کے جو ہر
 نام پیتے نہ شجاعت کا کبھی بار و کر
 کوف سے ترک فلک کا پتا تھا کر دوق
 صاف دکھلا دیے شمشیر تضا کے جو ہر
 آنکھ ملتے ہی ہوئے درہم و برہم شکر
 باب میں برق تپان آب میں شکر گوہر
 ہاتھ میں تاج اجل حکم میں فیض میں غفر
 چار سو ہو گیا ہنگامے روز محشر
 مردم چشم سے نکلی کبھی مانند نقشہ
 ذکر کیا ناریون کارہ گئے سائے جلکر
 بھل ہر یہ تیغ کا یا بھل شجاعت کا اثر
 رن میں شکر و دیلا میں صفین یزیر
 صفت اسپ سکر و ہر جگہ مد نظر
 حور سے شکل سدا چال بری سے ہر

دل تہن کا ترپ برق کی شغلی کا مزاج
 دیکھے کر سو فلک آنکھ اٹھا کر راکب
 گردِ ستم تک بھی نہ اس شوخ کے پہونچکا بھی
 غم راکب سے بھی پہلے یہ وہان تک پہونچے
 دیکھے پائے نہ جی بھر کے مبصر اسکو
 کس خوشی سے شہ دلا کے رفیق نصا
 شہ بادہ جرات سے چھکے تھے غازی
 سر کیا نذر ہوئے شاہ کے قدم پہ فدا
 قیدستی سے رہا ہو کے گئے سو خزان
 خونِ ناق کا شہید وں کے اثر باقی ہر
 دیکے سر پہ کیا مرتبہ اعلیٰ پایا
 شہر بے دین نے ذرا بھی نہ کیا پاس لب
 رنج پر نور تھا اس طرح لمہیں تابان
 خونِ شیر دم دوج زمین پر نہ گرا
 داہ نیزنگ فلک یہ بھی نہ نصا کوئی
 نعم حسین ابن علی کا ہر خدا کے گھر میں
 ارض و افلاک میں برپا ہر عرا مولیٰ

جست آہو کی نظر شیر کی چلنے کی کمر
 گزریے افلاک سے یہ راہ میں رہ جا نظر
 سیکڑوں ابلق ایام لگائے چکر
 فجر ممکن ہو جان پیک تصور کا گزر
 ہو گیا آنکھوں سے ادھجل یہ چھلاوا بنکر
 نشے میں جھوٹے تھے جام شہادت پیکر
 سر فرشتوں نے شہادت کا پیا تھا ساغر
 بھائی عباسؑ دلا درسا ہوا کبریا سپر
 ملکیا غازیوں کو باغ شہادت کا شمر
 آج تک ہر شفق پر فلک کی چادر
 اس شہادت کے قدم پر ہوندا لاکھ ظفر
 تھا گلوسے شہ دین بوسہ گہ پیچید
 جیسے ہنگام شفق ہو رخ مہر انور
 خاک پر فرش تھے جبریل میں کے شہسپر
 قتل ہوں شہد دم سن مالک حوض کوثر
 دیکھ لو کہے کی پوشاک میں ماتم کا اثر
 روتے ہیں آج ملک حور و ملک جن و بشر

ہر ق بیاب ہر نام میں شہر یکس کے
 اشک ریزان ہر غم شاہ شیدا میں سخا
 لائے بلبل شیدا میں ہر نوحے کی صدا
 ہر زمیں خاک بے غم میں شہر والا کے
 رحم آ یا نہ ذرا سنگد لڑکوا افسوس
 نہ رقم ہوں کبھی اوصاف شہر دوسرا
 رو کی خامی کو مناسب میں اچل سخن
 عرض کر خالق عالم سے کہ اے بندہ نواز
 جنتک ہر مین ہر سلسلہ لیل نہار
 جنتک خلق میں ہر غلغلہ دین نبی
 موجزن گلشن جنت میں ہر جنتک تسنیم
 جنتک شاد میں گلشن میں جوانان حین
 جنتک باغ ہون باغونیں ہے فصل ہار
 جنتک بلبل شیدا کرے آہ وزاری
 جنتک چھو لکھی خوشبو سے معطر ہو باغ
 جنتک نرم میں ہر قلقل بنا کی صدا
 جنتک وصل عینان ہر نصیب عشاق

ہر ق بیاب ہر نام میں شہر یکس کے
 اشک ریزان ہر غم شاہ شیدا میں سخا
 لائے بلبل شیدا میں ہر نوحے کی صدا
 ہر زمیں خاک بے غم میں شہر والا کے
 رحم آ یا نہ ذرا سنگد لڑکوا افسوس
 نہ رقم ہوں کبھی اوصاف شہر دوسرا
 رو کی خامی کو مناسب میں اچل سخن
 عرض کر خالق عالم سے کہ اے بندہ نواز
 جنتک ہر مین ہر سلسلہ لیل نہار
 جنتک خلق میں ہر غلغلہ دین نبی
 موجزن گلشن جنت میں ہر جنتک تسنیم
 جنتک شاد میں گلشن میں جوانان حین
 جنتک باغ ہون باغونیں ہے فصل ہار
 جنتک بلبل شیدا کرے آہ وزاری
 جنتک چھو لکھی خوشبو سے معطر ہو باغ
 جنتک نرم میں ہر قلقل بنا کی صدا
 جنتک وصل عینان ہر نصیب عشاق

جنتک شانہ رہے زلف رسا کا ہر دم	جنتک آئینہ حینو کج رہے پیش نظر
ہمکریا سے نہ ہو مجھ کو ملال حسا طر	نخل اقبال ہمیشہ ہو مرا بار آدرا
نخست کی دل کو تمنا ہو نہ فسر کی ہوس	زرد گالی ہو مری یاد و عبادت میں سپر
استعد تیری محبت میں بڑھے محویت	دل قیاب کو مطلق نہ رہے اپنی خبر
دل نہ گھبرا کے مرا تیر کی تنہائی سے	نہ جہان خویش دہرا نہ رفیق و یاد
گرمی مہر قیامت سے بچا نایا رب	شائع حشر کا سایہ رہے میرے سر پہ
نار و دوزخ سے ملے بندہ عاصی کو نجات	باغ فردوس کی ہر دم ہو نفا پیش نظر

کوئی عالم میں گنہگار نہیں مجھ سے سوا

الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ

قصیدہ ششم و منقبت چارہ معصوم علیہ السلام ہادی و رہنما

خاص و عام سہمی ہر گنج شہیدان

اندھے روز ازل و لکوجب کیا پیدا	دنیا یا عالم وحدت میں عشق کا جنم
رجوع دل کی ہر یون سو عشق ہوش با	کہ جیسے جانب قبلہ ہو رہے قبلہ نما
جان میں خلق ہو میں یہ لازم و ملزوم	اور اسے عشق جو دل تو دل چست و غم
خفہ و عشق نہیں بے سبب کشش دل کی	برنگ کماہ ہو دل عشق مثل کماہ ربا
کسی ثمر کسی نعمت میں یہ نہیں لذت	جو سوز عشق میں حاصل ہو پیر و نگہ فرا
یہ دو مقام ہیں دو تفسیر حضرت عشق	مکان خاص ہو دل عام عالم بالا

کین ہر یہ دم عیسیٰ کین ید بیضا	عیان میں خلق میں بجز نمایان اسکی
ہوے جو طالب دیدار حضرت موسیٰ	یہی تھا وادی این میں خضر نزل شوق
یہی ہر سر سلیمان یہی ہر تخت ہوا	یہی ہر مدد پیغام ہر یہی بلقیس
یہی ہر خضر طریقت یہی ہر آبِ بعت	یہی ہر پردہ ظلمت یہی ہر اسکندر
یہی ہر روشنی قلب اہل صدق و صفا	یہی ہر دیدہ ارباب معرفت کا نور
یہی ہر کوع بنی فاطمہ یہی ہر سجدہ	یہی صلوة یہی ہر اذان یہی تکبیر
یہی ہر سجدہ خاصان حق یہی ہر دعا	یہی ہر ورد و وظائف یہی ہر نقش و عمل
یہی ہر دار یہی دار پر ہر جلوہ نما	یہی صدائے انا الحق ہر ادب یہی منصور
یہی ہر درد یہی دردِ لادوا کی دوا	یہی مریضِ محبت یہی سبجِ زمان
کسی کے دل سے دوئی کا اٹھا دیا پردہ	کسی کو صورت و خد کھائی کثرت میں
کبھی ہر دہر میں ناتوس برہمن کی صدا	کبھی ہر خانہ کعبہ میں نعرہ تکبیر
کبھی یہود کبھی برہمن کبھی ترسا	کبھی ہر پیر طریقت کبھی ہر شیخِ حرم
ہنر ہر مدرسے میں خانقاہ میں ہر دعا	سب و ساغر و مینا شرا بخانے میں
اسی کا گہر و مسلمان میں کو بکو چرچا	اسی کا دیر و حرم میں ہر جا بجا مذکور
جلیس مجلس سلطان انیس گنج گدا	یہ ہر دم دہر میں کس کا شریکِ حال نہیں
اسی سے یوسف کنعان کے حسن کا شہر	اسی سے عشق زینبا ہر آج تک مشہور
خوشا تصور بیلِ خبہ ہوئی نہ ذرا	طیور نے سرِ مخنون پہ آشیان باندھے

<p> رہا یہ نر افس شیرین پہ آئندہ نہ کر اہل دامن میں اُسی کے سبب سے نام اور رہے نصیب جو محمود ہو غلام آواز بنائے اُسے زائے میں سیکڑوں معشوق کبھی بڑے کسی یل نش کی زلف کا حشم کبھی ہر چشم فسوں گر کبھی ہر سبب قن کبھی ہر آنکھ میں سم کہ کبھی ہر لب ہنسی لچک کر میں تو چشم سیاہ میں جادو وہاں نگ میں تنگی نگاہ قمر میں زہر کبھی فراق میں فریاد و نالہ و زاری کبھی کسی کو رلایا کسی کی فرقت میں کسی کو صاحب عصمت بنا دیا اُسے کسی کی مجلس ماتم میں گرم آہ و فغان کسی کے دلیں جگہ پائی آرزو نہ کر کسی کے غنچہ دل میں ہوا بوس و کنار اسی کی بو ہر ہر اک بو میں کشتلے دماغ چرخ و شمع پہ جلے ہیں آکے پروانے </p>	<p> ہوا یہی سر فر باد کے لیے تیشا اسی کی وجہ سے مشہور دائق و غدر یہ وہ مقام ہر یکسان میں جہیں شاہ و گدا سکھائے اُسے حسینوں کو طرز ناز و ادا کبھی کسی رخ شیرین ادا کا ہر عسار کبھی ہر عارض روشن کبھی ہر زلف رسا کبھی ہر ماتھے پہ نشان کبھی ہر رنگ خا فروغ رو سے حسین بیچ و مانہ لفت و تا شکاری میں شرارت فسوں گری میں جیا کبھی دھال میں شوخی و شرم و ناز و ادا کبھی کسی کو کسی کا ہنس دیا شیدا کسی کو کوچہ و بازار میں کبسا رسوا کسی کی محفل عیش و طرب میں نغمہ سرا کسی کے چشم خماری سے خون ہو کے ہما کسی کی نرگس مخور میں ہر شرم و جیا اسی کا رنگ ہر اک رنگ میں ہر جلدہ نما فرہ یہ جانور دن تک کو بھی ہوا ہر عطا </p>
--	---

<p> ازل سے قمری و بلبل ہر سرو گل پہ فدا یہی ہر رنگ گل ترسی ہر باد صبا یہی ہر ذائقہ سبب جنت الما و ا اسی کی محبت تماشا ہر رنگ سن سہلا پست پست کے درختوں سے لٹا ہر مزا فلک پر شستری و زبرہ و سر و ماہ و سہا اسی کے ہاتھ سے پھرتا ہر چرخ و سہا کہاں کہاں نہ سینے کے تہ و بان یہ تیغ مردم ہر جا پھری ہر وقت و غدا نہان ہر تیغ بھی آئین جو ہاتھ میں ہر یہ روز کرتا ہر اک شعبہ بنا بر پا شمع چونا کر کے دے یہ آفرین کی صدا سنے جو نالے تو سمجھے کوئی ہر نغمہ سرا چڑھائے خضر علیہ السلام کا بیڑا بھرائے کائناتوں پہ لالہ رخ کو بیڑا جو پونچے کان میں سہل کے چکیوں کی صدا یہ تیغ وہ ہر جو بجرم کا نشی ہر گلا </p>	<p> چمن میں عاشق ابر بہار ہر طاووس یہی ہر شور غنادل یہی ہر نگہ گل یہی ہر نگہ و رنگ گل ریاض جنان اسی کی مروت شناس ہر بھار میں سکون لالہ ذائق محبت پہ عشق پیمان کو چمن میں لالہ و گل نہرو سنبہ سرو چمن ہر سے ہر فوکو یہ عند اپرچ و دیشا کہاں کہاں اٹھائے شریر نے طوفان قلم کے کینڈے اٹھا دیے کین سر قریب سے نہیں خالی ہر رستی اسکی فرالی سب سے ہر رنگ سازبان اسکی ادا جو دل کو ستائے تو مرجبا یہ کہے نہ آئے رحم کسی کے فغان و شیون پر گرین جو چاہ میں دوست ہر اسکی مروت دکھائے دشت جنون ہر سردان الفت کو گمان ہوا اسکو کہیں شاد دینے بختے میں یہ تیرہ ہر جو کرتا ہر بیفصور ہر دت </p>
---	---

یقین ہو کہ اسی نے یہ گل کھلائے ہیں
 رگ کے تو سیل کی صورت گراے خانہ صبر
 بہان ہو در ہم و بر ہم سے نہیں مطلب
 کہیں ہو دل کی گدا کی کہیں ہو کافور
 کہیں ہو نشہ صبا کے محفل عشرت
 کہیں ہو جاوہ الفت کہیں ہو منزل شو
 کہیں ہو درد جدائی کہیں درد اوصال
 کہیں ہو شور سلاسل کا سلسلہ جذبان
 کہیں ہو نغمہ پرداز صحبت احباب
 کہیں فراق نصیب کے دل کی بتابی
 ہی انیس دل زار ہو یہی غمخوار
 اسی کی راہ میں مرگ جات یکسان ہو
 جہان میں عشق کے پیدا ہوئی ہیں تین
 خدا کے بعد ہو بندوں پہ فرض عشق ہو
 ہو ایہ معنی لولاک سے ہمیں روشن
 انھیں کا رشتہ الفت ہو رشتہ ایمان
 نجات امت عامی انھیں پہ ہو موقوف

کبھی جو رن میں نظر آئے لاشہ شہدا
 چلے تو قتلے کرے گرو راہ سے پیدا
 زمانہ ہو تہہ و بالا اسے نہیں پروا
 کہیں ہو انشہا ہی کہیں ہو ظل ہما
 کہیں ہو نرم حریفان میں قلع میںنا
 کہیں ہو شور جلاجل کہیں ہو بانگ درا
 کہیں ہو زبر سلاسل کہیں ہو آب بقا
 کہیں ہو جوش جنون میں یہ باد یہ پیا
 کہیں ہو خانہ برانداز عاشق شیدا
 کہیں وصال میں بازیب لربا کی صدا
 کوئی شریک مصیبت نہیں ہو اسکے سوا
 فنا ہو عین بقا اور بقا ہو عین فنا
 مجازی الفت خوبان حقیقی عشق خدا
 عیشہ عریٰ بادشاہ سر دوسرا
 نہ ہو تے آپ تو پیدا ہو تے ارض و سما
 انھیں کا دامن دولت ہو عرۃ الوثقا
 وہی وسیلہ وہی ہیں شفیع روز جزا

کسے عطا ہوا محبوب کبیر یا کلقب
 چلے یہ راہ طلب میں کہ بن گئے مطلوب
 ازل سے آپ کے اعجاز کے ہیں سب قائل
 یہی ہر سایہ نہون کی حجت روشن
 رہی ہر آپ کی خواہش جو حکم رب جلیل
 کہو جو اشدان لا الہ الا اللہ
 خلیفہ اُنکے دھی اُنکے جانشین اُنکے
 امام اول و مشکک شاہ جن و بشر
 بہ سپہر جلال آفتاب اوج کمال
 لقب ملا ہر یہ ادر روز اول سے
 قمر ہر جلوہ نما آسمان اول پر
 اتر کے چاہ میں نولا کہ جن کیے فی انوار
 خدا کے گھر میں کیا چاک کلمہ اثر در
 اُحد میں بدر میں خیر میں جنگ کی لہری
 انھیں کا لطف ہر مومن کی میں لطف الہ
 جہان میں رتبہ عالی کو کوئی کیا جانے
 جناب فاطمہ خاتون حشر نبوت رسول

کسے نصیب ہوئی سیر عالم بالا
 ہوئے محب تو حبیب خدا خطاب ملا
 خلیل و یوسف و یعقوب و عیسیٰ موسیٰ
 عیان ہو نور انہی کا کس طرح سایا
 وہی ہر آپ کی مرضی جو رضا خدا
 تو آئے صل علی خیر خلق کی صدا
 جناب حیدر صفیر علی شیر خدا
 سخی و عادل و حاجت روا شاہ و گدا
 گنگ بھر شجاعت ہر برشت و غا
 یہی ہیں تا بہ ابد دستگیر خلق خدا
 گیا ہر عرش ملک نور پاک کا جلوہ
 پہاڑ ہل گئے جنبش میں آئے ارض و سما
 یہ زور و دست تھا طفلی میں اہل علی
 شجاع مان گئے دود الفجار کا لوہا
 انھیں کا قہر کافر کے حق میں قہر خدا
 کہ مثل کدہ خدا یہ فہم سے بالا
 پناہ آسیدہ و محمد سریم دھوا

<p>انھیں کی شان میں نازل ہو آیتِ تطہیر خطِ کنیزی زہرا اگر لکھے بلقیس نہ پائی عفت و عصمت نے دہرینِ حیات ہمیشہ است عاصی کی مغفرت چاہی خدا نے جملہ فضائل عطا کیے آنکھوں فناعت و ادب و صبر و شکر و علم و عمل حسنِ امام دوم پیشوا کے ہر دو جہان انھیں ہر احمد و تحسین سے سطحِ نسبت ہمیشہ رہتے ہیں شقائقِ دونوں عالم میں یہ دو انیس ہیں اولِ رضا دومِ تسلیم اگر ہو آنکھ کو تعلیم طرزِ آمیزش پسند خاطر اقدس نہ ہو عسریانی ہو اچمن میں جو منع برہنگی کی چلے کلامِ آپ کا ہر منظرِ جاہتِ حق سنی کا مہلج عالی کردہ جہان پرورد حسن کے بعد امام سوم جنابِ حسین زمانے تین ہیں ماضی حالِ استقبالی</p>	<p>انھیں کی خالق جن بشر نے کی ہر شہنا تو اسپہِ مہر سلیمان کی ثبت ہو برضا امان ملے تو تہِ طفل و امن زہرا اٹھا کے دست دعا سے عالم بالا سخاوت و کرم و خلق و علم و صدق و صفا نماز و روزہ و تسبیح و ذکر و یادِ خدا مہرِ شرفِ آفتابِ صدق و صفا کہ دونوں آنکھوں سے جیسے ہو اک نظر سے زمین پہ جن و بشہ آسمان پر جو ترا یہ دو جلیس ہیں اولِ قدر دومِ تفضا نظرِ نظر سے ہو ملکر بزرگِ رشتہ دو تا برہنہ طفل کو مادر نہ کر سکے پیدا تو غنچے شاخ سے نکلیں ہیں پنکے قبا ہمیشہ لازم و ملزوم ہیں قبول و دعا جہانِ خلیل بھی ہیں مہمانِ خوانِ عطا ہوے جو راہِ خدا میں شہید تیغِ جفا نہ تھکانے نہ کبھی ہو گا دوسرا ایسا</p>
--	---

انھیں کے نبض سے تینوں بن تو بن قائم
سین چو کلمہ توحید اسے نصرانی
لے بن آپ کو درگاہ حق سے تین لقب
نجات امت عاصی کبھی نہ ممکن تھی
کیا نہ قصد دم جنگ اشتیاق ورنہ
ہزار و ہصد و پنجاہ زخم تھے لیکن
وہ بھوک پیاس نہ غربت مگر زہے اعجاز
ہوے امام چارم جناب زین عباد
حق بشر میں عناصر کا ربط ہر جتک
ہوئی بن چار کتا بن جو عرش سے نازل
وہ نامدار کہ چاروں حدین بن یزید
یہ شاہ ہر دو جہان بن شاہنفت ظہیر
الم وہ بدعت اعدا سے کر بلا میں ہے
راہ انھیں سے امت کا سلسلہ قائم
امام خلیفہ میں نبی محمد باک
نمازین جیسی کہ بن پانچ وقت کی دعا
اصول محمد اسلام آئندہ ہر اگر

انھیں سے ہر سہ موالید کو ہی نشوونما
کبھی نہ بھولے تیلیٹ کا کرین دعا
امام برق و غازی و سید الشہدا
نہ کرتے آپ جو گھر بار راہ حق میں فدا
عدو کے قتل کو کافی تھی ضرب تیغ و غما
جو تیغ کھینچی صفین ہو گئیں تہ و بالا
بجالی کشتی تاجر سنی جو اسکی صدا
مسح چرخ چارم بہ جیسے جلوہ نما
انھیں کا بھرتے بن دم رب خاک ناوا
خدا نے چار دن کا انکو کیا ہر علم عطا
وہ تاجور کہ سلیمان سے مرتبے میں سوا
وہان ہر سا بہ ہر بیان ہر ظل ہما
جزا شفاعت امت ہر جکی روز جزا
یہی جان میں رہے یادگار آل عبا
فروغ چشم حبیب خدا ارض و سما
رہی طرح ہر محزون پسند حق انکی دلا
محبت انکی ہر اس کئے کے حق میں جلا

<p> وہ ذات پاک خمس میں حسین مصرع پانچ خطا سے جرم سے نیاں سے حرص سے پاک یقین ہر اس تن پر نور سے اگر چہو جائے جو فیض باب ہو مولیٰ کی طرف عالی سے جناب جعفر صادق ہو سے امام ششم خدا نے بخشے ہیں عالم میں چھ شرف انکو یہ وہ جگہ ہے جہاں فہم و عقل ششدر ہیں انہی نے سینہ بہ سینہ عطا کیے اعجاز اگر ہو مد نظر آپ کو سبجائی کہا ہے آپ نے ہر درجہ گنج دین تقسیم سزا سے بادہ کشان گر ہو آپ کو منظور جناب موسیٰ کاظم امام ہفتم ہیں خلیل کعبہ دین پیشوا سے ہفت اقلیم اسی امید پہ پھرتے ہیں سبع سارہ جو ہو رہا ہے ستاروں سے آسمان ہر ہفت وہی ہے گوشن کہ جسکو ہے شتیاق کلام لکھوں جو آپ کے اوصاف خندہ پیشانی </p>	<p> سعادت ابدی علم و حلم و وجود و عطا ذرا یہ بچتیں پاک سے نہیں ہیں جدا تو پشت خار کا پنچہ بنے یہ بیضا ابھی سماے نہ چشم جناب میں دریا کہ جکے صدق و وفا کی ہر شش جہت میں عبادت و کرم و خلق و رحم و عدل و سخا رقم کرے کوئی کس طرح مدحت مولا خدا نے انکو دیا علم معرفت اپنا زبان بلبیل تصویر ہوا بھی گویا کہ اسے در کہ ہے دونوں جہاں سے استغناء تو دور جام بنے طوق گردن مینا کہ گر دپھرتے ہیں بہر ثواب ہفت سما امام جن و ملک رہتا ہے ہر دوسرا کہ سات بار کر بن طوف معرفت والا یہ نور پاک کا امام فلک پہ ہے جلو وہی ہے چشم کہ جسکو ہے شوق دید لقا زمین شعر میں ہو گشت زعفران پیدا </p>
--	---

ہوے ہیں دستِ سخاوتِ بحرِ کانِ خالی
 امامِ ضامنِ ثامنِ بین رہنماے جان
 اگرچہ ورپے اندر آنکھے لوگ آٹھ پہرہ
 گناہگارِ زمین جسکی یہ مغفرت چاہیں
 اگر ہو جسمِ عدوِ ہشت و صحت بڑھکر
 عجیب در کہ جان ایک ہیں صغیرِ کبیر
 بجائے سرِ حسین خاک در لگاتے ہیں
 جو فیضِ اب ہوا روضۂ مقدس میں
 ہیں اُنکے بعد محمدِ نقی امامِ ہمس
 جو تفضیلِ ہون مولیٰ کے دستِ روشن سے
 قیامِ بطنِ ہر نو ماہ بطنِ مادر میں
 ہیں دونوں عارضِ پر نورِ غیرتِ ہمدرد
 انھیں کے فیض سے قائم رہی محشر تک
 جو بوسے گل کبھی بے اذن باغبانِ بجا
 گیا ہر نرم میں جو حکمِ اتساعِ سرود
 پناہِ خلقِ امامِ دہم علی نقی
 سیراکِ بشر کو طے دس حاس و نازل

کے حکیموں کوئی نہیں محالِ خیلا
 جو خاص عام میں مشہور ہیں جنابِ ضا
 مگر بھی بخشش امت کی نکر صبیحِ صا
 خداے پاک کرے اسکو ہشت خلدِ عطا
 چار تر کی طرح کاٹے اسکو تیغِ و غا
 رہے جنابِ برابرِ جان میں شاہِ دگدا
 کہ بہرِ نرگس بیمار ہو یہ خاکِ شفا
 آسے نصیب ہوئی سیرِ خبتِ الماوا
 کہ نہ فلک ہیں درِ پاک پر حسینِ فرسا
 تو سنگِ نیرِ زمین پیدا ہو تو تن کی ضیا
 نہ بھولی آپ کو دم بھروان بھی یاد خدا
 جو ایک بدرِ دجی ہو تو ایک شمسِ ضیا
 بنائے طاعتِ در پر ہیز گاری و تقوا
 عدالتِ آسکی کرے قطعِ دستِ موجِ صبا
 گلوے زمین گرہ بنے رہ گئی ہر صدا
 کہ وہ عقول بھی ششدر ہیں تفتِ مخ و شدا
 مگر ہر قوتِ ادراک انکی سب سے سوا

و سون اناں قدس میں مغفرت کی لیل
 کسی طرح نہیں کم عشرۂ محرم سے
 رہے عروج کہ برتر ہر بام کردوں سے
 ہمیشہ آتے ہیں اہل صفایا رت کو
 از تین نہیں ہوتی ہیں سداہ آئین
 امام یازدہم عسکری عالی قدر
 قلم کی کیا ہر حقیقت جو لکھ سکے اوصاف
 شرف حسین جس سے ہر اس طرح آنکھوں
 بھی ہر نذر بھی پیشکش ہی ہدیہ
 جو قول پکا ہو وہ کلام رب جلیل
 مراد مانگی دریاک ہر کسی نے اگر
 جو انکے وصف لکھے ہیں قلم کو دعویٰ ہو
 امام مہدی ہادی جو ہیں دواز دہم
 مگر نشان امامت ہیں خلق پر روشن
 دواز دہم ہیں ہر درج فلک اگر دیکھو
 رہا ہے پہلے بھی بارہ حجاب میں یہ نور
 یہی ہو کام ہی مشغلہ دواز دہم ماہ

گواہ بیعت مومن ہیں دوبروسے خدا
 عزا کے واسطے ایام رحلت مولا
 زمین روضہ نورانی امام ہوا
 نہ خوف حدت گرمانہ دہشت سرا
 رکے نہ بحر جہاں سے ہو کے آبلہ پا
 امام سبجہ خاصان بارگاہ خدا
 کہ وقت مدح شش دینچ میں ہر فکر سا
 کہ دوائف سے ہو ضبط یا زردہ پیدا
 کہ صدق دل سے پڑھیں گیارہ باصل علی
 جو بات آپ کی ہو وہ حدیث خیرہ و را
 صدایہ عرش سے آئی ہوئی قبول دعا
 میں انصاف الفصحی ہوں میں ابلغ ابلاغ
 اگرچہ آنکے ہیں ایام غیبت کسرا
 فروغ نہر تہ ابر جیسے جلوہ نسا
 ہر ایک برج میں ہو نور پاک کا جلوہ
 ہر اب بھی پردہ غیبت میں شل نور خدا
 دعا و حمد و ثنا یا د خالق یکتا

جو حق پرست ہیں انکو دوازده ساعت
وجود سے ہر آنھیں کے ثبات عالم کو
زمین ظلم و تعدی سے ہو چکی معمور
زمانہ عدل کا آئے ہو رزق اسلام
ورق ہوں جو وہ طبق کا آسمان زمین
کبھی نہ ختم ہو وصف چارہ معصوم
رقم یکے ہیں یہ اشعار مغفرت کے لیے
بس اب زیادہ مناسب ہیں ہر طول سخن
کہ جیتلک ہیں انہی پہ چار حد قائم
زمین پہ دوسرے ہیں جیتلک چک ہر درون
فلک سے بارش شبنم ہو خاک پر جیتلک
صد آفاختہ جیتلک ہر سرو پر کو کو
ریاض دہر میں جیتلک ہر لطف ابر بہار
فریقہ ہوں حسینوں پہ نوجوان جیتلک
ایسر زلف حیدان میں جیتلک بیدار
شبصال ہو جیتلک کہ عاشق کا نصیب
گر شمع تار میں جیتلک ہر تار میں انداز

بنیر آپ کے ہر اک ہر اک برس سے سوا
قیام سے ہر آنھیں کے قیام ارض سما
ظہور مہدی مادی ہو جلد بار خدا
اٹھئے یہ پردہ ظلمت عیان ہو آب بقا
قلم ہوں نخل گلستان خست المفا
اگر کلین ملک رجن دانس صبح سا
خدا سے پاک عنایت کریگا انکا صلا
دعا کا وقت ہر صفہ راضا و دست دعا
یہ مرد ماہ میں جیتلک چرخ زم سما
فلک پہ مہر جیتلک ہر مہر میں جلو
گلون کو باغ میں جیتلک کھلا با و صبر
چمن میں بلبلین جیتلک میں زفر میرا
جان میں بارش باران جیتلک ہر لطف
خدا نگ تار چلین کار گر جوتیخ ادا
مکنہ زلف میں دل زمین جیتلک ہر قلم
چلین سہرور میں جیتلک کہ ساغر صبر
حجاب شوخی میں شوخی میں جیتلک ہر ادا

<p>کسی کو شاہ بنائے کرے کسی کو گدا نہ ہو جہان میں کسی جزیر کی مجھے پروا نجات پاؤں عذابِ لحد سے بعد فنا وہ روزِ حسین لحد سے اٹھئے شاہِ گدا معاف ہوں مگر عصیانِ بچل جو حق خطا تیرے حبیب کا سر پر مگر ہے سایا بہی شافعِ محشر ہو بلغِ حلد عطا</p>	<p>یہ انقلاب یہ دورِ سپردِون جب تک رہوں حوادثِ یل و نہار سے محفوظ تمام عمر بسر ہو تری عبادت میں وہ روزِ حسین طلب ہو گئے نامہ اعمال ایسا دوار ہوں اُس روز تیری رحمت سے بچوں میں گرمیِ خورشید روزِ محشر سے رہا ہونا جنم سے بندہ عاصی</p>
<p>سزا ہو یا ہو عطا تم ہو گردنِ تسلیم نہیں ہو مالک و مختار کوئی تیرے سوا</p>	
<p>قصیدہ ہفتم در صفتِ فصلِ بہار و صحبتِ حینانِ پری رخسار و تذکرہ شعرا سے نامہ ارمی بریم بہا</p>	
<p>مثل بد بفرقِ طبل پر ہر تاجِ افتخار تیرے کمرِ آباہِ گلشنِ میں جو ایر کو ہزار چار سو چھایا ہر ابرِ رحمت پر درِ گلزار مردہ بادِ اتری ہر پیغمبر و رحیم ائی بہار شاہانِ کل کی صفِ بزا کو حور و زلیٰ عطا جایا دکھلا رہے ہیں اپنی اپنی سب بہا</p>	<p>جلوہ آراہی جو گلشنِ میں سلیمانِ بہار صورتِ طاووسِ فصیح میں نہا لالِ سخن چلتی ہر بادِ بہار می کو نعلیٰ میں چلیا کس خوشی سے کہ رہی ہر عندیہِ نعتِ خدا فصلِ گل میں ہر جنم پر رشکِ گلزارِ رام لائے دگلنار و نا فرمان و سرین و سمن</p>

ہر گل نوخیز اپنے رنگ میں ہمیں
 فردہ حسن ہاری سنے فرما شوق سے
 زندہ نوں گلشن میں ہر سدرہ جہ رنگ تازگی
 آتش رنگ چمن میں نام سوزش کا نہیں
 پتی پتی بوٹی بوٹی میں ہر رنگ تازگی
 ابر آیا لہلہا یا سبرہ تازہ گل کھلے
 ایک جانمہ سر پہ طوطی شیریں مقال
 اک طرف دلچسپ ہو باغ وین کوئل کی صدا
 ایک جانب سرور مشغول توجہ خدا
 ایک جانب نرگس شہلا ہر خواب زمین
 واہ ری قسمت خاکی ہر جگہ متنازع
 ہر روش بر لوتی پھرتی ہر گلشن میں صبا
 باغ میں ہر گلشن فردوس کی آب ہوا
 بادہ شبنم کو پیکر جھومتے ہیں باغ میں
 جو گیا گلشن میں طبع عافیت میں ہی جگہ
 فصل گل میں کیا محبت بخیر چلتی ہی ہوا
 باغبان اگر جو گلشن میں لگا دجو خشک

ہر شگونہ خوشنما ہر نکت گل مشکبار
 ہر تین ہر سارے عروسان چمن نے زرنگار
 پتہ مر جان صفت رنگین ہر سرت چنار
 باغ ابراہیم سے کچھ کم نہیں فصل بہار
 بارش باران رحمت ہر کو پرتی ہر بہار
 چشم نرگس سے تو پوچھو اب ہر کس کا انتظار
 اک طرف ہر شاخ محل پر زرمہ سیرا ہزار
 بی کمان اک سمت کہتا ہی مہیا بار بار
 اک طرف سوسن ہر قطر و شائے کردگار
 اک طرف لہرائی ہر شیل کی ریت مشکبار
 عطر میں جو باغ کی رونق حسینوں کا سنگار
 دیکھ کر آرایش حسن عروس نو بہار
 کوثر و نسیم سے کچھ کم نہیں ہر آشار
 بادہ خود دیکھ یہ صفت ہر بادہ خوشی تھار
 لوت میں ہمان نوازی ہر درخت سایہ آ
 گل پہ ٹیل قبلہ ہر سرور برتری نثار
 اکدم میں نخل تازہ ہو کے لا برگ و بار

دواہ رسی نہ بہت خط گلزار بجھاؤ بھی
 موتیوں کی آب ہر دانے میں پیدا ہو گئی
 ہر سبھا کی طرح سرگرم جان بخشی نسیم
 یاغبان سمجھا جن میں رالہ باری دیکھ کر
 ہر خیابان میں ہر حسن صنعت خالق عیان
 ہر چین ہوا جھل گلہ شر بلوغ جنسان
 یہ نغمہ جو ش گل یہ رنگ گلشن دیکھ کر
 بزم عشرت ہو مقرر جمع ہو سامان عیش
 نہر بہ فرش ملکوت ہوشب متاب میں
 روشنی کی کچھ شب متاب میں حاجت نہو
 ہر تو متاب سے ہو پتی پتی میں چمک
 ساقیان پہ نقا ہونٹے ساغر بکف
 آتش ترگرم کر دے یکسو نکا جب غبار
 ہر گلانی سے ہو کیفیت نمایاں پھول کی
 قاصد باد بہاری ہو روانہ ہر طرف
 در پہ میخانے کے جا کر پہلے یہ آواز دے
 پھر کے صحبت بھی ایک ایسی ہوئی ہر

کوئی کاتب باغ میں لکھے اگر خط غبار
 درج گوہر بن گیا ہر ایک برج کو کنبار
 ہنکے جگنو آڑ گئی جب سنگ سے نکلے شرار
 چرخ کرتا ہر عرس باغ پر موتی نثار
 ہر گل و غنچہ میں ہر نیز نگ قدرت آشکار
 رنگ لائی ہو بار قدرت پروردگار
 خواہش دل کا تقاضا ہر سی اب بار بار
 مطرب و ساقی طلب ہوں انتخاب و زگار
 تربیت بزم مطرب ہوں شاہان گلزار
 جلوہ گر شل چراغان ہو چمن میں لہ زار
 نور کا عالم دکھائے نوٹا نوکی قطار
 بزم عشرت میں چلے دور شراب خوشگوار
 رال کے شعلے کی صورت قضا از جا خوار
 بوئے گل سب کو سنگھائے نگہت عطر ہار
 ہر گہائے گل کے خط ہوں ہاتھ میں تین چار
 نغمہ چو اٹھو چلو گلشن میں آئی ہر بہار
 حشر تک جو باغ عالم میں رہیگی یادگار

خافا ہوں میں یہ فردہ راہِ دل پہی کے
 شوق سے زبا چلین لکھ کے کانہ سے چڑو
 و نغرض ان لکھ کی نرم طرب آراستہ
 مونس ہوں ہو اگر شریک نرم عیش
 ہر طرف محفل میں ساز خوشنوا بچنے لگے
 بانسری انورہ ہلا مار فیم جلتہ رنگ
 تھکا پہ طبلوں پر شریک سا رنگین بچنے لگے
 نرم عشرت میں ہوا نغمہ تباہ حسین
 وہ ادواؤ تار وہ تپلیں وہ طرز دہری
 وہ اٹھا کر ماتم میں بپوڑ کو چلنا کبھی
 مثل طاووس چن وہ وہ دم بڑھنا کبھی
 مسکرا کر عشوہ و انداز دکھلانا کبھی
 منہ چھپانا دانتہ شریکے آنجل سے کبھی
 ناپنے میں وہ بنا نا چشم و ابرو کبھی
 وہ اشارہ عاشقوں سے بوسہ کا کبھی
 وہ کسی کو دیکھنا غصے کی جہان سے کبھی
 وہ ادواؤ تار وہ غمزہ وہ عشوہ دیکھنا

یہ مصلو کاو کیرین تسبیح کا بھولین شمار
 جسطح دوش پر پر طفل ہو کوئی سوار
 سیکر وں کچھ کو آئے شاہد ان روزگار
 چار جانب سے تماشائی بھی آئے بشمار
 برید و جنگ رباب میں قانون دستار
 اگر گونہ نور و شوق و سروا و سر سنگار
 پہونچی یمن کی ملک اس گنبد گردون کے بار
 کوئے کوئل کی طرح چمکے حسین مثل بنار
 وہ سو عشاق نہیں گن کر تانا بار بار
 وہ بجا نا پاؤں کھنکھو دیکھی دو میں چار
 پھر دل عشاق تشر پار ملنسا دیکھا
 دیکھ کر حیران رہ جانا بھی آئینہ دار
 کھول دینا بھی کھلے رستا بہار
 چھوڑ دینا وہ بھی چہرہ پرفت شہار
 وہ تہلے میں کبھی ہونا کسی سے ہنگام
 وہ کسی پر کھینچنا ابرو کی تیغ آوار
 کوئی بس تھا کوئی تباب کوئی بقرار

وہ حسینانِ جہاں کا تان پٹا زمر مر
 پانڈنی کی وہ نصا اور وہ کد ار کی سما
 کس حرکت میں میں کوئی بجا تھا ہما
 پہنچی بالا ہوا جو تفت نغموں کی صدا
 اک حرف تھا سابقانِ طلعت کا ہجوم
 سکی ہکی انکی باتیں پیکار پیکارِ اخلاط
 وہ شبلی انکی آنکھیں وہ نگاہیں شہ نگین
 وہ کسی کے عارضے ابان پہنچا خرم خرم
 وہ کسی کی زگرستان قتالِ جہان
 وہ کسی کی بھولی بھولی صورتِ عالم فریب
 وہ ادونا زورہ انداز و حسنِ جمال
 وہ کسی کا روتا بان گیسو دینے دیکھ کر
 زینتِ نعل تھے کیا کیا ہر طلعت بہ چین
 بادہ گلگون کا سامان تھا مہا ہر طرف
 بادہ وہ بادہ جو بی لے ایک قطرہ بھی کوئی
 میکشی کے لطف آٹھے سیکڑن ساغر چلے
 سطر بونکی ہرم میں اگر کبھی نغمے سنے

وہ سریانی انکی آوازیں کہ زبرد ہونٹار
 وہ برج کی کیفیت اور وہ کلنگڑے کی بہا
 دین کا چچا کہیں تھا کوئی گانا تھا ملار
 شل طاروس چمن رقصان ہوا ابر بہار
 اک طرف تھی جلوہ آراہہ جینوں کی قطار
 ہر اداسی کہ جیسر سیکڑن جانین تار
 لوٹ لین بازار دل کا نور ہو صبر و قرار
 کہ کسی کے کپے لب پر سکر اہر شہ غنچہ دار
 وہ کسی کے گیسو پر خرم بلا سے روزگار
 وہ کسی کی تین تین یعنی بوسے زلف مشکبار
 وہ انگلیں نو جوانی کی وہ جو بن کا بھار
 پھرتی آنکھوں کے آگے گردش لیل و نہار
 جنگی صورت دیکھ کر بیاختہ آجکے پیار
 ساغر و مینا تھے لہر زہر شراب خوشگوار
 پھر خمار ترے نہ اُسکے سر سے تار و شمار
 نو نالان چمن کی طرح جھوٹے بادہ خوار
 نہر پر جا کر کبھی کھیلا بڑھو کا شکار

ہر طلعت سامنے تھے ماہ پیکر ہم بے نعل
 نشہ ہوئی ترنگین فصل گل عند شباب
 جو شہ سنی بن کہاں لگو خیال عار و ننگ
 ہر طرف حور و نکاح جلوه ہر طرف سامانِ عیش
 صحبت اجابہ میں باہم یہ ٹھہرا مشورہ
 جمع ہوا اہل سخن ہو جا محبت شعری
 میر کے اشعار کی پہلے جو نوبت آگئی
 سوار کے اشعار سنکر جل گئے سب کے جگر
 بمقصدی کے شعر پر لوگوں کو حیرت ہو گئی
 شعر سودا کے پیدا ہو گیا جوش جنون
 جرأت و آتش کے سنکر شعر گوں نے کہا
 سب کے اشعار ہوس محفل چہ عبرت چھا گئی
 ہر دق کے اشعار سے پیدا ہوا شوق سخن
 شعر غالب میں پائین بختیان سب نے کہا
 تاج راتش کو لوگوں نے کہا بلا تفاق
 اہل محفل سب کے اشعار گہر بار آسیر
 فارسی غزلوں کی بھی جلسے میں بت آگئی

چاندنی میں خوب اٹھی لذت ہوس کن
 مہ جینوں کا پٹ جالنگے سے بار بار
 ہر گھڑی دس میں سو گایاں دسین جابر
 محفل عشرت تھی باشان خدا تھی آشکار
 رات کم ہر صبح کوئی دم میں ہوگی آشکار
 باری باری گائے جا میں سب کے شعرا
 دل پکڑ کر اہل دل رو گئے بے اختیار
 در کے شعروں کے اکثر ہو گئے دل بے قرار
 رجب میں آئے جو صاحب غنیمت تھے عالی مقام
 ہو گئے وحشت کے عالم میں گریبانِ ثار
 خیر اپنے وقت کے یہ بھی ہیں دونوں یاد
 مٹ گئی دل سے ہوا سے ہستی نابا یاد
 خوش ہو سب سب کے مومن کا کلام آبدار
 کو کمن کی طرح سے اچھے تراشے کو ہزار
 فی الحقیقت میں یہ دونوں انتخابِ وزگار
 ہو گئے آزاد قید نگر سے سب ایک بار
 خسرو سعدی پہ ٹھہرا شعر گوئی کا دار

نظم فردوسی نے نقشہ رزم کا دکھلایا
 اگلی نظم نظامی اہل محفل کو پسند
 خوش ہوئے شکر کلام حافظ فرزندہ فال
 شعوق سی کو کناستے کہ یہ ہر پاک صفت
 سب ہوئے فیضی کے سخن سے فیضنا
 شعرا ہل دہلائی سکے ہوئے قدر دان
 بیدار ناصر علی پر سر تو لوگوں کے ہلے
 فتویٰ شکر غنیمت کی یہ بولے اہل فہم
 کچھ خربن آرزو کے شعر بھی سنے
 شعر صفدر کی جو سب کے بعد نوبت آگئی
 یہ فصاحت یہ بلاغت یہ بیان پسند
 صورت بیل کسی نے دل پکڑ کر آہ کی
 چاک دامن تک گریا ہوئے دس بیس کے
 خود سخن کہنے لگا اے آفرین صد آفرین
 جہنم پر ظاہر ہوئے اتنے میں آثارِ سحر
 دقتِ خستِ عطر میں دیکھو جواناں حسین
 اب قیعدہ ختم کر صفدر اٹھا دستِ دعا

پھر گئی آنکھوں کے آگے صاف شکل کا زرار
 جام جامی سے ہو سست طرب بادِ جوار
 سمجھے خاقانی کو اربابِ سخن میں تاجدار
 شعر صائب بخند انوین شہر استوار
 انوری کے ہو گئے نورِ مضامین آشکار
 اہل یہ ہر چاند وہ بیشک ہیں دنوں تاجدار
 ایک عرصے تک مگر حیران رہے اکینہ دار
 ہاں غنیمت پر بھی ہیں بانچوں سوار نہیں آ
 آفرین بولا کوئی خاموش کوئی خنجر دار
 غل ہوا اعجازِ ہر باسحر اے بردردگار
 واہ کیا کنا کمان ایسے ہیں شاعر نامدار
 وجد میں کوئی ہوا مانند صوفی اشبار
 سکے دار نقہ ہوا اہل سخن دو مین چار
 شاعری ہو گئی خود آ کے قدموں پر شمار
 اپنے اپنے گھر چلے محفل سے شبِ زندہ آ
 پان کھائے بدھیمان پندین بے گوشتیکے ہار
 عرض کر درگاہِ خاقانی میں بعجز و انکسار

یا آگہی جیتلک ہر دور چرخ چہرہ سہری
 جیتلک ہر رنگین ہر تہری قدر کا طور
 گلشن عالم میں جیتلک باغ میں باغونیں نکل
 جیتلک ہون پار آور نہ مالان چمن
 جیتلک بنبل پریشان ہر کسی کی یاد میں
 فاختہ شبثا پر جیتلک کسے حق سرہ
 غنچہ گل جیتلک خندان میں طشوق سے
 جیتلک ہر دامن صبر گلون سے پر فضا
 جیتلک بارانِ حمت سے ہر عالم فیضیاب
 جیتلک ہر غفران دور غفرانین رنگ بو
 زلف میں پیمان ہر جیتلک غرض یکا شب
 شمع پرہیز جیتلک محفل میں برد آندا
 جیتلک ہر عشق کا سکہ دل عشاق پر
 نازنینوں کو ہر جیتلک حسن صورت پر غرور
 جیتلک عشاق کو ہر دھن مشوقان نصیب
 جیتلک نچھائے عالم میں ہر دور شراب
 دولت و اقبال جاہ و غرت و صحت و
 جیتلک زیر نلک ہر گردش نین نما
 جیتلک ہر یہ نماشا گا و عالم پرستہ یار
 نخل میں گل میں گلون پر لیل شید اشار
 جیتلک گلزار عالم میں چلے باد و بہار
 جیتلک ہر چشم ز گیس کو کسی کا انتظار
 شاخ گل پر زفر سے پردہ جیتلک ہنرا
 جوشِ غم سے جیتلک کریاں ہر چشم اشار
 جیتلک ہر مخزنِ سخن و زمرہ کو بہار
 جیتلک ہر سخن آفاق میں ساتون بجا
 جیتلک نافہ ہر روز نائے میں ہر شکستہ
 صبح صادق کا ہر جیتلک روشن آشکار
 سر و گل پر جیتلک میں قمری و لیل اشار
 جیتلک ہر الفت معائن کا و کم اعتماد
 عاشقان زار میں زرخیز میں جیتلک قہار
 جیتلک ہر خوش میں کیفیت بوسہ اشار
 جیتلک نمود میں مہیا شمع بادہ خواہ
 حدیث و عشرت میں ہر روز زندگی میں نما

آرزو کی نہ جو تیرن محبت کے سوا نہ وہ وقت زمان بکاو فشار قبر سے نہ غم عیسایان بہر آن غلامین جو رحمت ہو تری	موجود سے ہو خیال ہستی ناپائدار خضر تک آرام سے سونا بہون زیر غبار یہ سراپا جرم دیکھے باغ جنت کی بہار
غفور یاد سے سزا جو حکم ہو راضی ہو نہیں میرے عقیبان بہر ملائین تیری رحمت آشکار	
<p>قطعات تاریخ طبع قصائد کہ موسوم بہ سبغہ سیارہ است و رسال یک ہزار و سہ صد و نہ ہجری طبع شدہ ہو دند</p>	
رباعی تاریخ از استادی جناب غنشی امیر احمد صاحب امیر	
ہو کیا سخن مصنف عالیجاہ تاریخ جو اس نعت مناقب کی امیر	سبحان اللہ تم سبحان اللہ کیا اصل علی کا پیر طر شہر ہواہ
قطع تاریخ از غنشی گوہند پشاد صاحب صبا	
نواب مہمند علیخان بہادر کر عطا آراست از خلق نکو خوش گلشن پر رنگ ہو طبعش کہ زیور بندہ الکار سخن با نکتون چون بیت ابرو بتان فرد ہر یک شعر آن فرمود چون طبع آنرا بہتر تاریخش صبا	خار و حسن حاجات را از سخن گیتی پاک نت ہر روز دیدہ باد از و صد غنچہ دل شیر گفت در آ مکنون قصائد را بہ سلک نظم سفت بل طاق بیتا مدح طاقیت کا زانیت جنت این سبغہ سیارہ گشتہ زیب اوج طبع گفت

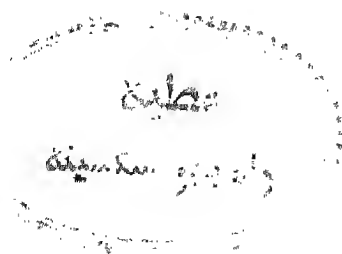
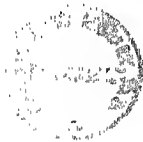
	قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خان صاحب فیروز	
لے آئے کسی اور ستھور کے قصیدے مجموعہ اسرار بن صدر کے قصیدے ۱۳۰۹ھ	بیشل ہی یہ نظم جسے اسمن ہوا نکار فیروز نے یہ طبع کی تاریخ رستم کی	
قطعہ تاریخ طبع دیوان نگارستان الفت کہ در تاج الطالع طبع شدہ	قطعہ تاریخ از جناب ششی مظفر علی صاحب آسیر	
ہمہ دہور شید کی رکھتا ہر ضو خط زہے محبوب دل مشوق نو خط ۱۶۹۵ھ	عجب دیوان کہ سطرین ککشان ہیں ہوئی تاریخ اسیر اسکی چھپا جب	
	قطعہ تاریخ از جناب ششی امیر احمد صاحب میر	
نہ پوچھیں گرد کو پر یاں جنہیں شرارت میں یہ وہی پھولوں میں معنی نہیں عبارت میں ۱۶۹۵ھ	ترہے عرایس از نگار و شاہان خیال امیر شوخ سامع لکھو پہلے تاریخ	
	قطعہ تاریخ از جناب سید محمد اسماعیل حسین منیر	
ہوے اہل دل اسکی غول سے اہر کہ زہا و تابا ب نظم جو اہر ۱۶۹۵ھ	یہ دیوان نفل خدا سے چھپا جب منیر اسکی تاریخ میں نے یہ پائی	
	قطعہ تاریخ از میر حشمت علی صاحب مصلح سنگ	
کہ فرمود این چین دلچسپ دیوان بلاغت جلوہ آرا سے بیانش ہمہ ہم با یہ نظم نصانی	ترہے دی مرتبہ صفہ رعلی خان نصاحت ناز ہر دار ز بانس اد او حسن والفاظ و معانی	

چو شد مطیع این دیوان والا	بخط دلکش دایمن زیبا
پے تاریخ خست گوہری سفت	کلام شاعر شیرین بیان گفت
قطعه تاریخ از امراد مرزا خلف آغا مرزا صاحب شاعری برادرزادہ	
و شاگرد داغ دہلوی	
زمانے کے ہمنے بھی دیکھے کلام	کہاں اس قدر آب و تاب سخن
کہو اسکی تاریخ نادان تم	یہ دیوان ہے آفتاب سخن
تقریظ نتیجہ فکر آغا علی نقی غنی شاگرد منیر	
محفل میں گدگداتی ہر شوخی نگاہ کی	شیشون سے آرہی ہے صدا قافہ کی
<p>ہاں ہاں امی بیکدہ سخن کے بادہ خوار و آج یہ بخار کیا نوادہ مراد ہم چھکادین کیا ہم کسی حریف کے کھے سننے میں آکر دست و پا لگ کر رہ ہو گئے نہیں نہیں اسی سیر ہم مشرور ہوتے ہاروا بھی اس مخانہ میں شراب سی شراب بھری پڑی ہے اور سزا بھی وہ شراب جسکے قطرے میں خم افلاطون زیادہ رجوش ہے بھر کیوں خمیازہ کشی اور آہ دوا دلا بچار کھی ہو اٹھو اس ٹھکانے رکھو دہم نور کے پھولوں کا بھول فی سبیل کیے دیتے ہن مگر دراز میں بر نہ پکا ناعرش پر قدسی منجھ کھولے ہوئے ہیں سمجھو تو بادہ گویائی کی سرستی کیا ہے حمد الہی اس مستی کا ترانہ کیا ہے نعت ختمی پناہی بس درد بھجو اور آپ سے باہر ہو جاؤ یہ سب کچھ تو ہو اگر غضب کیا جڑے سیست کو سر دیا دولا یا غنی کے کان میں بھنگ پڑ گئی یہ بلا نوش</p>	

وہ حریف ہر جس نے عین بخودی میں اسی در آتشہ کے ٹھم چڑھائے اور کبھی جہنم
 آگ سے نہیں نہ کہا ساری عمر میں ایک ساعت ہوشیاری سے نہ کاٹی جب وہ
 اسے لعزش کو نبات ہوا اور وہی چڑھا گیا آج بھی نشے میں تھا شاہ ہوا ایک
 صبح جنت کی سی بیاض کھوٹے اسی شراب کے شیشوں کی عینک چڑھائے آپ کے
 گدرا ہوا اپنی موج میں بیٹھا ہوا جھوم رہا ہر میکہ انقلاب کے پیرمغان نے
 خرابات عالم میں خسرو نشر کے خارشکن صبحی کا سا غریبا سراپیل نے وہ دم
 دھام سے اپنی شہنائی میں مصرع بشنو ازلی چون حکایت بیگنہ کا اندر سنایا فام
 بدست نے اپنا جام تو راز میں نے بخودی چھوڑ کر بنا بوریہ بیٹا قفس کو ایک
 شک حسرت کی طرح گر کر زاپیدا ہوئے ابر باری مانند پہ پہنا نذر حجب لفت
 ہوا قبطین نے بحسب و حرکتی کی شراب سے اپنے خم خالی کیے کراں حیرت
 نے اس نورانی بیاض سے آنکھ نہ اٹھائی اپنی سرخوشی کی ترنگ میں بولا بھی واہ
 سبحان اس کے سو اکچہ نہ یوں مست ہو تو ایسا ہو شراب ہو تو ایسی ہو ذوق ہو تو
 ایسا ہو کتاب ہو تو ایسی ہو خیر اس ہوش معاذ اسد ہشیار کی بغیر ہی ست خضر
 خبر داری ایک طرف خیال تو کرودہ بیاض کہا سرواگیر بیاض تھی جسے
 تہلکون کے بعد بھی حور و غلمان کی دلکش داوان سے جام دینی پر پاسے نگاہ
 کو سجادہ محویت سے لعزش ہونے دی اسدی بدلتی و شکر ختم ہی جیکے
 آگے حافظ شیراز عذاب ہما سے شمع نبات کو شمع خفیل جہانے خسرو و شفق

عارض شیرین کو قصب الزریر تعبیر کرے الحق یہ دیوان فصاحت عنوان وہ
 گنجینہ مضامین ہر حسین ہر شعر منتخب ہر توحید میں نعرہ عارف سوز و گداز میں نالہ
 عشاق عیش و نشاط میں نغمہ زہرہ مے آشامی میں ہاسے ہوئے سرمد جوش بہار
 میں صباحِ جنت و ردا نگہری میں کہ ناتوان زخم و جراحت میں گریہ و نو نشان غرض
 ہر رنگ میں جان فصاحت ناب و توان بلاغت ہر سدا الحمد کہ یہ صحیفہ معجز طرازی
 بحسن سعی کا پردہ ازان کا رخانہ بلع نامی فشی نو کشور واقع کشور میں بعالی ہمتی
 جناب فشی پر اگ نرلین صاحب دہم اقبالہ مالک بلع موصوفت ماہ جون سنہ ۱۳۰۷ ع
 چھپکر لذت افزاے مذاق اہل دانش ہوا اگر کوئی کہیں نقطہ یا شوشہ بجا ہو تو آراہ
 نظر فرمائیے فرامین معافی کا خط اطمینان فقط

تمت الکلام





نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات - اشارہ اللہ خان	۱۰	دیوان وقار از راجہ کشن مکدر	۱۰
شاعر نامی -	۱۰	صاحب تخلص بہ وقار رئیس مشہور	۱۰
کلیات نسلخ - عمدہ کلیات	۱۰	بلاری ضلع مراد آباد -	۱۰
مولفہ و مصنفہ مولوی	۱۰	بہارستان اشعار - مصنفہ	۱۰
عبد الغفور خان بہادر -	۱۰	راکے کشن مکدر صاحب تخلص بہ وقار	۱۰
یہ کلیات شامل دس رسالہ ہیں	۱۰	کلیات وہبی - کلام مخمور کمال	۱۰
از انجملہ بعض حسب ذیل علحدہ	۱۰	منشی شبور پرشار و قسم کاغذ -	۱۰
بھی فروخت ہوتے ہیں -	۱۰	(۱) کاغذ سفید چکنا -	۹
(۱) شاہ عشرت -	۶ پائی	(۲) کاغذ سفید رسمی -	۶
(۲) سخن شعرا -	۱۵	دیوان غافل از نور خان غافل	۲۴
(۳) زبان ریختہ -	۶ پائی	دیوان ذوق - مولوی استاد	۳۳
(۴) قطرہ منتخب -	۳۳	معروف -	۳۳
کلیات صنعت - عجیب صنعت	۹	دیوان قدرا - جلد ثانی -	۶
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور	۱۲	دیوان داغ -	۱۲
عارف بامد کا کروی -	۱۱	گلزار داغ -	۹
کلیات نظیر اکبر آبادی -	۶	آفتاب داغ -	۱۲

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۲۲	الطف علیخان بریلوی۔	۲۲	دیوان زندہ شہور از لڑاب
	دیوان نیاز۔ کلام حضرت	۲۲	سید محمد خان زندہ۔
۲۲	شاہ نیاز احمد بریلوی۔		دیوان غالب۔ از مرزا
	شرح یوسفی دیوان حافظ۔	۲۲	اسد اللہ خان غالب بریلوی۔
	از مولوی محمد یوسف علی شاہ		دیوان مرغوب جہان کلام
۲۲	چشتی نظامی۔	۲۲	سید شکیل حسین خان۔
	دیوان نعت سروری۔ از		دیوان امیر مہر مہم بہر آقا غیب
۲۲	منفی غلام سرور لاہوری۔	۱۱	استاد بنظیر۔
۲۲	دیوان جبرائیل از مرزا حسین		دیوان خواجہ میر درد۔
	دیوان عاشقی۔ از پندت	۲۲	دہلوی عارف ولی۔
۲	کنشیا لال۔		دیوان بہار عرب کلام مولانا
	دیوان واسطی۔ کلام سید	۲۲	محمد زبیر شمس بہ حافظہ
۲۲	فضل رسول خان قلعہ دار سندھ		بہارستان سخن۔ تین استاد
	دیوان حمدا یزدی۔ کلام منفی		کام کلام حمدی دہمویق نایخ
	کلام سرور لاہوری۔	۲۲	دانش و آباد از محمدی حسین خان
			دیوان لطف۔ از حافظ

